بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلاصۃ تفسیر القرآن

جلد ۵

حقوق نسواں

استاذ التفسیر مفتی حمید الرحمن عباسی مدظلہ

مدرسہ قاسم العلوم

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَّرَحْمَةً

(القرآن الحکیم)

خلاصہ تفسیر القرآن

حقوقِ نسواں

طٰہٰ

جلد خامس

تالیف

استاذ تفسیر مولانا حمید الرحمان عباسی

انجمن خدام الدین، شیرانوالہ دروازہ، لاہور۔

پبلشرز، بک سیلرز

مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور

Marfat.com

297.16
ت75ت
۹۲۱۰۸
جلد ۵

جملہ حقوق محفوظ

اشاعت	———	اوّل
نام کتاب	———	خلاصہ تفسیر القرآن
مؤلف	———	حمید الرحمان عباسی
تعداد	———	گیارہ سو
طباعت		اصغر پریس، لاہور

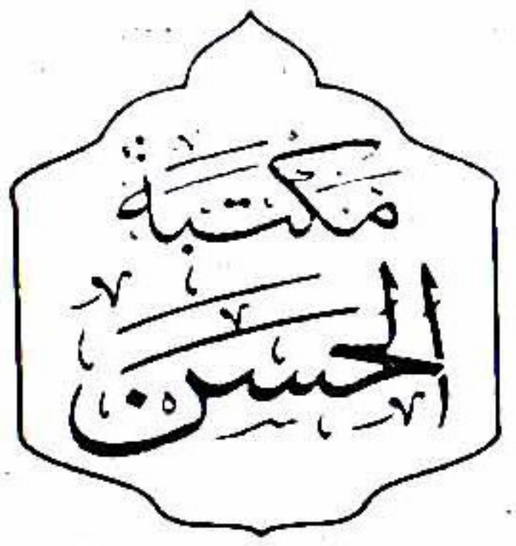
مکتبۃ الحسن

پبلشرز، بک سیلرز

33 - حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور

042-7241355,042-7018002,0300-4339699

Marfat.com

فہرست

۱ -	تعارف خلاصہ تفسیر القرآن ۔	۱۴
۲ -	خصوصیات جلد خامس خلاصہ تفسیر القرآن ۔	۱۶
۳ -	اصطلاحات متعلقہ احادیث مندرجہ خلاصہ تفسیر القرآن ۔	۱۷
۴ -	تمہید	۱۹
۵ -	نسلِ انسانی کی ابتدا اور تخلیق نسواں کا مقصد افرادی قوت پیدا کرنا مرد کا سکون زینت اور ذریعہ محبت ہے ۔	۲۱
۶ -	حکم نکاح اور چار بیویوں تک کی اجازت ۔	۳۴
۷ -	مشرک مرد اور عورت سے نکاح حرام ہے ۔	۳۵
۸ -	زانی مرد سے اور عورت سے نکاح پسندیدہ نہیں ہے ۔	۳۸
۹ -	معیار نکاح میں ایمان کے ساتھ دین دار ہونا ضروری ہے ۔	۳۹
۱۰ -	نیک عورت دنیا کا بہترین سامان ہے ۔	۴۰
۱۱ -	نیک مرد یا عورت مل جائے تو نکاح میں تاخیر نہیں کرنا چاہیئے ۔	۴۱
۱۲ -	حُرّہ کے ساتھ نکاح کو زیادہ ترجیح ہے ۔	۴۲
۱۳ -	زناکاری کا عبرت ناک واقعہ	۴۳
۱۴ -	نیک عورت کا مقام تقویٰ کے بعد ہے ۔	۴۶
۱۵ -	نیک عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے آدھا دین مکمل ہوتا ہے ۔	۴۸
۱۶ -	زانی کا ایمان سلب ہو جاتا ہے ۔	"

Marfat.com

۱۷-	شرک کے بعد دوسرے نمبر پر بڑا گناہ زنا ہے۔	۴۹
۱۸-	نکاح کے معاملہ میں آسانی پیدا کرنا چاہیئے۔	۵۰
۱۹-	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ۔	۵۱
۲۰-	نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۵۴
۲۱-	نکاح حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۵۶
۲۲-	نکاح ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۵۸
۲۳-	نکاح ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۶۲
۲۴-	نکاح زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۶۴
۲۵-	نکاح صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۶۷
۲۶-	نکاح جویریہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۷۰
۲۷-	نکاح میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۷۲
۲۸-	نکاح سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	〃
۲۹-	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی۔	۷۹
۳۰-	بیوہ کا نکاح کرانے والے کی فضیلت۔	۸۹
۳۱-	نکاح حضرت زینبؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	۹۱
۳۲-	نکاح رقیہؓ و اُمّ کلثومؓ بنتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	〃
۳۳-	نکاح فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	〃
۳۴-	مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۹۳
۳۵-	ولیمہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔	۹۴
۳۶-	جہیز فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا	۹۵
۳۷-	نکاح سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۹۹
۳۸	نکاح جلیبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔	۱۰۶

Marfat.com

۳۹	مسئلہ تعدد ازدواج ۔	۱۱۳
۴۰	حکمت تحدید ازدواج ۔	۱۱۴
۴۱	تحقیق صلاحیت قبل النکاح ۔	۱۱۶
۴۲	ولایت نکاح اور عورت سے حصولِ اجازت ۔	۱۱۷
۴۳	نکاح کے بارے میں عورت سے مشورہ کرنا چاہیئے ۔	۱۱۹
۴۴	بوقت نکاح عاقلہ بالغہ عورت کو اپنے وارثوں سے مشورہ کرنا چاہیئے ۔	۱۲۳
۴۵	بوقت نکاح دو گواہ ضروری ہیں ۔	۱۲۳
۴۶	بلوغت کے بعد فوراً نکاح ہونا چاہیئے ۔	۱۲۴
۴۷	تفصیل محرمات ۔	۱۲۶
۴۸	والدہ کا منصب عالی ۔	۱۳۴
۴۹	اطاعت والدین کی دنیاوی برکات ۔	۱۴۳
۵۰	اطاعت والدین کی اُخروی برکات ۔	۱۴۷
۵۱	والدین کی نافرمانی کی دُنیاوی نحوست ۔	۱۵۳
۵۲	والدین کی نافرمانی کی اُخروی سزا ۔	۱۵۹
۵۳	بڑے بھائی کا احترام بھی والد کے برابر ہے ۔	۱۶۴
۵۴	شروط نکاح ۔ شرط اوّل ۔	۱۶۸
۵۵	متعہ اور نکاح موقت حرام ہے ۔	۱۷۸
۵۶	عورت کے بقیہ اخراجات بھی خاوند کے سپرد ہیں ۔	۱۸۳
۵۷	نکاح میں بعض منفی چیزوں کا بیان اور پہلی چیز ۔	۱۸۹
۵۸	دوسری منفی چیز کا بیان ۔	۱۹۰
۵۹	تیسری منفی چیز کا بیان	۱۹۱

Marfat.com

۶۰	تشہیرِ نکاح	۱۹۳
۶۱	حرام گانوں کی تفصیل۔	۲۰۳
۶۲	لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اور اس کا طریقہ۔	۲۰۶
۶۳	عورتوں سے مجامعت اور ہم بستر ہونے کا طریقہ۔	۲۱۱
۶۴	عورتوں کا پائخانہ والا راستہ استعمال کرنے والا ملعون ہے۔	۲۲۰
۶۵	اپنی بیوی کا بھید ظاہر کرنا گناہ ہے۔	۲۲۱
۶۶	ضبطِ تولید عورت کی اجازت کے سوا جائز نہیں ہے۔	۲۲۲
۶۷	حمل اور رضاعت میں جماع سے بچنا چاہیئے۔	۲۲۳
۶۸	دعوتِ ولیمہ۔	۲۲۴
۶۹	ولیمہ کے سلسلہ میں رسول اللہ کا اپنا عملی نمونہ۔	۲۲۷
	دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے۔	۲۳۹
۷۰	بغیر دعوت کسی کے کھانے میں شریک نہیں ہونا چاہیئے۔	۲۳۰
۷۱	دعوتِ ولیمہ کا وقت۔	۲۳۴
۷۲	مطلقہ عورت مندرجہ ذیل شرائط کے تحت اپنی مرضی کی شادی کر سکتی ہے۔	۲۳۵
۷۳	ہر مجرّد باصلاحیت مرد اور عورت کا نکاح کرانا چاہیئے۔	۲۳۸
۷۴	ایک سے زائد بیویاں ہوں تو مساوات کا طریقہ۔	۲۴۲
۷۵	عورتوں کے عقائد۔ اعمال اور اخلاقی اصلاح بھی مردوں پر لازم ہے۔	۲۵۲
۷۶	خاوند اپنی بیوی کو مارنے میں حد سے تجاوز نہ کرے۔	۲۶۴
۷۷	خاوند کو اپنی بیوی کے ساتھ کبھی ظرافت اور خوش طبعی بھی کرنا چاہیئے۔	۲۷۱

Marfat.com

۷۸۔ عورتوں کا نفقہ اور ازدواجی تعلقات عبادت ہے۔ ۲۸۰

۷۹۔ عورت پر خاوند کی اطاعت کرنا لازم ہے۔ ۲۸۳

۸۰۔ خاوند کی اطاعت نفلی عبادت سے مقدم ہے۔ ۲۸۶

۸۱۔ خاوند کا مرتبہ اور اس کا گھریلو کام وغیرہ۔ ۲۹۸

۸۲۔ خاوند کی فرمانبرداری کی فضیلت۔ ۳۰۱

۸۳۔ خاوند کی نافرمانی کی سزا۔ ۳۰۴

۸۴۔ عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ ظرافت بھی کرنا چاہیئے۔ ۳۰۶

۸۵۔ میاں بیوی کا اختلاف رفع کرنے کے لیے مصالحتی کمیٹی ہونا چاہیئے۔ ۳۱۱

۸۶۔ طلاق سے بچنے کے لیے عورت اپنے بعض حقوق چھوڑ سکتی ہے۔ ۳۱۴

ضوابط طلاق ضابطہ اول دوم سوم۔ ۳۱۹

۸۷۔ ضابطہ چہارم دو طلاق کا حکم۔ ۳۲۱

۸۸۔ خاوند اگر تیسری طلاق بھی دے دے تو پھر سوائے حلالہ کے مصالحت جائز نہیں۔ ۳۳۰

۸۹۔ حلالہ کے لیے طلاق کی شرط لگانا مکروہ ہے۔ ۳۳۱

۹۰۔ بے قصور عورت کو اگر خاوند طلاق دے دے تو مہر وغیرہ واپس نہیں لے سکتا۔ ۳۳۳

۹۱۔ عورت اگر خاوند کے عقد میں نہ رہنا چاہے تو اس کا دیا ہوا مہر واپس کر دے۔ ۳۳۶

۹۲۔ اگر بیوی بدزبان، بدچلن ہو تو بھی خاوند اس سے مہر واپس لے سکتا ہے۔ ۳۳۷

۹۳۔ مہر واپس کرنے کی یا پورا دینے کی حکمت کیا ہے۔ ۳۳۹

۹۴۔ کنایہ الفاظ سے طلاق بائن پڑتی ہے۔ ۳۴۲

Marfat.com

۹۵-	خاوند اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار سونپ سکتا ہے۔	۳۴۲
۹۶-	نکاح سے پہلے طلاق واقع نہیں ہوتی۔	۳۴۴
۹۷-	نکاح طلاق اور رجوع بلا ارادہ بھی واقع ہو جاتے ہیں۔	۳۴۶
۹۸-	جبری طلاق واقع نہیں ہوتی۔	۳۴۷
۹۹-	مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔	〃
۱۰۰-	سوئے اور سوئے ہوئے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔	۳۴۸
۱۰۱-	خاوند عورت کے پاس نہ جانے کی قسم اُٹھائے تو اس کا حکم۔	۳۴۹
		۳۵۱
۱۰۲-	ایلا میں چار ماہ کی حکمت کا بیان۔	
۱۰۳-	قانون الٰہی کو غلط استعمال نہ کیا جائے۔	۳۵۴
۱۰۴-	خاوند اگر قبل از ہمبستری یا قبل از تقرر مہر اپنی بیوی کو طلاق دے دے تو اس کے احکام۔	۳۵۶ ۳۵۸
۱۰۵-	مہر اور ہدیہ میں فرق اور اس کی حکمت۔	
۱۰۶-	بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دینے کا بیان۔	۳۶۰
۱۰۷-	بیوی کو اپنی محارم سے تشبیہ دینے کا بیان۔	۳۶۵
۱۰۸-	عدّت کے احکام کا بیان۔	۳۷۳
۱۰۹-	بوڑھی اور نابالغہ عورت کی عدت تین ماہ اور حاملہ کی وضع حمل ہے	۳۷۹
۱۱۰-	بیوہ کی عدت اور اس کے احکام کا بیان۔	۳۸۷
۱۱۱-	عدت وفات کی حکمت۔	۴۰۰
۱۱۲-	ازدواجی تعلقات استوار کرنے سے قبل ہی اگر خاوند بیوی کو طلاق دے دے تو اس کی عدت نہیں۔	۴۰۲
۱۱۳	بچوں کو دودھ پلانے کی ذمہ داری ماں پر ہے بشرطیکہ معذور نہ ہو۔	۴۰۴

Marfat.com

۱۱۴- مریض کو خون وغیرہ دینے کا مسئلہ۔ ۴۰۷

۱۱۵- مساوات زوجین سے عورت معاشی مشکلات میں مبتلا ہو جائیگی۔ ۴۱۰

۱۱۶- اسلام کے عادلانہ نظام کی برکات۔ ۴۱۵

۱۱۷- چھٹا مسئلہ یتیموں کی تربیت کا نرالا دستور۔ "

۱۱۸- دودھ چھڑانے کے بعد بلوغت تک بچوں کی تادیب وتربیت بھی ماں کے سپرد ہے: ۴۱۸

۱۱۹- بلوغت کے بعد بچے کو اختیار ہے کہ ماں کے پاس رہے ۴۲۲

۱۲۰- یا باپ کے پاس۔

والدہ میں اولاد کو صحیح تربیت دینے کی صلاحیت اگر نہ ہو ۴۲۶

۱۲۱- تو بلوغت سے پہلے بھی باپ انہیں والدہ سے جدا کر سکتا ہے۔

۱۲۲- تربیت اولاد کے فضائل۔ ۴۳۱

۱۲۳- بچیوں کی تربیت کی خصوصی برکات۔ ۴۳۳

۱۲۴- یتیموں کے ساتھ حُسن سلوک کی تفصیل۔ ۴۴۳

۱۲۵- یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانے کی اُخروی سزا۔ ۴۵۱

۱۲۶- یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانے کی دُنیاوی سزا۔ ۴۵۷

۱۲۷- یتیموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کے فضائل اور برکات۔ ۴۵۹

۱۲۸- عورتیں اور یتیم اپنے زیادہ قریبی رشتہ داروں کی وراثت میں شریک ہیں۔ ۴۶۴

۱۲۹- حقوق مقدمہ علی المیراث ۴۸۵

۱۳۰- اولاد کا حصّہ ۴۸۶

۱۳۱- لڑکیوں کو حصّہ دینے کی اہمیت ۴۸۷

Marfat.com

۱۳۲-	والدین کا حصّہ	۴۹۰
۱۳۳-	شوہر اور بیوی کا حصّہ	۴۹۳
۱۳۴-	کلالہ کی میراث	۴۹۴
۱۳۵-	بہن بھائی کا حصّہ۔	۴۹۶
۱۳۶	وصیت کے مسائل۔	//
۱۳۷-	غیر مضار کی تفسیر۔	۴۹۹
۱۳۸-	مقررہ حصّوں کے مطابق تقسیم کرنے کی تاکید۔	۵۰۰
۱۳۹-	تکملہ احکام میراث مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا۔	۵۰۱
۱۴۰-	قاتل کی میراث۔	۵۰۲
۱۴۱-	پیٹ میں جو بچہ ہے اس کی میراث۔	۵۰۳
۱۴۲-	معتدّہ کی میراث۔	//
۱۴۳-	عصبات کی میراث۔	۵۰۴
۱۴۴-	انسداد زناکاری اور فحاشی۔	۵۰۹
	زنا سے بچنے والوں کی دنیاوی اور اخروی کامیابی کا بیان۔	۵۱۲
۱۴۶-	زنا کی مذمت کا بیان۔	۵۱۴
۱۴۷-	زنا کی دنیاوی تباہ کاری۔	۵۱۹
۱۴۸	زنا کے ذریعہ انسانی شیرازہ بکھیرنے والوں کی دنیاوی سزا اور اس کے ثبوت کا طریقہ۔	۵۲۳
۱۴۹	زانی اور زانیہ کنوارے ہوں تو ان کی سزا سو دُرّے ہے اور شادی شدہ کی سزا رجم ہے۔	۵۲۷
۱۵۰-	زانی مرد یا عورت چار مرتبہ زنا کا از سرِ خود اعتراف کریں تو بھی ان پر شرعی حد نافذ ہوگی۔	۵۳۷

Marfat.com

۱۵۱- معترف زنا حد قائم ہونے سے پہلے یا درمیان میں اگر منحرف ہو جائے تو حد ساقط ہو جائے گی۔ ۵۴۸

۱۵۲- زانی اور زانیہ اگر جماع کریں تب ان پر حد لازم ہوگی۔ ۵۵۱

۱۵۳- غلط فہمی میں دُرّوں کی حد لگ جانے سے رجم ساقط نہیں ہوتا۔ ۵۵۵

۱۵۴- زنا بالجبر سے حد لازم نہیں ہوتی۔ ۵۵۷

۱۵۵- لوطی کی سزا کا بیان۔ ۵۵۹

۱۵۶- عوام حدود معاف کر سکتی ہے حکومت معاف نہیں کر سکتی۔ ۵۶۷

۱۵۷- عزت والوں کی حدود معاف نہیں ہو سکتی۔ ۵۶۹

۱۵۸- حکام اپنے اقربا پر بھی حدود نافذ کریں۔ ۵۷۰

۱۵۹- نفاذِ حدود اللہ کی برکات۔ ۵۷۱

۱۶۰- تہمتِ زنا کی دُنیوی سزا۔ ۵۷۲

۱۶۱- تہمتِ زنا کی اُخروی سزا۔ ۵۷۴

۱۶۲- ناموسِ حضرت سارہ کے تحفظ کا واقعہ۔ ۵۷۸

۱۶۳- حضرت یوسف علیہ السلام کی پاک دامنی کے تحفظ کا واقعہ۔ ۵۸۰

۱۶۴ حضرت مُوسیٰ علیہ السلام کی پاک دامنی کے تحفظ کا واقعہ۔ ۵۸۳

۱۶۵ حضرت مریم بتول کی پاک دامنی کے تحفظ کا واقعہ۔ ۵۸۴

۱۶۶ تین پارساؤں کا واقعہ۔ ۵۸۸

۱۶۷ ایک اور پارسا کا واقعہ۔ ۵۹۰

۱۶۸ ایک طالب علم کا واقعہ۔ ۵۹۱

۱۶۹ حضرت عائشہ صدیقہ کی پاکدامنی کی شہادت کا واقعہ۔ ۵۹۳

۱۷۰ مدینہ منورہ کی ایک پارسا خاتون کا واقعہ۔ ۵۹۹

Marfat.com

۱۷۱	ایک مجنونہ کو رُسوا کرنے والے کی ذلّت کا واقعہ۔	۶۰۰
۱۷۲	قانونِ حجاب۔	۶۰۷
۱۷۳	اذن طلب کرنے والے کو چاہیئے کہ اپنا پورا نام بتائے۔	۶۱۶
۱۷۴	صاحب خانہ کا قاصد ساتھ ہو تو بھی اجازت طلب کرنا چاہیئے۔	۶۱۷
۱۷۵	اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت چلا جائے تو صاحب خانہ اسے واپس کر سکتا ہے۔	۶۱۸
۱۷۶	داعی کا قاصد ساتھ ہو اور زیادہ دیر نہ گزرے تو اجازت طلب کرنی کی ضرورت نہیں ہے۔	۶۱۹
۱۷۷	دروازے پر پردہ نہ ہو تو اس کی دائیں یا بائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔	۶۲۰
۱۷۸	بیٹے کو بھی گھر میں داخل ہوتے وقت اپنی والدہ سے اجازت مانگنا چاہیئے۔	۶۲۲
۱۷۹	داماد سُسرال جائے تو اسے بھی اجازت مانگنا چاہیئے۔	۶۲۳
۱۸۰	پردہ کے بقیہ احکام۔	۶۲۴
۱۸۱	اتفاقی نظر معاف ہے۔	۶۲۶
۱۸۲	عورتوں کو نابینا مرد سے بھی پردہ کرنا چاہیئے۔	۶۳۱
۱۸۳	بہتر یہ ہے کہ میاں بیوی بھی ایک دُوسرے کا ستر نہ دیکھیں۔	۶۳۳
۱۸۴	نگاہ نیچی رکھنے کی فضیلت۔	//
۱۸۵	قصداً غیر محرم عورت یا کسی کی شرم والی جگہ کو دیکھنا موجبِ لعنت ہے۔	۶۳۴
۱۸۶	غلام اور بچے تین اوقات میں اجازت مانگ کر کسی گھر میں جائیں۔	۶۳۹
۱۸۷	بچوں کو بلوغت کے بعد اجازت طلب کرنا چاہیئے۔	۶۴۱

Marfat.com

۱۸۸ بوڑھی عورتوں کے لیے پردہ ضروری نہیں ہے۔ ۶۴۲

۱۸۹ عورت بوقتِ ضرورت غیر محرم سے بات کر سکتی ہے۔ ۶۴۳

۱۹۰ عورت بناؤ سنگار کر کے گھر سے نہ نکلے۔ ۶۴۵

۱۹۱ مذکورہ دستور کو عملی جامہ پہنانے والوں کے فضائل۔ ۶۵۵

۱۹۲ آداب دعوت۔ ۶۵۷

۱۹۳ پردے دار گھروں سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگنا چاہیئے۔ ۶۶۴

۱۹۴ بقیہ اسبابِ زنا سے بھی بچنا ضروری ہے۔ ۶۶۷

Marfat.com

تعارف

خلاصہ تفسیر القرآن

جس طرح انسانوں کا کلام دو قسم ہوتا ہے مجمل اور مفصّل۔ اور کلام مفصّل کسی قسم کی تفصیل کا محتاج نہیں ہوتا ہر ایک اس کی مراد سمجھ سکتا ہے اور کلام مجمل بہر حال تفصیل کا محتاج ہوتا ہے اور اس کی صحیح مراد صاحبِ کلام ہی بتا سکتا ہے۔

اسی طرح خداوند پاک کا کلام بھی دو قسم ہے مجمل اور مفصّل۔ عقیدہ توحید و رسالت اور قیامت کے بارے میں جتنی بھی آیات قرآنیہ ہیں وہ تقریباً سب ہی مفصّل ہیں اور اوامر اور نواہی کے متعلق جتنی آیات ہیں وہ سب مجمل ہیں اور ان میں سے بعض آیات کی تفصیل تو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن کریم کے اسی مقام پر یا دوسرے مقامات پر بیان فرما دی ہے اور بعض کی تفصیل جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکمِ خداوندی بیان فرمائی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم۔ یہ قرآن ہم نے آپ کی طرف اس لیے بھیجا ہے تاکہ آپ اس کو لوگوں کے سامنے کھول کر بیان کریں۔ اور لوگوں کو آپ کے بیان پر اعتماد دلانے کیلئے فرمایا وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ یعنی آپ اپنی مرضی سے آیاتِ الٰہی کی تشریح بیان نہیں فرماتے بلکہ آپ کے فرمودات و ملفوظات سب وحی من اللہ ہوتے ہیں اور آپ کے وہ ارشادات احادیث کہلاتے ہیں اور ناچیز نے عوام الناس

کی سہولت کے لیے ان مجمل اور مفصّل آیات اور مفصّل احادیث کو ترتیب دے دی ہے اور طریقہ یہ رکھا ہے کہ پہلے ایک عنوان قائم کیا ہے اور پھر اس پر بطور شہادت اس سے متعلقہ تمام آیات مجملہ جو قرآن کریم کی کسی بھی سورۃ میں موجود ہیں انہیں پیش کیا ہے اور پھر اسی طرح آیاتِ مفصّلہ اور احادیث مفصّلہ دی ہیں اور ان تمام آیات اور احادیث کا لفظی ترجمہ بھی دے دیا ہے اور اس سلسلہ میں کسی صحابی، تابعی یا مجتہد کا قول نقل نہیں کیا گیا صرف فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی اکتفا کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ ناچیز ان کی تفسیر مانتا نہیں بلکہ اس کی وجہ اختصار ہے کیونکہ عوام الناس میں دینی ذوق کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے ایسا طبقہ جب ایسی تفسیر کو دیکھتا ہے کہ جس میں ایک آیت کے بارے میں مختلف اقوال منقول ہیں تو اس کے دل میں نفرت اور بڑھ جاتی ہے اور پھر وہ دینی کتابوں کو ہاتھ لگانے کے لیے بھی تیار نہیں ہوتا چہ جائیکہ انہیں پڑھنا ان کا مطالعہ کرنا اور پھر ان پر عمل کرنا یہ بہت دور کی بات ہے۔

اور اس مجموعہ کا نام خدام نے **تفسیر القرآن** رکھا ہے۔ واللہ الموفق والمعین۔

آخر میں قارئین سے درخواست ہے کہ بارگاہ ایزدی میں ناچیز کی اس حقیر سی مساعی جمیلہ کی قبولیت کی دعا کریں۔ آمین یارب العالمین۔

احقر العباد

حمید الرحمٰن عباسی لاہور

خصوصیات

جلد خامس خلاصہ تفسیر القرآن

(۱) اس جلد خامس میں عورتوں کے حقوق اور احکامات کے متعلق جتنی آیات قرآنی یا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تقریباً وہ سب جمع کر دی گئی ہیں۔ اس لیے اس کا نام جلد خامس متعلقہ حقوق نسواں رکھا گیا ہے۔

(۲) پہلے ایک عنوان دیا ہے پھر اس سے متعلقہ تمام آیات اور احادیث دے دی ہیں اور ساتھ ساتھ ترجمہ بھی لکھ دیا ہے اور آیات اور احادیث کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے۔

(۳) بعض آیات میں اگرچہ مردوں کا یا بچوں کا ذکر بھی ہے مگر وہ ضمناً ہے۔

(۴) مختلف اقوال نقل کرنے سے اجتناب کیا ہے تاکہ اختصار رہے اور لوگ اسے دل چسپی سے پڑھیں۔ نیز اللہ تعالیٰ کے کلام میں یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام میں جو رحمت و شفقت ہے وہ کسی دوسرے کے کلام میں نہیں ہے اس لیے کلام اللہ اور کلام رسول پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔

(۵) اس کتاب میں جو عنوانات دیئے گئے ہیں یہ کسی کتاب سے منقول نہیں بلکہ آیات اور احادیث کے مفہوم کو دیکھ کر قائم کیے گئے ہیں۔

(۶) اس کتاب کو اغلاط سے بچانے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے۔ اگر کہیں غلطی ہو تو قارئین سے درخواست ہے کہ از راہ کرم ضرور آگاہ فرمائیں۔ کیوں کہ یہ دینی فریضہ ہے اور انسان خطا کار ہے۔

تعالی اللہ عن ذالك علوًا كبيرًا وتعالى

اللہ الملك الحق۔

عرض کنندہ مؤلف

حمید الرحمان عباسی

Marfat.com

اصطلاحات

متعلقہ احادیث مندرجہ خلاصہ تفسیر القرآن

صحابی:- اس کو کہتے ہیں کہ جس نے حالتِ ایمان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہو اور اس حالت میں وفات پاگیا ہو۔

راوی:- احادیث کے شروع میں جو نام استعمال ہوئے ہیں یہ ان صحابہؓ کے نام ہیں جن سے احادیث نقل کی گئی ہیں اور ان کے آخر میں جو نام آئے ہیں وہ ان کتابوں کے نام ہیں جو آئمہ ناقلین نے تدوین کی ہیں محدثین کی اصطلاح میں ناقل کو راوی اور اس حدیث کو روایت کہتے ہیں۔

متفق علیہ:- یہ وہ حدیث ہے جس کی صحت پر امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اتفاق کیا ہو۔

صحیح لذاتہ:- وہ حدیث ہے جس کے ناقلین ثقہ قسم کے لوگ ہوں۔ اور انہوں نے پوری دیانت اور ضبطہ کے ساتھ حدیث نقل کی ہو اور اس میں سند کے لحاظ سے کوئی سقم نہ ہو۔

Marfat.com

صحیح لغیرہ :- وہ حدیث ہے کہ سند میں کوئی قصور ہو مگر کثرت طرق سے وہ قصور دور کر دیا گیا ہو۔

حسن لذاتہ :- وہ حدیث ہے کہ اس کی صحت میں قصور ہو اور وہ دور کرنے کے لیے کوئی اور حدیث نہ ہو۔

مرفوع :- وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہو۔

موقوف :- وہ حدیث ہے جو صرف صحابی تک پہنچی ہو۔

غریب :- حدیث کا راوی اگر ایک ہو تو اسے غریب کہتے ہیں۔

مُرسَل :- اگر تابعی کے بعد کوئی راوی چھوڑ دیا گیا ہو تو اس حدیث کو مُرسل کہتے ہیں۔

Marfat.com

تمہید

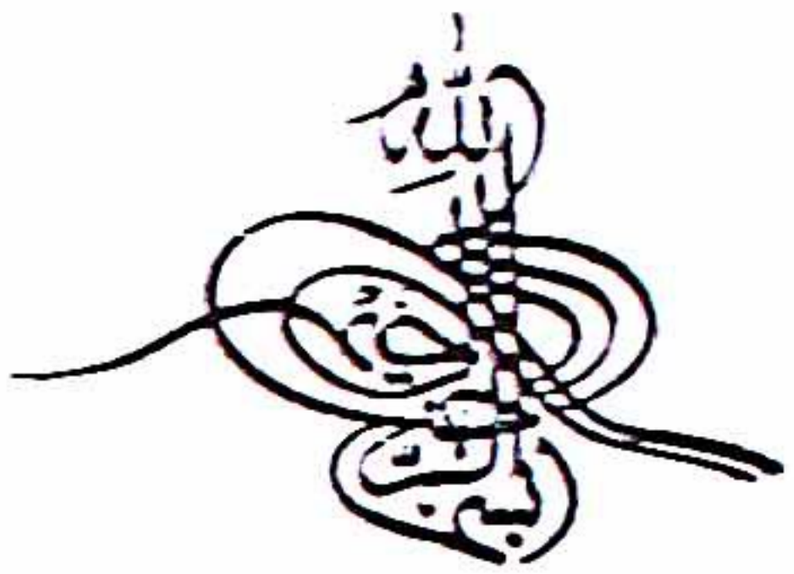

لاکھ لاکھ شکر اور احسان ہے اس خداوندِ پاک کا کہ جس نے اس کائنات کو اپنے کلمۂ کن سے پیدا فرمایا اور ان میں سے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور پھر اپنا تعارف کرانے کے لیے اپنے چیدہ اور برگزیدہ بندوں انبیاء علیہم السلام پر اپنی کتابیں اتاریں اور پھر انہوں نے ان کتابوں کی تعلیم و تدریس اور تبلیغ کے ذریعہ انسانوں کا خدا سے تعارف کرایا اور کروڑوں رحمتیں نازل ہوں اس ہادیٔ برحق خاتم الرُسل محبوب کبریا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی اَن تھک محنت، بے لوث جد و جہد اور دور رس مساعی جمیلہ سے آخری کتاب قرآن حکیم تا قیامت آنے والی نسل انسانی تک پہنچانے کا انتظام و انصرام کیا گیا اور پھر لاکھوں رحمتیں نازل ہوں آپ کے ان تمام صحابہ کرام اور اہل بیت عظام پر کہ جنہوں نے اپنے اس آقا و مولا کے لائے ہوئے دین کو عملی جامہ پہنایا اور اس کے اس پیغام سے شرق و غرب جنوب و شمال تک کے رہنے والے انسانوں کو روشناس کرایا۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى خُصُوْصًا عَلٰى اَفْضَلِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِيَآءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ . اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَكُلَّ ضَلَالَةٍ فِى النَّارِ وَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ وَقَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى وَقَالَ اللهُ تَعَالٰى وَمَا اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

Marfat.com

نسلِ انسانی کی ابتدار

اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ط خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ۝

(اٰل عمران آیت ۵۹)

بے شک عیسیٰ ؑ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے اسے مٹی سے بنایا پھر اسے کہا ہو جا پھر وہ ہو گیا۔

وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ مِنْ قُبْضَۃٍ قَبَضَھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَرْضِ فَجَآءَ بَنُوْ اٰدَمَ عَلٰی قَدْرِ الْاَرْضِ مِنْھُمُ الْاَحْمَرُ وَالْاَبْیَضُ وَالْاَسْوَدُ وَبَیْنَ ذٰلِکَ وَالسَّھْلُ وَالْحُزْنُ

ترجمہ:۔ ابو موسیٰ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جو زمین کے تمام مختلف حصوں سے لی گئی تھی پھر پیدا ہوئی اولادِ آدم اوپر موافق زمین کے بعض سرخ بعض سفید بعض کالے اور بعض درمیانے اور بعض نرم خو اور بعض سخت خو بعض رذیل اخلاق

وَالْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ۔

(رواہ احمد ترمذی وابوداؤد)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَخَذَ اللّٰهُ الْمِيْثَاقَ مِنْ ظَهْرِ اٰدَمَ بِنُعْمَانَ يَعْنِيْ عَرَفَةَ فَاَخْرَجَ مِنْ صُلْبِهٖ كُلَّ ذُرِّيَّةٍ ذَرَأَهَا فَنَثَرَهُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالذَّرِّ ثُمَّ كَلَّمَهُمْ قُبُلًا قَالَ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غَافِلِيْنَ اَوْ تَقُوْلُوْا اِنَّمَا اَشْرَكَ اٰبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِنْ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝

(رواہ احمد)

والے اور بعض پاکیزہ اخلاق والے

ترجمہ:۔ اور حضرت ابن عباس رضؓ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پیٹھ یعنی اس کی اولاد سے عہد لیا میدان عرفات میں۔ نکالی اس کی پیٹھ سے ساری اولاد جو اس نے پیدا کرنا تھی پھر پھیلایا ان کو سامنے آدم کے چیونٹیوں کی طرح پھر ان کے ساتھ بات کی فرمایا کیا میں تمہارا رب ہوں انہوں نے کہا ہاں ہم نے گواہی دی ہے اس لیے کہ کہو گے تم قیامت کے دن کہ بے شک ہم تو اس سے بے خبر تھے یا تم کہو گے کہ بے شک شرک کیا ہمارے آباء نے اس سے پہلے اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے کیا آپ ہمیں اس کی وجہ سے ہلاک کرتے ہیں جو کیا باطل پرستوں نے۔

Marfat.com

۹۲۱۰۸

تشریح حدیث

یہ دونوں احادیث اس پہلی آیت کریمہ کی تشریح ہیں اور پہلی حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی تفصیل بیان فرمائی ہے، اور دوسری حدیث میں آپ کی اولاد کی پیدائش کی تفصیل ہے اور یہ پیدائش عالم ارواح کی ہے جو کیڑیوں کی صورت میں ظاہر ہوئی پہلے حضرت آدم کی پشت سے پیدا ہونے والی اولاد پیدا ہوئی پھر ان کی پشت سے پیدا ہونے والی علیٰ ہذا القیاس اور اس کے بعد جو آیات آرہی ہیں ان میں ان اجسام کے ساتھ جسم خاکی اور عنصری لگنے کی تفصیل بیان فرمائی گئی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝

(سورۃ نساء آیت ۱)

، اے لوگو اپنے رب سے ڈرتے رہو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائے اور اسی اللہ سے ڈرتے رہو جس کا واسطہ دیکر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ داری کے تعلقات بگاڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگرانی کر رہا ہے۔

Marfat.com

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ۝

(سورت اعراف آیت ۱۸۹)

وہ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے آرام پائے پھر جب میاں نے بیوی سے ہمبستری کی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا پھر وہ اس کو لیے پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہوگئی تب دونوں میاں بیوی نے اللہ سے جو اس کا مالک ہے دعا کی اگر آپ نے ہمیں نیک لڑکا دے دیا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۔

(سورۃ روم آیت ۲۱)

اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری قسم سے جوڑے بنائے تاکہ تم اس سے سکون حاصل کرو اور اس نے اس کو تمہارے درمیان پیار اور محبت کا ذریعہ بنایا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝

(سورۃ الحجرات آیت ۱۳)

اے لوگو بے شک ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہارے خاندان اور قومیں بنائی ہیں تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان لو بے شک تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کے نزدیک وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا باخبر ہے۔

Marfat.com

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝

(سورۃ الفرقان آیت ۵۴)

، وہ ہی ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا پھر اس کے لیے رشتہ نسب اور داماد گی قائم کیا اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح

یہاں چند سورتوں کی آیات جمع کی گئی ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ ان میں سے بعض آیات مجمل ہیں اور دوسری بعض ان کی تفصیل ہیں اس لیے ان کو جمع کیا گیا ہے ترتیب یہ ہے کہ سورۃ آل عمران والی آیت میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ابو البشر حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور سورۃ نساء والی آیت میں یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کی ابتدا اور آغاز نفس واحدہ سے فرمائی اور پس معلوم ہوا کہ نفس واحدہ سے مراد حضرت آدم ہیں اور پھر اسی سے اس کی بیوی پیدا فرمائی اور پھر ان دونوں سے بہت سے مردوں کو اور عورتوں کو دنیا میں پھیلا دیا اور آخر میں فرمایا کہ یہ سلسلہ زوجیت تخلیق اور توالد تمہارے درمیان الفت شفقت اور محبت پیدا کرانے کے لیے ہے اور اس کی خلاف ورزی نہ کرنا اور اس کو نہ توڑنا اللہ تعالیٰ چونکہ تمہارا خالق و مالک اور نگران ہے۔ اس لیے اس نے تمہیں آگاہ فرمایا ہے اگر اس کی خلاف ورزی کرو گے تو اس کی گرفت سے نہیں بچو گے اور اس آیت کریمہ میں یہ نہیں بتایا گیا کہ یہ انداز اور سلسلہ تخلیق کس مقصد کے لیے اپنایا گیا ہے۔ اور اعراف والی آیت میں تین چیزیں بیان فرمائی ہیں ایک یہ ہے کہ اس اندازِ تخلیق کا مقصد مرد کو سکون مہیا کرنا ہے اور دوسرا یہ بتایا ہے کہ یہ تخلیق اس نفس واحدہ اور اس کی زوجہ کے باہم جماع سے ہوئی ہے اور تیسرا یہ بتایا ہے کہ وہ دونوں از سر خود خالق و مالک نہیں تھے بلکہ وہ عقیدہ توحید کے قائل تھے اور انہوں نے اپنے لیے سب سے پہلا ولد صالح اللہ تعالیٰ سے مانگ کر

Marfat.com

لیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ سے ایسے ولد صالح کی اعطائی پر اس کا شکر گزار رہنے کا عہد کیا تھا۔ اور سورۃ روم والی آیت میں سورۃ نساء اور اعراف والی آیات کی تائید مزید ہے اور سورۃ حجرات والی آیت کریمہ میں بھی تین چیزیں بتائی ہیں۔

پہلی چیز یہ بتائی ہے کہ وہ نفس وحدہ جس کا ذکر سورۃ نساء اور سورۃ اعراف میں آچکا ہے اس سے مراد مذکر ہے اور اس کا وہ جوڑا مؤنث ہے اور دوسری چیز یہ بتائی ہے کہ اس مذکر اور مؤنث سے دنیا میں جو بڑے بڑے قبیلے اور خاندان بنائے ہیں یہ محض آپس میں تعارف اور نظم نسق کے طور پر بنائے ہیں اس کا مقصد کسی ایک قبیلے کی دوسرے قبیلے پر فوقیت فضیلت اور برتری نہیں ہے اور تیسرا یہ بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں فضیلت اور برتری صرف اور صرف تقویٰ کی بنا پر ہی نصیب ہو سکی ہے۔

اور سورۃ فرقان والی آیت میں تین چیزیں بتائی ہیں ایک یہ کہ نسل انسانی کی یہ تخلیق پانی یعنی اس مذکر اور مؤنث کے باہم ملنے سے جو مادہ منویہ نکل کر رحم مادہ میں جمع ہوتا ہے سے ہوئی ہے اور دوسری چیز یہ بتائی ہے کہ یہ قبائلی اور خاندانی سلسلہ نسب اور دامادگی کی بنا پر ہوا ہے اور تیسری چیز یہ بیان فرمائی ہے کہ اپنے خالق کی قدرت دیکھو کہ ایک پانی کے قطرے سے اس نے کتنی اور کیسی خوبصورت نسل بنائی ہے۔

مقام غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسانی کے لیے مذکورۃ الصدر سلسلہ اپنایا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتے تو اس کے خلاف بھی تو کر سکتے تھے۔ مثلاً جس طرح آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا ہے سارے انسانوں کو یوں ہی پیدا کر دیتے یا جس طرح آدم علیہ السلام سے اس کی بیوی کو پیدا کیا ہے اسی طرح باقی انسانوں کو بھی مرد (باپ) سے ہی پیدا کرتے جاتے یا صرف عورت سے پیدا کرتے جاتے آخر کار ایسا کیوں نہ کیا۔ تو اس کا جواب بھی ان مذکورہ بالا آیات میں ان پانچ

Marfat.com

الفاظ سے دیدیا گیا ہے۔

ارحام[1] ۔ مودّت[2] ۔ رحمت[3] ۔ سکون[4] ۔ تعارف[5]

ان میں سے پہلے تین الفاظ مترادف ہیں مقصد سب کا ایک ہی ہے یعنی انسانوں کے درمیان اخوّت اور محبّت پیدا کرنا اور یہ کام اسی انداز تخلیق سے ہی ہو سکتا ہے صرف مٹی سے پیدا کرنے سے یہ جذبہ انسان میں پیدا نہیں ہو سکتا جیسا کہ ظاہر ہے کہ انسان کو مٹی سے کیا محبّت ہے اور اگر اللہ تعالیٰ صرف باپ سے یا صرف ماں سے پیدا کر دیتے تو بچے سے محبّت تو ہوتی لیکن یہ محبّت تامہ نہ ہوتی اور نومولود بچے کو ایسی محبّت کی ضرورت ہے یعنی ایک وہ محبّت جو ماں کے دل میں موجزن ہے اور ایک وہ محبّت جو باپ کے دِل میں کارفرما ہے ان دونوں محبّتوں سے بچہ پروان چڑھتا ہے اور بامِ عروج تک پہنچتا ہے۔

محبّت معنوں الفاظ میں پائی نہیں جاتی
ع
یہ وہ رازِ حقیقت ہے جو سمجھائی نہیں جاتی

اسی لیے وہ بچے جو شروع روز سے ہی ان دونوں شفقتوں سے یا ایک سے جب محروم ہو جاتے ہیں تو وہ بچارے گلی اور کوچوں میں دھکے کھاتے پھرتے ہیں ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا اور معاشرے کا اوباش طبقہ ان سے جو ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے وہ ظاہر ہے عیاں راچہ بیان پس معلوم ہوا کہ کوئی بھی بچہ صرف مٹی سے یا سوائے ماں باپ کے جنم لینے سے پھل پھول نہیں سکتا اور نہ ہی وہ کبھی ترقی کا منہ دیکھ سکتا ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ع
ہر فرد ہے ملّت کے مقدر کا ستارہ — اقبال

اور ان آیتوں میں چوتھا لفظ لیسکن آیا ہے اور ایک لِتسکنو آیا ہے یہ دونوں سکون سے بنے ہیں اور سکون کے معنی آرام اور راحت کے آتے ہیں اِس کا

مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت میں اللہ تعالیٰ نے ایک مادہ رکھا ہے یہ مادہ اور لادہ ان کی ابتدائے آفرینش سے لے کر تا حدِ بلوغ تک تربیت پاتا اور پکتا رہتا ہے اور بلوغت کے بعد جب وہ بالکل تیار ہو جاتا ہے۔ تو اس کے بعد وہ اس مرد یا عورت میں تادیر ٹھہر نہیں سکے گا اور وہ اپنے اخراج پر اس مرد اور عورت کو مجبور کر دے گا جس طرح کہ باقی فضلات وغیرہ جب تیار ہو جاتے ہیں تو انسان ان کے اخراج پر مجبور ہو جاتا ہے لیکن اب اس مرد اور عورت کے لیے تین راستے ہیں۔

ایک راستہ تو یہ ہے کہ وہ اس مادہ کو ہاتھ سے اخراج کر دیں اس سے ان کو وقتی سکون تو ہو گا لیکن یہ نظام قدرت اور فطرت کے خلاف ہے کیونکہ اس سے نسلِ انسانی ترقی نہیں کر سکے گی اس کے پیشِ نظر یہ بہت بڑا سنگین جرم ہے اور مردوں کے باہم جفت ہونے سے بھی ایسا ہی ہو گا اور اس کے مزید نتائج قبیحہ ایڈز وغیرہ بھی سامنے آچکے ہیں۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ یہ مرد اور عورت اس مادہ یا اس لادہ کو کسی جانور وغیرہ سے اخراج کر لیں تو اس سے بھی ان کو وقتی تسکین ہو جائے گی لیکن اس سے بھی یا تو وہی نقصان ہو گا کہ اولاد پیدا نہیں ہو گی اور اگر بالفرض پیدا ہو بھی گئی تو ان کی عادات و خصائل انسانوں جیسی نہیں ہوں گی بلکہ حیوانوں جیسی ہوں گی اور اس قادرِ مطلق کی منشا یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ حضرت انسان اپنی شکل و صورت میں اور عادات و خصائل میں باقی حیوانات سے ممتاز رہے اور تیسری صورت یہ ہے کہ مرد و زن باہم مل کر اس مادے کا اخراج کریں اس سے ان کی پوری تسکین بھی ہو گی اور باہم الفت بھی ہو گی اور یہی مقصود ہے اور ان آیتوں میں پانچواں لفظ لتعارفوا آیا ہے جو تعارف سے بنا ہے اور اس سے پہلے شعوب اور قبائل کا ذکر ہے یعنی یہ بڑے خاندان اور قومیں آپس میں تعارف کے لیے بنائے ہیں مقصد یہ ہے کہ مرد و زن کے باہم ملاپ سے جو اولاد تولد ہو گی اس نے ہمیشہ آغوش مادر اور چار دیواری کی حد تک محدود تو نہیں رہنا بلکہ اس نے شہر

Marfat.com

وطن اور ممالک تک بھی جانا ہے۔

نظامِ زندگی چلانا ہے اور والدین کب تک اور کہاں تک اس کی یاوری اور دستگیری کرتے رہیں گے ظاہر بات ہے کہ یہ تو ان کے بس کا روگ نہیں ہے لہذا پروردگار نے اسی باپ اور ماں کے توسُّط اور توسُّل سے اسی سلسلہ میں سے برانچ لائنیں نکال دی ہیں جن کو قوم اور شعوب سے تعبیر کیا جاتا ہے یا برادری کے نام سے پکارا جاتا ہے تاکہ یہ جہاں جائے ماں اور باپ کا رشتہ اسے کام آئے۔

اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ	۶ حلال کیا گیا ہے تمہارے لیے روزے
الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ هُنَّ	کی راتوں میں اپنی عورتوں سے جماع کرنا وہ
لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ	تمہارے لیے پردہ ہیں اور تم ان کیلئے پردہ
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ	ہو۔ اللہ کو معلوم ہے کہ تم اپنی جانوں سے
اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا	خیانت کرتے تھے پھر اس نے تمہاری
عَنْكُمْ ۚ فَالْـٰٔنَ بَاشِرُوْهُنَّ	توبہ قبول کی اور تمہیں معاف کیا پس اب
وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۪	ان سے جماع کرو اور طلب کرو جو چیز
وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ	اللہ نے تمہارے لیے لکھی ہے اور کھاؤ
لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ	پیو جبتک کہ تمہارے لیے سفید دھاری کالی
الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۪ ثُمَّ	دھاری سے فجر کے وقت صاف ظاہر
اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ	ہو جائے پھر روزوں کو رات تک پورا کرو
وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ	اور ان سے جماع نہ کرو جب کہ تم مسجدوں
فِى الْمَسٰجِدِ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ	میں معتکف ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان
اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا ؕ كَذٰلِكَ	کے قریب نہ جاؤ اسی طرح اللہ اپنے
يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ	احکام لوگوں کے لیے بیان کرتے رہتے

Marfat.com

يَتَّقُوْنَ ۝ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ
لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ
وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا
اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ
وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ہیں تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔ تمہاری بیبیاں
تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنی کھیتیوں میں
جس حالت میں چاہو آؤ اور اپنے لیے
آئندہ کی بھی تیاری کرو اور اللہ سے ڈرتے
رہو اور جان لو کہ تم ضرور اسے ملو گے اور
ایمان والوں کو خوشخبری سنا دو

(سورۃ بقرہ آیت ۱۸۷ - ۲۲۳)

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ
وَّاَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِيْنَ ۝ وَاِذَا
بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ
لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ
مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۝ اَوَمَنْ
يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ
فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ ۝

(سورۃ زخرف آیت ۱۶ تا ۱۸)

کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے بیٹیاں
لی ہیں اور تمہیں بیٹے چن کر دیئے ہیں اور
جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوشخبری
دی جائے جسے رحمان کے لیے ٹھہراتا ہے
تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ دل
میں کڑھتا رہتا ہے کیا اس کے لیے وہ
ہے جو زیور میں پلتی ہے اور جھگڑے میں
کھل کر بات نہیں کر سکتی۔

تشریح

اِن آیات میں دس مسائل ہیں۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ آدمی ماہ رمضان کی راتوں میں اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے، اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے لیے پردہ اور زینت ہیں، اور تیسرا مسئلہ یہ ہے میاں اور بیوی دونوں کا مقصد اور نیت، نیک اور صالح اولاد ہونا چاہیئے کیونکہ یہ ہی تخلیق انسانی کا مقصد ہے، اور چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ ماہِ رمضان کی راتوں میں انسان کھا پی سکتا ہے، پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ ماہِ رمضان

میں آدمی صبح سے لے کر شام تک روزہ رکھے اس دوران کھانا پینا اور جماع کرنا جائز نہیں ہے اور چھٹا مسئلہ یہ ہے کہ جب آدمی اعتکاف کی نیت کرلے مسجد میں گوشہ نشین ہو جائے تو پھر وہ رات کو بھی اپنی بیوی سے جماع نہیں کر سکتا اس دوران اس کے لیے بیوی کا قرب بھی جائز نہیں ہے، اور ساتواں مسئلہ یہ ہے کہ عورت آدمی کی کھیتی ہے جس کیفیت سے چاہے اس سے ہم بستر ہو سکتا ہے، اور آٹھواں مسئلہ یہ ہے کہ ہر وقت میاں اور بیوی کو مجامعت پر ہی نہیں لگا رہنا چاہیئے بلکہ انہیں فکرِ آخرت بھی کرنا چاہیئے اور نواں مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ جب عورت تمہاری ترقی زینت پیدائش اخوت اور مودت کا ذریعہ ہے اس کی تخلیق کو اپنے لیے نحوست نہ تصوّر کرو بلکہ یہ تو برکات کا ذریعہ ہے، اور دسواں مسئلہ اشارۃً یہ بیان فرمایا ہے کہ اس عورت کی تربیت تمہیں زیور اور اچھے لباس میں کرنا چاہیئے اور اسے دنگا و فساد کے معرکہ میں نہیں لے جانا چاہیئے کیونکہ ایسے معرکوں میں وہ کھل کر نہیں بول سکے گی یہ اس کے بس کا روگ نہیں ہے اور اس وقت یہاں ان تمام دس مسائل کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے اتنا کافی ہے جو بیان ہو گیا ہے۔

البتہ نمبر ۲ اور نمبر ۷ کی تفصیل بیان کرنا مناسب ہے اس لیے پہلے ہم نمبر ۲ کی تفصیل شروع کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے اس مقام پر میاں بیوی دونوں کو ایک دوسرے کے لیے لباس فرمایا ہے۔ یہ کس بنا پر فرمایا ہے بات دراصل یہ ہے کہ یہ مانی ہوئی حقیقت ہے کہ لباس انسان کے لیے زیب و زینت اور پردہ ہے اس لیے کہ انسان کے ہزاروں عیوب چھپ جاتے ہیں یہ انسان کو حیوانات سے ممتاز کرتا ہے اس سے انسان کا وقار بلند ہوتا ہے اس طرح مرد اور عورت کے باہم نکاح کرنے اور ازدواجی تعلقات استوار رکھنے سے بھی ان دونوں کی زینت اور وقار بلند ہوگا اور معاشرے میں ان کو اونچا سمجھا جائے گا اس لیے ان دونوں کو ایک دوسرے کے لباس سے تعبیر فرمایا گیا ہے

Marfat.com

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ میاں بیوی میں سے ہر ایک کو یہ ہی مناسب ہے کہ ایک دوسرے کے عیوب کسی اور پہ واضح نہ کریں اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ میاں بیوی کو یہ جماع کا فعل باپردہ کرنا چاہیئے کیونکہ ان کے باہم نکاح کرنے سے یہ فعل ان کے لیے حلال تو ہوگیا ہے لیکن حیا کا تقاضا یہ ہے کہ یہ فعل درپردہ ہی ہونا چاہیئے ورنہ حیوانوں اور انسانوں میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔

اور ساتویں نمبر میں عورت کو جو کھیتی سے تشبیہہ دی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ جس طرح کھیتی اناج سبزیات وغیرہ کی پیداوار کا ذریعہ ہے اس طرح عورت بھی انسانی افراد کی پیداوار کا ذریعہ ہے اور جس طرح کھیت میں جتنی زیادہ محنت ہو اور بیج اچھا ہو تو اناج اچھا پیدا ہوتا ہے اور اگر کھیت تو اچھا ہو مگر اس میں محنت نہ ہو یا بیج اچھا نہ ہو تو اناج اچھا پیدا نہیں ہوتا۔ بعینہٖ اسی طرح خاوند اگر اپنی بیوی کو خوراک وغیرہ اچھی اور حلال مہیّا کرے اور خود بھی حلال طیّب کھائے اور عورت بھی کسی اور مرد سے تعلقات استوار نہ کرے تو ان کے باہمی تعلقات سے جو اولاد تولّد ہوگی وہ انتہائی نیک صالح متقی اور پرہیزگار ہوگی اور اگر میاں بیوی اس مذکورہ ضابطہ کی خلاف ورزی کریں گے تو ان سے تولّد ہونے والی اولاد نہ صرف ان کے لیے وبالِ جان ہوگی بلکہ پورے معاشرے کے لیے باعث مصیبت ہوگی اس لیے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو کھیتی سے تشبیہہ دیکر نسل انسانی کو ایک بہت بڑے اونچے ضابطے کی تعلیم دے دی ہے ان مذکورہ بالا تفصیلات سے معلوم ہوا کہ نسلِ انسانی کی ترقی اور عروج کا اوّلین ذریعہ عورت ہے کیوں کہ اس سے طبقات اور خاندانوں کے درمیان جوڑ پیدا ہوتا ہے اور یہ افرادی قوّت پیدا کرتی ہے اور افراد کی محنت سے نظام عالم چل رہا ہے اور انسان بامِ عروج تک پہنچا ہوا ہے۔

اور دوسری طرف فساد کا باعث بھی عورت ہی نظر آتی ہے کیونکہ روزمرّہ کی خون

ریزی دنگا فساد قتل وغارت وغیرہ میں بھی عورت کا بہت بڑا دخل ہے بہرحال انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ ایک ہی چیز فساد کا باعث بھی ہے اور ترقی کا بھی آخر کار ایسا کیوں ہے اور کیا کوئی ایسی صورت بھی نکل سکتی ہے کہ یہ عورت صرف اور صرف ترقی کا ذریعہ بنے اور فساد کا نہ بنے۔

بات اصل میں یہ ہے کہ ہر چیز کے استعمال کے کچھ نہ کچھ اصول اور قواعد وضوابط ہوتے ہیں جنہیں ملحوظ رکھ کر ہی انسان ان سے استفادہ کر سکتا ہے ورنہ استفادہ تو کجا وہ چیز از سرِ خود ختم ہو جاتی ہے۔

مثال کے طور پہ گاڑی اس سے استفادہ کا بہترین اصول یہ ہے کہ ایک ہاتھ میں دیکر اسے چلایا جائے اسے بے کار نہ چھوڑا جائے مختلف ہاتھوں میں نہ جائے اس کی صفائی وغیرہ خوب کی جائے خراب پٹرول اس میں نہ ڈلے چلاتے وقت خطرناک گڑھوں سے بچا کر چلائی جائے تو اس سے تادیر فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور اگر انسان ان اصولوں کی خلاف کر کے گاڑی کو چلائے گا تو چند دنوں میں اس کا ناس ہو جائے گا۔

اسی طرح خالقِ کائنات نے انسانی ترقی کے لیے جب اس ذریعہ (عورت) کو پیدا فرمایا ہے تو اس کے لیے بھی کچھ اصول رکھے ہیں اگر انسان انہیں ملحوظ رکھ کر اس سے استفادہ کرے تو یقیناً عورت ترقی کا ذریعہ بنے گی اور اگر انہیں نظر انداز کر دے تو تنزل کا ذریعہ بنے گی۔

ان اصولوں میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ اس کا کسی ایک مرد سے نکاح ہونا چاہیئے اور مختلف ہاتھوں سے اس کو بچانا چاہیئے اور سوائے نکاح کے اس سے کوئی استفادہ نہ کرے ورنہ انسانی ترقی کا یہ عظیم ذریعہ ناکارہ ہو کر رہ جائیگا چنانچہ شب و روز اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے کہ ہزاروں مظلوم بچیاں اوباشوں کی ہوس

Marfat.com

کا نشانہ بنتی ہیں۔ اور حیاتِ عزیز سے خود بھی محروم ہو جاتی ہیں اور ساتھ مردوں کو بھی محروم کر دیتی ہیں۔

حکمِ نکاح اور چار بیویوں تک کی اجازت

چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی۔

، اگر تم یتیم لڑکیوں سے بے انصافی کرنے سے ڈرتے ہو۔

فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً۔

، جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان میں سے دو دو۔ تین تین۔ چار چار سے نکاح کر لو اگر تمہیں خطرہ ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی سے نکاح کرو۔

(سورۃ نسآء آیت ۳)

اس آیت کریمہ کے پہلے حصہ میں ایک ظالمانہ رسم سے روکا ہے کہ یتیم بچیوں کے متولّی خود ان سے نکاح کرتے تھے مگر مہر نہیں دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسی صورت میں اور عورتوں سے نکاح کرو۔

اور بعد والی آیت میں چار امور کا بیان ہے ایک حکم نکاح یعنی بغیرِ نکاح کوئی شخص عورت سے استمتاع کی کوشش نہ کرے کیونکہ یہ بہیمانہ فعل ہوگا اور انسان اشرف المخلوقات ہے عورت اس کا بنیادی عنصر ہے یہ فعل شرفِ انسانی کے سراسر منافی ہے نیز بغیر نکاح استمتاع کی چھٹی دینے سے عورت کی زندگی خطرے میں پڑ جائے گی کیونکہ ہر ایک اسے اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کرے گا۔ نہ رہے کا بانس نہ بجے گی بانسری اور رفتارِ انسانی کی گاڑی رُک جائے گی اس لیے یہ ضروری امر

ہے کہ عورت کسی ایک آدمی کے نکاح میں دی جائے۔

آیت مذکورہ میں جس دوسرے امر کی ترغیب ہے وہ یہ ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کیا جائے جو دل کو پسند ہو کیوں کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے طاب کا لفظ ذکر فرمایا ہے جو طیب سے بنا ہے اور طیب پاکیزہ اور پسندیدہ چیز کو کہتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ایسی عورت سے نکاح کرانا مقصود ہے جو خوبصورت ہو اور قرآن کریم کی بعض دیگر آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صرف ظاہری خوبصورتی کافی نہیں ہے بلکہ عقائد اور اخلاق پاکیزہ ہونا بھی ضروری ہے۔

مشرک مرد اور عورت سے نکاح حرام ہے

جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَّلَوْ اَعْجَبَتْكُمْ ۚ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوْا ؕ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ ۚ وَاللّٰهُ يَدْعُوْٓا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ ۚ وَيُبَيِّنُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝ (بقرہ آیت ۲۲۱)

اور مشرک عورتیں جب تک ایمان نہ لائیں اُن سے نکاح نہ کرو اور مشرک عورتوں سے تو ایمان دار لونڈی بہتر ہے گو وہ تمہیں بھلی معلوم ہو اور مشرک مردوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ ایمان نہ لائیں اور البتہ مومن غلام مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا ہی لگے یہ لوگ دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے اور اور لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ سے یہ بات بالکل واضح طور پر معلوم ہو جاتی ہے کہ شادی کے سلسلہ میں مرد اور عورت کے لیے ایماندار ہونا بھی ضروری ہے اور اگر اُن دونوں میں سے ایک ایماندار نہ ہو تو نکاح جائز نہیں۔ دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں شادی کے سلسلہ میں زیادہ تر تین قسم کا امتیاز برتا جاتا تھا۔

دولت۔ قومیت اور حسن و جمال ایمان اور پاکیزہ اخلاق کی کوئی قدر و قیمت نہیں تھی۔ یہاں تک کہ خوبصورت دولت مند اور اعلیٰ قومیت کے مالک خاندان میں شادی کی جاتی تھی غریب اور گھٹیا خاندان کی لڑکی سے کوئی نکاح نہیں کرتا تھا اور نہ ایسے لڑکے کو کوئی لڑکی دیتا تھا اور یہ غریب خاندان کے لوگ یا تو اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے پر مجبور ہو جاتے اور یا انہیں بدکاری کے اڈے پر بیٹھا دیتے اور ان کی کمائی کھاتے تھے اور یا انہیں اغوا کر کے باندیوں کی شکل میں فروخت کرتے تھے۔

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ مبعوث ہوئے تو آپؐ نے اس گندے نظام کو بدلا اور اس کے بجائے ایمان کا معیار قائم کیا جس کی تصریح مذکورہ آیت میں موجود ہے جس کا خلاصہ اور لبِّ لباب یہ ہے کہ نکاح کا رشتہ صرف اور صرف ایماندار مرد اور عورت کے مابین قائم ہونا چاہیئے اگر یہ معیار اعلیٰ اور دولت مند خاندان میں پایا جائے تو سونے پر سوہاگہ ورنہ اس انتظار میں مرد یا عورت کو بٹھانا نہیں چاہیئے بلکہ ایماندار مرد یا عورت مل جانے کے بعد فوراً نکاح کر دینا چاہیئے۔ خاندان خواہ غریب ہو یا گھٹیا غلام ہو یا باندی خوبصورت ہو یا بدصورت اس کی پرواہ ہرگز نہیں ہونی چاہیئے

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ج وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً

۱۸ اے ایمان والو مشرک تو پلید ہیں پس اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ آنے پائیں اور اگر تم تنگدستی سے ڈرتے ہو تو عنقریب تمہیں

فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

(سورۃ توبہ آیت ۲۸)

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے غنی کرے گا اگر چاہے گا بے شک اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

تشریح

یہ آیت کریمہ اس سے پہلے جو سورہ بقرہ والی آیت ہے اس کی تشریح ہے اس میں مشرکین کے ساتھ مناکحت کے عدمِ جواز کی وجہ یہ بیان فرمائی تھی کہ وہ دوزخ کی دعوت دیتے ہیں اور اس آیت میں دوسری وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ گندے ہیں اور گندگی دو قسم ہے ایک ہے عقیدہ کی گندگی اور ایک ظاہری گندگی، عقیدہ کی گندگی یہ ہے کہ آدمی خدا کی صفات مختصہ (خالقیت، مالکیت ربوبیت اور علمِ غیب) میں کسی بھی مخلوق کو شریک مانے اور جانے یا بالفاظِ دیگر غیر اللہ سے نفع اور نقصان یقین کرنا اور ظاہری گندگی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں کو گندہ اور ناپاک فرمایا ہے وہ چیزیں گندی ہیں۔

مثلاً پیشاب پاخانہ خون مادہ منویہ وغیرہ نجس العین اشیاء اور یہ چیزیں جس بھی پاک چیز کے ساتھ وہ لگ جائیں گی وہ بھی ناپاک ہو جائے گی ظاہر بات ہے کہ ایسی چیزوں سے ایک کافر مشرک تو اجتناب نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا پر یقین نہیں رکھتا اس لیے مسلمانوں کو حکم ہے کہ ایسے عقیدے کے گندے لوگوں کو مسجد حرام کے قریب مت آنے دو اور بقیہ مساجد کا بھی وہ ہی حکم ہے جو مسجد حرام کا ہے کیونکہ وہ گندگی پھیلائیں گے اور اگر تمہارا ان سے کوئی دنیاوی مفاد وابستہ ہے تو اس کی خاطر مسجد حرام کا تقدس پامال مت ہونے دو اور اگر تم حرم پاک کی حفاظت کے لیے کمربستہ ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل و کرم سے مالا مال کر دیں گے اور یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ ایسے جانبازوں

Marfat.com

کو خوب جانتا ہے اور اس کی عنایات اور انعامات کا انداز بڑا ہی حکیمانہ ہوتا ہے۔ اور اسی طرح ایک مؤمن یا مؤمنہ پاک اور طیّب ہیں اور ان کی عزت اور توقیر بھی بیت اللہ کے برابر ہے اور دنیاوی حرص اور لالچ کی خاطر مشرک یا مشرکہ سے ان کا نکاح کرا کر ان کے جامعۂ پارسائی کو داغ دار مت کرو اور اگر تم ان کے ایمان اور تقدس کی چادر کی حفاظت کے لیے تیار ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری ضروریات کا کفیل ہے وہ تمہاری مرضی کا لڑکا یا لڑکی مہیّا کر دے گا۔

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
ع
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ ایسے نیک بندوں کو

اور اگلی آنے والی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے ساتھ نیک سیرت ہونا بھی ضروری ہے۔

زانی مرد اور عورت سے نکاح پسندیدہ نہیں ہے

اَلزَّانِیْ لَا یَنْکِحُ اِلَّا زَانِیَۃً اَوْ مُشْرِکَۃً وَّالزَّانِیَۃُ لَا یَنْکِحُھَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِکٌ وَحُرِّمَ ذٰلِکَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(سورۃ النور آیت ۳)

ما بدکار مرد سوائے بدکار عورت یا مشرکہ کے نکاح نہیں کرے گا اور بدکار عورت سے سوائے بدکار مرد یا مشرک کے اور کوئی نکاح نہیں کرے گا اور ایمان والوں پر یہ حرام کیا گیا ہے۔

اس مذکورہ آیت کی تفسیر میں مختلف اقوال ہیں اس کتاب میں انہیں نقل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں سب کا خلاصہ اور لُبِّ لباب یہ ہے کہ نیک آدمی کا نکاح نیک عورت سے ہونا چاہیئے اور نیک عورت کا نکاح نیک مرد سے ہونا چاہیئے اور بدکاروں کو نیک پاکیزہ اور صالح معاشرہ میں داخل کرنا پسندیدہ نہیں

Marfat.com

ہے چنانچہ مزید تفصیل اگلی آیت میں آرہی ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ۔ (سورۃ نور آیت ۲۶)

۶ ناپاک عورتیں ناپاک مردوں کے لیے ہیں اور ناپاک مرد ناپاک عورتوں کے لیے ہیں اور پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں خبیث اور طیّب کے الفاظ کو جو جمع کے ضمن میں ہیں بار بار دہرایا گیا ہے ثانی الذکر کا لفظی معنی اور تشریح آیت نمبر ۳ میں گزر چکی ہے اور اوّل (خبیث) خُبْثٌ سے بنا ہے جس کے معنی رَدِّی چیز کے آتے ہیں اور اس کا اطلاق رَدِّی عقائد۔ افعال اور اقوال پر بھی ہوتا ہے۔

یعنی صحیح العقیدہ (توحید و رسالت و قیامت) نیک سیرت متقی پرہیزگار باکردار اور خوش اخلاق عورت کا نکاح ایسی صفات کے حامل مرد کے ساتھ مناسب ہے اور بدکرداروں کا نکاح آپس میں مناسب ہے۔ نیک کا نکاح بدکردار سے اور بدکردار کا نکاح نیک سے مناسب نہیں اگرچہ بامرِ مجبوری جائز ہے۔

مزید تفصیل کے لیے ارشادات نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرمائیں۔

معیارِ نکاح میں ایمان کے ساتھ دین دار ہونا بھی ضروری ہے

۱ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْءَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ

۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کے ساتھ نکاح چار چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا

Marfat.com

بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
(مشکوٰۃ ص ۲۶۷)

ہے مال۔ قومیت۔ حُسن۔ دین تو صرف دین والی سے کامیابی حاصل کر تیرے دونوں ہاتھ خاک آلود ہوں۔

اس حدیث پاک کے الفاظ سے صراحتہً یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شادی کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپؐ نے جواب میں پہلے عوامی رسم ورواج اور عادات کو بیان فرمایا کہ لوگ تو اس سلسلہ میں پہلے مال کا لحاظ کرتے ہیں پھر قومیت کا پھر حسن وجمال کا اور چوتھے نمبر پر جس دین سے تعلق ہو اس کا خیال رکھا جاتا ہے۔ ابو ہریرہ تم صرف اور صرف دین کا خیال رکھو باقی تین کی پرواہ مت کرو اور تَرِبَتْ يَدَاكَ کا جملہ بددعا یہ نہیں بلکہ جدّ وجہد سے کنایہ ہے یعنی اس سلسلہ میں انتہائی محنت کرو اگر عورت مال دار ہو اونچی قوم والی ہو خوبصورت ہو دین دار بھی تو اچھی بات ہے ورنہ کالے رنگ والی ہو غریب ہو گھٹیا خاندان سے تعلق رکھتی ہو لیکن دین دار ہو اس سے نکاح کرلو۔

نیک عورت دنیا کا بہترین سامان ہے

۲ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْءَةُ الصَّالِحَةُ۔
(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم ص ۲۶۷)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سب ہی ساز وسامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک عورت کو دنیا کے

تمام سازوسامان سے بہتر فرمایا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نیک عورت باعثِ خیر و برکت ہے اور ضمناً خود بخود معلوم ہوگیا کہ بدکار اور بداخلاق عورت باعثِ برکت نہیں ہوگی بلکہ باعثِ شر ہوگی یعنی مرد خواہ کتنا ہی امیر کیوں نہ ہو بڑی اونچی برادری سے تعلق رکھتا ہو اور اس کی بیوی سب سے زیادہ خوبصورت ہو لیکن خدا پرست نہ ہو تو اس گھر میں خیر و برکت نہیں ہوگی بلکہ شر فتنہ فساد ہوگا قتل و غارت خونریزی تک نوبت آئے گی اور اس کے مقابلہ میں مرد انتہائی غریب ہو گھٹیا خاندان کا ہو عورت بدصورت ہو پر نیک ہو تو اس گھر میں خیر و برکت ہوگی امن اور سکون ہوگا۔

نیک عورت یا مرد مل جائے تو نکاح میں تاخیر نہیں کرنا چاہیئے

۳ وَعَنْهُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَیْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی ص ۲۶۷)

۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تمہاری طرف کوئی ایسا شخص پیغام نکاح بھیجے جس کے دین اور اخلاق کو تم پسند کرتے ہو تو اس کو نکاح کردو اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت بڑا فتنہ و فساد ہوگا۔

اس سے پہلے دو حدیثوں میں مردوں کو نیک عورتوں سے نکاح کی ترغیب تھی اور اس حدیث میں عورت کے وارثوں کو حکم ہے کہ دین اور اخلاق کے لحاظ سے اچھا آدمی مل جائے تو اپنی لڑکی اس کو نکاح کرکے دے دو۔ دولت، قومیت اور

Marfat.com

حسن وجمال کے لالچ میں پڑ کر اپنی لڑکی گھر میں نہ بیٹھاؤ ورنہ زمین میں فتنہ وفساد پیدا ہوگا زناکاری پھیلے گی اور اس پر کشت وخون ہوگا خصوصًا آج کل کے آزاد معاشرہ میں لڑکی گھر میں اپنے باپ اور بھائیوں سے بھی اپنی عزت محفوظ نہیں رکھ سکے گی۔ اور اس قسم کے سینکڑوں واقعات اور شواہد موجود ہیں۔ لہٰذا بلوغت کے بعد لڑکی کا نکاح فورًا کر دینا چاہیئے تاکہ اس کی عزت وآبرو اور ایمان بچ سکے۔

حُرّہ کے ساتھ نکاح کو زیادہ ترجیح ہے

۴ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَلْقَى اللّٰهَ طَاهِرًا مُطَهَّرًا فَلْيَتَزَوَّجِ الْحَرَائِرَ۔

(مشکوٰۃ صـ۲۶۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے پاک صاف ہو کر ملاقات کرے تو اسے چاہیئے کہ آزاد عورتوں سے شادی کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ سے قبل کچھ لوگ تھے جنہیں جانوروں کی طرح منڈیوں میں بیچا جاتا تھا ان میں سے مردوں کو غلام (عَبْد) کہتے تھے اور عورتوں کو باندیاں (اَمَۃ) کہتے تھے اور ان کے مقابل مردوں کو آزاد (حُرّ) اور عورتوں کو آزاد (حُرَّۃ) کہتے تھے اور چونکہ خرید وفروخت کی وجہ سے ان کی عِفّت اور پاک دامنی مشکوک ہوتی تھی اور ان کے مقابلہ میں آزاد (حُرّہ) کی پاکدامنی نسبتًا یقینی تھی اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حَرَائِر کے ساتھ نکاح کو ترجیح دی اور جہاں معاملہ اس کے برعکس ہو یعنی حُرّہ کی پاک دامنی مشکوک ہو اور باندی کی پاک دامنی یقینی ہو وہاں اس کے ساتھ نکاح کرنے کو ترجیح ہے اس کی تفصیل آیت ۲۵

Marfat.com

۳ ۔ ۴ کی تفسیر کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

خلاصہ اور لُبِّ لباب یہ نکلا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ گناہوں سے پاک صاف ہو کر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی زیارت سے مشرف ہو تو اس کو نیک پاکدامن خوبصورت اور خوب سیرت آزاد عورت سے نکاح کرنا چاہیئے اور اس کے برعکس مرد کتنا ہی نیک پارسا متقی پرہیزگار کیوں نہ ہو بدکار بدچلن اور بے ایمان عورت اس کو قعرِ مذلت میں گرا دیگی اور اس کو دولتِ ایمان سے محروم کر کے چھوڑے گی۔ اس سلسلہ میں ایک عارفِ ربّانی نے کیا خوب فرمایا ہے

تا توانی دور شو از یار بد
یار بد بدتر بود از مار بد
مار بد تنہا همیے بر جان زند
یار بد بر جان و بر ایمان زند

ترجمہ:۔ جب تک تجھ سے ہو سکتا ہے بُرے دوست سے بچ، کیونکہ برا دوست برے سانپ سے بھی بُرا ہے، بُرا سانپ ڈس کر انسان کی جان ختم کر دیتا ہے اور برا یار جان اور ایمان دونوں لے جاتا ہے۔

زناکاری کا عبرتناک واقعہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ	۶ اور انہیں اس شخص کا حال سنا دے
اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا	جسے ہم نے اپنی آیتیں دی تھیں پھر وہ
فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ	ان سے نکل گیا پھر اس کے پیچھے شیطان
الْغٰوِيْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ	لگا تو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا اور اگر
بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ	ہم چاہتے تو اُن آیتوں کی برکت سے اسکا

Marfat.com

وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ج فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ
الْكَلْبِ ج اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ
اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ذٰلِكَ مَثَلُ
الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ
يَتَفَكَّرُوْنَ ۝

(سورۃ اعراف آیت ۱۷۶/۱۷۵)

رتبہ بلند کرتے لیکن وہ خود پستی کی طرف مائل
ہوگیا اور اپنی خواہش کے تابع ہوگیا اس کا تو
ایسا حال ہے جیسے کتا اس پر تو سختی کرے
تو بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو بھی یہ ان
لوگوں کا نمونہ ہے جنہوں نے ہماری آیتوں
کو جھٹلایا سو یہ حالات بیان کر دے
شاید کہ وہ فکر کریں۔

تفسیر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی کے بعد بعض روایات کے موافق مصر پر اسلامی حکومت قائم کرنے کے بعد اور بعض کے موافق چونکہ مصر میں کفر کا زور ٹوٹ چکا تھا اس لیے آپ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ اپنی تمام تر توجہ ملک شام پر مرکوز کر دی اور بہت بڑا لشکرِ جرار تیار کر کے شام پر حملہ کر دیا اور وجہ اس کی یہ تھی کہ ملک شام چونکہ حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کا آبائی وطن تھا حضرت یعقوب علیہ السلام کے دور میں یہ ایک اسلامی ریاست تھی مگر ان کے مصر منتقل ہونے سے یہاں ایک کافر قوم عمالقہ کا قبضہ ہوگیا اور یوں یہ اسلامی ریاست کفر میں تبدیل ہوگئی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مصر کو آزاد کرانے کے بعد مناسب سمجھا کہ چونکہ بنی اسرائیل کے جذبات ابھی تازہ ہیں نصرتِ خداوندی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں کہ بہت بڑا جابر ظالم حکمران اپنی پوری قوت کے ساتھ ان پر حملہ آور ہونے والا ان کی آنکھوں کے سامنے غرق ہو چکا ہے لہذا ان جذبات سے فائدہ اٹھا کر ملک شام کو بھی آزاد کرا لینا چاہیئے چنانچہ آپ نے بنی اسرائیل کو تیار کر کے شام پر حملہ کر دیا۔ شامی قوم اگرچہ بڑی بہادر

قوم تھی قرآن کریم میں ان کو "جَبَّارِیْن" سے یاد کیا گیا ہے مگر چونکہ وہ مصریوں کی ذِلّت آمیز شکست کی خبریں سن چکے تھے اور انہیں یقین تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ غیبی طاقت ہے ہم ان کے مقابلے میں جیت نہیں سکتے لہٰذا ہمیں بھی کسی غیبی طاقت کا سہارا لینا چاہیئے چنانچہ اپنے وطن میں رہنے والے "بلعم بن باعورٗ" نامی ایک شخص جس کی ولایت شہرۂ آفاق تھی اور مستجاب الدعوات تھا اس سے کہا کہ آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف بد دعا کریں کہ انہیں شکست ہو اس نے انکار کیا اور کہا کہ میری بد دعا پیغمبر کے خلاف اثر نہیں کر سکتی بلکہ میرا اپنا نقصان ہوگا انہوں نے اصرار کیا اور دنیا کا لالچ پیش کیا پھر بھی انکار کیا بعض روایات میں ہے کہ کسی نے ان کو بتایا کہ یہ بیوی کی بات مانتے ہیں اس کے بجائے ان کی بیوی کے سامنے تحفے تحائف پیش کرو چنانچہ انہوں نے اس کی بیوی کے ساتھ رابطہ کیا اور بڑے بڑے ہدایا پیش کیے وہ لالچ میں آگئی اور ان سے منوا ہی لیا۔ چنانچہ بد دعا کے لیے ایک پہاڑ پر گئے جہاں ان کی فوج تھی اور بد دعا شروع کی اور جوں ہی دل سے سوچ کر یہ الفاظ نکالتے کہ اے اللہ موسیٰ اور اس کی قوم کو شکست دے تو زبان سے یہ الفاظ نکلتے لے اللہ ان شامی کافروں کو شکست دے وہ لوگ یہ الفاظ سن کر چلّا اٹھے کہ یہ کیا کر رہے ہو تم تو ہمیں بد دعا دے رہے ہو اس نے کہا کہ یہ میرے اختیار میں نہیں ہے میں دل سے کچھ اور کہنا چاہتا ہوں مگر زبان سے کچھ اور نکلتا ہے میں نے تمہیں پہلے کہا تھا کہ بنے گا کچھ نہیں اور میرا نقصان ہوگا۔

چنانچہ جو ہونا تھا وہ ہوگیا بہر حال میں تمہیں ایک تجویز بتاتا ہوں اگر تم اُس پر عمل کرو گے تو تمہیں فتح ہوگی اور انہیں شکست ہوگی اور وہ یہ ہے کہ تم اپنی قوم میں سے اچھی خوبصورت لڑکیاں چُن کر ان کی فوج میں بھیج دو وہ ان کے ساتھ جو کریں لڑکیاں انہیں نہ روکیں اس طرح وہ بدکاری میں مبتلا ہوں گے تو انہیں شکست ہو

Marfat.com

گی چنانچہ انہوں نے جب ایسا ہی کیا اور وہ خوبصورت لڑکیاں جب بنی اسرائیل کے کیمپوں میں گئیں اور چونکہ بنی اسرائیل ایک عرصہ دراز سے اپنی عورتوں سے جُدا رہ رہے تھے اس لیے انہیں دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بہت روکا مگر وہ باز نہ آئے چنانچہ اس بدکاری کی وجہ سے ان بنی اسرائیل پر طاعون کی شکل میں عذابِ الٰہی اترا اور ستر ہزار ۷۰۰۰۰ بنی اسرائیل ہلاک ہو گئے اور ادھر سے بلعم بن باعور کی حالت یہ ہو گئی کہ زبان منہ سے باہر نکل کر سینے پر آپڑی اور کتے کی طرح ہانپتا پھرتا تھا یہ ہے بدکار بدچلن اور بے دین عورتوں کی صحبت کی تاثیر کہ ایک کی تو ولایت جاتی رہی اور دوسروں کی فتح شکست میں بدل گئی اور لعنت اتری۔

اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے زنا وغیرہ سے پاک صاف ہو کر ملے اُسے چاہیئے کہ پارسا عورتوں سے شادی کرے ورنہ وہ شرف زیارت سے محروم ہو گا اور پھر جنّت سے محروم ہو گا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

نیک عورت کا مقام تقویٰ کے بعد ہے

۵ وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰہِ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَھَا اَطَاعَتْہُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْھَا

۵ حضرت ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مومن کے لیے خدا خوفی کے بعد نیک عورت سے بہتر کوئی چیز نہیں اگر مرد کسی چیز کا اسے حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اگر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے اگر وہ اُسے قسم

Marfat.com

اَبَرَّتْهُ وَاِنْ غَابَ عَنْهَا نَصَحَتْهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهٖ رَوَابْنُ مَاجَةَ الْاَحَادِیْثَ الثَّلَاثَةَ۔

دے تو اُسے بری کرے اگر وہ اس سے غائب ہو جائے تو اپنی عزّت اور اس کے مال کا تحفظ کرے۔ ابن ماجہ نے یہ تینوں احادیث نقل کی ہیں۔

(بحوالہ مشکوٰۃ صـ ۲۶۸)

اس حدیث پاک میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزوں کو بہتر فرمایا ہے ایک[1] تقویٰ اور دوسرا[2] نیک بیوی مگر تقویٰ کو بیوی سے بھی بہتر فرمایا ہے کیوں کہ تقویٰ کا تعلق دل سے ہے اور باقی اعمال کا تعلق ظاہر سے ہے اگر دل میں تقویٰ پیدا ہو جائے تو باقی اعمال احکامات اوامر اور نواہی کی پیروی انسان خود بخود کرتا ہے کسی بیرونی دباؤ کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر دل میں تقویٰ نہ ہو تو بیرونی دباؤ کچھ نہیں کر سکتا اگر سر بازار پولیس کا ڈر ہوگا یا کسی سے غیرت مانع ہوگی تو تنہائی میں تو کسی کا ڈر خوف نہیں کوئی دیکھنے والا نہیں تاکہ اس سے غیرت کھائے بخلاف تقویٰ کے کہ اس کا حامل خلوت میں ہو یا کہ جلوت میں بدی کا ارتکاب تو کجا دل میں تصور تک نہیں کرتا ہر وقت نیک کام کے متعلق ہی سوچتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں سب سے زیادہ زور اس پر دیا گیا ہے کیونکہ اس کے اپنانے سے معاشرہ تمام برائیاں از سر خود چھوڑ دیتا ہے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا ہے اگر معاشرہ میں تقویٰ نہ ہو تو معاشی برائیاں ختم کرنے کے لیے کوئی حکومت اربہا روپیہ کیوں نہ خرچ کرے کبھی کامیابی نہیں ہوگی۔:

اس لیے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے بہتر تقویٰ کو فرمایا اور دوسرے نمبر پر نیک بیوی کو بہتر فرمایا ہے کیونکہ نیک بیوی کو تقویٰ میں بہت دخل ہے اس کی تفصیل آگے آنے والی حدیث پاک میں آرہی ہے۔

Marfat.com

نیک عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے آدھا دین مکمل ہوتا ہے

۶ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ الْعَبْدُ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ نِصْفَ الدِّيْنِ فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ۔

(بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۶۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی نکاح کرتا ہے تو اپنا نصف دین مکمل کر لیتا ہے اس کے بعد اسے چاہیئے کہ باقی نصف میں خدا سے ڈرے۔

اس حدیث پاک میں انسانیت کے خیر خواہ محبوب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیک متقی اور پارسا عورت سے نکاح کرنے کو نصف دین فرمایا ہے اور کے سوا بقیہ سارے اسلامی ڈھانچہ کو نصف قرار دیا ہے آخر کار اس کی کیا وجہ ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر نکاح نہیں کرے گا تو زنا کرے گا اور زنا کا نقصان آنے والی حدیث میں موجود ہے۔

زانی کا ایمان سلب ہو جاتا ہے

۷ وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَزْنِي الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

(مشکوٰۃ بحوالہ بخاری صـ۱۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی آدمی زنا کی حالت میں مؤمن نہیں رہتا۔

اس حدیث پاک نے سابق حدیث کے مفہوم کو بالکل کھول کر بیان کر دیا ہے

Marfat.com

کہ نکاح کرنا کس طرح نصف دین ہے یعنی اسلام کے بنیادی عقائد توحید رسالت اور قیامت ہیں۔ اوّل الذکر (توحید) کا مقصد یہ ہے کہ اللہ ہی سب کا خالق مالک مربّی و محسن ہے وہی عالم الغیب ہے کائنات کا ہر ذرّہ اس کے علم میں ہے تاریک سیاہ رات میں کالے پتھر پر چلنے والی سیاہ چیونٹی کو دیکھتا ہے اور اس کے پاؤں کی آہٹ کو سنتا ہے اب جو شخص زنا کرتا ہے تو یقیناً اس کا یہ ایمان نہیں رہتا کیونکہ زنا کا ارتکاب بہر حال چھپ کر کیا جاتا ہے کسی کے سامنے نہیں کیا جاتا کیونکہ غیرت اور حیا مانع ہوتا ہے تو اب جو شخص لوگوں سے چھپ کر زنا کرتا ہے تو اس کا مقصد یہ ہے کہ یا تو وہ خدا کو ایسی صفات کا مالک ہی نہیں جانتا اور یا خدا کو ایک انسان کے برابر بھی نہیں سمجھتا کہ اس سے شرماتے بہر حال دونوں صورتوں میں اس کا یہ ایمان سلب ہو جاتا ہے جب عقیدہ توحید ختم ہو گیا تو عقیدہ رسالت اور قیامت از سرِ خود ختم ہو جائیں گے اس کے علاوہ زنا کا باب کھل جانے سے کشت و خون وغیرہ ہزاروں جرائم ہوتے ہیں جن کا سدِّ باب مشکل ہو جاتا ہے اس لیے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے شادی کی اس نے اپنا آدھا دین مکمل کر لیا اب باقی کا تحفّظ ہونا چاہیئے۔

شرک کے بعد دوسرے نمبر پر بڑا گناہ زنا ہے

۸ وَعَنِ الْهَيْثَمِ بْنِ مَالِكِ الطَّائِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشِّرْكِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نُطْفَةٍ وَضَعَهَا رَجُلٌ فِيْ رَحِمٍ لَا

۸ حضرت ہیثم بن مالک طائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک کے بعد اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں کہ انسان نطفہ ایسے رحم میں ڈالے جو اس کے لیے حلال

Marfat.com

یَحِلُّ لَہٗ۔ (ابن کثیر جلد سوم صـ۳۸) نہیں۔

اس حدیث میں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کو سب سے بڑا گناہ قرار دیا ہے اور اس کے بعد دوسرے نمبر پر زنا بڑا گناہ ہے اس سے بچنے کے لیے نیک پارسا اور خوبصورت عورت سے نکاح ضروری ہے۔

نکاح کے معاملہ میں آسانی پیدا کرنا چاہیئے

۹ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً۔ رَوَاھُمَا الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔

(بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۶۸)

۹ حضرت عائشہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں مشقت کم ہو۔

گذشتہ آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہی عورت معاشرہ کی ترقی کا ذریعہ بن سکتی ہے اور با صلاحیت افرادی قوت پیدا کر سکتی ہے۔ جو نیک متقی پرہیز گار پارسا ہو اور از روئے نکاح اس سے استفادہ کیا جائے اور بغیر نکاح اسے نہ چھوا جائے قومیت اور دولت کے چکر میں اس متاعِ عظیم اور قیمتی سرمایہ کو داؤ پہ نہ لگایا جائے بلکہ ہر با صلاحیت مرد کو بذریعہ نکاح اس سے استفادہ کا موقعہ دینا چاہیئے مگر بسا اوقات اس سلسلہ میں مذکورہ بالا امور قومیت، مال، جمال کا لحاظ تو نہیں رکھا جاتا لیکن عین شادی کے موقع پہ برادریوں کے کچھ رسم و رواج ہوتے ہیں کہ ان کو پورا کرنے کے سوا شادی رُکی رہتی ہے مثلاً بعض علاقوں میں سامان جہیز کا رواج ہے اور بعض علاقوں میں مرد کو عورت کی بڑی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے ان کے علاوہ اور بھی بڑے گندے

Marfat.com

گندے رسم ورواج ہیں جہیز کا تو یہ حال ہے کہ اگر لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے کو یہ سامان نہ ملے تو وہ اپنی اس منکوحہ بیوی کو آگ لگا دیتا ہے اور یوں انسانی ترقی کا یہ عظیم ذریعہ آرائش اور چند کوڑیوں کی خاطر آگ کی نظر کر دیا جاتا ہے۔

اور جہاں عورت کو خرید کر لایا جاتا ہے وہاں اس بے چاری کو منہ سے بولنے کی اجازت نہیں ہوتی خریدنے والا خواہ انتہائی نکھٹو نامرد کیوں نہ ہو یہ قیمتی سرمایہ اور کائنات کی ترقی کا ذریعہ اس کے گھر میں منجمد پڑا رہتا ہے لہٰذا شادیوں کی رسومات انتہائی ظالمانہ اور ترقی کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بچنے کی ترغیب دی اور فرمایا کہ اس سلسلہ میں جتنی آسانی ہوگی اتنی ہی زیادہ برکت ہو گی اور جتنی زیادہ مشقت اٹھاؤ گے اتنا ہی زیادہ نقصان ہوگا اور مشکلات پیدا ہونگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ

کوئی بھی وعظ و نصیحت اس وقت تک مؤثر اور کارگر نہیں ہو سکتی جب تک کہ واعظ خود اس کا عملی نمونہ پیش نہ کرے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ظالمانہ رسومات کو ختم کرنے کے لیے سب سے پہلے اپنی ذات پر اس قانون کو نافذ فرمایا اور بلا امتیاز قومیت دولت جمال وغیرہ کے انتہائی سادگی کے ساتھ بیوگان سے نکاح کیا۔

دورِ جاہلیت میں جہاں اور غلط قسم کی رسومات تھیں جن کی وجہ سے صنفِ نازک پس رہی تھی وہاں یہ بھی ایک رسم تھی کہ جس عورت کا خاوند مر جاتا پھر اس کو کہیں دوسری جگہ نکاح نہیں کرنے دیتے تھے اُسی مُردہ خاوند کے حق میں بٹھائے رکھتے تھے اور اس راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ میت کے ورثا اور کہیں اس بیوہ کے ورثا بھی ہوتے تھے اور سب سے بڑا ظلم یہ تھا کہ میت کے متروکہ مالِ وراثت میں سے اسے حصہ بھی

Marfat.com

نہیں دیتے تھے اس طرح ہزاروں مظلوم بیوہ گان یا تو اوباش اور ہوس پرستوں کی درندگی کا شکار ہوتیں اور یا روٹی کی خاطر در بدر محنت مزدوری کرتیں اور یوں نسلِ انسانی کی ترقی کا یہ عظیم ذریعہ اور بیش قیمت سرمایہ بیکار پڑا رہتا اوروں کی ترقی تو کجا اپنا مرنا جینا ان کے لیے بہت مشکل کام ہو جاتا تھا۔

ربّ العالمین کی رحمت جوش میں آئی اپنے محبوب رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا فرمایا آپ نے آکر بڑی بہادری اور دلیری کے ساتھ کفر و الحاد اور جبر و استبداد کے ہر راستے میں حق کی دیواریں کھڑی کر دیں اور باطل کے ایوانوں کو اپنے مبارک پاؤں کی ایک ٹھوکر سے مسمار کر ڈالا اور ہر قسم کے خطرات مول لے کر اس رسم کو بھی مٹایا اور عملاً بیوہ گان سے نکاح کیا ظاہر بات ہے کہ جس ذات کے گھر میں کئی کئی دن آگ نہیں جلتی تھی اس کے لیے تو ایک عورت کو سنبھالنا بھی مشکل کام تھا اور آپ نے صرف ایک نہ بلکہ گیارہ سے نکاح کیا ان میں سے صرف ایک عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنواری تھیں باقی سب بیوہ تھیں آپ نے انہیں اپنے سایۂ عاطفت میں سہارا لینے کی جگہ عنایت فرمائی اور اپنے ساتھ روکھا سوکھا کھا کر زندگی بسر کرنے کو ارشاد فرمایا اور آپ کے اس شفیقانہ اور رحیمانہ طرزِ عمل کو دیکھ کر جاہلیّت کے دور کی ستم دیدہ بیوہ گان آپ کے بیت المکرم کی طرف ستارہ صبح سمجھ کر ٹوٹ پڑیں اور بقیہ نان نفقہ کی شروط تو کجا بعض نے اپنا حق مہر بھی معاف کر دیا اور آپ کی زوجیّت اور بیتِ رحمت میں صرف سکونت اپنے لیے باعثِ زینت اور سعادت سمجھی یہاں اس مقام پر اس زمانہ کے اور آج کے بعض مغرب زدہ ناانصاف اور ہوس کے دل دادہ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم کردار اور شفیقانہ رحیمانہ طرزِ عمل کو سراہنے کے بجائے سبوتاژ کرنے کی جسارت کی ہے اور اس کو شہوت پرستی پر محمول کیا ہے حالانکہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت کا انکار اور روز روشن کو رات کہنے کے مترادف ہے اگر آپؐ میں یہ بات ہوتی

Marfat.com

تو دورِ شباب میں آپ کو بیوہ گان کے ساتھ نکاح کرنے کی کیا ضرورت تھی آپ کے لیے۔ کنواری لڑکیوں کی کوئی کمی تو نہیں تھی آپ عرب کے سب سے اونچے قبیلے بنو ہاشم سے تعلق رکھتے تھے سب سے زیادہ خوبصورت پاک باز راست باز اور صدق وصفا کے پیکر تھے آپ کے بدترین دشمن بھی آپ کی ان خوبیوں کی گواہی دیتے تھے اور اللہ پاک نے ستر مردوں کی طاقت آپ کے اندر امانت رکھی تھی آپ اگر لڑکیوں کے دلدادہ اور عورتوں کے پرستار ہوتے تو آپ کو رشتہ کون نہ دیتا کون انکار کرتا۔

تاریخ اس پر گواہ ہے کہ مکّے والوں نے آپ کے سامنے تین قسم کی پیش کش کی ۱؎ کہ اگر آپ عرب کے سربراہ بننا چاہتے ہیں تو ہم آپ کو سربراہ تسلیم کر لیتے ہیں۔ ۲؎ آپ جتنی دولت چاہتے ہیں ہم آپ کو اکٹھی کر دیتے ہیں۔ ۳؎ آپ عرب کی جس خوبصورت اور اونچے قبیلے کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں تو ہم کرا دیتے ہیں۔

مگر صرف ہماری یہ شرط ہے کہ آپ نے جس دین کی آواز لگائی ہے اسے بند کر دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ نہیں ہو سکتا مجھے آپ کی کنواری لڑکیوں کی ضرورت ہے نہ دولت اور سربراہی کی مجھے صرف اپنے اللہ کی رضا چاہیئے اور جو دین اس نے عطا فرمایا ہے اس کا ڈنکا بجاتا رہوں گا اس سے یہ بات بالکل روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ آپ نے جو بیوہ عورتوں سے نکاح کیا اس سے آپ کا مقصد شکستہ دل بیسہارا اور بے آسرا عورتوں کو سہارا دینا تھا اور نسل انسانی کے ترقی کے اس قیمتی ذریعہ اور سرمایہ سے فائدہ اٹھانے کے طریق بتانا تھا چنانچہ آپ نے تمام خطرات کو بالائے طاق رکھ کر اس اصول پر بڑی سختی سے عمل کیا اور گیارہ عورتوں سے نکاح کیا جن میں سے صرف ایک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کنواری تھیں اور ان کے ساتھ چون ۵۴ سال کی عمر میں نکاح کیا باقی سب بیوہ تھیں اور ان کے ساتھ نکاح کرتے وقت کسی قسم کے تکلفات نہیں برتے انتہائی سادہ تقاریب میں آپ کی یہ شادیاں طے پائیں جن کی

تفصیل مندرجہ ذیل احادیث میں موجود ہے۔ حق یہ ہے کہ آپؐ کے یہ کارہائے نمایاں سنہری حروف کے ساتھ لکھنے اور عمل کرنے کے قابل ہیں مگر افسوس کہ آج ان پر عمل کرنے کے بجائے آپ پر طعن و تشنیع ہو رہی ہے اور اسی لیے آج پوری دنیا قعرِ مذلت میں گر چکی ہے۔

نکاح خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ اَوْ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْعٰى غَنَمًا فَاسْتَعْلَى الْغَنَمَ فَكَانَ فِي الْاِبِلِ هُوَ وَشَرِيْكٌ لَهٗ غَاكَنَسَابَا اُخْتَ خَدِيْجَةَ فَلَمَّا قَضَوُ السَّفَرَ بَقِيَ لَهُمْ عَلَيْهَا شَيْءٌ جَعَلَ شَرِيْكُهٗ يَاْتِيْهِمْ يَتَقَاضَاهُمْ وَيَقُوْلُ لِمُحَمَّدٍ اِنْطَلِقْ فَيَقُوْلُ اِذْهَبْ اَنْتَ فَاِنِّيْ اَسْتَحْيِيْ فَقَالَتْ مَرَّةً وَاَتَاهُمْ فَاَيْنَ مُحَمَّدٌ لَا يَجِيْءُ مَعَكَ قَالَ قَدْ قُلْتُ لَهٗ فَزَعَمَ اَنْ يَسْتَحْيِيْ فَقَالَتْ مَا رَاَيْتُ

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ یا آپؐ کے اصحاب میں سے کسی آدمی سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بکریاں چرایا کرتے تھے پھر یہ کام چھوڑ کر آپ اور آپ کا ایک اور شریک کار اونٹوں کے کاروبار میں لگ گئے اور دونوں نے حضرت خدیجہ کی بہن کا اُجرت پر کام شروع کیا جب سفر مکمل کر کے واپس ہوئے تو ان کا کوئی حق اس کے (خدیجہ کی بہن) ذمہ باقی رہ گیا تو اس شریک کار نے تو ان کے پاس آنا جانا شروع کیا اور اپنے حق کا تقاضا شروع کیا اور محمدؐ سے کہتا کہ تم بھی میرے ساتھ چلو آپ فرماتے تم ہی چلو مجھے حیا آتی ہے جب وہ گئے تو اس (خدیجہ کی بہن) نے ایک مرتبہ کہا محمدؐ کہاں ہیں وہ تمہارے

رَجُلًا اَشَدَّ حَیَآءً وَّلَا اَعَفَّ وَلَا اَکْرَمَ وَلَا اَفْوَقَ فِیْ نَفْسِہٖ مِنْہُ قَالَتْ اُخْتُہَا خَدِیْجَۃُ فَبَعَثَتْ اِلَیْہِ فَقَالَتْ اِئْتِ اَبِیْ فَاخْطُبْنِیْ اِلَیْہِ فَقَالَ اَبُوْکِ رَجُلٌ کَثِیْرُ الْمَالِ وَھُوَ لَا یَفْعَلُ قَالَتْ اِنْطَلِقْ فَالْقِہٖ فَکَلِّمْہُ ثُمَّ اَنَا اَکْفِیْہِ وَاِئْتِہٖ عِنْدَ سُکْرِہٖ فَعَلَ فَاَتَاہُ فَزَوَّجَہٗ فَلَمَّا اَصْبَحَ جَلَسَ فِی الْمَجْلِسِ فَقِیْلَ لَہٗ قَدْ اَحْسَنْتَ زَوَّجْتَ مُحَمَّدًا قَالَ اَوَ فَعَلْتُ قَالُوْا نَعَمْ فَقَامَ فَدَخَلَ عَلَیْھَا فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اِلَیَّ قَدْ زَوَّجْتُ مُحَمَّدًا وَمَا فَعَلْتُ قَالَتْ بَلٰی فَلَا تَسْفَھَنَّ رَاْیُکَ فَاِنَّ مُحَمَّدًا کَذَا فَلَمْ تَنْزِلْ بِہٖ حَتّٰی رَضِیَ ثُمَّ بَعَثَتْ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَقِیَّتَیْنِ مِنْ فِضَّۃٍ اَوْ ذَھَبٍ وَقَالَتْ اِشْتَرِ حُلَّۃً

ساتھ نہیں آتے اس نے کہا میں نے انہیں کہا اس کا گمان یہ ہے کہ وہ حیا محسوس کرتے ہیں اس نے کہا میں نے ایسا سخت حیادار پارسا ایسا اور ایسا آدمی نہیں دیکھا اس کی بہن خدیجہ کے دل میں آپ کی محبت بیٹھ گئی تو آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں اور میرے والد صاحب سے میرے ساتھ منگنی کی بات کریں آپ نے فرمایا تمہارے والد بہت مال دار آدمی ہیں وہ ایسا نہیں کریں گے اس نے کہا آپ چلیئے ان سے بلیئے ان سے بات کیجئے پھر میں خود کافی ہوں ان کی طرف سے مگر آپ ان کے پاس اس وقت جائیں جب وہ نشہ میں ہوں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا تشریف لے گئے تو انہوں نے نکاح کر دیا جب صبح اُٹھ کر مجلس میں بیٹھے تو ان سے کہا گیا کہ تم نے اچھا کیا محمدؐ سے اپنی بیٹی کی شادی کر دی اس نے کہا میں نے ایسا کیا ہے انہوں نے کہا ہاں اٹھ کر بیٹی کے پاس گئے اور کہا لوگ کہتے ہیں میں نے اپنی بیٹی کا نکاح محمدؐ سے کر دیا۔ ہے میں تو نہیں

Marfat.com

وَاهْدِهَا اِلَیَّ وَکَبْشًا وَکَذَا وَکَذَا فَفَعَلَ۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۵)

کیا اس نے کہا ہاں کیا ہے اور اب اپنی رائے کمزور نہ کرنا محمدؐ اچھے آدمی ہیں اس کے بعد مسلسل اصرار کرتی رہی جہاں تک کہ وہ راضی ہو گئے پھر اس (خدیجہ) نے محمدؐ کے پاس دو اوقیہ بھیجے چاندی یا سونے کے اور کہا کہ آپ ان سے ایک جوڑا ایک دنبہ اور فلاں فلاں چیزیں خرید کر بطور ہدیہ میرے پاس بھیجیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

تشریح حدیث

اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بذات خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکاح کی پیش کش کی، اپنے والد کے ساتھ گفتگو کے طریقے بتائے۔ اور اپنے والد کو خود اس نکاح پر راضی کیا اور منگنی کے موقعہ پر جو ہدیہ وغیرہ دیا جاتا ہے اس کا خرچ بھی خود برداشت کیا پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیوہ کی دل شکنی نہیں کی اس کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرما لیا حالانکہ اس وقت آپؐ کی عمر مبارک ۲۵ سال اور خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی اور انہی کے بطن سے چار لڑکیاں (زینبؓ، رقیہؓ، ام کلثومؓ اور فاطمہؓ) پیدا ہوئیں اور تین لڑکے (طیّب۔ طاہر۔ قاسم) پیدا ہوئے۔

نکاح الحفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ عُمَرَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل ہے

Marfat.com

خُنَيْسُ بْنُ حُذَافَةَ عَرَضْتُ حَفْصَةَ عَلٰى عُثْمَانَ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ عُثْمَانَ فَاِنِّيْ عَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَاَعْرَضَ عَنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ زَوَّجَ اللّٰهُ عُثْمَانَ خَيْرًا مِّنْ اِبْنَتِكَ وَزَوَّجَ اِبْنَتَكَ خَيْرًا مِّنْ عُثْمَانَ فَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَفْصَةَ وَزَوَّجَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ مِنْ عُثْمَانَ۔

انہوں نے فرمایا جب خنیس بن حذافہ فوت کیئے گئے تو میں نے حفصہؓ کے نکاح کے لئے عثمان کو پیش کش کی تو انہوں نے مجھ سے اعراض کیا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا اے اللہ کے رسول آپ تعجب نہیں فرماتے عثمان پر میں نے ان کے سامنے حفصہ کے نکاح کی پیش کش کی تو انہوں نے اعراض کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے عثمان کے لیے تیری بیٹی سے بہتر عورت سے نکاح کر دیا ہے اور تیری بیٹی کا نکاح عثمان سے بہتر آدمی سے کر دیا ہے پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ سے نکاح کیا اور ام کلثوم کا نکاح عثمان سے کیا۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۷)

اس حدیث سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب فوت ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافی پریشانی تھی کیونکہ اس زمانہ میں بیوہ عورتوں سے کوئی نکاح نہیں کرتا تھا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دولت اسلام سے مشرف ہو چکے تھے وہ ان پرانی جاہلانہ رسومات کو انتہائی برا سمجھتے تھے اس لیے اپنی اس بیوہ بیٹی کے نکاح کے سلسلہ میں خود جدوجہد شروع کی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

سے فرمایا کہ آپ میری بیٹی سے نکاح کرلیں تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سکوت فرمایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس جاکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکایت کی کہ میں نے عثمان کو ایسا کہا ہے اور انہوں نے مجھے ہاں یا نہ کا جواب تک نہیں دیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تسلی بخش جواب دیکر مطمئن فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نے عثمان کے لیے بہتر عورت کا انتظام فرما دیا ہے اور تیری لڑکی کے لیے بھی بہتر مرد کا انتظام فرما دیا ہے چنانچہ حضرت عثمان کو اپنی لڑکی اُمّ کلثوم نکاح کرکے دی جس کی بہتری ظاہر ہے کہ مؤمنہ ہونے کے ساتھ ساتھ بنت امام الانبیاء بھی ہے اور حضرت حفصہؓ سے خود نکاح کیا اور آپ کا مرتبہ ساری مخلوق سے زیادہ ہے اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیوہ کی دل جوئی کے لیے اس سے شادی کی تھی ورنہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کنواری پہلے گھر میں موجود تھیں ان کے ہوتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بیوہ کے ساتھ شادی کی چنداں ضرورت نہ تھی۔

نکاحِ اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا لَمَّا قَدِمَتِ الْمَدِيْنَةَ اَخْبَرَتْهُمْ اَنَّهَا اِبْنَةُ اَبِيْ اُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ فَكَذَّبُوْهَا حَتّٰى اَنْشَاءَ اُنَاسٌ مِنْهُمُ الْحَجَّ فَقَالُوْا تَكْتُبِيْ اِلٰى اَهْلِكِ فَكَتَبَتْ

ترجمہ:۔ اُمّ سلمہ سے نقل ہے کہ جب وہ مدینہ آئیں انہیں بتایا کہ وہ اُمیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہے تو انہوں نے تکذیب کی یہاں تک کہ کچھ لوگ ان میں سے حج کے لیے جانے لگے تو ان سے کہا کہ آپ اپنے خاندان کی طرف ایک خط لکھ دیں تو میں نے

Marfat.com

مَعَهُمْ فَرَجَعُوْا اِلَى الْمَدِيْنَةِ يُصَدِّقُوْنَهَا فَازْدَادَتْ عَلَيْهِمْ كَرَامَةً قَالَتْ فَلَمَّا وَضَعْتُ زَيْنَبَ جَآءَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَنِيْ فَقُلْتُ مِثْلِيْ تُنْكَحُ اَمَّا اَنَا فَلَا وَلَدَ فِيَّ وَاَنَا غَيُوْرٌ ذَاتُ عِيَالٍ قَالَ اَنَا اَكْبَرُ مِنْكِ وَاَمَّا الْغَيْرَةُ فَيُذْهِبُهَا اللّٰهُ وَاَمَّا الْعِيَالُ فَاِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ فَتَزَوَّجَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَاْتِيْهَا فَيَقُوْلُ اَيْنَ زِنَابُ حَتّٰى جَآءَ عَمَّارٌ فَاخْتَلَجَهَا۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۷)

انہیں لکھ دیا جب وہ لوٹ کر آئے تو انہوں نے تصدیق کی اور ان کی کرامت ان پر بڑھ گئی انہوں نے کہا کہ جب میں نے زینب کو جنا تو میرے پاس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور نکاح کے بارے میں مجھ سے بات کی تو میں نے کہا کہ مجھ جیسی عورت سے نکاح کیا جائیگا اب میں اولاد کے قابل نہیں ہوں غیرت مند ہوں عیال دار بھی ہوں آپؐ نے فرمایا میں تجھ سے بڑا ہوں اور غیرت کا دفاع اللہ کرے گا اور تیرا عیال اللہ اور اس کے رسول کے سپرد ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے ہاں تشریف لاتے تو فرماتے زینب کہاں ہے یہاں تک کہ عمار آئے انہوں نے اسے لے لیا۔

حضرت امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام ہندہ اور کنیّت امّ سلمہ تھی ان کے پہلے شوہر حضرت عبداللہ بن عبدالاسد تھے جو ابوسلمہ کے نام سے مشہور تھے جو ان کے چچازاد اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے حضرت امّ سلمہ رضہ اپنے اس شوہر کے ساتھ ایمان لائیں اور ان ہی کے ساتھ ہجرت کر کے حبشہ چلی

Marfat.com

گئیں وہاں سے پھر واپس مکہ آئیں اور یہاں سے ہجرت کر کے مدینہ آئیں ان کے شوہر حضرت ابو سلمہؓ غزوہ احد میں زخمی ہو گئے تھے جو بعد میں فوت ہو گئے اب چونکہ حضرت ام سلمہؓ بیوہ ہو گئی تھیں حاملہ بھی تھیں اور بھی چھوٹے چھوٹے بچے تھے مہاجرہ تھی یہاں اپنی برادری کا کوئی بھی آدمی نہیں تھا اس لیے یہ وقت آپؓ کے لیے انتہائی مشکل اور کھٹن تھا مگر اس طرف مہاجرین اور انصار میں رشتہ اسلام اتنا بلند و بالا اور راسخ تھا کہ ان کے سامنے دنیوی رشتوں کی کوئی حیثیت نہیں تھی اور پرانی جاہلانہ رسومات ان کے قلب و دماغ سے نکل چکی تھیں کہ بیوہ سے کوئی نکاح نہیں کرتا تھا اب تو وہ عدل و انصاف کے پیکر اور رحماء بینہم بن چکے تھے۔

اس لیے انہوں نے آپ کے نکاح کے سلسلہ میں جدّ و جہد شروع کی چنانچہ اس سلسلہ میں جب نسب کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو ہندہ بنت ابی امیّہ بتایا اور یہ ان کے والد کی کنیت ہے اصلی نام ان کا سہیل اور والدہ کا عاتکہ تھا تاہم صحابہؓ کو اس سے تسلّی نہ ہوئی تو حج کے لیے کچھ انصار گئے اور مزید تحقیق کی معلوم ہوا حضرت ام سلمہؓ نے جو کچھ فرمایا تھا وہ صحیح تھا چنانچہ پھر صحابہؓ کے دلوں میں ان کا احترام اور بڑھ گیا اور ان کی دیکھ بھال شروع کی یہاں تک جب ان کی بیٹی زینب پیدا ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں ان کو پیغام بھیجا تو انہوں نے انکار نہ کیا بلکہ چند عذر پیش کر دیئے۔

(۱) میری عمر زیادہ ہے اولاد کے قابل بھی نہیں ہوں۔

(۲) میں سخت غیور ہوں غرضیکہ پتہ نہیں اور عورتوں کے ہوتے ہوئے گزارا کر سکوں یا نہ۔

(۳) اور صاحب عیال بھی ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تسلّی دیتے ہوئے انتہائی شفیقانہ انداز

Marfat.com

میں فرمایا کہ میں عمر میں تجھ سے بڑا ہوں تیری غیوریت کو اللہ تعالیٰ دفع کر دیں گے تیری اولاد کی ذمہ داری اللہ اور اس کے رسول کے سپرد ہے اس تسلی کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عقد نکاح حضرت امّ سلمہؓ سے ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اس کی اولاد کی دیکھ بھال کرتے تھے جب ان کے گھر میں جاتے تو سب سے پہلے ان کی نوزائدہ بچی زینب کا حال پوچھتے کہ اس کا کیا حال ہے وہ کہاں ہے اور ان کے چھوٹے بچے عمر بن ابی سلمہؓ کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے چنانچہ عمر بن ابی سلمہ خود اس حدیث کے راوی ہیں۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّفْحَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ (مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

ترجمہ:۔ عمر بن ابی سلمہؓ سے نقل ہے کہا میرا بچپن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں گزرا اور میرا ہاتھ برتن میں ادھر ادھر حرکت کرتا تھا پس مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔

از راہِ انصاف اگر غور کیا جائے تو اس کے سوا اور کچھ بھی نظر نہیں آئے گا سوائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بیوہ کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی کرنا چاہتے تھے اور اس کے سوا اور کوئی صورت نظر ہی نہیں آتی تھی سوائے اس کے کہ انہیں اپنے حرم میں لاتے اور امہات المؤمنین میں انہیں شامل کرتے اور ان کے بچوں کو اسلامی تربیت دیتے۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سوا کسی اور صحابی کو ان کے ساتھ نکاح کا حکم

Marfat.com

دیتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے سرتابی ان کے لیے ممکن نہیں تھی وہ ضرور بجا لاتے اور یہ نکاح کر گزرتے کیونکہ وہ تو آپ کے ہر حکم پر کٹ مرنے والے تھے مگر آپؐ رحمۃ للعالمین تھے آپ کی نظرِ شفقت جس طرح امّ سلمہؓ اور ان کے عیال پر تھی اسی طرح ہر ایک صحابی اور صحابیہ پر تھی۔

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عیال دار اور بیوہ عورت کا بارِ گراں کسی اور پر ڈالنا مناسب نہ سمجھا اور ساری زحمتیں خود بنفس نفیس برداشت کیں نیز چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نسل انسانی کے لیے اسوۂ حسنہ تھے آپ نے سوتیلی اولاد کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ بھی بتانا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عملاً بتایا کہ سوتیلی اولاد سے بھی ایسا ہی حسنِ سلوک اور شفیقانہ برتاؤ کرنا چاہیے جس طرح کہ اپنی اولاد سے کیا جاتا ہے۔

نکاحِ اُمِّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ اُمِّ حَبِیْبَۃَ اَنَّھَا کَانَتْ تَحْتَ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ جَحْشٍ فَمَاتَ بِاَرْضِ الْحَبَشَۃِ فَزَوَّجَھَا النَّجَاشِیُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمْھَرَھَا عَنْہُ اَرْبَعَۃَ اٰلَافٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَرْبَعَۃَ اٰلَافِ دِرْھَمٍ وَبَعَثَ بِھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ترجمہ: حضرت ام حبیبہ سے نقل ہے کہ وہ عبیداللہ ابن جحش کے تحت تھیں وہ حبشہ کی سرزمین میں فوت ہو گئے تو نجاشی نے ان کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرا دیا اور اپنی طرف سے چار ہزار درہم مہر بھی ادا کر دیا۔ اور اُنہیں شرجیل بن حسنہ کے ساتھ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

مَعَ شُرَحْبِيلِ ابْنِ حَسَنَةَ۔ پاس بھیج دیا۔
(مشکوٰۃ ص ۲۷۲)

تشریح حدیث

حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ابوسفیانؓ کی بیٹی ہے یہ اور ان کے شوہر عبیداللہ بن جحش دونوں مشرف باسلام ہوئے اور مشرکین کے ناروا سلوک کی وجہ سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے وہاں ان کے شوہر نصرانی ہو گئے تو انہوں نے ان سے علیحدگی اختیار کی اور پھر وہ مر گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا خیال دامن گیر ہوا کیونکہ وہ ایک سردار کی بیٹی تھی اور اسلام کی وجہ سے انہیں ہجرت کرنا پڑی اور وہاں حبشہ میں ان کا کوئی مجازی سہارا نہیں تھا۔ اور ظاہر بات ہے غریب الوطن غریب الدیار اور عدیم المال ہونے کی وجہ سے ان سے کون نکاح کرتا جب کہ بیوہ گان سے نکاح کا رواج بھی نہیں تھا۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر بن امیۃ الضمری بغرض نکاح نجاشی کے پاس اپنا قاصد بنا کر بھیجا چنانچہ نجاشی نے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اس سے آگاہ کیا انہوں نے بھی جب رضامندی ظاہر کی تو کہا کہ آپ اپنا وکیل مقرر کریں تو آپؓ نے خالد بن سعید اموی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کیا شام کے وقت نجاشی نے وہاں رہنے والے مسلمانوں کو جمع کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خود وکالت کے فرائض سرانجام دیئے عقدہ نکاح امّ حبیبہ رضؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا اور چار ہزار دینار یا درہم مہر بنا بر اختلافِ روایتین خود اپنی طرف سے ام حبیبہؓ کو ادا کیا اور انہیں شرجیل بن حسنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نکاح کا مقصد بھی حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دل جوئی تھی۔

نکاحِ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی لڑکی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن کا نکاح حضرت زید بن حارثہ کے ساتھ تجویز کیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی اس پر راضی نہ ہوئے کیونکہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کو غلامی کا داغ لگا ہوا تھا اور غلاموں اور باندیوں کو اس زمانہ میں انتہائی ذلیل اور گھٹیا سمجھا جاتا تھا نہ غلاموں کو کوئی لڑکی دیتا اور نہ باندیوں سے کوئی نکاح کرتا یہ لوگ معاشرے کا ذلیل ترین طبقہ گنے جاتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آقائی اور غلامی امیر و غریب کے اس فرق کو ختم کر کے سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کرنا چاہتے تھے اسی لیے ایک موقعہ پر فرمایا۔

كُلُّكُمْ اَبْنَاءُ آدَمَ وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔

ترجمہ:۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

یعنی مٹی کے ایک حصے کو بحیثیت مٹی ہونے کے دوسرے حصے پر کوئی شرف اور فوقیت حاصل نہیں اسی طرح اس مٹی سے پیدا ہونے والی نسل انسانی کو بھی بحیثیت انسان ہونے کے ذات پات اور دولت کی وجہ سے دوسرے پر کوئی فوقیت اور برتری نہیں سب آپس میں برابر ہیں اور اس سلسلہ میں چونکہ صرف وعظ کافی نہیں بلکہ عملی نمونہ کی بھی ضرورت ہے چنانچہ آپؐ نے دو قسم کا عملی نمونہ پیش کیا ایک نماز روزہ حج زکوٰۃ کی شکل میں جس کی تفصیل دوسری کتابوں میں موجود ہے اور دوسرا عملی نمونہ نکاح ہے کہ امیر اور اونچی قوم کے لوگ غلاموں اور غریب لوگوں کو اپنی لڑکیاں نکاح کر کے دیں اور خود ان کی لڑکیوں سے اور باندیوں سے نکاح کریں چنانچہ اس کی ابتدا سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھرانے اور گھر سے کی اور حضرت

Marfat.com

زیدؓ بن حارثہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار عکاظ سے خریدا تھا اور پھر انہیں آزاد بھی کر دیا تھا اس زمانہ میں حضرت زید بن حارثہ صغیر السن تھے جب آپ کی آزادی کی خبر ان کے رشتہ داروں کو ملی تو والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لیے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زید جانا چاہے تو لے جائیں ورنہ میں خود اس کو اپنے گھر سے نہیں نکال سکتا چنانچہ اُنکے والد حارثہؓ نے جب انہیں اپنے ساتھ چلنے کو کہا تو حضرت زیدؓ نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کیا اور فرمایا کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ دولت کو نہیں چھوڑوں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے اس جذبہ محبّت کو دیکھ کر اس کو اپنے گھر میں رکھا اور انہیں اپنا تبنّیٰ (منہ بولا بیٹا) بنا لیا یہاں تک کہ لوگ ان کو زید بن حارث کے بجائے زید بن محمدؐ پکارنے لگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر مزید نظرِ کرم اور شفقت فرمائی کہ جب جوان ہوئے تو ان کی شادی کا بندوبست کیا اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کی شادی کے لیے منتخب کیا مگر داغِ غلامی کی وجہ سے جب حضرت زینبؓ اس پر راضی نہ ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید میں قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ اتاری۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ أَمْرًا أَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ط وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا۔

ترجمہ: اور کسی مومن مرد یا عورت کو لائق نہیں ہے جب اللہ اور اس کا رسول کوئی حکم دیں تو انہیں اپنے کام میں اختیار باقی رہے اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو وہ صریح گمراہ ہوا۔

(پ۲۲، سورۃ احزاب ع ۵)

Marfat.com

یہ حکم خداوندی اُترنے کے بعد حضرت زینب اور اُن کے بھائیوں رضؓ نے سر تسلیم خم کیا اور اس نکاح پر سب راضی ہو گئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ذاتی طور پر شادی کی تقریب سعید میں مزید دلچسپی لی اور حضرت زید بن حارث کی شادی اس طرح کرائی جس طرح کہ اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کرائی جاتی ہے چنانچہ حضرت زید بن حارث کی طرف سے تو یوں حصہ لیا کہ حضرت زینب رضؓ کا مہر خود ادا کیا جو دس دینار سرخ (تقریباً چار تولہ سونا ہوتا ہے) اور ساٹھ درہم (جس کی قیمت تقریباً اٹھارہ تولہ چاندی ہوتی ہے) اور حضرت زینب رضؓ کی طرف سے یوں حصہ لیا کہ ایک بار برداری کا جانور اور پورا زنانہ جوڑا اور پچاس مُد آٹا یعنی تقریباً پچیس سیر اور دس مُد (پانچ سیر) کھجور تھا۔

(بحوالہ معارف القرآن جلد ۷ صفحہ ۱۴۹)

کتب تاریخ اور احادیث اس پر گواہ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا اہتمام اپنی کسی بیٹی کی شادی پر بھی نہیں فرمایا جب یہ عقد نکاح ہو گیا تو قدرتی طور پر ان دونوں میاں بیوی میں نباہ نہ ہو سکا حضرت زیدؓ بن حارثہ نے بامر مجبوری حضرت زینب رضؓ کو طلاق دی اس سے حضرت زینب رضؓ کی دل شکنی ہو چکی تھی کیونکہ وہ تو شروع سے ہی اس نکاح کو پسند نہیں کرتی تھیں انہوں نے تو صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی تھی اب ان کی دل شکنی اسی صورت میں دور ہو سکتی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے ساتھ نکاح کرتے اور انہیں اپنے حرم میں شامل کرتے اور ادھر سے اللہ پاک کا حکم بھی اتر گیا زَوَّجْنٰكَهَا اے نبی ہم نے زینب کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا اس طرح حضرت زینب رضؓ امہات المومنین میں شامل ہوئیں۔ اور اللہ پاک نے بھی ان کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی فرمائی اور انہیں اس شرف عظیم سے نوازا اور یہ درحقیقت ارشادِ ربانی کی تعمیل کا نتیجہ ہے اور اس واقعہ سے یہ بات بالکل بے غبار ہو جاتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا

Marfat.com

مقصد تعدد ازدواج سے شہوت پرستی نہیں تھی بلکہ شکستہ دلوں کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی تھی واللہ اعلم۔

نکاح صفیّہ بنت حُیَیٍّ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

وَعَنْهُ (اَنَسٍ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتَقَ صَفِيَّةَ وَتَزَوَّجَهَا وَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَقَهَا وَاَوْلَمَ عَلَيْهَا بِحَيْسٍ

ترجمہ: حضرت انس رضؓ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہؓ کو آزاد کیا اور ان سے نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر قرار دیا۔ اور حیس سے ان کا ولیمہ کیا۔

(بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۸)

حضرت صفیہؓ بنت حُیَیٍّ جنگ خیبر میں قیدیوں کے ساتھ آئیں جب آپؐ کو معلوم ہوا کہ یہ قریظہ اور نضیر کی سردار ہے اور حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام کی پشت میں سے ہے مسلمان بھی ہو چکی ہے تو آپ نے پہلے ان کو آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا اگر آپ بحیثیت باندی بھی ان کو رکھنا چاہتے تو رکھ سکتے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا بلکہ پہلے ان کو آزاد کیا پھر اُن سے نکاح کیا اس میں صرف تین چیزیں پیشِ نظر تھیں اولاً یہ کہ جاہلیّت کے دور میں اگر ایک دفعہ کسی کو غلامی کا داغ بھی لگ جاتا تھا تو اس کے ساتھ نکاح کرنا انتہا معیوب سمجھتے تھے جس کی تفصیل اس سے کچھ قبل گذر چکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس فرق کو ختم کرنے کیلئے مبعوث فرمائے گئے تھے چنانچہ آپؐ نے اس کا ایک عملی نمونہ تو یہ قائم کیا کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ سے کیا اور دوسرا عملی نمونہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندی

کی داغدار عورت سے نکاح کیا اور اسے امہات المؤمنین میں شامل کرکے تاقیامت آنے والے مسلمان مردوں اور عورتوں کی روحانی ماں بنادیا اور دوسری چیز جو بارگاہ نبی کے پیش نظر ہے وہ یہ ہے کہ یہ بیوہ تھی ان کا خاوند اسی غزوہ خیبر میں مارا گیا تھا اب اس کو باندی کی حیثیت سے تو لوگ استعمال کر لیتے مگر نکاح کوئی نہ کرتا تو عملی نمونہ پیش کرکے اس رسم کو بھی ختم کیا اور تیسری چیز جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارک میں تھی وہ یہ ہے کہ حضرت صفیہؓ پر اسلام کی خوبیاں اور برکات واضح ہوں اور اسے یقین ہو جائے کہ غزوۂ خیبر میں جو اس کی قوم کے افراد مارے گئے ہیں وہ کسی ذاتی یا ملک گیری کی ہوس کی وجہ سے نہیں مارے گئے بلکہ صرف اور صرف اس وجہ سے مارے گئے ہیں کہ وہ دین حقہ کی مخالفت کرتے تھے اور اسلام کی ان برکات اور خوبیوں کا صحیح اور کماحقہٗ اندازہ گھرانۂ نبوت کے سوا نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ نے جب ان سے نکاح کیا انہیں اپنے گھر میں لائے تو ازواجِ مطہرات میں سے کسی نے بھی کسی قسم کی کوئی بات طعنہ و تشنیع وغیرہ نہیں کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیوں گھر میں لائی ہے اس سے کیوں نکاح کیا ہے ایسی کوئی بات ان کی زبانوں سے نہیں نکلی اِلّا یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوچھا کہ صفیہ کیسی ہے اس کو کیسا دیکھا ہے تو فرمایا کہ ایک یہودن کو دیکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فوراً ٹوک دیا اور فرمایا کہ ایسا مت کہو وہ اسلام لا چکی ہے سوال یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات نے ایسا شکوہ کیوں نہیں کیا حالانکہ عورت سب کچھ برداشت کر سکتی ہے مگر اپنی سوکن کبھی برداشت نہیں کر سکتی بات اصل میں یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات صرف ازواج کے درجہ میں نہیں تھیں بلکہ آپ کی تلمیذات کے درجہ میں بھی تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تاقیامت آنے والی اُمتی عورتوں کے لیے معلمات اور ماں ہونے

Marfat.com

کی حیثیت سے تربیت و تعلیم دے رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر مبارک عام گھروں جیسا نہیں تھا بلکہ تعلیمی حیثیت سے اسلامی یونیورسٹی (مسجد نبوی) کا ایک حصہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب مردوں کی تعلیم و تربیت سے فارغ ہوتے تو عورتوں کے اس شعبہ میں تشریف لاکر تعلیم شروع کر دیتے تھے اور آپ کی اس تعلیم اور صحبت کا اثر تھا کہ جس طرح مردوں (صحابہ) کے دل کینہ بغض و عداوت اور دنیا کی لالچ سے پاک ہو چکے تھے اور آپس میں "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" بن چکے تھے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے دل بھی آپ کی اس صحبت اور فیض کی برکت سے کینہ بغض عداوت وغیرہ سے پاک ہو چکے تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اس لیے نہیں آئی تھیں کہ یہاں زیب و زینت ہوگی کھانا پینا اچھا ہوگا بلکہ وہ تو صرف اور صرف اس لیے آئی تھیں کہ اللہ راضی ہو جائے آخرت سدھر جائے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس لیے نکاح نہیں کیا تھا کہ عیش پرستی اختیار کریں بلکہ اس لیے نکاح کیا تھا کہ وہ آنے والی نسل انسانی کے لیے مشعلِ راہ بنیں اب ایسی عورتوں کی زبان سے کینہ اور حسد بھری آواز کیسے نکل سکتی ہے کہ فلاں عورت ہمارے گھر میں کیوں آگئی ہے اور کیا خوب کہا ہے شاعر نے۔

کوئی دے سکے دل کسی کو تو اسے فغاں کیوں ہو
نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت تعلیم و تربیت اور اخلاق حمیدہ اور آپ کی بقیہ ازواج کے جذبہ ایثار اخوت اور بھائی چارے کا حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر جو اثر پڑا اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف آپ کی بیوی کے درجہ میں یا تلمیذہ کے درجہ میں نہیں رہیں بلکہ ان کے شوہر نے جس دین کی شدید مخالفت کی تھی اور اسی لیے وہ غزوہ خیبر میں مارے گئے تھے اسی دین کی یہ معلمہ بن گئیں حضرت

Marfat.com

انس ابن عمر وغیرہ بہت سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث آپ رضؓ سے روایت کی ہیں۔

نکاح جُوَیریّہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنِ الشَّعبِیِّ قَالَ کَانَتْ جُوَیرِیَّۃُ مِلْکَ رَسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَعْتَقَھَا وَجَعَلَ صَدَاقَھَا عِتْقَ کُلِّ اَسِیْرٍ مِنْ بَنِی الْمُصْطَلَقِ۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۹)

ترجمہ:۔ شعبیؒ سے منقول ہے انہوں نے کہا کہ جویریہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں تھی آپ نے انہیں آزاد کیا اور اس کے مہر کے بدلے بنی مصطلق کے سب قیدی آزاد کیے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں ان کا خاوند مسافع بن صفوان غزوہ مریسیع میں قتل ہوگیا اس غزوہ میں بڑی کثرت کے ساتھ غلام اور باندیاں مسلمانوں کے ہاتھ آئیں ان میں سے حضرت جویریہ رضؓ بھی تھیں جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو وہ ثابت بن قیس انصاری کے حصہ میں آئیں انہوں نے اپنے مالک سے فرمایا کہ تم مجھ سے میری قیمت وصول کرلو اور مجھے آزاد کردو مالک اس پر راضی ہوگئے اور ۹ اوقیہ سونا ان کی قیمت طے ہوئی مگر چونکہ ان کے پاس اتنی قیمت نہیں تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ میری امداد فرمائیں اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ مسلمان ہوچکی ہوں اور میرا باپ قوم کا سردار تھا اور میں نے صرف آپ کے اعتماد پر مال کتابت قبول کرلیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ مال کتابت میں ادا کردوں اور تجھ سے نکاح کرلوں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ٹھیک ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مال کتابت ادا کیا، اب

Marfat.com

چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک میں آچکی تھیں اس لیے پہلے ان کو آزاد کیا اور پھر ان کے ساتھ نکاح اب مہر ادا کرنا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر کے عوض ان کی قوم کے چالیس؎ غلام آزاد کیے جس کی تفصیل آنے والی حدیث پاک میں آرہی ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَتْ جُوَيْرِيَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَزْوَاجَكَ يَفْخَرْنَ عَلَيَّ وَيَقُلْنَ لَمْ يَتَزَوَّجْكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَوَلَمْ اُعَظِّمْ صَدَاقَكِ اَلَمْ اَعْتِقْ اَرْبَعِيْنَ مِنْ قَوْمِكِ۔

ترجمہ:۔ حضرت مجاہد سے نقل ہے انہوں نے کہا کہ جویریہؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کی بیویاں مجھ پہ فخر کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھ سے نکاح نہیں کیا آپ نے فرمایا کیا میں نے تیرا مہر سب سے زیادہ نہیں رکھا اور تیری قوم کے چالیس؎ آدمی آزاد نہیں کیے۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۹)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جُویریہؓ کو اگر بحیثیت باندی رکھنا چاہتے تو رکھ سکتے تھے اور مال کتابت ادا کرنے کے بعد تو بطریق اولیٰ یہ حق پہنچتا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہ کیا بلکہ پہلے انہیں آزاد کیا اور پھر ان سے نکاح کیا اِس سے مقصد وہ جاہلانہ رسم (کہ باندیوں سے نکاح نہیں کرتے تھے) مٹانا ہے اب نکاح کے بعد ان کا حق مہر ادا کرنا تھا تو اس کے عوض جویریہؓ کی قوم کے چالیس؎ غلام آزاد کر دیئے۔

آپ کی بقیہ ازواجِ مطہرات کو اس بات کا علم نہیں تھا تو انہوں نے جویریہؓ پر اپنی برتری ظاہر کی کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ ہیں اور وہ صرف باندی ہے اور اس سے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دل شکنی ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ

وسلم سے شکایت کردی تو آپؐ نے انہیں تسلّی دی اور نکاح کا ثبوت پیش کیا تو اس سے انہیں اطمینان ہوا۔ جب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو پتہ چلا کہ جویریہؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا ہے تو انہوں نے مناسب نہ سمجھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سسرال والے ان کے غلام ہوں، تو انہوں نے سب کو آزاد کر دیا جن کی تعداد سات سو تھی

نکاح میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَهَبَتْ مَيْمُوْنَةُ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ:۔ حضرت عباس رضؓ کے غلام عکرمہ سے نقل ہے انہوں نے کہا حضرت میمونہ نے اپنی ذات نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہبہ کر دی تھی۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۹)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اور بعض میں ہے انہوں نے اپنی ذات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہبہ کی اصح یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے اور وجہ اس کی یہ تھی کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ تھیں آپؐ جاہلانہ رسومات کو مٹا کر صنفِ نازک کو اونچا مقام دینا چاہتے تھے۔

نکاحِ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَمْرٍو اَبُوْسَلَمَةَ وَيَحْيٰى قَالُوْا لَمَّا

ترجمہ:۔ محمد بن عمرو ابو سلمہ اور یحیٰ نے حدیث بیان کی انہوں نے کہا جب

Marfat.com

هَلَكَتْ خَدِيْجَةُ جَآءَتْ خَوْلَةُ
بِنْتِ حَكِيْمٍ اِمْرَءَةُ عُثْمَانَ ابْنِ
مَظْعُوْنٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اَلَا تَزَوَّجُ قَالَ مَنْ قَالَتْ اِنْ
شِئْتَ بِكْرًا وَاِنْ شِئْتَ
ثَيِّبًا قَالَ فَمَنِ الْبِكْرُ قَالَتْ
اَحَبُّ خَلْقِ اللّٰهِ اِلَيْكَ عَائِشَةُ
اِبْنَةُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ وَمَنِ
الثَّيِّبُ قَالَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ
زَمْعَةٍ قَدْ اٰمَنَتْ بِكَ وَاتَّبَعَتْكَ
قَالَ فَاذْهَبِيْ فَاذْكُرِيْهُمَا عَلَيَّ
فَدَخَلَتْ بَيْتَ اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَتْ
يَا اُمَّ رُوْمَانَ مَاذَا اَدْخَلَ اللّٰهُ
عَلَيْكِ مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ
قَالَتْ وَمَا ذَاكَ قَالَتْ اَرْسَلَنِيْ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اَخْطُبُ عَلَيْهِ عَائِشَةَ
قَالَتْ اُنْظُرِيْ اَبَا بَكْرٍ حَتّٰى
يَأْتِيَ فَجَاءَ اَبُوْ بَكْرٍ فَقُلْتُ يَا
اَبَا بَكْرٍ مَاذَا اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ
مِنَ الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ قَالَ

خدیجہؓ فوت ہوئیں تو خولہ بنت حکیم (جو
عثمان بن مظعون کی بیوی ہے) آئیں
کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)
آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے فرمایا
کس سے کہا اگر چاہیں تو باکرہ سے
چاہیں تو بیوہ سے فرمایا باکرہ کون ہے
کہا اللہ کی مخلوق میں آپ کو جو سب
سے زیادہ پسند ہے عائشہ ہے ابوبکر
کی بیٹی، فرمایا بیوہ کون ہے تو کہا سودہ
بنت زمعہ وہ آپ پر ایمان لائی ہے
آپ کی پیروکار ہے فرمایا میری طرف
ان کے متعلق آپ بات کریں وہ ابوبکر
کے گھر میں آئیں اور کہا اے ام رومان
اللہ نے تجھ پر کیسی خیر و برکت نازل کر
دی ہے اس نے کہا وہ کیا کہا مجھے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا
ہے انہوں نے اپنے ساتھ عائشہ کی
منگنی کا پیغام دیا اس نے کہا ٹھہر
ابوبکر آجائیں ابوبکر آئے تو میں نے
کہا اے ابوبکر اللہ نے تم پر کیسی خیر
برکت نازل کر دی ہے کہا کون سی کہا

Marfat.com

وَمَاذَاكَ قَالَتْ اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْطُبَ عَلَيْهِ عَائِشَةَ قَالَ وَهَلْ تَصْلُحُ لَهٗ اِنَّمَا هِيَ ابْنَةُ اَخِيْهِ فَرَجَعَتْ اِلٰى رَسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهٗ قَالَ اِرْجِعِيْ اِلَيْهِ فَقُوْلِيْ لَهٗ اَنَا اَخُوْكَ وَاَنْتَ اَخِيْ فِي الْاِسْلَامِ وَابْنَتُكَ تَصْلُحُ لِيْ فَرَجَعَتْ فَذَكَرَتْ ذَالِكَ لَهٗ قَالَ اِنْتَظِرِيْ وَخَرَجَ قَالَتْ اُمُّ رُوْمَانَ اِنَّ مُطْعِمَ بْنَ عَدِيٍّ قَدْ ذَكَرَهَا عَلٰى ابْنِهٖ وَاللّٰهِ مَا وَعَدَ اَبُوْبَكْرٍ وَعْدًا قَطُّ فَاَخْلَفَهٗ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى مُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ وَعِنْدَهٗ اِمْرَاَتُهٗ اُمُّ الصَّبِيِّ فَقَالَتْ يَا ابْنَ اَبِيْ قُحَافَةَ لَعَلَّكَ مُصْبِيٌّ صَاحِبَنَا

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے اپنے متعلق عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کی منگنی کا پیغام دیا ہے فرمایا کیا ان کے لیے جائز ہو سکتی ہے یہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے وہ لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس کا ذکر کیا ان کے سامنے آپ نے فرمایا جائیں اور ان سے کہیں کہ میں اور وہ آپس میں دینوی بھائی ہیں آپ کی بیٹی میرے لیے جائز ہے چنانچہ میں لوٹی اور ابوبکر کے سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا آپ تھوڑی دیر انتظار کریں اور خود نکل گئے اُم رومان کہنے لگی کہ مطعم بن عدی نے اس کے متعلق اپنے بیٹے کے بارے میں ذکر کیا تھا اور اللہ کی قسم ابوبکر نے کبھی بھی وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔ ابوبکر مطعم بن عدی کے گھر گئے اس وقت اس کے پاس اس کی بیوی اس لڑکے کی ماں بھی موجود تھی اس نے کہا

تَدْخُلُهٗ فِیْ دِیْنِكَ الَّذِیْ اَنْتَ عَلَیْهِ اِنْ تَزَوَّجَكَ اِلَیْكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ لِلْمُطْعِمِ ابْنِ عَدِیٍّ اَقَوْلٌ هٰذِهٖ یَقُوْلُ اِنَّهَا تَقُوْلُ ذَالِكَ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ وَقَدْ اَذْهَبَ اللّٰهُ مَا كَانَ فِیْ نَفْسِهٖ مِنْ عِدَتِهِ الَّتِیْ وَعَدَهٗ فَرَجَعَ فَقَالَ لِخَوْلَةَ اُدْعِیْ لِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْهُ فَزَوَّجَهَا اِیَّاهُ وَعَائِشَةُ یَوْمَئِذٍ بِنْتُ سِتِّ سِنِیْنَ ثُمَّ خَرَجَتْ فَدَخَلَتْ عَلٰی سَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةٍ فَقَالَتْ مَا اَدْخَلَ اللّٰهُ عَلَیْكِ مِنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَكَةِ قَالَتْ وَمَاذَاكِ قَالَتْ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْطُبُكِ عَلَیْهِ قَالَتْ وَدِدْتُّ

اے ابی قحافہ اگر وہ لڑکا تیری لڑکی نکاح کرے گا تو شاید تو اسے بہکا کر اپنے دین میں داخل کرلے گا جس پر تم چلتے ہو ابوبکر نے مطعم بن عدی سے کہا میں یہی کہہ رہا ہوں اس نے کہا وہ بھی یہی کہہ رہی ہے اور ابوبکر ان کے پاس سے نکل کر آگئے اور ان کے دل میں وعدہ کے متعلق جو بات تھی وہ اللہ نے نکال دی کہ اس سے جو وعدہ کیا ہے ابوبکر لوٹ کر آئے خولہ سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے پاس بلا لائیں چنانچہ وہ بلا لائیں اور ابوبکر نے اُن سے عائشہ صدیقہ کا نکاح کردیا اور عائشہ اس زمانہ میں چھ سال کی تھیں، پھر خولہ وہاں سے نکلی اور سودہ بنت زمعہ کے پاس گئی اس سے کہا اللہ نے تجھ پر کیسی خیر و برکت اتاری ہے اس نے کہا وہ کیا تو کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ منگنی کے سلسلہ میں تیرے پاس بھیجا ہے اس نے کہا میری خواہش

اُدْخُلِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَاذْکُرِیْ ذَالِکَ لَہٗ وَکَانَ شَیْخًا کَبِیْرًا قَدْ اَدْرَکَہُ السِّنُّ قَدْ تَخْلُفُ عَنِ الْحَجِّ فَدَخَلَتْ عَلَیْہِ فَحَیَّتْہُ بِتَحِیَّۃِ الْجَاھِلِیَّۃِ فَقَالَ مَنْ ھٰذِہٖ قَالَتْ خَوْلَۃُ بِنْتُ حَکِیْمٍ قَالَ فَمَا شَانُکِ قَالَتْ اَرْسَلَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ اَخْطُبُ عَلَیْہِ سَوْدَۃَ فَقَالَ کُفْوٌ کَرِیْمٌ مَاذَا تَقُوْلُ صَاحِبَتُکِ قَالَتْ تُحِبُّ ذَالِکَ قَالَ اُدْعِیْھَا لِیْ فَدَعَتْھَا قَالَ اَیْ بُنَیَّۃُ اِنَّ ھٰذِہٖ تَزْعَمُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَدْ اَرْسَلَ یَخْطُبُکِ وَھُوَ کُفْوٌ کَرِیْمٌ اَتُحِبِّیْنَ اَنْ اُزَوِّجَکِ بِہٖ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اُدْعِیْ لِیْ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی

ہے کہ تم میرے باپ بکر کے پاس جا کر اس کا ذکر کرو وہ بڑی عمر کے سن رسیدہ آدمی تھے اور اس وجہ سے کبھی حج سے بھی رہ جاتے تھے تو میں ان کے پاس گئی اور انہیں جاہلیت کے طرز پر سلام دیا انہوں نے کہا یہ کون عورت ہے اس نے کہا خولہ بنت حکیم انہوں نے کہا کیسے آئی ہو اس نے کہا مجھے محمد بن عبداللہ نے بھیجا ہے وہ اپنے ساتھ سودہ کی منگنی کرنا چاہتے ہیں تو اس نے کہا اچھی کفو ہے تیری سہیلی کیا کہتی ہے اس نے کہا وہ اسے پسند کرتی ہے اس نے کہا اسے بلا لاؤ میرے پاس تو وہ بلا کر لائیں اس نے کہا اے بیٹی اس کا خیال ہے کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب نے تیرے ساتھ منگنی کے سلسلہ میں پیغام بھیجا ہے وہ اچھا خاندان ہے کیا تم چاہتی ہو کہ میں ان کے ساتھ تیرا نکاح کر دوں اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے اس نے خولہ سے کہا اسے میرے پاس بلا لاؤ تو

Marfat.com

اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَزَوَّجَهَا اِیَّاہُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اس نے اس کا ان کے ساتھ نکاح کر دیا۔

(البدایہ والنہایہ ج۳ ص۱۳۲)

تشریح حدیث

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہو گیا اس سے قبل تو تبلیغ دین کے سلسلہ میں قوم کی طرف سے دباؤ تھا اور اب مؤنسہ مجازی کی وفات سے چھوٹے چھوٹے بچوں کی تربیت اور نگاہ داشت کا غم تھا اوّلاً اس لیے کہ اگر آپ بچوں کی تربیت میں لگ جاتے تو فریضہ تبلیغ رہ جاتا ثانیاً اس لیے کہ بچوں یا بچیوں کی تربیت عورت ہی کر سکتی ہے باپ نہیں کر سکتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تکلیف کو دیکھ کر خولہ بنت حکیم (جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھی) نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور مشورہ دیا کہ آپ شادی کر لیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس سے شادی کروں تو انہوں نے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کرنا چاہیں تو بھی ہو سکتا ہے اور اگر بیوہ سے کرنا چاہیں تو بھی ہو سکتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کنواری کون ہے اور بیوہ کون ہے تو انہوں نے فرمایا کنواری ابوبکر کی بیٹی عائشہ ہے اور بیوہ سودہ بنت زمعہ ہے اور ساتھ دونوں کی خوبیاں بھی بیان کیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خولہ بنت حکیم کو اپنی طرف سے ان دونوں کے ساتھ نکاح کرنے کے سلسلہ میں بات چیت کا اختیار دیا چنانچہ ان کی جدوجہد سے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو گیا۔

مگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی مکہ میں نہیں ہوئی اس لیے کہ

Marfat.com

وہ ابھی نابالغہ تھیں ان کی عمر ابھی چھ سال تھی ان کی رخصتی مدینہ میں آکر ہوئی، اور حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی مکہ میں ہوئی آپ پہلے سکران بن عمرؓ کے نکاح میں تھیں یہ دونوں میاں بیوی جب مشرف باسلام ہوئے تو کفار کی اذیتوں سے تنگ آکر حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں سے پھر واپس مکہ میں آئے اور یہاں ان کے شوہر سکران بن عمر فوت ہو گئے تو یہ بیوہ ہو گئیں اب یہ انتہائی پریشان تھیں کیونکہ باپ بھائی اور رشتہ دار اسلام کی وجہ سے ان کے شدید مخالف تھے، اور یہ بال بچے دار عورت تھی اس کے بچوں کی تعداد بدایہ والنہایہ صـ۱۲۳ ج ۳ نے چھ تک لکھی ہے اب ایسی عورت جس کے اتنے بچے ہوں قوم ساری مخالف ہو اور مسلمانوں کی حالت یہ ہو کہ کوئی صبح ہجرت کر رہا ہے اور کوئی شام تو ان حالات میں ایسی عورت کو کون پوچھتا ہے خصوصاً جب کہ بیوہ گان سے نکاح بھی انتہائی معیوب فعل تصور کیا جاتا تھا مگر ہادی برحق رحمتِ عالم لاوارثوں کے وارث غمزدوں کے غم خوار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پیغامِ نکاح بھیج کر اسکے تمام غموں کو خوشیوں میں تبدیل کر دیا اور سکران بن عمرو کے سارے یتیموں کو اپنے آغوشِ رحمت میں لیا اگرچہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی چھوٹی چھوٹی بچیاں تھیں انکی تربیت کی بھی ضرورت تھی مگر آپ کے پیش نظر صرف اپنی بچیوں کی تربیت نہیں بھی بلکہ اس کے یتیموں کی دیکھ بھال بھی تھی۔

چنانچہ بدایہ والنہایہ میں آگے چل کر لکھا ہے۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَمْنَعُكِ مِنِّيْ قَالَتْ وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا يَمْنَعُنِيْ مِنْكَ اَنْ لَا

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ سے فرمایا تمہیں میرے نکاح سے کون سی چیز مانع ہے اس نے کہا اے اللہ کے نبیؐ

Marfat.com

تَكُوْنَ اَحَبَّ الْبَرِيَّةِ اِلَيَّ وَلٰكِنِّيْ اُكْرِمُكَ اَنْ يَمْنَعُوْا هٰؤُلَاءِ الصَّبِيَّةُ عِنْدَ رَأْسِكَ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا قَالَ فَهَلْ مَنَعَكِ غَيْرُ ذَالِكِ قَالَتْ لَا وَاللّٰهِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُكِ اللّٰهُ۔

(بدایہ والنہایہ ص ۱۳۳ ج ۲)

خدا کی قسم ہے مجھے آپ کو ساری مخلوق سے محبوب تر بنانے میں کوئی چیز مانع نہیں ہے لیکن میں آپؐ کی عزت کرتی ہوں اور یہ بچیاں صبح وشام آپ کے پاس آکر رکاوٹ پیدا کریں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے سوا بھی کوئی چیز مانع ہے تو کہا کہ خدا کی قسم اور کوئی چیز مانع نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھ پر اللہ رحم کرے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات اور ملفوظات گرامی سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ اس بیوہ کے ساتھ نکاح کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد شہوت پرستی نہیں بلکہ ان جاہلانہ رسومات کو مٹانا ہے کہ بیوہ گان سے نکاح معیوب سمجھا جاتا انہیں اور یتیموں کو وراثت میں سے حصہ نہیں دیتے اور انہیں دھکے دے کر گھر سے نکال دیتے آپؐ نے اس بیوہ سے نکاح کیا اور اس کے یتیموں کو اپنے سایۂ عاطفت میں جگہ دے کر ایک مثال قائم کردی۔

حضرت عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کی رخصتی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقد نکاح مکہ مکرمہ میں ہوا اس وقت

Marfat.com

آپ کی عمر چھ سال تھی اس لیے وہاں رخصتی نہیں ہوئی مدینہ منورہ آکر رخصتی ہوئی جب کہ آپ رضؓ کی عمر ۹ سال ہو چکی تھی اس وقت آپ یقیناً بالغہ ہو گئی ہوں گی تب ہی والدین نے رخصت کیا ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انہیں گھر میں لائے ہوں گے ورنہ ایک نابالغہ بچی سے ایسا ارتکاب سنگ دل والدین بھی برداشت نہیں کرتے اور خصوصاً رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی توقع کیسے کی جاسکتی ہے لہٰذا ان کے بالغہ ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں دراصل بلوغت کا دارومدار عمر پر نہیں علاقہ پر ہے زیادہ گرم علاقوں میں گرم غذائیں کھانے سے بلوغت جلدی واقع ہوتی ہے آج کل بعض ممالک میں نو سال کی بچیوں سے ولادت کی خبریں اخبارات میں چھپ چکی ہیں عرب کی گرمی تو مشہور ہے اور ان کی غذا بھی زیادہ تر کھجور ہی تھی اس لیے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بالغہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہاں عقل کے اندھے اور کورے اس زمانے میں بھی آپ کے سینکڑوں معجزات دیکھنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کاہن، مجنون، ساحر، مفتری وغیرہ کے الزامات لگاتے تھے آج بھی لگا رہے ہیں ایسے لوگوں کے جواب میں یہ کافی ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشم آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ:۔ اگر دن میں چمگادڑ نہ دیکھ سکے تو سورج کا کوئی گناہ نہیں ہے۔

اس مقام پر سب سے زیادہ اہم اور قابل غور بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گیارہ میں سے صرف ایک کنواری لڑکی سے شادی کی بقیہ تمام بیوگان تھیں اور کنواری سے بھی اس وقت شادی کی جبکہ آپ کی عمر مبارک ۵۴ سال ہو چکی تھی اور اس کے ساتھ سب سے زیادہ محبت بھی تھی اور اسی لیے

ایک موقعہ پر دعا بھی فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ ھٰذِہٖ قِسْمِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ۔

اے اللہ یہ میری برابر والی تقسیم ہے ان چیزوں میں جو میرے اختیار میں ہیں اور وہ چیز جو آپ کے قبضہ میں ہے میرے اختیار میں نہیں ہے اس پر مجھ سے مواخذہ نہ فرمائیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اضطراری محبت تھی اختیاری نہیں تھی اور اضطراری پر گرفت نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں صاف ارشادِ گرامی موجود ہے۔

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسی ہی محبت تھی۔

چنانچہ آیت تخییر کے نزول کے موقعہ پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو ارشاد فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار تھیں تفصیل اس کی یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کئی کئی دن تک آگ نہیں جلتی تھی فقر و فاقہ کشی آپ کی اور آپ کی ازواج مطہرات کی غذا تھی مگر غزوۂ احزاب کے بعد بنو قریظہ اور بنو نضیر وغیرہ قبائل پر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوحات نصیب ہوئیں اور کثرت کے ساتھ مالِ غنیمت آیا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحقین میں تقسیم فرمایا اور ازواجِ مطہرات کے نفقہ میں اضافہ نہ فرمایا اس سے انہیں کوفت لاحق ہوئی اور سب نے جمع ہو کر روزینہ میں اضافہ کا مطالبہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مطالبہ انتہائی

Marfat.com

شاق گزرا تمام ازواج سے بائیکاٹ کر کے مسجد کے ایک بالاخانہ میں فروکش ہو گئے یہاں تک کہ ایک ماہ گزر گیا اور اللہ پاک نے عرش پر فیصلہ فرما کر جبریل امینؑ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ آپ میرا یہ فیصلہ اپنی ازواج کو سنا دیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

ترجمہ:۔ اے نبی آپ اپنی ازواج سے فرما دیں اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زیبائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ سامان دے کر اچھی طرح رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو چاہتی ہو تو یقیناً اللہ تعالےٰ نے نیکوکار بیبیوں کے لیے تم میں سے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔

(پ ۲۱ سورۃ احزاب ع ۴)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خود فیصلہ سنا دیا کہ آپ کی ازواج میں سے جو بیبیاں ظلِّ نبی میں رہنا چاہیں سو بسم اللہ روکھا سوکھا کھا کر گذارا کریں اس کا بڑا اجر ملے گا اور ٹھاٹھ پسند کریں تو پھر وہ اس گھر میں نہیں رہ سکتی ہیں یہ آیت کریمہ اترنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حجرہ مبارک سے نمودار ہوئے اور یہ حکم خداوندی سنانے کے لیے سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو فرمایا وہ انہیں کے الفاظ مبارک میں

Marfat.com

ملاحظہ فرمائیں

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اُمِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَخْيِيْرِ اَزْوَاجِهٖ بَدَاَ بِیْ فَقَالَ يَا عَائِشَةَ اِنِّیْ ذَاكِرٌ لَكِ اَمْرًا فَلَا عَلَيْكِ اَنْ لَّا تَسْتَعْجِلِیْ حَتّٰى تَسْتَاْمِرِیْ اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَقَدْ عَلِمَ اَنَّ اَبَوَایَ لَمْ يَكُوْنَا لِيَاْمُرَانِیْ بِفِرَاقِهٖ قَالَتْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَا اَيُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ حَتّٰى بَلَغَ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ قُلْتُ اَفِیْ هٰذَا اَسْتَاْمِرُ اَبَوَیَّ فَاِنِّیْ اُرِيْدُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَفَعَلَ اَزْوَاجُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَا

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ سے نقل ہے انہوں نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بیویوں کے بارے میں اختیار دیا گیا تو ابتداء مجھ سے کی اور فرمایا عائشہ میں تیرے سامنے ایک ایک بات ذکر کرنے لگا ہوں تو اس سلسلہ میں والدین کے مشورہ کے سوا جلد بازی سے کوئی قدم نہ اٹھانا حالانکہ وہ جانتے کہ والدین مجھے ان سے جدائی کا مشورہ نہیں دیں گے پھر فرمایا یقیناً اللہ پاک فرماتے ہیں اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرمادیں اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زیبائش چاہتی ہو تو آجاؤ یہاں تک کہ آپ للمحسنت منکن اجرًا عظیما تک پہنچ گئے میں نے کہا کیا میں اس سلسلہ میں والدین سے مشورہ کروں میں تو اللہ اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہوں اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

فَعَلْتُ۔

باقی ازواج نے بھی اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا۔

(ترمذی ج ۲ ص ۱۵۲)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے والدین کی بہ نسبت زیادہ محبت تھی تب ہی تو ان سے مشورہ نہ کیا اور فاقوں کی زحمت گوارا کر کے آپ کی رفاقت کو ترجیح دی اور بقیہ ازواجِ مطہرات کے لیے نمونہ بنی، اور سب نے ثابت کر دیا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں روٹی کپڑے کے لیے نہیں آئیں بلکہ اس لیے آئی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ راضی ہو جائے اور بس۔ بقول شاعر

یہی اک تمنا یہی آرزو ہے
کہ آقاؐ کے قدموں میں دم میرا نکلے

درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جو شادی کی اس کا اصل مقصد ان کا کنوارہ پن جوانی یا حسن و جمال نہیں تھا بلکہ ان کا تدبر ہے جو بچپن سے ہی آپ کے اخلاق و عادات اور قول و کردار سے ٹپک رہا تھا اور صرف آپ کی بقیہ ازواج ہی کے لیے نہیں بلکہ تا قیامت آنے والی امت کی بیٹیوں کے لیے نمونہ تھی اگر حسن و جمال پیشِ نظر ہوتا تو حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سب سے زیادہ خوبصورت تھیں ان سے زیادہ محبت رکھتے اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تو صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ کی ہمسری کی دعویدار بھی تھیں ان سے زیادہ محبت رکھتے، معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت کے اسباب یہ نہیں ہیں اور یہ ایک پیغمبر کی شایانِ شان بھی نہیں ہے کہ ایک دوشیزہ کے عشق میں محو ہو کر رہ جائے یہ چیز اسوۂ

Marfat.com

رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سراسر منافی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہادی اور رہبر بنا کر بھیجا ہے آپ نے دونوں کے سامنے رشد و ہدایت کے عملی نمونے پیش کیے۔ اور ظاہر بات ہے کہ مردوں اور عورتوں کے درمیان بہت سے مسائل مشترک ہیں اور بہت سے مسائل میں امتیاز ہے اب ایسے مسائل جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ تو آپ انہیں سمجھا سکتے تھے لیکن جو مسائل عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ آپ بحیثیت مرد ہونے کے انہیں نہیں سمجھا سکتے تھے وہ مسائل سمجھانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر مبارک کو ہی بطور مدرسہ استعمال فرمایا اور اپنی ازواج کو ہی بطور معلمات مقرر فرمایا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم دین سیکھتی تھیں اور پھر باقی امت کی خواتین کو تعلیم دیتی تھیں گویا آپ کی ازواج مطہرات آپ کی بیویاں بھی تھیں اور تلمیذات بھی تھیں اور یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ جو شاگرد زیادہ لائق اور محنتی ہو استاد کو قدرتی طور پر اس کے ساتھ زیادہ محبت ہوتی ہے اور خصوصاً جبکہ عمر کے لحاظ سے چھوٹا ہو اور اس میں تدبر بڑوں جیسا ہو اس کے ساتھ تو یقیناً زیادہ محبت ہوگی اور وہ یہ کوشش کرے گا کہ میں اس کے ساتھ سب سے زیادہ محنت کروں تاکہ یہ میرے علمی کمالات کا مظہر بنے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی نوعیت کی محبت تھی،

صدیقہ بنت صدیق سلام اللہ علیہا کا تدبر عقل و دانش اور فہم مسلم ہے باوجودیکہ وہ صغیر السن تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ چاہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے جو علم نبوت عطا فرمایا ہے اس میں سے خواتین کا حصہ عائشہ کے ذریعہ ان تک پہنچے اور اسی لیے نو سال کی عمر میں انہیں اپنے گھر میں لائے

Marfat.com

تاکہ خواتین کے متعلقہ تمام مسائل کوٹ کوٹ کر ان کے دل و دماغ میں بھر دیئے جائیں اور اس کو عملی نمونہ بنا دیا جائے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر خوب محنت کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امنگوں کا مظہر ثابت ہوئیں اور آپ نہ صرف خواتین بلکہ مردوں کی بھی معلّمہ بنیں اور تمام کتب احادیث میں شاذ و نادر کوئی ایسا صفحہ ہوگا جس پر حضرت عائشہ سے مروی حدیث نہیں ہوگی ورنہ ہر صفحہ پر لازماً ایک دو حدیثیں ضرور آپؓ سے منقول پائی جاتی ہیں جن کی مجموعی تعداد دو ہزار دو سو دس[۲۲۱۰] بیان کی جاتی ہے اور تیس[۳۰] سپارے قرآن کریم ان کے علاوہ ہے جو آپ نے سیکھا۔

یہ ہے آپ کا وہ علم جو آپ نے نو[۹] سے لے کر اٹھارہ سال تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا اور آپ کے وصال کے بعد اپنے اس جلیل القدر، اور عظیم المرتبت خاوند کے مشن کو مسلسل اڑتالیس[۴۸] سال تک جاری رکھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شاگردوں کی تعداد دو سو[۲۰۰] کے لگ بھگ ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تمام شادیاں انتہائی سادگی سے کی ہیں۔ کسی بھی بیوی کی شادی پر تکلفات سے کام نہیں لیا نہ جہیز میں نہ مہر میں اور نہ ولیمہ میں وقت پر جو میسّر آیا وہ کیا چنانچہ سب سے چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود فرماتی ہیں۔

مَا غِرْتُ عَلٰی جُزُوْرٍ وَلَا ذُبِحَتْ عَلٰی شَاةٌ حَتّٰی اَرْسَلَ اِلَیْنَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَہَ بِجَفْنَةٍ کَانَ یُرْسِلُ بِهَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی

ترجمہ:۔ میری شادی کے موقعہ پر کوئی اونٹ یا بکری نہیں ذبح کی گئی صرف سعد بن عبادہ نے ایک بڑا پیالہ بھیج دیا تھا جو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ازواج کے ہاں

Marfat.com

لما تحقیق یہ کہ [illegible] جانے کے مہر تقریباً کتنا ہے

[illegible] مہر کی مقدار

حضرت زینب بنت جحش کی شادی کے مہر تقریباً ساڑھے بارہ اوقیہ کا زیادہ استعمال کیا گیا ہے۔ صحابہ و تابعین [illegible] کا ارشاد ہے کہ عشرہ مبشرہ [illegible] حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فرمان یہ ہے۔

عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ

سَأَلْتُ حَفِيدَةَ أَنَسٍ كَمْ

أَصْدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ صَدَاقُهُ

لِأَزْوَاجِهِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ أُوقِيَّةً

وَنَشٍّ قَالَتْ أَتَدْرِي

مَا النَّشُّ قُلْتُ لَا قَالَتْ

نِصْفُ أُوقِيَّةٍ فَتِلْكَ خَمْسُ

مِائَةِ دِرْهَمٍ۔

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ)

ترجمہ: ثابت سے روایت ہے کہ انس کی پوتی سے میں نے پوچھا کہ آپ کے دادا نے اپنی بیویوں کا مہر کتنا مقرر فرمایا تھا۔ انہوں نے فرمایا بارہ اوقیہ اور نش تھا۔ فرمایا جانتے ہو نش کیا ہے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا نصف اوقیہ پس وہ پانچ سو درہم ہوئے

ساری بحث کا خلاصہ اور لُبِّ لباب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنواری حضرت عائشہ کے سوا تمام بیوہ گان سے نکاح کیا اور اس سلسلہ میں کسی قسم کا قومی یا دولت کا امتیاز نہیں برتا سامانِ جہیز مہر ولیمہ کے تفاخر کی قطعاً پروا نہیں کی اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اُن غلط رسومات کی وجہ سے صنفِ نازک جو پس رہی تھی اور

Marfat.com

انسانی ترقی اور عروج کا یہ اہم ذریعہ اور پرزہ ناکارہ ہو کر رہ گیا تھا اسے ظلم کی چکی سے نکال کر اپنے صحیح اور جائز مقام پر فٹ کر دیا جائے اور عوام الناس کو بتا دیا جائے کہ عورت بحیثیت عورت بیوہ ہو یا کنواری امیر گھرانے کی ہو یا غریب خوبصورت ہو یا بدصورت سب ہی ترقی کا ذریعہ ہیں اور ان کو منجمد چھوڑنے سے انسانی عروج کی گاڑی خود بخود تباہ ہو جائے گی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کر کے دکھایا اور عقل کا تقاضا بھی یہ ہے کہ بیوہ سے نکاح کو ترجیح دینی چاہیئے کیونکہ وہ مشین یا پرزہ جس کی خوبیاں عام انسانوں پر واضح ہو چکی ہوں اس کے خریدنے میں آدمی تامل نہیں کرتا اور نئی مشین یا پرزہ جس کا ابھی تجربہ نہیں ہوا اس کے خریدنے میں ضرور خدشہ محسوس کرے گا پتہ نہیں یہ مشین اچھی ثابت ہوگی یا نہیں۔

یا اسی طرح ایک کاروباری آدمی جس کی امانت و دیانت مارکیٹ میں مشہور ہو ہر ایک اس کی دیانت کی گواہی دیتا ہو مگر قدرتی طور پر اگر اس کا کاروبار ڈاؤن ہو جائے اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہ رہے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا تعاون کرنا چاہیئے اسے سہارا دینا چاہیئے نہ کہ اس گرے ہوئے کو اوپر سے اور روندا جائے تاکہ اٹھ نہ سکے۔

اسی طرح وہ بیوہ عورت جس کا خاوند مر جائے یا اپنی کسی خامی کی وجہ سے اسے طلاق دے دے تو یہ اپنے منصب سے گر گئی ہے حالانکہ یہ مجرّبہ ہے زندگی کے تلخ مراحل عبور کر چکی ہے شکستہ دل ہے بے سہارا ہے بے آسرا ہے اس وقت جو اس کے ساتھ نکاح کرے گا یقیناً اس کے لیے وہ اچھی مددگار رفیقۂ حیات اور معاون ثابت ہوگی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں اس کا جو مرتبہ ہے وہ بہت اونچا ہے۔

Marfat.com

بیوہ کا نکاح کرانے والے کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْكِیْنِ كَالسَّاعِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا یَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا یُفْطِرُ (متفق علیہ) ؎ مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ ص ۴۲۲

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے نکاح عورتوں اور مساکین کی خاطر کوشش کرنے والا گویا اللہ کے راستے میں کوشش کرنے والا ہے میں گمان کرتا ہوں آپ نے فرمایا رات کو قیام کرنے والے کی طرح اور ہمیشہ روزہ رکھنے والے کی طرح ہے۔

تشریح حدیث

اس حدیث پاک میں بے نکاح عورتوں کے نکاح کے سلسلہ میں محنت اور کوشش کرنے والے کی فضیلت کو بیان فرمایا گیا ہے اور اسے سعی فی سبیل اللہ قرار دیا ہے اور اس کی تین صورتیں متصور ہو سکتی ہیں ایک یہ ہے کہ انسان ہمیشہ رات دن جہاد میں مشغول ہو جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ہمیشہ رات دن روزہ رکھنا شروع کر دے اور تیسری صورت یہ ہے کہ ہمیشہ رات کو اٹھ کر نوافل اور ذکر اذکار میں لگا رہے اور ان تینوں کے فضائل اور برکات قرآن کریم اور احادیث

طیبہ میں مفصّل بیان فرما دیئے گئے ہیں یہ مختصر سی کتاب ان کی گنجائش نہیں رکھتی یہاں صرف اتنا بیان کرنا مقصود ہے کہ بے نکاح عورتوں کے نکاح کرنے کے لئے جو شخص کوشش کرے گا اسے مجاہد غازی صائم الدہر اور قائم اللیل کے برابر ثواب ملے گا اب جو شخص اُن سے نکاح کریگا اس کا ثواب یقیناً کہیں زیادہ ہوگا اور کنواری لڑکیوں کے ساتھ نکاح کرنے کے سلسلہ میں تو ہر ایک کوشش کرتا ہے اور ان کے ساتھ نکاح کرنے کی ہر ایک کو رغبت بھی ہوتی ہے یہاں تک کہ اسّی ۸۰ سال کا بوڑھا بھی سترہ ۱۷ سال کی لڑکی کو پسند کرتا ہے زیادہ مشکلات مطلّقہ یا بیوہ عورتوں کو درپیش آتی ہیں کیونکہ ان سے رغبت بھی کم ہوتی ہے اور ان سے نکاح کو معیوب بھی سمجھا جاتا ہے اس لیے ان کے نکاح کے سلسلہ میں جو کوشش کرے گا وہ یقیناً مجاہد غازی صائم الدہر اور قائم اللیل کا مرتبہ پائے گا اور ان سے جو نکاح کرے گا وہ یقیناً بہت زیادہ درجات کا مستحق ہے۔ یہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عملی نمونہ پیش کیا گیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی شادیاں کرنے کے موقعہ پر اختیار فرمایا اب آئندہ انشاءاللہ ہم وہ نمونہ پیش کریں گے جو آپ نے اپنی بیٹیاں نکاح کرکے دینے کے موقعہ پر اختیار فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کل چار بیٹیاں تھیں۔

(۱) حضرت زینب رضی اللہ عنہا۔ (۲) حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا (۳) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا (۴) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا۔

یہ چاروں بیٹیاں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔

Marfat.com

نکاح زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت زینب کا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شرفِ نبوت سے قبل ہی ابوالعاص بن ربیع سے ہوگیا تھا بعثت کے بعد آپ جب ہجرت فرماکر مدینہ میں آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا وہیں مکہ میں رہ گئی تھیں غزوۂ بدر کے بعد آپ نے انہیں منگوا لیا تھا بعد میں ان کے شوہر ابوالعاص بھی مسلمان ہوکر آگئے تھے آپ نے ان کے مابین نکاح جدید کرا دیا تھا یہ حضرت زینب کے خالہ زاد بھائی تھے۔

نکاحِ رقیہ رضی اللہ عنہا و اُم کلثوم رضی اللہ عنہا بنتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی دوسری دونوں بیٹیوں رقیہ اور اُم کلثوم کا نکاح ابولہب کے دو بیٹوں عتبہ اور عتیبہ سے ہوا ابولہب نے آپ کی دشمنی کی بنا پر اپنے بیٹوں کو حکم دیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو چنانچہ انہوں نے طلاق دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت رقیہؓ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا جب وہ فوت ہوگئیں تو پھر حضرت اُم کلثوم ان کے نکاح میں دی اور فرمایا اگر میری دس بیٹیاں ہوتیں تو بھی عثمان کو دیتا ان تینوں بیٹیوں کے نکاح کے موقعہ پہ شاید جہیز ولیمہ وغیرہ کا کچھ اہتمام کیا گیا ہوگا مگر تفصیل معلوم نہیں ہوسکی۔

نکاح فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی

Marfat.com

بیٹی تھی اس لیے اس کے ساتھ آپ کو سب سے زیادہ محبت تھی اور حضرت خدیجہ کو بھی ان کے ساتھ زیادہ محبت تھی ان کی شادی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کی حضرت علی آپؐ کے چچازاد بھائی یعنی ابوطالب کے بیٹے تھے یہ بھی اپنے والد سے صغیر السن رہ گئے تھے یتیم تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ان کی تربیت فرمائی تھی جس طرح ابوطالب نے آپ کی تربیت فرمائی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ سب سے بڑا احسان یہ فرمایا کہ اپنی سب سے زیادہ پیاری بیٹی ان کو دی حالانکہ ان کی مالی پوزیشن انتہائی خستہ تھی اگرچہ یہ رئیسِ مکّہ کے بیٹے تھے مگر ان کا مال و متاع سب کچھ مکّہ میں رہ گیا تھا مشرکین اس پر قابض ہو گئے تھے یہ لوگ ساتھ کچھ نہیں لا سکے تھے اور مدینہ میں ابھی انہیں بیٹھنے اور سر چھپانے کی خاطر خواہ جگہ بھی میسّر نہیں آئی تھی کہ اوپر سے جنگ کا آغاز ہو گیا۔ اگرچہ انصار مدینہ نے دل کھول کر انکی امداد کی مالی جانی تعاون کیا نان نمک میں انہیں شریک کیا اپنی جائدادیں انہیں تقسیم کر کے دیں جس کے پاس دو بیویاں تھیں ایک کو طلاق دے کر اپنے مہاجر ساتھی کو دی اور ان عورتوں نے بھی جس ایثار کا ثبوت دیا تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی مگر اس کے باوجود ان کے اوقات انتہائی تنگ گزر رہے تھے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال و متاع اور رہائش کے بارے میں احادیث میں جو تفصیل مذکور ہے اسے ملاحظہ فرمائیں اور سب سے پہلے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے اثاثہ کا حال سنیں۔

عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ قَالَ عَلِیٌّ لَقَدْ تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ

ترجمہ:۔ شعبی سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے

بِنْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَالِي وَلَهَا فِرَاشٌ غَيْرُ جِلْدِ كَبْشٍ نَنَامُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَنُعَلِّفُ عَلَيْهِ نَاضِحَنَا بِالنَّهَارِ وَمَالِي خَادِمٌ غَيْرُهَا۔

فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا تو میرا اور ان کا بچھونا صرف مینڈھے کی کھال تھی اسی پر ہم رات کو سوتے تھے اور اسی پر دن میں اپنی سواری کو چارا ڈالتے تھے اور میرا خادم ان کے سوا اور کوئی نہیں تھا۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۳)

مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ عَلْبَاءَ بْنِ أَحْمَرَ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ خَطَبْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ فَاطِمَةَ قَالَ فَبَاعَ عَلِيٌّ دِرْعَهُ وَبَعْضَ مَا بَاعَ مِنْ مَتَاعِهِ فَبَلَغَ أَرْبَعُ مِائَةٍ وَثَمَانِينَ دِرْهَمًا قَالَ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَجْعَلَ ثُلُثَيْهِ فِي الطِّيبِ وَثُلُثًا فِي الثِّيَابِ

ترجمہ:۔ علبا بن احمر سے نقل ہے انہوں نے کہا کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ سے منگنی کی راوی نے کہا کہ علی نے اپنی زرہ اور کچھ سامان بیچا تو اس کی قیمت چار سو اسی ۴۸۰ درہم ہوئی علی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کی دو تہائی خوشبوئیں خرچ کی جائے اور تیسری تہائی کپڑوں میں۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۲)

Marfat.com

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ فَاطِمَةَ قُلْتُ مَا اَبْعُثُ فَرَسِیْ اَوْ دِرْعِیْ قَالَ بِعْ دِرْعَكَ فَبَعَتُّهَا عَشَرَةَ اَوْقِیَةٍ وَكَانَ ذَالِكَ مَهْرُ فَاطِمَةَ۔

ترجمہ:۔ حضرت علی سے نقل ہے فرمایا جب میں نے فاطمہ سے شادی کی تو میں نے کہا کہ میں اپنا گھوڑا اور زرہ نہیں بیچوں گا آپ نے فرمایا زرہ بیچ دو تو میں نے بارہ اوقیہ پر بیچ دی اور یہ فاطمہ کا مہر تھا۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۲)

ولیمہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا بُدَّ لِلْعُرُوْسِ مِنْ وَلِیْمَةٍ ثُمَّ اَمَرَ بِكَبْشٍ فَجُمِعَ عَلَیْهِ۔

ترجمہ:۔ بریدہ سے نقل ہے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کا نکاح کیا تو فرمایا شادی کے لیے ولیمہ کا ہونا ضروری ہے، پھر ایک بکرا لانے کا حکم دیا چنانچہ ولیمہ کے اسباب آپ کے پاس جمع کیے گئے۔

فِیْ رِوَایَةٍ قَالَ یَا عَلِیُّ اِنَّهٗ لَا بُدَّ لِلْعُرُوْسِ مِنْ وَلِیْمَةٍ قَالَ سَعْدٌ عِنْدِیْ كَبْشٌ وَجَمَعَ لَهٗ رَهْطٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَصْوُعٌ مِنْ ذُرَّةٍ۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۳)

ترجمہ:۔ ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اے علی شادی کیلئے ولیمہ ضروری ہے سعد نے کہا میرے پاس مینڈھا ہے اور انصار کی ایک جماعت نے علی کیلئے چند صاع جوار جمع کیے۔

Marfat.com

جہیز حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ جَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِیْ خَمِيْلٍ وَقِرْبَةٍ وَوِسَادَةِ اَدَمٍ حَشْوُهَا اِذْخِرٌ۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۳)

ترجمہ:۔ حضرت علی سے نقل ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ کے جہیز میں ایک بڑی چادر ایک مشکیزہ اور ایک چمڑے کا تکیہ عنایت فرمایا جس کا بھراؤ اذخر سے تھا۔

تشریح احادیث

ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ مہر[1]۔ ولیمہ[2]۔ جہیز[3]۔ اور کچھ سامان[4] زیبائش جس میں خوشبو کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے نیز زیور اور کپڑوں کو بھی تحائف میں شامل کیا جا سکتا ہے یہ چیزیں شادی کے لیے ہونا چاہئیں۔ البتہ مہر ولیمہ اور سامانِ زیبائش یہ مرد نے ادا کرنا ہے اور جہیز والد نے دینا ہے اور ان چاروں کی کوئی حد بھی مقرر نہیں جو میسّر آئے ادا کر دے اور سب سے زیادہ اہم اور قابلِ غور بات جو ان احادیث میں ہے وہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے زیادہ پیاری بیٹی کے لیے ایک غریب مفلس اور تنگ دست آدمی جس کے پاس مہر اور ولیمہ کے لیے بھی کچھ نہیں تھا اس کا انتخاب کیوں کیا۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے لیے کوئی امیر نہیں ملا تھا کہ آپ نے حالات سے مجبور ہو کر یہ بیٹی اسے دی تو بات دراصل یہ نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کے صحابہ کرام میں سے امرا بھی تھے مہاجرین میں بھی اور انصار میں بھی آپ اگر اشارہ بھی فرماتے تو وہ لوگ اس رشتہ پر فخر محسوس کرتے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو اس رشتہ کی خاطر پیش کش بھی کی تھی اور آپ نے اسے ٹھکرا دیا تھا۔

عَنْ حُجْرِ بْنِ عَنْبَسٍ قَالَ خَطَبَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فَاطِمَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ لَكَ يَا عَلِيُّ عَلٰى اَنْ تُحْسِنَ صُحْبَتَهَا۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۳)

ترجمہ:- حجر بن عنبس سے نقل ہے کہا ابوبکر اور عمر نے اپنے اپنے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت فاطمہ کی منگنی کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا اے علی یہ تیرے لیے ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرے تو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ کے رشتے کے خواہش مند حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت علی تینوں تھے مگر نگاہ انتخاب حضرت علی پر پڑی اس کی وجہ مندرجہ ذیل حدیث میں آرہی ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَشِيَهُ الْوَحْيُ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ اَتَدْرِيْ يَا اَنَسُ مَا جَآءَ بِهٖ جِبْرِيْلُ مِنْ عِنْدِ صَاحِبِ الْعَرْشِ قُلْتُ

ترجمہ:- انس سے نقل ہے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو وحی نے انہیں ڈھانپ لیا جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا جانتے ہو اے انس جبریل صاحب عرش کے پاس سے کیا لائے ہیں میں نے عرض کیا میرا باپ اور

Marfat.com

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ وَمَاجَاءَ بِہٖ جِبْرِیْلُ مِنْ عِنْدِ صَاحِبِ الْعَرْشِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اُزَوِّجَ فَاطِمَۃَ مِنْ عَلِیٍّ۔

اور ماں آپ پر قربان جبریل صاحب عرش کے پاس سے کیا لائے ہیں فرمایا اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ فاطمہ کا نکاح علی سے کروں۔

(کنز العمال ج ۷ ص ۱۱۳)

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا ہے اور انتخاب نبوی بامر الٰہی تھا اور اس کی وجہ یہ نہیں کہ آپ کو کوئی اور آدمی نہیں ملتا تھا بلکہ اس کی اصلی وجوہ تین نظر آتی ہیں ایک یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابو طالب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو احسانات کیے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بدلہ چکانا چاہتے تھے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس مفلس کو رشتہ نہ دیتے تو اور کون دیتا اور تیسری وجہ یہ ہے کہ اس غریب کو رشتہ دیکر آپ نے امیر اور غریب کے درمیان حائل امتیازی خلیج ختم کی ہے لیکن شبہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان کو اپنی دو لڑکیاں رقیہ اور ام کلثوم کیوں دیں حالانکہ وہ تو بہت بڑے امیر تھے وہ لڑکیاں بھی آپ کسی اور غریب کو دیتے تاکہ آپ کا یہ فعل قومی اور دولتی امتیاز ختم کرنے کے لیے زیادہ معاون و ممد ثابت ہوتا۔

اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اپنی دو بیٹیاں یکے بعد دیگرے نکاح کر کے دی ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ حضرت عثمان کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان ہے کہ آپ کی دو مطلقہ بیٹیوں سے شادی کی ہے اگر حضرت عثمان غنی

Marfat.com

کسی کنواری لڑکی سے شادی کرتے تو انہیں کون رشتہ نہ دیتا آپ قوم کے لحاظ سے بھی اونچے خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور دولت مند بھی تھے لیکن آپ نے کسی کنواری کی خواہش نہیں کی بلکہ ان مطلقہ سے نکاح کر کے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا بوجھ ہلکا کیا ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اپنی دو بیٹیاں انہیں دی ہیں اس سے طبقاتی منافرت ختم کرنا مقصود ہے اور آپ کی بعثت کا مقصد فساد ختم کرنا ہے اور طبقات سے فساد پیدا ہوتا ہے۔

چنانچہ آپ کو اُمّت کی خاطر جو اصولِ زندگی عطا فرمائے گئے ہیں ان میں یہی چیز کارفرما ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ صدقات قربانی نظامِ عدل وغیرہ ان سب سے مقصود تمام طبقات یکجا کر کے اجتماعیت پیدا کرنا ہے ایک دوسرے کے قریب لانا ہے جب آپس میں قرب ہوگا الفت محبّت پیدا ہوگی، بغض وعناد ختم ہوگا تو پھر طبقاتی امتیاز ختم ہو جائیگا اور اس اسلامی طرزِ نکاح سے بھی یہی مقصود ہے کہ امیر غریب کو رشتہ دے اور اس سے رشتہ لے اور اونچی برادری والا گھٹیا برادری والے کو رشتہ دے اور اس سے رشتہ لے تاکہ یہ آپس میں گھل مل جائیں شیر وشکر ہو جائیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پہلے اس پر عمل کیا کہ ایک بیٹی غریب کو دی اور دو امیر کو دیدیں اور آپ کے اس طرزِ عمل نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اندر ایک نئی روح پھونک دی اور پہلے جو لوگ اپنی لڑکی غریب اور گھٹیا خاندان میں دینے کے بجائے اسے زندہ گاڑنا پسند کرتے اور اسے دینے میں بے غیرتی اور عار سمجھتے تھے اور اب انہیں اپنی لڑکیاں دینا اپنے لیے سعادت اور فخر محسوس کرتے تھے چنانچہ چند صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

Marfat.com

علیہم اجمعین کے واقعات مشتے از نمونہ خروار کے طور پہ ملاحظہ فرمائیں۔

نکاحِ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

عَنْ سَلْمَانَ اَنَّهٗ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً مِنْ كِنْدَةَ فَبَنٰى بِهَا فِيْ بَيْتِهَا فَلَمَّا كَانَ لَيْلَةُ الْبِنَاءِ مَشٰى مَعَهٗ اَصْحَابُهٗ حَتّٰى اَتٰى بَيْتَ اِمْرَاَتِهٖ فَلَمَّا بَلَغَ الْبَيْتَ قَالَ ارْجِعُوْا اَجَرَكُمُ اللّٰهُ وَلَمْ يُدْخِلْهُمْ عَلَيْهَا كَمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَى الْبَيْتِ وَالْبَيْتُ مَنْجَدٌ قَالَ اَحْمُوْمُ بَيْتِكُمْ اَمْ تَحَوَّلَتِ الْكَعْبَةُ فِي الْكِنْدَةِ قَالُوْا مَا بَيْتُنَا بِمَحْمُوْمٍ وَلَا تَحَوَّلَتِ الْكَعْبَةُ فِي الْكِنْدَةِ فَلَمْ يَدْخُلِ الْبَيْتَ حَتّٰى نُزِعَ كُلُّ سِتْرٍ فِي الْبَيْتِ غَيْرَ سِتْرِ الْبَابِ فَلَمَّا دَخَلَ رَاٰى

ترجمہ:۔ سلمان سے نقل ہے کہ انہوں نے ایک کندہ عورت سے شادی کی اور اسی کے گھر میں شب عروسی منائی اور شب عروس والی رات ان کے ساتھ ان کے دوست بھی چلے یہاں تک کہ اپنی بیوی کے گھر تک پہنچے جب اس کے گھر تک پہنچے فرمایا تم لوگ لوٹ جاؤ اللہ تمہیں اجر دے اور انہیں اپنی بیوی کے پاس نہ داخل ہونے دیا جس طرح بے وقوف کرتے ہیں جب گھر کو دیکھا آراستہ ہے تو فرمایا کیا تمہارے گھر کو بخار ہو گیا ہے یا قبلہ کندہ میں آگیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نہ ہمارے گھر کو بخار ہے اور نہ قبلہ کندہ میں آیا ہے تو وہ گھر میں داخل نہ ہوئے یہاں تک کہ دروازے کے پردے کے سوا تمام پردے

Marfat.com

مَتَاعًا كَثِيرًا فَقَالَ لِمَنْ هٰذَا الْمَتَاعُ قَالُوا مَتَاعَكَ وَمَتَاعُ امْرَأَتِكَ قَالَ مَا بِهٰذَا أَوْصَانِي خَلِيلِي أَنْ لَا يَكُونَ مَتَاعِي مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا كَزَادِ الرَّاكِبِ ثُمَّ رَأَى خُدَّامًا فَقَالَ لِمَنْ هٰذَا الْخَدَمُ فَقَالُوا خَدَمُكَ وَخَدَمُ امْرَأَتِكَ فَقَالَ مَا بِهٰذَا أَوْصَانِي خَلِيلِي أَوْصَانِي خَلِيلِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَمَسَّكَ إِلَّا مَا أَنْكَحُ أَوْ أُنْكِحُ فَإِنْ فَعَلْتُ فَبَغَيْنَ كَانَ عَلَيَّ مِثْلُ أَوْزَارِهِنَّ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْتَقِصَ مِنْ أَوْزَارِهِنَّ شَيْءٌ ثُمَّ قَالَ لِلنِّسْوَةِ اللَّاتِي عِنْدَ امْرَأَتِهِ هَلْ أَنْتُنَّ مُخْرِجَاتٌ عَنِّي مُخَلِّيَاتٌ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي قُلْنَ نَعَمْ فَخَرَجْنَ فَذَهَبَ إِلَى

اتار لیے گئے جب داخل ہوئے بہت سا سامان دیکھا فرمایا یہ سامان کس کا ہے انہوں نے کہا یہ تمہارا سامان ہے اور تمہاری بیوی کا سامان ہے جواب میں فرمایا مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وصیّت نہیں فرمائی مجھے تو انہوں نے یہ وصیّت فرمائی ہے کہ میرا دنیا کا سامان ایک مسافر کے زادِ راہ جیسا ہونا چاہیئے۔ اور بہت سے خدمت گزار دیکھے فرمایا یہ خدمت گزار کس کے ہیں انہوں نے کہا یہ تمہارے اور تمہاری بیوی کے خدمت گزار ہیں۔ فرمایا مجھے میرے حبیب نے اس کی وصیّت نہیں فرمائی مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اس بات کی وصیّت فرمائی ہے میں صرف اس کو اپنے پاس رکھوں جس سے میں نکاح کروں اگر میں ان کو رکھوں، تو وہ بغاوت کریں گے ان کا بوجھ مجھ پر ہوگا اور ان کے اب کے بجھ میں کوئی

Marfat.com

الْبَابَ حَتّٰى اَجَافَهٗ وَاَرْخٰى السِّتْرَ ثُمَّ جَآءَ حَتّٰى جَلَسَ عِنْدَ اِمْرَاَتِهٖ فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهَا وَدَعَا بِالْبَرَكَةِ فَقَالَ لَهَا هَلْ اَنْتَ مُطِيْعَتِيْ فِيْ شَيْءٍ اَمُرُكِ بِهٖ قَالَتْ جَلَسْتُ مَجْلِسَ مَنْ يُّطَاعُ قَالَ فَاِنِّيْ خَلِيْلِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِيْ اِذَا اجْتَمَعْتُ اِلٰى اَهْلِيْ اَنْ اَجْتَمِعَ عَلٰى طَاعَتِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَامَ وَقَامَتْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلّٰيَا مَا بَدَا لَهُمَا ثُمَّ خَرَجَا فَقَضٰى مِنْهَا مَا يَقْضِي الرَّجُلُ مِنْ اِمْرَاَتِهٖ

حلیۃ الاولیاء
(ج ۱ ص ۱۸۶)

کمی نہیں ہوگی پھر اس کی بیوی کے پاس جو عورتیں تھیں انہیں فرمایا کیا تم میرے پاس سے نکل جاؤ گی میرے اور میری بیوی کے درمیان راستہ خالی کرو گی انہوں نے کہا ہاں پھر وہ نکل گئیں تو دروازے کے پاس گئے اسے بند کیا پردہ لٹکایا پھر آکر اپنی بیوی کے پاس بیٹھے اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا کی پھر فرمایا میں جو کہوں اس میں تم میری اطاعت کرو گی؟ اس نے کہا اس کی مجلس میں بیٹھی ہوں جس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ فرمایا مجھے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت فرمائی ہے کہ جب میں اپنی اہل کے ساتھ ہم بستر ہو جاؤں تو اللہ جل شانہ کی اطاعت پر ہم بستر ہو جاؤں پھر اُٹھے وہ بھی اٹھی دونوں نے نماز پڑھی جہاں تک کہ ہو سکا پھر دونوں نکلے پھر اس سے وہ حاجت پوری کی جو مرد اپنی بیوی سے پوری کرتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں آپ کی شان کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ غزوہ احزاب کے موقعہ پر خندق کھودتے وقت مہاجرین نے انہیں اپنے ساتھ ملانیکی کوشش کی اور انصار نے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی اور ترجمانِ رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے یہ اعلان نشر ہوا۔

سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلُ بَیْتٍ ۔

"سلمان ہم سب میں سے ہے اہل بیت میں سے ہے یعنی سلمان مہاجرین اور انصار دونوں کا بھائی اور میرے بچوں کے برابر ہے۔

ترجمانِ وحی کا یہ نشر یہ فرمان سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کتنی بڑی سعادت ہے جو کسی اور صحابی کو نصیب نہیں ہو سکی بقیہ صحابہؓ پہلے بھی انہیں قدر و منزلت سے دیکھتے تھے لیکن اس نشر یہ فرمان نے ان کی عظمت کو اور دوبالا کر دیا لیکن سوال یہ ہے کہ بارگاہِ نبوی میں انہیں اتنا شرف کیسے نصیب ہو گیا بات اصل میں یہ ہے کہ دینِ اسلام کی خاطر انہیں بڑی سخت تکالیف اور صعوبتیں برداشت کرنا پڑی ہیں اور ان کے ایمان لانے کی داستان بڑی دردناک ہے جس کی تفصیل انہوں نے خود بیان فرمائی ہے اور اس چھوٹی سی کتاب میں اسے بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ البتہ خلاصہ اور لُبِّ لباب بیان کر دیتا ہوں تاکہ ان کی اہمیت سمجھ میں آئے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فارس کے علاقہ اصفہان کے رہنے والے تھے اسی لیے ان کو سلمان فارسی کہتے ہیں اُن کے آباؤ اجداد

مشرک تھے، انہیں اس عقیدہ سے نفرت ہوئی تو موصل شہر میں ایک عیسائی عالم کے پاس گئے ان سے کچھ راہ نمائی حاصل کی مگر وہ فوت ہو گئے تو ایک اور عیسائی عالم کے پاس گئے ان سے کچھ سیکھا لیکن وہ بھی فوت ہو گئے پھر ایک تیسرے عالم کے پاس گئے ان سے کچھ استفادہ کیا وہ بھی ایک دفعہ بیمار ہوئے انہیں خطرہ لاحق ہوا اگر یہ بھی فوت ہو گئے تو کس سے دین سیکھوں گا اور رونا شروع کیا تو اس عالم نے رونے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا آپ اگر اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو جائیں گے تو میں کس سے دین سیکھوں گا اس لیے رو رہا ہوں انہوں نے فرمایا میرے بعد اس دھرتی پر کوئی دین سکھانے والا نہیں ہے عیسیٰ علیہ السلام کا دین اب ختم ہو گیا ہے اب مکہ میں ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ایک شخص پیدا ہو چکا ہو گا یا عنقریب پیدا ہو گا وہ لوگوں کی رہنمائی کرے گا اس سے دین سیکھنا اور اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ۔

اس کی پشت پر مہر نبوت ہو گی۔ ہدیہ کھائے گا، صدقہ نہیں کھائے گا لوگ اسے شاعر، کاہن، مجنون کہیں گے، اس سے لڑیں گے ان کے بارے میں یہ بشارات حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہیں۔

تم اس پر ایمان لانا اس کی اتباع کرنا اور ان کے ملنے کا طریقہ یہ ہے کہ مکہ اور حجاز سے تجارت کے لیے لوگ یہاں آتے ہیں ان سے پوچھتے رہنا چنانچہ ایک قافلہ آیا ان سے پوچھا تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبر دی تو حضرت سلمان نے فرمایا آپ مجھے اپنا غلام بنالیں اور اپنے ساتھ لے جائیں وہاں جا کر چاہے آپ مجھے بیچ دیں یا اپنے پاس ہی رکھیں آپ کی مرضی ہے چنانچہ ایک آدمی انہیں غلام کی حیثیت سے ساتھ لے گیا اور مختلف ہاتھوں میں ان کی خرید و فروخت ہوتی رہی یہاں تک اُن آقاؤں نے انہیں یکے بعد

Marfat.com

دیگرے خریدا جس آخری آقا نے انہیں خریدا اس نے ان کے ذمہ ایک باغ کی دیکھ بھال اور درختوں کی آب یاری لگائی تھی حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مشکل یہ تھی کہ عربی زبان نہیں جانتے تھے ایک دن ان کے باغ میں ایک عمر رسیدہ عورت آئی جو فارسی زبان جانتی تھی تو ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو اس نے آپ کا پتہ بتایا حضرت سلمان پہلے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی تو کہا اللہ اکبر پہلی نشانی دیکھ لی ہے دوسرے دن حاضر ہو کر کچھ کھجوریں خدمت میں پیش کیں آپ نے پوچھا یہ کیسی ہیں کہا صدقہ ہے تو آپ نے وہ کھجوریں اپنے ساتھیوں کو دیدیں خود کچھ نہ کھایا حضرت سلمان نے کہا اللہ اکبر یہ دوسری نشانی دیکھ لی تیسرے دن پھر بہت سی کھجوریں لا کر پیش خدمت کیں آپ نے پھر پوچھا یہ کیسی کھجوریں ہیں سلمانؓ نے کہا ہدیہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کھجوریں خود بھی کھائیں اور صحابہ کو بھی دیں سلمان فارسی نے کہا اللہ اکبر یہ تیسری نشانی دیکھ لی ہے۔ اس کے بعد مشرف باسلام ہو گئے اور اپنی پوری داستان سنائی چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس اوقیہ سونے پر انہیں خرید لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بن گئے اور ان کے ساتھ آپ کا برتاؤ غلاموں جیسا نہیں تھا بلکہ اولاد جیسا تھا ان کے اس قرب اور بارگاہِ نبوی ص میں مقبولیت کی وجہ سے تمام صحابہ انہیں بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے جب کندہ خاندان میں شادی کی خواہش ظاہر کی تو انہوں نے بڑی خوشی کا اظہار کیا اور بڑی گرم جوشی سے یہ شادی ہوئی جہیز میں خوب دل کھول کر ساز و سامان دیا گیا، کئی غلام خدمت گار دیئے یہ ہرگز پروا نہیں کی کہ یہ غلام ہے فارسی ہے غریب ہے بلکہ آنکھیں بند کر کے اس کو رشتہ دیا

صرف اس وجہ سے کہ اس کے پاس دولتِ ایمان ہے متقی پرہیزگار ہے بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہے اور آپ نے وہ سارا ساز و سامان اور خدام ٹھکرا دیئے صرف ایک بیوی اپنے پاس رکھی اور دراصل یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات کے نقوش اور اثرات ہیں جو صحابہؓ کے دل و دماغ میں رچ بس چکے تھے اور پرانی جاہلانہ رسومات کا تصور ختم ہو چکا تھا اور ان عورتوں کے اندر بھی اسلام کی ایک بے نظیر لگن پیدا ہو گئی تھی جس کا اندازہ حضرت سلمان فارسیؓ کی بیوی کے اس جوابی جملہ سے چلتا ہے جب انہوں نے اس کا سارا سامانِ جہیز اور خدام مسترد کر کے اس کی ساری سہیلیوں کو گھر سے باہر نکالا اور اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیر کر برکت کی دعا فرمائی اور فرمایا کیا میں جس کام کا حکم دوں وہ کام تو کرے گی تو فرمایا میں اس شخص کی مجلس میں بیٹھی ہوں جس کی اطاعت کی جاتی ہے تو فرمایا چل میرے ساتھ نماز پڑھ چنانچہ پہلے دونوں میاں بیوی نے نماز پڑھی اور پھر حقوقِ زوجیت ادا کیے، معلوم ہوتا ہے عورتوں کے اندر بھی گھر کی زیب و زینت آرائش اور ٹھاٹھ کی زندگی بسر کرنے کا رجحان ختم ہو گیا تھا وہ بھی یہی چاہتی تھیں کہ ہماری تمام شعبہائے زندگی کا جو قدم بھی اٹھے تو وہ رضا الٰہی کے لیے اٹھے اور ان کی نگاہوں میں اس دنیاوی زندگی کی کوئی حقیقت نہیں تھی اس لیے اس خدا کی بندی نے اپنے اس خاوند سے شکوہ تک نہ کیا کہ تمہارے پاس اپنا بھی کچھ نہیں اور مجھے دیا ہوا جہیز بھی ٹھکرا دیا ہے یہ کیا ہے بلکہ انتہائی ادب کے ساتھ وفاداری کا وعدہ کرتی ہے کہ زندگی بھر آپ کی اطاعت کروں گی جو کھلاؤ گے کھاؤں گی جو پہناؤ گے پہنوں گی جہاں کہو گے رہوں گی اور اس نے بتا دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والی عورت کو اپنے خاوند کی کس طرح اطاعت کرنا چاہیئے مگر آج اس درسِ اخوت کو امت بھول گئی

ہے اس لیے مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے ہاتھوں سے ذلّت اور رسوائی اٹھا رہے ہیں۔

نکاحِ جلیبیب رضی اللہ عنہ

فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ زَوِّجْنِي ابْنَتَكَ قَالَ نَعَمْ وَكَرَامَةً يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَنِعْمَةُ عَيْنٍ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَسْتُ أُرِيْدُهَا لِنَفْسِي قَالَ فَلِمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجُلَيْبِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أُشَاوِرُ أُمَّهَا فَأَتَى أُمَّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ ابْنَتَكِ فَقَالَتْ نَعَمْ نِعْمَةُ عَيْنٍ فَقَالَ إِنَّهُ لَيْسَ يَخْطُبُهَا لِنَفْسِهِ إِنَّمَا يَخْطُبُهَا لِجُلَيْبِيْبٍ

ترجمہ:- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار میں سے ایک آدمی کو فرمایا مجھے اپنی لڑکی نکاح کر کے دو اس نے کہا ہاں اور یہ عزّت بھی ہے اے اللہ کے رسول اور بڑی اونچی نعمت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی ذات کے لیے اس کی خواہش نہیں رکھتا اس نے کہا پھر کس کے لیے اے اللہ کے رسول فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلیبیب کے لیے پھر اس نے کہا اے اللہ کے رسول میں اس کی ماں سے مشورہ کر لوں پس اس کی ماں کے پاس آیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری لڑکی کا رشتہ مانگتے ہیں تو اس نے کہا ہاں یہ بڑی نعمت ہے تو اس نے کہا وہ اپنے لیے نہیں مانگتے وہ جلیبیب

Marfat.com

فَقَالَتْ اَجُلَيْبِيْبٌ اِبْنُهٗ اَجُلَيْبِيْبٌ اِبْنُهٗ اَلَا لَعَمْرُ اللّٰهِ لَا نُزَوِّجُهٗ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّقُوْمَ لِبَعْضِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُخْبِرُهٗ بِمَا قَالَتْ اُمُّهَا قَالَتِ الْجَارِيَةُ مَنْ خَطَبَنِيْ اِلَيْكُمْ فَاَخْبَرَتْهَا اُمُّهَا قَالَتْ اَتَرُدُّوْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَهٗ اِدْفَعُوْنِيْ اِلَيْهِ فَاِنَّهٗ لَنْ يُّضَيِّعَنِيْ فَانْطَلَقَ اَبُوْهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَاْنُكَ بِهَا فَزَوَّجَهَا جُلَيْبِيْبًا

(ابن کثیر ج ۳ ص ۴۹۰)

کے لیے مانگتے ہیں اس نے کہا کیا جلیبیب ان کا بیٹا ہے کیا جلیبیب ان کا بیٹا ہے خدا کی قسم اسے ہم رشتہ نہیں دیں گے پس جب اس نے ارادہ کیا کہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائے اور آپ کو اس بات کی خبر دے جو اس کی ماں نے کہی ہے لڑکی نے کہا کس نے میری منگنی کی ہے تم سے پس ماں نے اس کو بتایا اس نے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مسترد کرتے ہو مجھے ان کے حوالے کردو وہ ہرگز مجھے ضائع نہیں کریں گے تو اس کے باپ نے جاکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کو اس کا اختیار ہے تو آپ نے اس کا نکاح جلیبیب سے کر دیا۔

تشریح

حضرت جلیبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتہائی غریب اور مفلس آدمی تھے

Marfat.com

شکل وصورت بھی اچھی نہیں تھی مدینہ کے بچے گلیوں میں اس کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم سب پر تھی امیر وغریب مرد وزن بچے بوڑھے اور جوان سب کی ضروریات زندگی کا خیال رکھتے تھے اور جس کو مصیبت زدہ پریشان حال دیکھتے تو اس کی پریشانی دور کرنے کی کوشش فرماتے چنانچہ حضرت جلیبیب کو دیکھا کہ یہ ایک مرد ہے جوان ہے مردانگی جذبات وخواہشات رکھتا ہے تو ایک باپ کی مانند اس روحانی بیٹے کے لیے شادی کی کوشش شروع فرمائی اور ایک انصاری صحابی سے بات کی اور انداز ایسا اختیار کیا کہ جس سے حضرت جلیبیب کی حیثیت کو بہت اونچا کیا تاکہ اس انصاری کو معلوم ہو جائے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس کی شان بڑی بلند ہے اور لوگ تو ایسے موقعہ پر قومیت دولت اور حسن وجمال کو پیش کرتے ہیں حضرت جلیبیب ان چیزوں کے مالک نہیں تھے البتہ ان میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ مقبول خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منظورِ نظر تھے اگر حضرت جلیبیب اس اطاعت محبت اور مقبولیت کا اظہار خود فرماتے تو اسے ملمع سازی پر محمول کیا جاتا کہ شادی کے لیے ایسا کر رہا ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مقبولیت کا خود اظہار فرمایا ہے تاکہ انصاری اس کو حقیقت سمجھے۔

چنانچہ فرمایا۔ زَوِّجْنِیْ اِبْنَتَكَ

ترجمہ:۔ مجھے اپنی بیٹی نکاح کر کے دو۔

تو وہ صحابی خوشی سے پھول گیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہماری نسبت تو پھر بہت اونچی ہو جائے گی یہ تو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور انعام ہو جائے گا نہ بیٹی سے پوچھا نہ اس کی ماں

Marfat.com

سے مشورہ کیا بلا تامل وعدہ کر دیا وہ جانتا تھا کہ میری بیوی اور بیٹی دونوں اس ناطے پر فخر کریں گی اس لیے ان سے مشورہ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں یہ رشتہ اپنے لیے نہیں مانگتا بلکہ جلیبیب کے لیے مانگتا ہوں تو پھر اپنی بیوی سے مشورہ کرنے کی درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی چنانچہ وہ اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس کی دیانت کا عالم یہ ہے کہ پہلے یوں نہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلیبیب کے لیے تیری بیٹی کا رشتہ مانگتے ہیں بلکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری بیٹی کا رشتہ مانگ رہے ہیں تو اس کی خوشیوں کی بھی انتہا نہ رہی اور بے ساختہ ہاں کر دی اور کہنے لگی کہ یہ تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہو جائے گا اور خاوند کے اس انداز بیان کا مقصد یہ ہے کہ میری بیوی کے دل میں جلیبیب کی وقعت پیدا ہو اس کے بعد کہا کہ نہیں وہ اپنے لیے نہیں مانگتے بلکہ وہ تو جلیبیب کے لیے مانگتے ہیں تو پھر بیوی نے رشتہ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ جلیبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا تو نہیں ہے کہ ہم اسے رشتہ دیدیں جب وہ انصاری اٹھ کر جانے لگا تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دے کہ میری بیوی نہیں مانتی تو اس لڑکی نے پوچھا کہ میرے رشتہ کی کون خواہش رکھتا ہے تو ماں نے اس کو تفصیل بتائی تو اس نے کہا چونکہ یہ تجویز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے لہذا اس کو مسترد نہیں کرنا چاہیئے بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ کر دیں میرے نکاح کا اختیار ان کو دے دیں وہ جہاں چاہیں میرا نکاح کر دیں یقیناً وہ میرا نکاح وہیں کریں گے جہاں میری بہتری ہوگی چنانچہ والد نے اپنی بیٹی کے مشورہ پر نبی صلی

اللہ علیہ وسلم کو اس کے نکاح کا اختیار دیا تو حضور نے اس کا نکاح حضرت جلیبیب کے ساتھ کر دیا مقام غور ہے کہ یہاں ایک طرف تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ہے اور ایک نوجوان بچی والدین کی رائے کو ٹھکرا کر نبی کی رائے کو ترجیح دیتی ہے اور حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صحیح نمونہ پیش کرتی ہے وہ جانتی تھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق ایمانداروں کے ساتھ ان کی جان سے بھی زیادہ ہے اسے یقین تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ جہاں تک پہنچتی ہے جو دیکھتی ہے وہاں تک میرے والدین کی رسائی نہیں ہے اس کا یہ ایمان تھا کہ نبی ایک انسان کے لیے جو سوچتا ہے جو تجویز کرتا ہے عام انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے لہٰذا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ٹھیک ہے جلیبیب اگر کالا ہے غریب ہے تو اس کی کوئی پروا نہیں ہے چنانچہ اس کے اس جذبہ ایثار پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس کا نکاح حضرت جلیبیب رضؓ سے کر دیا۔

اور کچھ عرصہ بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح عطا فرمائی کفار کو شکست ہوئی بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آدمیوں کا شمار شروع کیا تو جلیبیب کو نہ پایا تلاش کیا تو آپ کی لاش پائی اور ان کے برابر سات مشرکین کی لاشیں ملیں آپ نے فرمایا کہ جلیبیب نے ان سات کو مارا ہے پھر مشرکین نے اس کو شہید کیا ہے اور اس موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ جلیبیب مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں احادیث میں ہے کہ آپ نے تین مرتبہ یہ جملے دہرائے اور پھر اپنے مبارک ہاتھوں پر اس کی لاش کو اٹھایا اور بنفس نفیس خود قبر میں اتارا اس

Marfat.com

سے واضح ہو جاتا ہے کہ بارگاہِ رسالت میں اس کا کتنا اونچا مقام ہے اور یہی وہ چیز تھی کہ جس کو وہ لڑکی بھانپ گئی تھی اور اس کے والدین نہیں سمجھے تھے اب یہ شہید کی بیوہ بن گئی اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بہت دعا فرمائی احادیث میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اس بیوہ پر خیر و برکت کی بوچھاڑ کر دے اور اس کے عیش کو مکدّر نہ کر احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اس کو بڑی دولت عطا فرمائی انصار میں اس بیوہ سے زیادہ اور کوئی سخی عورت نہیں تھی۔

یہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی نمونے کہ آپ نے ایک طرف تو امیر و غریب اونچ نیچ کے امتیاز کو ختم کیا اور دوسری طرف معاشرہ کی صنفِ نازک عورت جو ان غلط قسم کے رواج رسومات اور امتیازات کی وجہ سے ظلم کی چکی میں پس رہی تھی اسے ان مظالم سے نجات دی اور اسے قعرِ مذلت سے نکال کر معاشرہ میں اونچا مقام بخشا اور بنی نوع انسان کو بتا دیا کہ تمہاری ترقی اور عروج کی گاڑی اس اہم پُرزے کے سوا آگے نہیں چل سکتی اور اس کی تخلیق تمام انسانوں کے لیے ہے کسی ایک قوم یا فرد کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ صرف رنگ اور نسل کی وجہ سے خواہ مخواہ اس پر قابض ہو کر سانپ کی طرح بیٹھ جائے نہ خود فائدہ اٹھائے اور نہ کسی دوسرے کو فائدہ اٹھانے دے بلکہ تعلیم دی کہ معاشرے کے ہر فرد کو ان سے فائدہ اٹھانے کے مواقع فراہم کرنے چاہئیں جس طرح پانی مٹی آگ ہوا اناج وغیرہ ذرائع زندگی سب کے لیے ہیں کسی ایک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان سب پر یا کسی ایک پر قابض ہو کر بیٹھ جائے نہ فائدہ اٹھائے نہ اٹھانے دے اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسے قومی اور انسانی

مجرم سمجھا جاتا ہے اسی طرح عورتوں کے ساتھ بھی ایسا ناروا سلوک کرنے والے یقیناً انسانی مجرم ہیں کیونکہ عورت تمام سرمائیوں میں سے سب سے اونچا اور قیمتی سرمایہ ہے اس نے افرادی قوت پیدا کرنا ہے اور بقول اقبال رح

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملّت کے مقدّر کا ستارا

اور اصلی اور حقیقی مقدر کا ستارہ عورت ہے اسی لیے قرآن حکیم میں اس کو اُمّ سے تعبیر فرمایا ہے اور اُم کے معنی مرکز کے ہیں معلوم ہوا کہ عورت دنیا کے تمام اسباب کا مرکز ہے اور یہ شرف مرد کو حاصل نہیں صرف عورت کو حاصل ہے اور یہ مانا ہوا اصول ہے کہ مرکز کا تحفظ ضروری اور اس سے وابستگی بھی ضروری ہے اسی طرح اس مرکز انسانی عورت کا تحفظ بھی اور اس سے وابستگی بھی ضروری ہے اس کی تفصیل شروع کی آیات اور احادیث میں بیان ہو چکی ہے دوبارا دہرانے کی ضرورت نہیں ہے البتہ اس کا خلاصہ اور لبّ لباب یہ ہے کہ عورت سے نکاح ہونا چاہیئے بلا نکاح استمتاع کی کوشش نہ کی جائے نیز لڑکی اللہ اور رسول کی وفادار ہو اور لڑکا بھی ایسا ہی ہو اگر ایسی صفات کی لڑکی اور لڑکا باہم نکاح کریں گے تو یقیناً یہ مشترکہ فرم خاطر خواہ نتیجہ برآمد کرلے گی اور ملک و ملّت کے ترقی کا ذریعہ بنے گی اور اگر لڑکی ایسی صفات کی حامل نہ ہو تو وہ قدرت کی ناکارہ اور کنڈم مشینری ہے اس پر باصلاحیّت مردوں کا وقت نہیں ضائع کرنا چاہیئے اس طرح اگر لڑکا ایسی صفات کا حامل نہیں ہے تو وہ نکھٹو اور نااہل مستری ہے یہ قیمتی مشینری اس کے ہاتھ میں دیکر برباد نہیں کرنا چاہیئے یہاں

یہاں تک جو تشریح بیان ہوئی ہے یہ آیت نمبر ا کے شروع میں جو

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ" کے جملے فرمائے ہیں ان کے متعلق ہے اب آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ بقیہ آیت کریمہ کی تشریح بیان ہوگی۔

مسئلہ تعدّد ازدواج

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ سے قبل متعدد عورتیں نکاح میں رکھنے پر کوئی پابندی نہیں تھی کسی بھی نبی کی شریعت میں اس کا ثبوت نہیں ملتا عیسائیوں میں جو ترکِ ازدواج کا سلسلہ تھا وہ محض ان کا اختراعی تھا شریعت کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے قرآن حکیم میں ہے۔

وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا۔ انہوں نے خود رہبانیت ایجاد کی۔ اللہ پاک کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کے طفیل انہیں یہ تعلیم نہیں دی گئی بلکہ ان کے بارے میں تو یوں ارشاد ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً۔

ترجمہ:۔ یقیناً ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ہیں انہیں ہم نے بیویاں بھی اور اولاد بھی دی۔

اس سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام نے متعدد شادیاں کیں۔ چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کی سنو ا بیویاں تھیں اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی بھی متعدد بیویاں مذکور ہیں اسی طرح ایوب علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی بھی ایک سے زیادہ بیویوں کا ذکر ہے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے شرائع میں تعدّد پر پابندی نہیں تھی اگر کسی نے ایک شادی کی ہے یا بالکل نہیں کی تو اس کا ذاتی

Marfat.com

فعل ہے حکم خداوندی یہ نہیں تھا۔ کرشن جی جسے ہندو بہت بڑا اوتار مانتے ہیں اس کی بیک وقت سینکڑوں بیویاں تھیں معلوم ہوتا ہے انبیاء کے علاوہ بقیہ اقوام کے اندر بھی اس تعدّد پہ کوئی پابندی نہیں تھی یہ پابندی صرف اور صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دینِ مقدّس میں ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی بیویوں کی تعداد بیک وقت نو تک بیان کی گئی ہے جو آپ کی خصوصیّت ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔

خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

معلوم ہوا کہ اس سلسلہ میں آپ پر بھی پابندی تھی اور آپ کے سوا باقی ایمانداروں کے لیے چار سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

حکمت تحدید ازدواج

یہ مانا ہوا اصول ہے کہ۔ فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ یعنی کسی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا، تو اللہ پاک سب سے بڑا حکیم ہے اس کا فعل حکمت سے کس طرح خالی ہو سکتا ہے قرآن کریم میں ہے

مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔

یعنی اللہ پاک بے کار کام نہیں کرتے۔

معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تعدّد پر جو پابندی نہیں تھی اس کا مقصد نسل انسانی کو زیادہ سے زیادہ بڑھانا تھا اور ان مردوں میں اتنی عورتیں سنبھالنے کی صلاحیت بھی رکھی تھی اور اس شریعت میں جو پابندی عائد کی ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اب نسل کافی حد تک بڑھ چکی ہے اب زمانہ قیامت قریب ہے اب تدریجی طور پر اسے گھٹانا مقصود ہے جیسا کہ

Marfat.com

شب و روز کے تکوینی حالات شاہد ہیں شاید اسی لیئے آج کل کے مردوں میں زیادہ کی صلاحیّت بھی نہیں رکھی صرف چار تک کی صلاحیّت رکھی ہے اور وہ بھی سب میں نہیں ہے بعض میں ہے اور ان کو ہی چار تک کی اجازت ہے سب کو نہیں۔ اور فرمایا ہے کہ نکاح کرو دو دو تین تین اور چار چار سے یعنی جس میں دو کی صلاحیّت ہے وہ دو سے نکاح کرے جس میں تین کی صلاحیّت ہے وہ تین سے نکاح کرے اور جس میں چار کی صلاحیّت ہے وہ چار سے نکاح کرے اور آگے فرمایا ہے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً

یعنی اگر تمہیں اندیشہ ہے کہ دو یا تین یا چار کے ساتھ انصاف نہیں کر سکیں گے تو پھر صرف ایک سے نکاح کرو۔

معلوم ہوا پیش نظر انصاف ہے یعنی اگر کسی انسان میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو اسے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ قانون قدرت سے غلط فائدہ اٹھائے اور دو یا تین یا چار سے خواہ مخواہ نکاح کر کے ان ترقی کے ذرائع پر ناجائز قابض ہو جائے نہ خود فائدہ اٹھا سکے اور نہ کسی اور کو فائدہ اٹھانے دے اور وہ بے چاری مظلوم اس کے چنگل میں گرفتار رہیں بلکہ اسے صرف ایک ہی سے نکاح کرنا چاہیئے اور اس کے لیے بھی انصاف شرط ہے یعنی حقوق زوجیّت پورے کر سکتا ہو اور اگر اس میں یہ صلاحیّت نہ ہو اور نکاح ہو جائے تو شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ اس سے طلاق حاصل کر لے اور اگر خاوند گم ہو گیا ہے تو چار سال کے بعد قاضی عورت کی درخواست پر از سر خود تفریق کر دے اور کسی دوسرے کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ فراہم کرے کیونکہ جب اس میں صلاحیّت نہیں تو یہ اسے نکاح میں رکھنے کا حق دار نہیں

Marfat.com

ہے یہ اور با صلاحیت مردوں کا حق ہے اسلام کسی کے حق پر ناجائز قبضہ کی اجازت نہیں دیتا۔

تحقیق صلاحیّت قبل النکاح

جب انسان ایک چھوٹی سی چیز بازار سے خریدتا ہے تو پہلے جانچ پڑتال کرتا ہے کیا یہ چیز میرے لیے مفید ہے یا نہیں کیا اس میں کوئی عیب تو نہیں ہے حتیٰ کہ پوری طرح دیکھتا ہے پھر خریدتا ہے اسی طرح نکاح کے سلسلہ میں جانبین کو چاہیئے کہ پہلے پوری طرح تحقیق کریں ایمان دیانت تقویٰ اخلاق قومیت جمال وغیرہ معلوم کریں پھر نکاح کریں کیونکہ یہ دو چار دن کا معاملہ یا بچوں کا کھیل تو نہیں ہے یہ تو زندگی بھر کا معاملہ ہے بلکہ قومی تعمیر کی خشتِ اوّل اور انسانی عروج کی پہلی سیڑھی ہے اس لیے بعد کی ندامت اور شرمندگی سے بچنے کے لیے پہلے ہی غور و فکر کر لیں تو اچھا ہے بلکہ اگر لڑکے اور لڑکی کا ڈاکٹری معائنہ کرا لیا جائے تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے ورنہ اس پر خاندانوں کے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں قرآن حکیم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے اَنْ تَبْتَغُوْا جو ابتغاء سے بنا ہے اس کے معنی ڈھونڈنے اور تلاش کرنے کے ہیں یعنی لڑکے والوں کو چاہیئے کہ مذکورہ صفات کی حامل لڑکی تلاش کریں اور لڑکی والوں کو چاہیئے کہ ایسا لڑکا تلاش کریں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تشریح یوں بیان فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ	ترجمہ:۔ نقل ہے ابو ہریرہؓ سے کہا
جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ	شخص آیا اور عرض کیا کہ میں نے

Marfat.com

اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ اِمْرَأَۃً مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ فَانْظُرْ اِلَیْھَا۔ (مشکوٰۃ کتاب النکاح باب النظر الی المخطوبۃ ص ۲۶۸)

انصار کی ایک عورت سے منگنی کا پروگرام بنایا ہے۔ فرمایا پہلے اسے دیکھ لو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْأَۃَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْہُ اِلٰی نِکَاحِھَا فَلْیَفْعَلْ۔ رواہ ابوداؤد (بحوالہ مذکورہ)

ترجمہ:۔ حضرت جابر سے نقل ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی عورت سے منگنی کرے تو جہاں تک ہو سکے اسے نکاح کی داعی چیزوں کو دیکھ لے۔

وَعَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ قَالَ خَطَبْتُ اِمْرَأَۃً فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ نَظَرْتَ اِلَیْھَا قُلْتُ لَا قَالَ فَانْظُرْ اِلَیْھَا فَاِنَّہٗ اَحْرٰی اَنْ یُّؤْدَمَ بَیْنَکُمَا (رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ والدارمی بحوالہ مذکورہ ص ۲۶۹)

ترجمہ:۔ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ سے نقل ہے کہا منگنی کی میں نے ایک عورت سے تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے اسے دیکھا ہے تو میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اسے دیکھ لو یہ تمہارے درمیان الفت پیدا کرنے کے لیے بہت مناسب ہوگا۔

ولایت النکاح اور عورت سے حصولِ اجازت

جس طرح کوئی چیز خریدنے کے لیے براہ راست خود مالک سے بات

Marfat.com

کی جاتی ہے یا اس کے کارندے یا وکیل سے بغیر اس کے کسی کی چیز لینا ناجائز ہے اسی طرح نکاح کے وقت بھی براہِ راست یا عورت سے بات ہونا چاہیئے یا اس کے کارندے اور وکیل سے اس کے بغیر نکاح متصور ہی نہیں ہو سکتا۔

جیساکہ قرآن کریم میں ہے فَانْكِحُوهُنَّ بِإِذْنِ أَهْلِهِنَّ ترجمہ ان سے نکاح ان کی اہل کی اجازت سے کرو۔

اگرچہ یہ آیت کریمہ سیاق وسباق کے لحاظ سے باندیوں کے متعلق ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور تعامل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ چھوٹی نابالغ اور مجنونہ بچیاں بھی اس میں شامل ہیں کیونکہ جب باندی باوجود عاقلہ بالغہ ہونے کے نکاح اور بقیہ دنیاوی امور میں مختار نہیں کیونکہ وہ مملوکہ ہے اور نابالغ بچی اور مجنونہ کو تو ابھی تک شعور ہی نہیں ہے انہیں یقیناً اپنے نکاح کا اختیار نہیں ہونا چاہیئے جیسا کہ باقی معاملات میں انہیں اختیار نہیں اور نکاح کا معاملہ تو زیادہ اہم ہے لہٰذا ان کے ساتھ نکاح وارثوں کی اجازت کے سوا نہیں ہو سکتا۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا وَهِيَ بِنْتُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَزُفَّتْ اِلَيْهِ وَهِيَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ۔

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب النکاح باب الولی ص ۲۷۰)

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ رضؓ سے نقل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا دراں حالیکہ وہ سات سال کی لڑکی تھی اور بھیجا گیا انہیں پاس ان کے دراں حالیکہ وہ نو سال کی لڑکی تھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ باپ یا ولی عصبہ اگر نابالغہ کا نکاح کر دیں تو وہ درست ہے کیونکہ حضرت ابوبکر نے حضرت عائشہ کا نکاح حضور سے

Marfat.com

کیا جب کہ ان کی عمر سات سال کی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اگر یہ نکاح نابالغہ ناجائز ہوتا تو ہادی اسلام ایسا کبھی نہ کرتے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَانِکَاحَ اِلَّا بِوَلِیٍّ۔

ترجمہ:۔ انہوں نے نقل کیا ہے ابی موسیٰ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا نہیں نکاح سوائے ولی کے۔

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی بحوالہ مذکورہ)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ نابالغہ مجنونہ اور عاقلہ کا نکاح وارثوں کی اجازت کے سوا منعقد نہیں ہو سکتا۔

نکاح کے بارے میں عورت سے مشورہ کرنا چاہیے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتُنْکَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَاتُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ اِذْنُھَا قَالَ اَنْ تَسْکُتَ۔

(متفق علیہ بحوالہ مذکور)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ سے نقل ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ نکاح کر کے دی جائے بیوہ یہاں تک کہ اس سے امر نکاح نہ طلب کیا جائے اور نہ نکاح کر کے دی جائے کنواری یہاں تک کہ اس سے اجازت نہ طلب کی جائے انہوں نے عرض کیا اس کی اجازت کی کیا کیفیت ہو گی فرمایا خاموشی۔

تشریح حدیث:۔ اس حدیث پاک میں ایک اَیِّمٌ کا لفظ آیا ہے

Marfat.com

اس سے مراد ایسی عورت ہے جو ایک دفعہ شادی کر چکی ہو اور پھر خاوند نے اسے طلاق دے دی ہو یا مر گیا ہو خواہ وہ عورت عاقلہ بالغہ ہو یا غیر عاقلہ بالغہ ہو دونوں کو یہ لفظ شامل ہے اور دوسرا لفظ بِکْرٌ آیا ہے جس کے معنی غیر شادی شدہ کے ہیں خواہ عاقلہ بالغہ ہو یا غیر عاقلہ بالغہ دونوں کو یہ لفظ شامل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اَیِّمٌ کا نکاح بغیر اس کے امر کے نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ تجربہ کار ہو چکی ہے اب وہ اس سلسلہ میں شرم محسوس نہیں کرے گی بلکہ کھل کر بات کہہ دے گی کہ فلاں مرد مجھے پسند ہے یا نہیں رہا باکرہ کا معاملہ تو چونکہ وہ ابھی تجربہ کار نہیں ہے اس لیے وہ شرم محسوس کرے گی اور شاید کہ منہ سے کچھ نہ کہے اس لیے اس کا سکوت بھی رضا ہی متصوّر ہو گا بہر حال نکاح کے سلسلہ میں باکرہ بالغہ یا بیوہ کی رضا ضروری ہے ان کی رضا کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔

عَنْ خَنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ ثَيِّبٌ فَكَرِهَتْ ذَالِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهَا۔ رواه البخاری۔ وَفِي رِوَايَةٍ ابن ماجه فَنَكَحَ اَبِيْهَا۔ (بحوالہ مذکور)

ترجمہ:۔ خنساء بنت خذام سے نقل ہے کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا اور یہ رنڈی تھی پس اس نے یہ نکاح ناپسند کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے اس کے نکاح کو رد کیا اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اس کے باپ کے نکاح کو رد کیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نکاح کے سلسلہ میں بیوہ عورت سے اجازت لینا ضروری ہے اور اس کی بدون اجازت نکاح نہیں ہو سکتا

اور باپ کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس پر جبر کرے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ جَارِيَةً بِكْرًا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَتْ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ فَخَيَّرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(رواہ ابوداؤد بحوالہ مذکورہ صـ۲۷۱)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس سے نقل ہے کہ ایک باکرہ لڑکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس نے ذکر کیا کہ اس کے باپ نے اس کا نکاح کیا ہے اور وہ پسند نہیں کرتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دیا۔

تشریح حدیث

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ نکاح کے سلسلہ میں عاقلہ بالغہ لڑکی کی رضا بھی ضروری ہے اور اگر اس کی رضا کے سوا کسی وارث نے خواہ باپ ہی کیوں نہ ہو اس کا نکاح کرا دیا تو اس نکاح کو باقی رکھنا اس لڑکی کے اختیار میں ہے چاہے منظور کرے یا نہ کرے۔ البتہ عدالت کی طرف رجوع ضروری ہے۔

بوقت نکاح عاقلہ بالغہ عورت کو اپنے وارثوں سے مشورہ کرنا چاہیئے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ نَكَحَتْ نَفْسَهَا بِغَيْرِ اِذْنِ وَلِيِّهَا فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا

ترجمہ:۔ نقل ہے عائشہ رضؓ سے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھی عورت اپنا نکاح کر لے گی سوائے اجازت ولی کے تو اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح

بَاطِلٌ فَنِكَاحُهَا بَاطِلٌ فَإِنْ دَخَلَ بِهَا فَلَهَا الْمَهْرُ بِمَا اسْتَحَلَّ مِنْ فَرْجِهَا فَإِنِ اشْتَجَرُوا فَالسُّلْطَانُ وَلِيُّ مَنْ لَا وَلِيَّ لَهُ ۔

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی بحوالہ مذکورہ صفحہ ۲۷۰)

باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے اگر مرد اس سے ہمبستر ہو تو اس کے لیے مہر ہے کیونکہ اس نے اس کی شرم گاہ اپنے لیے حلال کرنے کی کوشش کی ہے اگر ان کا آپس میں اختلاف ہوا تو بادشاہ ولی ہے اس کا جس کا ولی نہیں ہے۔

تشریح حدیث

اس سے قبل کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے نکاح کے سلسلہ میں خود مختار ہے جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور اس میں بتایا ہے کہ اسے چاہیئے کہ اپنے وارثوں سے مشورہ کرے اگر بغیر مشورہ نکاح کر لے گی تو وہ نکاح بیکار ہوگا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نکاح کے بہت سے مقاصد ہیں۔

اوّلین مقصد یہ ہے کہ اس نکاح کے ذریعہ مختلف طبقات اور خاندانوں کو قریب کر کے طبقاتی جنگ ختم کر دی جائے دوسرا مقصد یہ ہے کہ نسلِ انسانی کو ترقی اور عروج نصیب ہو یہ اس وقت ہو سکتا ہے کہ تمام انسانی پرزوں کو کام میں لایا جائے کوئی پرزہ بیکار نہ رہے یہ فائدہ اور استفادہ تب ہو سکتا ہے کہ ورثاء کے مشورہ سے نکاح ہو کیونکہ وہ اس کے حقوق کی رعایت رکھیں گے آئندہ کے لیے ان کا تحفظ کریں گے اگر بلا مشورہ نکاح ہوگا تو طبقاتی جنگ چھڑ جائے گی اور یہ لڑکی اپنے خاندان سے ہمیشہ ہمیشہ کٹ جائے گی قطع رحمی ہوگی حتیٰ کہ والدین کی نگاہ سے بھی گر جائے گی اور بسا اوقات یوں بھی ہوتا ہے

کہ اس پر خاندانوں کے خاندان کٹ مرتے ہیں اور یہ لڑکی اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے۔

غرضیکہ بلا مشورہ نکاح کرنے سے مقاصد نکاح فوت ہو جاتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نکاح کو بیکار اور بے برکت قرار دیا یہ مقصد نہیں کہ نکاح نہیں ہوتا نکاح ہو جاتا ہے جیسے گذشتہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے اور نیز اس حدیث میں بھی فرمایا کہ ایسے نکاح سے مہر لازم ہو جاتا ہے اس سے بھی معلوم ہوا کہ نفس نکاح ہو جاتا ہے۔ اور آگے فرمایا ہے کہ اگر مشورہ کے بعد خاندان کا اختلاف ہو کوئی یہ رشتہ دینا چاہے اور کوئی نہ دینا چاہے اور اس وجہ سے نکاح میں تعطل پیدا ہو تو مسلمان بادشاہ کو بداخلت کر کے اس تعطل کو دور کرنا چاہیئے ورنہ اس خاندانی کس مکش میں عورت جو معاشرہ کا مرکزی اور بنیادی پرزہ ہے بیکار ہو کر رہ جائے گا۔

جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے حین حیات میں کیا ہوا تھا جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے نیز یہ بھی معلوم ہوا اگر کسی لڑکی کا وارث نہ ہو تو پھر تمام ذمہ داری وقت کے حکمران پر عائد ہو جاتی ہے کہ وہ ایسی لڑکی کی شادی کا انتظام و انصرام کرے۔

بوقتِ نکاح دو گواہ ضروری ہیں

وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

ترجمہ:۔ مقرر کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے اگر نہ ہوں دو مرد پس ایک مرد اور دو عورتیں جنہیں تم پسند کرو گواہوں میں سے کیونکہ ایک بھولے

Marfat.com

الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى ؕ

گی تو دوسری اُسے یاد دلا دے گی۔

اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقد نکاح کے وقت دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے اگرچہ سیاق وسباق کے لحاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت قرض کے متعلق ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل اور فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ قرض کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ عام ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْبَغَايَا الَّتِیْ يَنْكِحْنَ اَنْفُسَهُنَّ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ وَالْاَصَحُّ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباس سے نقل ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زنا کرنے والی ہیں وہ عورتیں جو نکاح کرتی ہیں اپنا سوائے گواہوں کے۔ (بحوالہ مذکورہ صـ ۲۷۱)

اس حدیث پاک سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ نکاح کے لیے گواہ ضروری ہے اور دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر گواہ جو نکاح ہوگا وہ نکاح متصوّر نہیں ہوگا بلکہ وہ زنا متصور ہوگا۔

بلوغت کے بعد فوراً نکاح ہو جانا چاہیئے

وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّوْرَاةِ

ترجمہ:۔ نقل ہے عمر بن خطاب اور انس بن مالک سے انہوں نے نقل کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا تورات میں لکھا ہے

مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهٗ اِثْنَتَىْ عَشْرَةَ سَنَةً وَلَمْ يُزَوِّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذَالِكَ عَلَيْهِ

جس کی بیٹی کی عمر بارہ سال ہوجائے اور وہ اس کا نکاح نہ کرے پس وہ کسی گناہ میں بتلا ہو تو اس کا گناہ اس باپ پر ہے۔

وَعَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وُلِدَ لَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْيُزَوِّجْهُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ يُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِيْهِ۔

رواہما البیہقی فی شعب الایمان

(بحوالہ مذکورہ ص ۲۷۱)

ترجمہ:۔ اور نقل ہے ابی سعید اور ابن عباس سے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی اولاد پیدا ہو اسے چاہئے اس کا نام اچھا رکھے اور اسے ادب بھی سکھائے جب بالغ ہوجائے اس کا نکاح کرائے اگر وہ بالغ ہو اور وہ نکاح نہ کرائے پس وہ کوئی گناہ کرے پس بے شک اس کا گناہ اس کے باپ پر ہے۔

تشریح ان دونوں احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے والد کی ذمہ داریوں کو بیان فرمایا ہے۔

پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی بچی یا بچے کا نام اچھا رکھے یعنی شرکیہ نام نہ ہو اور دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ بارا سال کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کی شادی کرادے ورنہ اگر وہ کوئی گناہ کریں گے تو گناہ کا وبال باپ پر ہوگا اس کی مزید تفصیل انشاء اللہ بعد میں بیان ہوگی یہاں مقصد یہ ہے کہ وقت بلوغت نکاح ہونا چاہئے۔

Marfat.com

باب ۲

تفصیل محرمات

اگرچہ صنفِ نازک (عورت) کی تخلیق تمام مردوں کے لیے ہے کسی ایک مرد یا خاندان کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ خواہ مخواہ کسی عورت پر قبضہ کر کے بیٹھ جائے نہ فائدہ اٹھائے نہ دوسرے کو فائدہ اٹھانے دے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۔

ترجمہ:۔ وہ عورتیں تمہاری زینت ہیں اور تم ان کی زینت ہو۔

سورۃ بقرہ ع ۲۳

نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ۔

ترجمہ:۔ تمہاری عورتیں تمہارے لیے کھیت ہیں۔

بقرۃ ع ۲۸

وَجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۔

ترجمہ:۔ اور اسی جان سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ اسے سکون ہو۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کی پیدائش تمام مردوں کی زینت ترقی اور سکون کے لیے ہے کسی ایک کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ مشترکہ ذرائع پر ناجائز قابض ہو جائے اور دوسروں کا آرام اور سکون چھین لے بلکہ جس سے

جی چاہے انسان نکاح کر سکتا ہے لیکن بعض کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل آیات میں ہے۔

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ؕ وَسَآءَ سَبِيْلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ وَعَمّٰتُكُمْ وَخٰلٰتُكُمْ وَبَنٰتُ الْاَخِ وَبَنٰتُ الْاُخْتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ وَاُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ ز فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ ز وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ ۙ وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ؕ

ترجمہ:۔ اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے مگر ہاں جو کچھ ہو چکا ہو چکا بیشک یہ بڑی بے حیائی اور نفرت کی بات ہے اور بہت بُرا طریقہ ہے تمہارے اوپر حرام کی گئی ہیں تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور بھائی کی بیٹیاں اور بہن کی بیٹیاں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے اور تمہاری دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی مائیں اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری پرورش میں رہی ہیں جو تمہاری ان بیویوں سے ہوں جن سے تم نے صحبت کی ہے لیکن اگر ابھی تم نے ان بیویوں سے صحبت نہ کی ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور جو بیٹے تمہاری نسل سے ہوں ان کی بیویاں اور یہ بھی (حرام ہے) کہ تم

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۚ كِتَابَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ ۔

دو بہنوں کو یکجا کرو مگر ہاں جو ہو چکا ہو چکا بے شک اللہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے اور وہ عورتیں بھی (حرام کی گئی ہیں) جو قید نکاح میں ہوں بجز ان کے جو تمہاری ملک میں آجائیں اللہ نے فرض کر دیا ہے (ان احکام کو) تم پر اور جو ان کے علاوہ ہیں وہ تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں۔

سورت نسآء ع ۴

ان آیات کی تشریح جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ نے بیان فرمائی درجہ ذیل ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَرُمَ مِنَ النَّسَبِ سَبْعٌ وَمِنَ الصِّهْرِ سَبْعٌ ثُمَّ قَرَأَ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهٰتُكُمْ الْآيَةَ ۔

ترجمہ:۔ نقل ہے حضرت ابن عباس سے کہا حرام کی گئی ہیں نسب سے سات اور مصاہرت سے سات پھر پڑھی یہ آیت حرام کی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں آخر آیت تک۔

(رواہ البخاری بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۵)

نسب سے سات عورتیں یہ حرام ہیں ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی اور مصاہرت اس قرابت کو کہتے ہیں جو بسبب نکاح کے حاصل ہو اور اس سے چار عورتیں ہمیشہ حرام ہیں۔

ماں بیوی کی اور بیویاں بیٹے اور پوتے کی اگرچہ نیچے کے درجہ میں ہوں اور باپ اور دادا کی بیویاں اگرچہ اوپر کے درجے میں ہوں، اور بیٹی اس بیوی

کی کہ صحبت کی ہو اس سے اور تین عورتیں ہیں مصاہرت کے علاقہ میں کہ ہمیشہ کو حرام نہیں جیسا کہ بیوی کی بہن پھوپھی اور خالہ۔

عَنْ بَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ مَرَّ بِيْ خَالِيْ اَبُوْبُرْدَةَ ابْنُ دِيْنَارٍ وَمَعَهٗ لِوَآءٌ فَقُلْتُ اَيْنَ تَذْهَبُ قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةَ اَبِيْهِ اَتِيْهِ بِرَاْسِهٖ۔ رواہ الترمذی وابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۴

ترجمہ:۔ نقل ہے براء بن عازب سے کہا گزرے میرے پاس سے میرے ماموں ابوبردہ بن دینار اور اس کے پاس جھنڈا تھا میں نے کہا کہاں جا رہے ہیں انہوں نے کہا مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے نکاح کیا ہے اس کا سر لاؤں گا۔

تشریح حدیث

معلوم ہوا سوتیلی ماں سے نکاح حرام ہے دورِ جاہلیت میں لوگ ایسا ارتکاب کرتے تھے اب اگر کوئی ایسا کرے گا تو اس کی سزا قتل ہے اور یہ حدیث وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ سے متعلق ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُجْمَعُ بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَعَمَّتِهَا وَلَا بَيْنَ الْمَرْاَةِ وَخَالَتِهَا متفق علیہ۔

ترجمہ:۔ ابی ہریرہ سے نقل ہے کہا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جمع کیا جائے عورت کو اور اس کی پھوپھی کو اور نہ عورت کو اور اس کی خالہ کو۔ (بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۳)

Marfat.com

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَةِ۔

ترجمہ:۔ نقل ہے عائشہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام ہو جاتی ہیں دودھ سے وہ جو حرام ہو جاتی ہیں ولادت سے۔

(رواہ البخاری بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۳)

عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ لَكَ فِيْ بِنْتِ عَمِّكَ حَمْزَةَ فَاِنَّهَا اَجْمَلُ فَتَاةٍ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَةَ اَخِيْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ۔

ترجمہ:۔ حضرت علی سے نقل ہے بے شک انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا آپ کو اپنے چچا حمزہ کی بیٹی ہیں رغبت ہے تو آپ نے انہیں فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حمزہ میرا دودھ کا بھائی ہے اور اللہ تعالےٰ نے دودھ سے وہی حرام کی ہیں جو نسب سے حرام کی ہیں۔

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۳)

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ نَكَحَ اِمْرَاَةً فَدَخَلَ بِهَا فَلَا يَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُ اِبْنَتِهَا وَاِنْ لَمْ يَدْخُلْ بِهَا فَلْيَنْكِحْ اِبْنَتَهَا

ترجمہ:۔ نقل ہے عمرو بن شعیب سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرے اور پھر اس سے ہمبستر ہو جائے پھر اس کی بیٹی سے نکاح کرنا اس کے لیے حلال نہیں اور اگر اس سے

Marfat.com

وَاَیُّمَا رَجُلٍ نَکَحَ اِمْرَأَۃً فَلَا یَحِلُّ لَہٗ اَنْ یَنْکِحَ اُمَّھَا وَلَوْ دَخَلَ بِھَا اَوْلَمْ یَدْخُلْ۔

رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۷۵

ہم بستر نہیں ہوا تو اس کی بیٹی سے نکاح بعد طلاق کر سکتا ہے اور جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرے پھر حلال نہیں اس کے لیے کہ اس کی ماں سے نکاح کرے خواہ اس سے ہم بستر ہو یا نہ ہو۔

تشریح

ان احادیث میں صرف چار عورتوں کی حرمت کی تشریح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ ایک سوتیلی ماں آپ کے فرمان مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص سوتیلی ماں سے نکاح کرے وہ واجب القتل ہے اور دوسرے نمبر پہ ان تجمعوا بین الاختین کی تشریح بیان فرمائی کہ اس سے مراد صرف دو سگی بہنیں نہیں ہیں بلکہ ایک قاعدہ کلیہ بتایا کہ ہر وہ دو عورتیں مراد ہیں کہ ان میں سے جس کو بھی مرد فرض کیا جائے تو ان کا نکاح آپس میں حرام ہو جیسا کہ بھتیجی اور پھوپھی بھانجی اور خالہ کیونکہ ان میں سے جس کو بھی نر فرض کیا جائے تو حرمت علیکم والی آیت کے تحت باہم نکاح حرام ہو جاتا ہے تو ایسی عورتوں کا اجتماع بھی ایک شخص کے نکاح میں حرام ہے۔ تیسرے نمبر پہ آپؐ نے رضاعت کی تشریح بیان فرمائی کہ اس سے مراد صرف وہ عورت نہیں کہ جس کا دودھ پیا یا جس کے ساتھ دودھ پیا بلکہ اصل سے مراد یہ ہے کہ

Marfat.com

بچہ جب کسی غیر ماں کا دودھ پی لے تو اس پر وہ تمام عورتیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسبت سے حرام ہو جاتی ہیں اور چوتھے مرتبہ پر آپ نے ربائبہ ( ) کی تشریح بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص ایک عورت سے صرف نکاح کرے اور ابھی اس سے ہم بستر نہ ہوا ہو اور اسے طلاق دے دے تو اس کی بیٹی سے نکاح کر سکتا ہے اور اگر اس سے ہم بستر ہو چکا ہے تو طلاق دے کر بھی اس کی بیٹی سے نکاح نہیں کر سکتا لیکن ایسی عورت کی ماں سے کبھی نکاح نہیں کر سکتا کیونکہ وہ اس کی ساس بن چکی ہے اور ان چار کے علاوہ بقیہ محرمات واضح ہیں - اس لیے ان کی تفصیل آپ نے نہیں بیان فرمائی اور مذکورۃ الصدر خواتین کے ساتھ نکاح کے سلسلہ میں پابندی عائد کرنے کی وجوہات شروع میں بیان فرمائی ہیں انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا - اگرچہ یہ آیت کریمہ سیاق وسباق کے لحاظ سے سوتیلی ماں کے متعلق نظر آتی ہے لیکن بنظر عائر اگر دیکھا جائے تو بقیہ محرمات کے متعلق بھی ہے کیوں کہ جس طرح سوتیلی ماں سے نکاح کرنا بے حیائی، غضب اور بُرا راستہ ہے تو بقیہ کے ساتھ بھی یقیناً نکاح کرنا بطریقہ اولیٰ ایسا ہی ہے باقی تینوں وجوہات قابل تشریح ہیں - اب ہم انشاء اللہ بالترتیب ہر ایک کی تشریح بیان کریں گے - اللہ پاک نے سب سے پہلے لفظ فاحشہ فرمایا ہے جو فحش سے بنا ہے اور فحش کے معنی بدی میں حد سے گزر جانے کے ہیں اور یہ ایک مانی ہوئی حقیقت ہے کہ دنیا میں بعض کام اچھے ہیں اور بعض برے ہیں اور کون سے کام اچھے ہیں اور کون سے بُرے ہیں اس سلسلہ میں اگرچہ لوگوں کا نظریہ بدلتا رہتا ہے کہ وہ ایک ٹائم پر ایک کام کو اچھا کہتے

Marfat.com

ہیں اور دوسرے ٹائم پر اسی کام کو بُرا کہتے ہیں اور اسی طرح ایک ٹائم پر ایک کام کو بُرا کہتے ہیں اور دوسرے ٹائم پر اسی کام کو اچھا کہتے ہیں جیسا کہ شب و روز کے حالات اس پر شاہد ہیں لیکن انبیاء اور ختم المرسلین ہادیٔ برحق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چیز کو خالقِ کائنات نے بدی فرمایا ہے وہ تا قیامت بدی ہی رہے گی اور جس کو نیکی فرمایا ہے وہ تا قیامت نیکی ہی رہے گی کیونکہ وہی اشیاء اور اسباب میں نیکی اور بدی کی تاثیر رکھنے والا ہے انسان کے نظریہ میں تبدیلی آنے سے اللہ پاک کی پیدا کردہ تاثیرات میں تبدیلی نہیں آسکتی اور اللہ پاک نے جن خواتین سے نکاح حرام قرار دیا ہے اس کی وجہ خود بیان فرمائی ہے کہ یہ یقیناً بے حیائی ہے بس یہ کافی اور شافی ہے۔ اگرچہ کچھ انسانوں کا نظریہ تبدیل ہو چکا ہے مگر وہ فرمان خداوندی ہوتے ہوئے قابل التفات نہیں ہے اور رب العلمین نے دوسری وجہ بیان کرتے ہوئے لفظ مَقْتٌ فرمایا ہے اس کے معنے بغض اور دشمنی کے آتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو مذکورۃ الصدر خواتین کے ساتھ نکاح کرنے والے سے بغض اور دشمنی ہو جاتی ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ تمام محرمات میں سے مرکزی حیثیت ماں کو حاصل ہے باقی سب اس کے توابع اور فروعات ہیں اور ماں چونکہ آدمی کی پیدائش اور ترقی کا ذریعہ ہے اس لیے اس کا احترام ضروری قرار دیا ہے اور اس کے ساتھ نکاح کرنے سے احترام ختم ہو جائے گا اور برابر کی سطح پر آجائے گی اور اس کی حق تلفی ہو جائے گی چنانچہ والدہ کا منصب عالی مندرجہ ذیل آیات اور احادیث سے واضح ہوتا ہے۔

Marfat.com

والدہ کا منصب عالی

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۭ (بنی اسرائیل ع ۳)

اور تیرے رب نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ نیکی کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو انہیں اُف بھی نہ کہو اور نہ انہیں جھڑکو اور ان سے نرمی کے ساتھ بات کرو اور ان کے سامنے شفقت اور عاجزی کے ساتھ جھکے رہو اور کہو اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن میں پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر

Marfat.com

وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا

اسے پیٹ میں رکھا اور دو برس اس کا دودھ چھڑانا ہے کہ میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے میرے پاس ہی لوٹ کر آنا ہے اور اگر تجھ پر اس بات کا زور ڈالے کہ تو میرے اس کو شریک بنائے جس کو تو جانتا بھی نہ ہو تو ان کا کہنا نہ مان اور دنیا میں اس کے ساتھ نیکی سے پیش آ۔

(لقمان ع ۲)

ان آیات میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا حق بیان فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ ہی درحقیقت سب کا خالق مالک مُربّی و محسن ہے تو پھر انسان کو چاہیئے کہ صرف اور صرف اس کی بندگی اور عبادت کرے اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے حتیٰ کہ ماں باپ جیسے محسن بھی اگر اسے شرک پر مجبور کریں تو اسے چاہیئے کہ اس سلسلہ میں ان کا حکم بھی نہ مانے اور دوسرے نمبر پر اطاعت والدین ہے ان کا ادب و احترام اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم ہے۔ ان کے سامنے عاجزی انکساری اور شریفانہ گفتگو کی تعلیم ہے انہیں جھڑکنے، ستانے اور تنگ کرنے سے منع فرمایا گیا ہے

اور ان کے آگے ایسا لفظ بولنے کی اجازت نہیں ہے جس سے اُن کا دِل آزردہ ہو بلکہ یہ تعلیم دی کہ اے انسان جس طرح تیرے والدین نے تیری تربیت، نگاہ داشت، تحفظ اور خدمت گزاری میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی تھی۔ تیرے لیے محنت مزدوری اور سخت مشقّت اُٹھاکر بھی تجھے روزی اور آب و دانہ پہنچایا ہے تیری صحت بہبود اور ترقی کے لیے شب و روز دعائیں مانگ مانگ کر اپنے آپ کو انہوں نے تھکا دیا تھا۔ اے انسان اب تیرے اوپر بھی فرض ہے کہ اسی جذبہ اور محبت کے ساتھ ایسی ہی محنت اور مشقت اُٹھا کر ان کی خدمت کر اور اللہ پاک سے شب و روز ان کے لیے دعائیں مانگ اور خصوصی طور پر ماں کا تذکرہ فرمایا ہے کہ اس نے ایام حمل اور شیر خوارگی میں انتہائی ضعف کی حالت میں تیری جو خدمات کی ہیں انہیں کبھی بھی تجھے بھولنا نہیں چاہیئے یہاں تک ان ایات قرآنیہ سے جو مفہوم ظاہری اور سرسری طور پر معلوم ہوا۔ عرض کیا گیا ہے

اب آئندہ انشاء اللہ العزیز ترجمان وحی محسن انسانیت محبوب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطاعت والدین کے جو فوائد اور طریقے ارشاد فرمائے ہیں ان کا بیان ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ	ابی ہریرہ سے کہا ایک
قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ	آدمی نے اے اللہ کے
اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ	رسول میرے احسان کا کون
بِحُسْنِ صِحَابَتِیْ قَالَ	زیادہ مستحق ہے فرمایا تیری
اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ	ماں پھر کہا اور کون، فرمایا

Marfat.com

مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ	تیری ماں پھر کہا اور کون کہا
ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ	تیری ماں پھر کہا اور کون فرمایا
قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ	تیرا باپ۔
اَبُوْكَ۔ (متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۸ باب البر والصلۃ)	

تشریح

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سائل کے تین سوالوں کے جواب میں تین مرتبہ صرف ماں کا ذکر فرمایا اور چوتھی دفعہ کے سوال کے جواب میں باپ کا ذکر فرمایا ہے اس کا مقصد تاکید در تاکید ہے یعنی قرآن کریم میں جو والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے اس میں ماں مقدم ہے اور اس کا حق پہلے ہے اور باپ کا حق بعد میں ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ماں بحیثیت عورت ہونے کے فطرتی طور پر کمزور ہوتی ہے اور بڑھاپا آنے کی وجہ سے اس پر ضعف در ضعف آجاتا ہے اس لیے اس کا حق مقدم ہے اور باپ بحیثیت مرد ہونے کے فطرتی طور پر قوی اور توانا ہوتا ہے اور اگر ضعیف بھی ہو جائے تب بھی فطرتی توانائی اس میں کچھ نہ کچھ موجود ہوتی ہے اس لیے اس کا حق مؤخر ہے نیز ماں کی خدمات اور احسانات اولاد پر بہ نسبت باپ کے زیادہ ہیں کیونکہ ماں کم از کم چھ ماہ تک بچے کو اپنے پیٹ میں اٹھائے رکھتی ہے اور ولادت کے وقت اسے انتہائی تکلیف ہوتی ہے اور بعد از ولادت اس کی گندگی اور پاخانہ تک صاف کرتی ہے اور اس کی خاطر اپنی رات کی نیند بھی حرام کر دیتی ہے اور اس

Marfat.com

کی بہ نسبت باپ کی خدمات کم ہیں لہٰذا خدمات کے سلسلہ میں ماں کا حق مقدم ہے اور باپ کا مؤخر۔

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ	اسماء بنت ابی بکر سے کہا
بَکْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ	میری والدہ میرے پاس آئی
عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ	اور وہ دور قریش میں مشرکہ تھی
مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ	میں نے کہا اے اللہ کے رسول
قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ	میری والدہ آئی ہے اور اسے
اللّٰہِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ	دین سے رغبت نہیں ہے
عَلَیَّ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ	کیا میں اس سے صلۂ رحمی
اَفَاَصِلُھَا قَالَ نَعَمْ	کروں۔ آپ نے فرمایا ہاں
صِلِیْھَا۔	اس سے صلہ رحمی کر۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ باب البر والصلۃ ص ۴۱۹)

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین اگر غیر مسلم بھی ہوں تب بھی ان کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اصل میں اسلام کی تعلیمات کا خلاصہ اور لب لباب یہی ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق پہنچا دیا جائے اس میں مسلم اور غیر مسلم کا کوئی امتیاز نہیں ہے تو پھر مذہب کی بنا پر اتنے بڑے محسنین ماں اور باپ کا حق کس طرح روکا جا سکتا ہے اس لیے آپ نے فرمایا کہ اس کے مشرکہ ہونے کے باوجود اس سے صلہ رحمی کرو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ	عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ انہوں
عَمْرٍو قَالَ قَالَ	نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	اللہ علیہ وسلم نے اپنے والدین

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَهَلْ يَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ نَعَمْ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهٗ فَيَسُبُّ اُمَّهٗ

کو گالی دینا بڑا گناہ ہے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا اپنے والدین کو کوئی گالی دیگا فرمایا ہاں کوئی آدمی کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ اس کے باپ کو گالی دے گا وہ اس کی ماں کو گالی دے گا تو وہ اس کی ماں کو گالی دیگا۔

(متفق علیہ) بحوالہ مشکوٰۃ باب البر والصلۃ ص ۴۱۹)

اس حدیث پاک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو اپنے والدین کے علاوہ دوسروں کے والدین کا ادب و احترام اور تعظیم کرنے کی تعلیم دی ہے اور ان کی شان میں گستاخی کرنے سے منع فرمایا ہے فرمایا اگر ایسا کرو گے تو وہ تمہارے والدین کے ساتھ ایسا کریں گے تو جو چیز اپنے والدین کی توہین یا بے ادبی کا باعث بنے اس سے بھی بچنے کی ترغیب دی ہے۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ

حضرت ابن عمر سے نقل ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک نیکیوں میں بڑی نیکی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ

Marfat.com

اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَ (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۱۹)	اس کی عدم موجودگی میں صلہ رحمی کرنا ہے۔

تشریح

اس حدیث پاک میں باپ کی قید احترازی نہیں بلکہ اتفاقی ہے یعنی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد صرف باپ کے دوستوں کی تعظیم وتکریم بیان کرنا نہیں بلکہ ماں کے تعلق داروں کی بھی تعظیم کرانا مقصود ہے۔ باپ کا ذکر اتفاقی طور پر ہوا اور ان کے دوستوں کی تعظیم اور صلہ رحمی کا حکم اس لیے دیا کہ اگر اولاد ایسا نہیں کرے گی تو ماں باپ کو کوفت ہوگی گویا کہ یہ توہین اور قطع رحمی بالواسطہ طور پر والدین کی ہو رہی ہے جو گناہ کبیرہ ہے اس سے بھی انسان کو بچنا چاہیئے اور والدین کے اقارب اور دوستوں کے ساتھ بدستور تعلقات صلہ رحمی اور احسانات کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے سب سے بڑی نیکی کا اجراء اور ثواب پانا چاہیئے کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سب سے بڑی نیکی قرار دیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان یہ سلسلہ جاری رکھے گا تو ایک طرف سے اس کے والدین کو صدقہ جاریہ اور باقیات الصالحات کا ثواب ملے گا اور دوسری طرف سے خود یہ اجر پائے گا لہٰذا انسان کو چاہیئے نہ خود اس عبادت سے محروم رہے اور نہ اپنے والدین کو محروم کرے۔

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ — ابی اسید ساعدی سے

Marfat.com

السا عدی قال بینما نحن عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ جاءہ رجل من بنی سلمۃ فقال یا رسول اللہ ھل بقی من بر ابوی شیئ ابرھما بہ بعد موتھما قال نعم الصلوٰۃ علیھما والاستغفار لھما وانفاذ عھدھما من بعدھما وصلۃ الرحم التی لا توصل الا بھما واکرام صدیقھما (رواہ ابوداؤد

انہوں نے کہا اس دوران کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ جب ایک آدمی آپ کے پاس بنی سلمہ میں سے آیا اور کہا اے اللہ کے رسول کیا باقی ہے میرے والدین کی نیکی میں سے کچھ کروں میں وہ نیکی ان کے ساتھ بعد ان کے مرنے کے فرمایا ہاں ان کے لیے دعا استغفار ان کے کیے ہوئے عہد کا ایفا صلہ رحمی جو ان کے ذریعہ ہوتی تھی۔ اور ان کے دوستوں کا اکرام۔

وابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ باب البر والصلۃ صنہ ۴۲۱

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ والدین کے فوت ہونے کے بعد بھی اولاد پر ان کے پانچ حقوق ہوتے ہیں پہلا حق یہ ہے کہ انسان ان کے لیے بلندی درجات کی ہر وقت اللہ تعالےٰ سے دعا مانگتا رہے۔

Marfat.com

دوسرا حق یہ ہے کہ ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے ان کے گناہوں کی معافی مانگتا رہے۔

تیسرا حق یہ ہے کہ انہوں نے اگر اپنی زندگی میں کسی کے ساتھ کوئی وعدہ کیا ہو مثلاً مال میں سے تیسرے حصّہ کی وصیّت کوئی ھبہ کوئی صدقہ جاریہ وغیرہ تو اولاد کو چاہیئے کہ وہ ان کو پورا کریں۔

چوتھا حق یہ ہے کہ ماں باپ اپنی زندگی میں اپنی برادری میں سے جس جس کے ساتھ صلہ رحمی رکھتے تھے وہ اسے بدستور اب جاری رکھیں۔

پانچواں حق یہ ہے کہ اولاد کو چاہیئے ان کے دوستوں اور احباب ور فقار کا اسی طرح اکرام اور تعظیم کریں جس طرح وہ خود کیا کرتے تھے۔

ان پانچ چیزوں کے اپنانے سے ماں باپ کو بھی اجر ملتا رہے گا اور ان کے ساتھ نیکی ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ الطُّفَیْلِ قَالَ	نقل ہے ابی طفیل سے کہا
رَئَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی	دیکھا میں نے نبی صلی اللہ
اللّٰہُ یُقْسِمُ لَحْمًا	علیہ وسلم کو جعرانہ میں گوشت
بِالْجَعْرَانَۃِ اِذْ	تقسیم کرتے ہوئے۔ ایک
اَقْبَلَتْ اِمْرَأَۃٌ	عورت آئی یہاں تک کہ
حَتّٰی دَنَتْ اِلٰی	وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ	قریب ہوئی تو آپ نے اس
عَلَیْہِ فَبَسَطَ لَھَا	کے لیے چادر بچھائی تو وہ
رِدَآءَہٗ فَجَلَسَتْ	اس پر بیٹھی۔ میں نے کہا یہ
عَلَیْہِ فَقُلْتُ مَنْ	کون ہے۔ انہوں نے کہا

Marfat.com

هِیَ فَقَالُوْا هِیَ اُمُّہٗ — یہ ان کی وہ ماں ہے جس نے
الَّتِیْ اَرْضَعَتْہٗ — انہیں دودھ پلایا۔

(رواہ ابوداود بحوالہ مشکوٰۃ باالبر والصلۃ صنہ۴۲۰)

اس حدیث پاک میں عورت کا ذکر ہے وہ حلیمہ ہیں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا تھا آپ نے ان کا بھی اتنا احترام کیا کہ ان کے لیے چادر بچھائی اور اس پر انہیں بٹھایا اور بعض احادیث میں ہے کہ آپ پہلے تعظیماً اُٹھ کر کھڑے ہو گئے پھر چادر بچھائی اور اس پر بٹھایا اس کے اندر تعلیم ہے کہ جو عورت دودھ پلائے اس کی بھی تعظیم کرنا چاہیئے۔

اطاعتِ والدین کی دنیاوی برکات

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ — انس سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ — صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پسند
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ — کرتا ہے کہ اس کی روزی
اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَہٗ — کشادہ کی جائے اور عمر بڑھا
فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَأَ لَہٗ — دی جائے تو اسے چاہیئے
فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ — کہ صلہ کرے۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ باب البر والصلۃ صنہ۴۱۹)

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلہ رحمی کی دو دُنیاوی برکتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک روزی میں وسعت، فراوانی اور دوسری عمر میں برکت یعنی صلہ رحمی کرنے والا انسان اپنی عمر میں اتنے

عظیم کارنامے سرانجام دیتا ہے کہ اس کے مقابلے میں لاکھوں افراد مل کر بھی ایسا کام نہیں کر سکتے اور اس کے لیے مرنے کے بعد بھی یہ کارنامے صدقہ جاریہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام اقارب کے ساتھ صلۂ رحمی کے یہ فوائد بیان فرمائے ہیں اور اس سلسلہ میں والدین اور خصوصاً والدہ تو سب سے مقدم ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ معلوم ہوا کہ جب عام اقارب کے ساتھ صلہ رحمی کا یہ انعام ہے تو والدین کے ساتھ اور خصوصاً والدہ کے ساتھ احسان کرنے کا یقیناً یقیناً یہ صلہ اور انعام ملے گا تو انسان کو چاہیئے کہ مقدور بھر والدین کی خدمت پر کمر بستہ رہے۔

ترجمہ نقل ہے ابن عمر سے اور انہوں نے نقل کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپنے فرمایا کہ اس دوران کہ چلے تین آدمی پھر پکڑ لیا ان کو بارش نے پس مائل ہوئے طرف غار کے پہاڑ میں پس گر پڑی ان کی غار کے منہ پر ایک چٹان پہاڑ سے پس برابر مضبوط ہو گئی وہ ان پر پس کہا انہوں نے ایک دوسرے کو غور کرو تم اپنے نیک اعمال جو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَمْشُوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَمَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْ

Marfat.com

اَعْمَالاً عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوْا لَهٗ بِهَا لَعَلَّهٗ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمُ اللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صَبِيَّةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهٗ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا

کئے تم نے رضائے الٰہی کے لیے دُعا کرو ان کے وسیلہ سے شائد کہ دور کرے اللہ ان سے اس کو پس کہا ان میں سے ایک نے اے اللہ یقیناً میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میری شیر خوار بچی تھی میں ان کے بکریاں چراتا تھا جب شام کو ان کے پاس واپس آتا تو دُودھ نکال کر پہلے ان والدین کو پلاتا اپنے بچوں سے دور رکھا مجھے درختوں نے پس نہ آیا میں یہاں تک کہ شام کی میں نے پس پایا میں نے ان کو سو چکے تھے بس نکالا میں نے دودھ جیسا کہ نکالتا تھا پس لایا میں دودھ پس کھڑا ہو گیا پاس اُن کے سر کے مکروہ جانا کہ بیدار

Marfat.com

وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ — کروں اور مکروہ جانا کہ پہلے
بِالصَّبِيَّةِ قَبْلَهُمَا — پلاؤں دودھ بچی کو قبل ان
وَالصَّبِيَّةُ يَتَضَاغَوْنَ — کے اور بچی بلک رہی تھی
عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ — میرے قدموں کے پاس
يَزَلْ ذَالِكَ دَاْبِيْ — پس مسلسل یہی حالت رہی
وَدَاْبُهُمْ حَتّٰى طَلَعَ — میری اور ان کی یہاں تک
الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ — کہ صبح ہوئی پس اگر تو جانتا
تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ — ہے کہ بے شک میں نے
ذَالِكَ اِبْتِغَآءَ وَجْهِكَ — یہ کیا تیری رضا کے لیے
فَافْرُجْ جَلَنَا — تو کھول دے ہمارے لیے
فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا — ایک سوراخ دیکھ لیں ہم
السَّمَآءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ — اس سے آسمان کو پس کھولا
لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ — اللہ نے ان سے یہاں تک
السَّمَآءَ (مشکوٰۃ ص۴۲۲ باب البر والصلۃ) دیکھنے لگے۔

یہ حدیث کافی مفصل ہے صرف مدعا کا مضمون ہی نقل کیا ہے کہ خلاصہ یہ ہے کہ اگر اللہ پاک کسی انسان پر مصیبت اتار دے تو ماں باپ کی خدمت کی برکت سے اس مصیبت کو دور بھی فرما دیتے ہیں جیسا کہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ زمانہ میں تین آدمیوں نے پہاڑی سفر اختیار کیا بارش ہوئی تو اس کی وجہ سے انہوں نے ایک غار میں پناہ لی اوپر سے ایک بڑی چٹان گری جس نے غار کا منہ بند کر دیا ان آدمیوں کو ہلاکت کا خطرہ لاحق ہوا انہوں نے باہم مشورہ کر کے اپنے

Marfat.com

اپنی نیکیوں کا وسیلہ پیش کیا جن میں سے ایک نے اپنے والدین کی خدمت کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ پاک نے ان پر اُتری ہوئی مصیبت ٹال دی اور ان کو اس ہلاکت سے نجات بخشی

اطاعتِ والدین کی اُخروی برکات

عن عائشۃ قالت	ترجمہ نقل ہے حضرت عائشہؓ
قال رسول اللہ صلی	سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم	اللہ علیہ وسلم نے میں جنت
دخلت الجنۃ فسمعتُ	میں داخل ہوا تو میں نے
فیھا قراءَۃً فقلت	قرأت کی آواز سنی میں نے
من ھذا قالوا حارثۃ	کہا یہ کون ہے انہوں نے
ابن النعمان کذالکو	کہا حارثہ بن نعمان ہیں۔ تمہیں
البر کان ابر	بھی ایسی نیکی کرنا چاہیے تمہیں
الناس بامہ	ایسی نیکی کرنا چاہیئے وہ اپنی
(بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۱۹)	ماں کے ساتھ سب لوگوں
	سے زیادہ نیکی کرنے والا تھا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں اور باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے اس کے بقیہ اعمال صالحہ بھی بارگاہ ایزدی درجہ قبولیت پاتے ہیں جیسا کہ حادثہ بن نعمان زمین پر جو قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے تو اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب کی حالت میں جنت کی سیر کرائی تو ان کی تلاوت بھی جنت میں سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

دریافت فرمانے پر بتایا کہ یہ تمہارے فلاں صحابی حارثہ بن نعمان کی تلاوت ہے تو آپ نے صحابہ کو فرمایا تمہیں بھی یوں نیکی کرنا چاہیئے جس طرح اس نے کی فرمایا یہ شرف اسے اپنی ماں سے نیکی کی بدولت نصیب ہوا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِضَى الرَّبِّ فِىْ رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِىْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔

ترجمہ نقل ہے عبداللہ بن عمر سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی رضا والد کی رضا میں ہے اور رب کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

(رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۱۹)

تشریح

اس حدیث میں صرف والد کا ذکر خصوصیت کے طور پر اہتمام کے لیے ہے کہ والد کا بھی احترام کرنا چاہیئے یہ مقصد نہیں کہ والدہ کا احترام نہ ہو بلکہ بعض احادیث میں والدہ کے احترام کو مقدم رکھا گیا ہے اس میں والد کا ذکر فرما کر اس کی تعظیم کا بھی حکم دے دیا۔ خلاصہ یہ ہے جو خدا کی رضا چاہتا ہے وہ والدین کو راضی کرے جس پر والدین ناراض ہوں گے اس پر خدا بھی ناراض ہوگا اور دوسری آیات اور احادیث سے یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ اطاعت والدین اللہ کی تابعداری میں ہے نافرمانی میں نہیں۔

Marfat.com

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلاً	ترجمہ نقل ہے ابن عمرؓ سے کہ
اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ	بے شک ایک آدمی نبی صلی
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ	اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پس
یٰارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ	کہا اے اللہ کے رسول میں
اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا	نے ایک بہت بڑا گناہ کیا
فَھَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَۃٍ	ہے کیا میری توبہ ہے فرمایا
قَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ	کیا تیری ماں ہے کہا نہیں فرمایا
اُمٍّ قَالَ لَا قَالَ وَھَلْ	کیا تیری خالہ ہے کہا ہاں فرمایا
لَکَ مِنْ خَالَۃٍ قَالَ	پھر اس کے ساتھ نیکی کر۔
نَعَمْ قَالَ فَبِرَّھَا	

(سورہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۲۰)

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور حُسنِ سلوک کرے تو وہ اس کے گناہوں کا کفّارہ بنتا ہے اور اگر ماں باپ بحیات نہ ہوں تو ان کے اقارب کے ساتھ حُسنِ سلوک اور صلہ رحمی کرنے سے بھی یہ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ یہ رشتے اُخروی برکات کا بھی باعث ہیں۔

عَنْ مُعٰوِیَۃَ بْنِ	ترجمہ نقل ہے معاویہ بن جاہمہ
جَاھِمَۃَ اَنَّ جَاھِمَۃَ	سے کہ بے شک جاہمہ نبی
جَاءَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی	صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ	آیا پس کہا اے اللہ کے رسول
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَدْتُّ	میں چاہتا ہوں کہ جہاد کروں
اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ	اور آپ کے پاس مشورہ کرنے
جِئْتُ اَسْتَشِیْرُکَ	آیا ہوں پس فرمایا کیا تیری ماں
فَقَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ	ہے کہا ہاں فرمایا پس اسی کے
اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ	ساتھ چمٹ جاؤ پس بیشک
تَلْزَمُھَا فَاِنَّ الْجَنَّۃَ	جنت اس کے قدموں کے
عِنْدَ رِجْلِھَا ۔	پاس ہے۔

(فی شعب الایمان بحوالہ مشکوۃ ص۴۲۱)

اس حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ماں باپ کی خدمت جہاد جیسے مقدس فریضہ سے بھی مقدم اور بہتر ہے تب ہی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاہمہ صحابی کو اپنے ساتھ جہاد پر جانے کی اجازت مرحمت نہ فرمائی اور اسے والدہ کی خدمت پر مامور فرمایا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ	ترجمہ ابی امامہ سے نقل ہے
اَنَّ رَجُلاً قَالَ	کہ بے شک ایک آدمی نے
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا	کہا اے اللہ کے رسول والدین
حَقُّ الْوَالِدَیْنِ	کا اولاد پر کیا حق ہے فرمایا
عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ	وہ دونوں تیری جنت اور
ھُمَا جَنَّتُکَ	دوزخ ہیں۔
وَنَارُکَ	

(رواہ ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ مذکورہ)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک انسان ہزاروں نیکیاں کرے لیکن وہ والدین کا نافرمان ہو تو وہ جنت میں نہیں بلکہ دوزخ میں جائے گا اور اگر بڑا نافرمان ہو مگر ماں باپ کا تابعدار ہو تو وہ جنت میں جائے گا لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ بہرحال ماں باپ کی تابعداری کرے اور نافرمانی سے بچے اور مقدور بھر ان کی خدمت کرے تاکہ وہ اس سے ناراض ہو کر دنیا سے نہ جائیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ	ترجمہ انسؓ سے نقل ہے
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ	وسلم نے بے شک آدمی کے
الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ	والدین یا ایک مرجائے اور
اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّہٗ	وہ ان کا نافرمان ہو اور پھر
لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا	مسلسل ان کے لیے دُعا اور
یَزَالُ یَدْعُوْا لَھُمَا	استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ
وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی	اس کو والدین کے ساتھ نیکی
یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًّا	کرنے والا لکھتے ہیں۔

اس حدیث میں یہ بتایا ہے کہ اگر کسی کے والدین ناراض فوت ہو جائیں اور پھر اولاد ان کے لیے دعا استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو فرمانبرداروں میں لکھتے ہیں۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ	ترجمہ نقل ہے ابن عباس سے

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ
فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ
لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ
مِنَ الْجَنَّةِ
وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا
فَوَاحِدًا وَمَنْ
اَصْبَحَ عَاصِيًا
لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ
اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ
مَفْتُوْحَانِ
مِنَ النَّارِ اِنْ
وَاحِدًا فَوَاحِدًا
قَالَ رَجُلٌ وَاِنْ
ظَلَمَاهُ قَالَ
وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ
ظَلَمَاهُ وَاِنْ
ظَلَمَاهُ۔

(بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۲۱)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ

انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص
صبح کرے دراں حالیکہ
والدین کے بارے میں اللہ کا
مطیع ہو تو صبح کے وقت اس
کے لیے جنت کے دو
دروازے کھول دیئے جاتے
ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک
کھول دیا جاتا ہے اور جو
صبح کرے دراں حالیکہ والدین
کے بارے میں اللہ کی نافرمانی
کرنے والا ہو تو صبح کے وقت
اس کے لیے دوزخ کے
دو دروازے کھول دیئے
جاتے ہیں اور اگر ایک ہو
تو ایک کھول دیا جاتا ہے۔
ایک آدمی نے کہا اگرچہ وہ
زیادتی کریں فرمایا ہاں اگرچہ وہ
زیادتی کریں اگرچہ وہ زیادتی
کریں اگرچہ وہ زیادتی کریں۔
ترجمہ انہیں سے نقل ہے

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ مَا
مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ
اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃً
رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ
اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ
نَظْرَۃٍ حَجَّۃً
مَبْرُوْرَۃً قَالُوْا
وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ
یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ
قَالَ نَعَمْ اللّٰہُ اَکْبَرُ
وَاَطْیَبُ

کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا نہیں کوئی نیک
لڑکا جو اپنے والدین کی طرف
ایک دفعہ شفقت سے نظر
کرے مگر اللہ تعالےٰ ہر
نظر کے بدلے اس کے لیے
حج مقبول کا ثواب لکھتے ہیں
انہوں نے کہا اگرچہ روزانہ
سو دفعہ دیکھے فرمایا ہاں اللہ
بہت بڑا ہے بہت پاکیزہ
ہے۔

(حوالہ مذکورہ)

یہ دونوں حدیثیں پہلی حدیث کی تفصیل ہیں۔

والدین کی نافرمانی کی دُنیاوی نحوست

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ
اَوْفٰی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ
الرَّحْمَۃُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ
قَاطِعُ رَحِمٍ

ترجمہ نقل ہے عبداللہ بن اوفیٰ
سے انہوں نے کہا سُنا میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے آپ فرماتے تھے
نہیں اترتی رحمت اس قوم
پر جس میں قطع رحمی کرنے والا ہو۔

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نسلِ انسانی کو ایک بہت بڑے عذاب سے آگاہ فرمایا ہے اور وہ قطع رحمی ہے اور اس میں بنیادی حیثیت ماں اور باپ کی ہے باقی رشتے اپنے مقام پر ہیں انہیں کے طفیل سے فرمایا جس قوم میں قطعی رحمی کرنے والا ہوگا وہاں رحمتِ خداوندی نہیں اترے گی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ جتنے بھی رشتے ہیں مثلاً ماں باپ، بھائی بہن، تایا چچا، ماموں خالہ پھوپھی، دادی دادا، نانی نانا وغیرہ ۔ اللہ پاک نے ان کو اپنی رحمت کے نزول کا ذریعہ بنایا ہے ۔ ماں باپ کے دل میں اپنی اولاد کی جو محبت موجزن ہوتی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے اور پھر ان کے واسطے سے باقی انسان خویش واقارب کی محبت کا مرکز بنتا ہے اور جب انسان پر تکلیف آتی ہے تو اس وقت ماں باپ اور بقیہ رشتے داروں کے دل سے جو گزرتی ہے وہ وہی جانتے ہیں لیکن جو شخص ان رحیمانہ رشتوں کو توڑتا ہے تو وہ درحقیقت رحمتِ خداوندی کا دروازہ اسے وہ خود بند کرتا ہے اور اس سے وہ اکیلا متأثر نہیں ہوتا بلکہ پوری قوم اور برادری متأثر ہوتی ہے مثلاً اگر وہ اپنی ماں کو کوئی تکلیف یا اذیت پہنچائے گا تو ماں کی طرف کے سارے رشتے اس سے کٹ جائیں گے اسی طرح اگر وہ اپنے باپ کو تکلیف دے گا تو باپ کی طرف کے سارے رشتے اس سے کٹ جائیں گے ۔ خوں ریزی جنگ وجدل تک نوبت آئے گی ۔ بیسیوں بلکہ بسا اوقات سینکڑوں آدمی اس فساد کی زد میں آتے ہیں اور قتلِ ناحق سے گناہِ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور قطع رحمی

Marfat.com

کے اس ایک گناہ کی وجہ سے ہزاروں گناہ ہوتے ہیں اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بنیادی گناہ سے بچنے کی تعلیم دی ہے اور اس کے اندر جو خطرات مضمر ہیں ان سے آگاہ فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج وہ قومیں یا ممالک جہاں ان رشتوں کا پاس نہیں ہے ان میں درندگی وحشت اور بربریت پائی جاتی ہے۔ ان کے دلوں میں اور انسان تو کجا اپنے والدین کے ساتھ بھی کوئی الفت اور محبت نہیں ہے وہ باہم انسانوں کو اس طرح چیر اور پھاڑ رہے ہیں جس طرح ایک جنگل کا درندہ شکار کو پکڑ کر پھاڑتا ہے اور جہاں ان رشتوں کا پاس ہے وہاں انسان تو کجا حیوانات پر بھی شفقت اور رحم کے مظاہرے ہیں۔ خلاصہ یہ نکلا کہ صلہ رحمی انسانی ترقی اور عروج کی بنیاد اور ستون ہے اگر اس کا تحفظ ہوگا تو انسان ترقی کریگا ورنہ ترقی نہیں کر سکتا اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سب سے زیادہ زور دیا۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ	ترجمہ نقل ہے کعب بن عجرہ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اللہ علیہ وسلم نے سارے
وَسَلَّمَ اُحْضُرُوا	جمع ہو جاؤ منبر کے پاس پس
الْمِنْبَرَ فَحَضَرْنَا فَلَمَّا	ہم جمع ہو گئے جب چڑھے
ارْتَقٰى دَرَجَةً قَالَ	وہ سیڑھی پر فرمایا آمین پس
اٰمِيْنَ فَلَمَّا ارْتَقٰى	جب چڑھے وہ دوسری
الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ	سیڑھی پر فرمایا آمین جب
قَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا	چڑھے وہ تیسری سیڑھی پر فرمایا

ارْتَقٰى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ
قَالَ آمِيْنَ وَلَمَّا
نَزَلَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْنَا مِنْكَ
الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا
نَسْمَعُهُ. قَالَ اِنَّ
جِبْرِيْلَ عَرَضَ لِيْ
فَقَالَ بَعُدَ مَنْ
اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ
يُغْفَرْ لَهٗ قُلْتُ
اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ
الثَّانِيَةَ قَالَ
بَعُدَ مَنْ ذُكِرْتَ
عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ
عَلَيْكَ قُلْتُ اٰمِيْنَ
فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ
قَالَ بَعُدَ مَنْ
اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ
عِنْدَهٗ اَوْ اَحَدَهُمَا
فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ
قُلْتُ اٰمِيْنَ۔

آمین پس جب اترے ہم نے
کہا اے اللہ کے رسول تحقیق
سنی ہم نے آپ سے آج
ایک ایسی چیز نہیں سنتے
تھے فرمایا جبریل آئے میرے
پاس پس کہا دور ہو وہ جو
پائے رمضان پس نہ بخشش
کی جائے اس کی۔ میں نے
کہا آمین جب چڑھا میں دوسری
سیڑھی پر کہا دور ہو وہ ذکر
کیا جائے تیرا پاس اس کے
پس نہ درود پڑھے آپ
پر میں نے کہا امین جب
چڑھ گیا میں تیسری سیڑھی پر
کہا دور ہو وہ پائے اس
کے والدین کو بڑھاپا اس کی
موجودگی میں یا ایک کو پس
نہ داخل کرائیں وہ اسے
جنت میں، میں نے کہا امین۔

Marfat.com

تشریح

اس حدیث پاک میں تین آدمیوں پر جبریل امین کی بدعا کا ذکر ہے اور اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آمین فرمانے کا ذکر ہے ۔ آمین کے معنی ہیں اے اللہ اس بد دُعا کو قبول فرما ۔ وہ تین آدمی یہ ہیں تارک روزہ ، تارک درود اور والدین کا نافرمان ۔ ہمیں اس وقت پہلے دو کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اس وقت صرف تیسرے کے بارے میں غور کرنا ہے کہ اس کے خلاف اتنی اونچی دو ہستیوں کی بد دُعا کیوں ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام فرشتے بشمول جبریل امین کے سارے شفیع المذنبین ہیں ان کے کام تو گناہ گاروں کی شفاعت کرنا اور ان کے لیے معافی مانگ کر انہیں تباہی ، بربادی اور ہلاکت سے بچانا ہے نہ کہ ان کی ہلاکت کے لیے بد دعائیں کرنا ۔ اسی لیے مقام طائف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے لیے بد دُعا نہیں فرمائی حالانکہ ان درندہ خصلت کافروں کی سنگ باری سے آپ کا جسم اطہر زخموں سے چور چور ہو چکا تھا اور آپ سے کہا گیا کہ آپ ان کے لیے بد دُعا مانگیں تو آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے زحمت بنا کر مبعوث نہیں فرمایا اور دُعا فرمائی اے اللہ میری اس قوم کو ہدایت عطا فرما یہ ناسمجھ ہیں تو والدین کے نافرمان کے لیے بد دُعا کیوں فرمائی ۔ بات اصل میں یہ ہے کہ یہ جو رشتے ہیں ترقی اور تعمیر انسانی میں ان کی حیثیت بنیادی اجزاء اور عناصر کی ہے اور ماں باپ ان کا محور ہیں ان رشتوں کے باہم تعاون سے ہی معاشرہ اور قوم ترقی پذیر ہوتی ہے اور ان میں خامی

Marfat.com

اور کمزوری آنے سے پوری قوم تباہی کا شکار ہوتی ہے اور ماں باپ سے قطع رحمی کرنے والا پوری قوم کو تباہی کے گڑھے میں دھکیلنے والا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام اقوام عالم کی نجات کے لیے مبعوث فرمائے گئے تھے اور آپؐ نے ان بنیادی اجزا عناصر اور رشتوں کو جوڑ کر نسلِ انسانی کو ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا تھا اور لوگ ملّتِ اسلامیہ کی ضیا پاشیوں سے محظوظ و مستفید ہو رہے تھے اور صدیوں سے اُن ٹوٹے ہوئے رشتوں کو از سرِ نو جوڑ رہے تھے۔ اخوت، بھائی چارے اور ہمدردی کی نمونہ ایک ایسی جماعت تیار ہو چکی تھی جو تا قیامت آنے والی نسلِ انسانی کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتی تھی مگر آپ کو اندیشہ تھا کہ شاید کوئی ایسا منچلہ عنصر پیدا ہو کر ان بنیادی اجزاء میں رخنہ نہ ڈالے اور لوگ اس کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہوں اور اس کی طرف عدم توجہ سے پھر تباہی کا شکار نہ ہو جائیں اس لیے جبریل امین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دُعا دے کر بتا دیا کہ ایسا انسان صرف اپنے ماں باپ کا ہی دشمن نہیں بلکہ پُوری انسانیت کا دشمن ہے اور ایسا انسان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم مشن کا دُشمن ہے اور آپ کی محنت پر پانی پھیرنے والا ہے اور ایسا آدمی کافروں سے بھی بدتر ہے اس لیے آپ نے اور جبریل امین نے اس کے لیے بد دُعا فرمائی ہے کیونکہ کافر اور مشرک تو انسانیت کی اس عمارت کے بنانے میں رکاوٹ پیدا کر رہے تھے اور ایسا آدمی بنی ہوئی عمارت کو زمین بوس کرتا ہے اور یہ یقیناً کافر سے بدتر ہے غرضیکہ ماں باپ کی نافرمانی کے رُجحان سے دنیا میں ایسی نحوست پڑتی ہے اس لیے آج وہ ممالک جہاں یہ رجحان ہے وہاں ماں باپ اولاد کی ہمدردیوں او

Marfat.com

اولاد ان کی شفقتوں سے محروم ہے اور آج وہ پوری انسانیت کے لیے تباہی کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

والدین کی نافرمانی کی اخروی سزا

وَعَنْہُ (ابی ہریرہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ رَغِمَ اَنْفُہٗ قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ اَدْرَکَ وَالِدَیْہِ عِنْدَ الْکِبَرِ اَحَدَھُمَا اَوْ کِلَاھُمَا ثُمَّ لَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّۃَ

ترجمہ ابی ہریرہ سے نقل ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاک آلود ہو ناک اس کی خاک آلود ہو ناک اس کی خاک آلود ہو ناک کی کہا گیا کس کی یا رسول اللہ فرمایا جو پائے اپنے والدین کو بڑھاپے میں ایک کو یا دونوں کو پھر نہ داخل ہو جنت میں۔

(رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۱۸)

اس حدیث پاک کا خلاصہ مطلب یہ ہے جو ماں باپ کی اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو نہیں کرے گا وہ دوزخ میں داخل ہوگا گویا کہ ماں باپ انسان کی جنت بھی ہے اور دوزخ بھی جس کا جی چاہے ان کی خدمت کر کے جنت اختیار کرے اور جس کا جی چاہے ان کی نافرمانی کر کے دوزخ اختیار کرے۔

Marfat.com

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ

ترجمہ جبیر بن مطعم سے نقل ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۱۹)

اس حدیثِ پاک کا مقصد یہ ہے کہ ہر رشتہ دار اور قریبی سے تعلق توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا لہٰذا ماں باپ جو برادری کا محور ہیں ان سے تعلق توڑنے والا یقیناً جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

وَعَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ الذُّنُوْبِ يَغْفِرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَآءَ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيٰوةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ

ترجمہ نقل ہے ابی بکرہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام گناہ بخش دے گا اللہ جو چاہے گا سوائے والدین کے نافرمان کے پس بے شک جلدی دیتا ہے اس کو عذاب زندگی میں مرنے سے قبل۔

(مشکوٰۃ ص۴۲۱)

اس حدیث کا مقصد یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک کے بعد دوسرے نمبر پہ والدین کی نافرمانی کا گناہ ہے اور جس طرح مشرک ناقابلِ معافی ہے یہ بھی ناقابل معافی ہے اور کل الذنوب سے مراد

بقیہ گناہ ہیں شرک نہیں ہے کیونکہ شرک کی اعظمیت قرآن سے ثابت ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ماں باپ کا یہ شعبہ ترقی اور عروجِ انسانی کا ذریعہ اعظم ہے اور اس کے مسمار کرنے سے سیلاب کی طرح جرائم کے ابواب کھُل جائیں گے جن کا سدّباب اور تدارک ناممکن ہوگا پوری انسانیت اس سے متاثر ہوگی اسی لیے ایسے مجرم کو مشرک کے دوسرے نمبر پر رکھا گیا ہے اور اس کی طرح اس کی سزا بھی دنیا میں ہی شروع ہو جاتی ہے تاکہ بقیہ معاشرہ اس سے سبق حاصل کر کے اپنے والدین کی نافرمانی سے بچے بخلاف بقیہ گناہوں کے کہ ان کی سزا ضروری نہیں کہ دنیا میں شروع ہو جائے ہو سکتا ہے کہ آخرت میں ہو ان کی معافی کی بھی صورت ہے. بخلاف والدین کے نافرمان کے کہ اس کے لیے معافی کی کوئی صورت نہیں ہے سوائے اس کے کہ اگر والدین بحیات ہوں تو ان سے انسان خود معافی مانگے اور اگر فوت ہو گئے ہیں تو ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بلندی درجات کی دُعا اور ان کے گناہوں کی معافی مانگے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔ بہرحال سورۃ نساء کی آیت نمبر ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ کے شروع کے حصّہ میں جن عورتوں سے نکاح ممنوع قرار دیا ہے وہ چار قسم کی ہیں۔ ایک ماں کا زمرہ ہے اس میں ایک تو باپ کی منکوحہ (سوتیلی ماں) اور اس کے دادا کی منکوحہ (سوتیلی دادی) نانا کی منکوحہ (سوتیلی نانی) شامل ہیں کیونکہ قرآن کریم میں آبا کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے جو آبٌ کی جمع ہے اور اس کا اطلاق اپنے حقیقی باپ دادا اور نانا تینوں پر ہوتا ہے لہٰذا ان تینوں کی منکوحات سے نکاح حرام ہے اور دوسرے نمبر پر اپنی ماں کا ذکر ہے اس میں اپنی حقیقی ماں، دادی اور نانی تینوں آگئی ہیں کیونکہ قرآن کریم میں لفظ 'ام'

Marfat.com

استعمال فرمایا ہے اور اُم کے معنی مرکز (ماں) کے ہیں اور اس کا اطلاق ان تینوں پر ہوتا ہے لہٰذا ماں دادی پر دادی نگر دادی وغیرہ نانی پر نانی نگر نانی وغیرہ ان سب سے نکاح حرام ہے اور تیسرے نمبر پر پھوپھی ہے اس میں اپنے باپ کی حقیقی، پدری مادری تینوں بہنیں شامل ہیں ان سے بھی نکاح حرام ہے چوتھے نمبر پر خالہ ہے اس سے مراد اپنی ماں کی حقیقی پدری اور مادری تینوں بہنیں ہیں ان سے بھی نکاح حرام ہے۔ پانچویں نمبر پر وہ عورت ہے جس نے دودھ پلایا ہے اور اس سے مراد صرف وہی نہیں بلکہ اس کی بہنیں نانی دادی پھوپھی خالہ اور اس کے خاوند کی بہنیں پھوپھی خالہ دادی نانی وغیرہ سب شامل ہیں۔ یہ تو وہ عورتیں ہیں جن میں سے بعض کو حقیقتاً اور بعض کو مجازاً ماں کہا جا سکتا ہے بہرحال ماں حقیقی ہو یا مجازی سب کے ساتھ نکاح حرام ہے اور ان میں بنیادی حیثیت اگرچہ ماں حقیقی کی ہے باقی بالتبع ہیں۔ تاہم اس لفظ اور مناسبت کو ملحوظ رکھ کر سب کے ساتھ نکاح حرام قرار دیا گیا ہے کیوں کہ یہ بیٹے پوتے بھتیجے بھانجے نواسے وغیرہ کے لیے۔

معاشرہ میں محترم شخصیات ہیں ان کے ساتھ بیوی کا سا برتاؤ مذکورین کے لیے قطعاً ناروا ہے اور جو فرد یا قوم اس قانون خداوندی کو توڑ کر ایسا کرے گی تو وہ دنیاوی اور اخروی گرفت سے نہیں بچے گی۔ جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو یہاں تک اہمیت دی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ بیوی کو ماں کے ساتھ یا دیگر محارم خالہ وغیرہ کے ساتھ یا ان کے اجسام کے کسی مشہور حصّے کے ساتھ اپنی منکوحہ بیوی کے کسی مشہور حصّے (چہرہ پیٹھ وغیرہ) کو صرف تشبیہہ دیدے تو وہ منکوحہ

Marfat.com

بیوی بھی اس پر حرام ہو جاتی ہے جب تک کفارہ نہ ادا کرے اس کا قرب (جماع) نہیں کر سکتا جس کی تفصیل انشاء اللہ عنقریب بیان کی جائیگی۔

اور چھٹے نمبر پر ساسیں ہیں ان سے بھی نکاح حرام ہے اس کی وجہ بھی وہی ہے جو پہلے مذکور ہو چکی ہے۔ یہ تفصیل زمرہ ماں کے متعلق تھی جو بیان ہو چکی ہے اب ہم دوسرے زمرہ کی تفصیل بیان کرتے ہیں اسے قرآن کریم نے لفظ بنات سے تعبیر فرمایا ہے بنت کی جمع ہے اور بنت مؤنث ہے (بیٹا) ابن کی جو بَنُوٌ سے بنا ہے اس کے معنی بنانے اور تعمیر کرنیکے آتے ہیں اور بیٹی اور بیٹے پر اس لفظ کا اطلاق اس وجہ سے ہے کہ یہ بھی معاشرہ میں اور نسل میں تعمیر کا کام دیتے ہیں۔ حاصل یہ نکلا باپ، دادا نانا وغیرہ کے لیے بیٹی، پوتی، نواسی وغیرہ کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ بھتیجیاں اور بھانجیاں بھی اسی زمرہ سے تعلق رکھتی ہیں نیز لے پالک بھی انہیں کے ساتھ شامل ہے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی ماں سے صحبت کر چکا ہو ورنہ اس کے ساتھ نکاح جائز ہے اور اسی طرح اپنے بیٹوں کی بیویوں سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ غرضیکہ اس دوسرے زمرہ میں آنے والی بعض عورتیں ایسی ہیں کہ حقیقتاً انہیں بیٹی کہا جاتا ہے اور بعض کو مجازاً بہرحال ان سب کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ باپ تایا دادا نانا وغیرہ اس زمرہ کے لیے محترم ہستیاں ہیں جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے اور ان کو خاوند بنانے سے وہ احترام ختم ہو جائے گا اور نیز باپ تایا دادا نانا وغیرہ کے لیے یہ صنف قابل رحم ہے اور ان کے حقوق کا تحفظ ان پر فرض ہے اور ان کو بیوی کی حیثیت سے استعمال کرنے سے وہ رحم ختم ہو گا اور حقوق بھی متاثر ہوں گے اس لیے ان کے ساتھ نکاح حرام ہے۔

Marfat.com

تیسرا زمرہ اَخَوات کا ہے جو جمع ہے اُخْتٌ کی معنی اس کے بہن کے ہیں اس سے مراد حقیقی پدری اور مادری تینوں بہنیں ہیں ان کے ساتھ نکاح حرام ہے اور رضاعی بہنیں بھی ان کے ساتھ شامل ہیں نیز دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا بھی حرام ہے اور وجہ اس کی بھی یہی ہے کہ جانبین سے احترام اور حقوق کا تحفظ مقصود ہے اور اس نکاح کی صورت میں تحفظ حقوق ہوگا نہ احترام مشہور مقولہ ہے۔ گھر کی مرغی دال برابر لہٰذا اس احترام اور حقوق کا لحاظ کرتے ہوئے شریعت نے ایسے نکاح کو حرام قرار دیا ہے کیوں کہ جب کسی دوسری جگہ نکاح ہوگا تو بھائی بہن کے درمیان صلہ رحمی کا رشتہ بھی قائم رہے گا اور یہ بھائی اپنی ہمشیرہ کے حقوق کا تحفظ بھی کرے گا۔

بڑے بھائی کا احترام بھی والد کے برابر ہے

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ کَبِیْرِ الْاِخْوَۃِ عَلٰی صَغِیْرِھِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ

ترجمہ نقل ہے سعید بن عاص سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق بڑے بھائی کا مثل والد کے ہے اپنے بیٹے پر نقل کیا اس حدیث کو بیہقی نے۔

(رَوَی الْبَیْہَقِیْ، بحوالہ مشکوٰۃ ص۴۲۱)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث پاک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے بھائی کا حق باپ کے برابر قرار دیا یعنی چھوٹے بھائیوں کو چاہیئے کہ اپنے بڑے بھائی کی عزت اور احترام اپنے باپ کی طرح کریں اور بڑے بھائی کو چاہیئے کہ اپنے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ باپ کی طرح شفقت اور محبّت سے پیش آئے اور ان کی تربیت اور کفالت کرے اسی طرح بڑی بہن کا درجہ ماں کے برابر ہے یعنی بقیہ بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ ماں کے برابر اس کی عزت کریں اس کا ادب بیجا لائیں اگر اس پر کوئی مصیبت آئے تو اس سے تعاون کریں اور بڑی بہن کو چاہیئے کہ چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ماں کی طرح شفقت سے پیش آئے ان کے ساتھ ہمدردی کا مظاہرہ ماں کی مانند کرے بہرحال ہمشیرہ کے ساتھ نکاح اس لیے حرام ہے کہ یہ رشتہ قائم ہونے سے بنیادی رشتہ کٹ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے قائم دائم رکھنے کے لیے یہ قانون بنا دیا ہے کہ کوئی بہن کے ساتھ نکاح نہ کرے خواہ وہ دودھ کی بہن کیوں نہ ہو اور دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنے سے بھی اسی لیے روکا گیا ہے کیونکہ اگر انہیں ایک نکاح میں جمع کیا گیا تو زوجیت کی رقابت کی بنا پر ان کا بنیادی اور خونی رشتہ کٹ جائے گا۔

اور چوتھا زمرہ ان عورتوں کا ہے جو کسی کے نکاح میں موجود ہوں ان سے بھی نکاح حرام ہے یعنی ایک عورت ایک ہی خاوند رکھ سکتی ہے زیادہ خاوند رکھنے کی اسے اجازت نہیں ہے ہاں اگر پہلا خاوند مر جائے

Marfat.com

یا اسے طلاق دے دے تو پھر اور سے نکاح کرنا جائز ہے لیکن ایک کی موجودگی میں دوسرے خاوند کی اجازت قطعاً نہیں ۔ یہ مسئلہ ذرا تفصیل طلب ہے اس پر صرف طائرانہ نگاہ ڈال کر چلا جانا مناسب نہیں ہے کیونکہ بہت سی آزاد منش عورتیں اس کی دلدادہ ہیں وہ یہ چاہتی ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مردوں کے ساتھ تعلقات استوار کر کے جنسی خواہش پوری کی جائے اور چونکہ ایک شریف معاشرہ میں یہ فعل بدنامی کا باعث ہے اس لیے وہ یہ مطالبہ کرتی ہیں کہ ایک عورت کو زیادہ خاوند رکھنے کی اجازت ہونا چاہیئے اور بعض مرد بھی بیاہ شادیوں کے اخراجات سے بچنے کے لیے یہ پسند کرتے ہیں کہ ایک ہی عورت پر سارا خاندان قناعت کرے اور بس لیکن ایسا طبقہ درحقیقت تخلیق عورت کا مقصد ہی نہیں سمجھا وہ یہ خیال کرتے ہیں اس کی پیدائش کا مقصد صرف ہوس پوری کرنا ہے اور بس حالانکہ یہ مقصد ہرگز نہیں ہے بلکہ اس کی تخلیق کا مقصد نسل انسانی کی زیادہ سے زیادہ ترقی اور عروج ہے اور ان کے ذریعہ تمام طبقات میں الفت، محبت اور بھائی چارے کو بڑھانا اور فروغ دینا ہے اور پورے معاشرہ میں اُنس اور سکون پیدا کرنا ہے اور ظاہر بات ہے کہ یہ مقصد عظیم مختلف ہوا پرستوں کے ہاتھوں میں دینے سے ہرگز حاصل نہیں ہوگا بلکہ فوت ہو جائے گا کیونکہ ہر ایک اسے اپنی طرف کھینچے گا یہ ارتقائی گاڑی تباہ ہو جائے گی ۔ نہ رہے بانس نہ بجے گی بانسری کیونکہ ایک بیوی پر بحیثیت بیوی ہونے کے خاوند کے اس پر حقوق ہیں ۔ یہ کس کس کے حقوق پورے کرے گی یہ اس کے لیے انتہائی مشکل مسئلہ ہے نیز اولاد کی تربیت بھی اس کی ذمہ داریوں میں سے ہے اب اتنی کثیر التعداد اولاد

کا سنبھالنا کون سا آسان کام ہے اور پھر یہ اولاد کس خاوند کی ہوگی اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ اب ظاہر بات ہے کہ ان حالات میں ایسی اولاد کسی ایک خاوند کے سر تھوپنا مشکل ہے اور سارے دعوے دار بن جائیں تو انکار مشکل ہے کوئی عدالت یہاں فیصلہ نہیں دے سکتی اور ان حالات میں سارا نزلہ اس عورت پر گرے گا اور ساری اولاد اس کو سنبھالنا پڑے گی۔ اب ایک طرف سے وہ دس مردوں کو برداشت کرے ان کی خدمت کرے اور دوسری طرف سے ان کی اولاد کو بھی سنبھالے یہ کہاں کا انصاف ہے کیا اس مظلومہ کے بس میں یہ ہے ہرگز نہیں اس لیے قانون ہی یہ رکھا کہ ایک سے زیادہ خاوند کی اجازت ہی نہیں یہاں تک تفصیل اُن عورتوں کے متعلق ہے جن کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے اور ہر ایک کے ساتھ نکاح حرام ہونے کی وجوہات بھی بیان ہوگئی ہیں اور ان سب کے ساتھ نکاح حرام ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے ساتھ نکاح کی اجازت سے ایک طرح کا انجماد پیدا ہوگا اور منشاء ایزدی یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیمتی سرمایہ چند ہاتھوں میں محدود اور بیکار نہ رہے بلکہ زیادہ سے زیادہ افراد اس سے فائدہ اٹھائیں اور ان کے ساتھ نکاح کی اجازت دینے سے معاشرہ کی بے شمار عورتیں بے کار ہو جائیں گی اور خاندانوں کے خاندان ایک پر ہی گزارہ کرتے رہیں گے اور ارتقائی منزل کھوٹی ہو جائے گی اس لیے قانون ہی یہ رکھا کہ ان مذکورات کے ساتھ نکاح نہ کیا جائے اور ان کے سوا بقیہ جن سے نکاح کرنا چاہیں کر سکتے ہیں

اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یہ جملہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاءِ سے استثناء ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ شوہر والی

Marfat.com

بیوی سے کسی دوسرے شخص کو نکاح کرنا جائز نہیں مگر ایسی صورت جس کو مسلمان کافروں کے ملک سے ان کے ساتھ جہاد کی شکل میں لڑیں اور ان کی عورتوں کو گرفتار کر کے لے آئیں اور یہ عورتیں اگر اہلِ کتاب یا کافرہ ہوں مگر مسلمانوں کے ملک میں آنے کے بعد مسلمان ہو جائیں تو مسلمان ان کے ساتھ نکاح کر سکتے ہیں اگرچہ ان کے شوہر اپنے وطن میں زندہ موجود ہوں اور انہوں نے انہیں طلاق نہ دی ہو کیونکہ انہیں اس وطن میں لانے کے بعد ان کا نکاح اپنے خاوندوں سے از سرِ خود ختم ہو جاتا ہے لیکن اتنی بات ہے کہ ایسی عورتوں سے نکاح کرنے والے کو ہمبستری کرنا تین حیض کے بعد جائز ہے اور اگر حاملہ ہو تو وضع حمل بھی ضروری ہے اور اگر یہ عورت کافرہ مشرکہ ہو تو اس کے ساتھ نکاح تو جائز نہیں ہے البتہ اسے باندی بنانا جائز ہے اور اسی طرح اہل کتاب کی عورتوں کو بھی باندی بنانا جائز ہے اور اسکے ساتھ نکاح بھی جائز ہے اور یہ امیر المومنین کا کام ہے انہیں مجاہدین میں تقسیم کر دے اور وہ انہیں بطور بیوی استعمال کر سکتے ہیں انہیں نکاح کی ضرورت نہیں، بہر حال منکوحہ مملوکہ کے ساتھ نکاح کی اجازت کی بھی یہی وجہ ہے کہ عورت ایک ترقی کا ذریعہ ہے اسے بے کار نہیں چھوڑنا چاہیئے اور باندی سے استمتاع کی بھی یہی وجہ ہے اور آگے ارشاد ہے کِتَابَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اللہ کا حکم ہے تم پر جس کی تعمیل از بس ضروری ہے۔ واللہ اعلم

شروط نکاح شرط اوّل

یہاں تک جو تفصیل بیان ہوئی وہ تو ان عورتوں کے متعلق ہے جن کے ساتھ نکاح حرام ہے۔ اب آگے ان عورتوں کا بیان ہے جن سے

Marfat.com

نکاح کرنا جائز ہے اور ساتھ ساتھ اس کی تین شرطیں بھی بیان فرمائی ہیں جن کی وضاحت مندرجہ ذیل آیت سے ہو رہی ہے۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ	اور حلال ہیں تمہارے لیے
ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا	وہ عورتیں جو ان کے سوا ہیں
بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ	کہ تلاش کرو مالوں کے بدلے
غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ط	ہمیشہ نکاح میں رکھنے کے
(نسآء ع ۴)	لیے نہ مستی نکالنے کو۔

اس آیت کے پہلے حصّے سے معلوم ہوتا ہے کہ محرمات کے سوا بقیہ سب عورتیں حلال ہیں۔ انسان جتنی چاہے نکاح کر سکتا ہے لیکن یہ آیت مجمل ہے اور قرآن کریم کی بعض آیات خود بعض کی تفصیل بیان کرتی ہیں چنانچہ اس کی تفصیلی سورت کے شروع میں فانکحوا ما طاب لکم سے بیان ہو چکی ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ چار سے زیادہ کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتا اور آیت میں نکاح کی پہلی شرط تَبْتَغُوْا سے بیان فرمائی۔ اس کی تفصیل بھی پہلے بیان ہو چکی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ایجاب و قبول بھی چاہے یہ ایجاب و قبول لڑکا لڑکی خود کریں یا ان کا کوئی وکیل، اس سے دونوں کی رضامندی ظاہر ہو جائے گی ورنہ بغیر رضامندی حاصل کرنے کے نکاح جائز نہیں۔

نکاح کی دوسری شرط یہ ہے باموالکم یعنی یہ ایجاب و قبول مالوں کے بدلے ہونا چاہیئے بغیر مالوں کے نہیں ہونا چاہیئے یعنی انکا تذکرہ بوقتِ نکاح ضروری ہے ادائیگی اس وقت ضروری نہیں ہے بعد میں بھی ہو سکتی ہے جیسا کہ بعد والی آیت سے معلوم ہوتا ہے ـــــ اس کی

Marfat.com

تفصیل انشاء اللہ عنقریب ہوگی - یہاں اب قابل غور یہ بات ہے کہ مہر کی مقدار متعین نہیں فرمائی اَمْوَال کا صیغہ بیان فرمایا ہے جو جمع ہے مَال کی معلوم ہوتا ہے کہ بہت کچھ دینا دلانا مقصود ہے اور اٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا (دے دیا ہو تم نے ان کو خزانہ مت لو ان سے کچھ) والی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مہر ہونا ضروری ہے بغیر مہر نکاح نہیں ہوتا اور دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہر مرد کی طرف سے ہونا چاہیئے کیونکہ اموالکم میں کُمْ ضمیر جمع مذکر مخاطب کی ہے۔ اور اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عملی نمونہ نکاح ازواج اور بنات کی بحث میں گزر چکا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مہر کی حد متعین نہیں ہے مرد کی حیثیت پر موقوف ہے۔ اب انشاء اللہ ہم آپ کے اس سلسلہ میں فرامین نقل کریں گے جن میں آپ نے امت کو بھی یہی تعلیم دی ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ	ترجمہ نقل ہے سہل بن سعد
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى	سے کہ بیشک رسول اللہ صلی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک
جَآءَتْهُ اِمْرَاَةٌ فَقَالَتْ	عورت آئی - پس کہا اے
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ	اللہ کے رسول میں نے اپنی
وَهَبْتُ نَفْسِيْ لَكَ	ذات کو آپ بخش دی ہے
فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَقَامَ	پھر وہ تا دیر کھڑی رہی پھر
رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ	ایک آدمی کھڑا ہوا اور کہا
اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا اِنْ	اے اللہ کے رسول آپ وہ

Marfat.com

لَمْ تَكُنْ لَكَ فِيهَا
حَاجَةٌ فَقَالَ هَلْ
عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ
تُصَدِّقُهَا فَقَالَ مَا
عِنْدِيْ اِلَّا اِزَارِيْ هٰذَا
فَقَالَ فَالْتَمِسْ وَلَوْ
خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ
فَلْتَمَسَ فَلَمْ يَجِدْ
شَيْئًا فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ هَلْ مَعَكَ
مِنَ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ قَالَ
نَعَمْ سُوْرَةُ كَذَا
وَسُوْرَةُ كَذَا فَقَالَ
قَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا
مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ
وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ
اِنْطَلِقْ فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا
فَعَلِّمْهَا مِنَ
الْقُرْاٰنِ ۔

عورت مجھے نکاح کر دیں
اگر آپ کو اس کی حاجت
نہیں فرمایا کیا تیرے پاس
کچھ ہے کہ اسے بطور مہر
دے اس نے کہا میرے
پاس سوائے میری اس
چادر کے اور کچھ نہیں فرمایا
تلاش کر اگرچہ لوہے
کی انگوٹھی کیوں نہ ہو اس نے
تلاش کیا تو کچھ نہ ملا پس فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کیا تیرے پاس قرآن سے
بھی کچھ ہے اس نے کہا ہاں
ہے اور فلاں سورۃ ہے فرمایا
میں نے اس کا نکاح تیرے
ساتھ کر دیا ہے اس کے
بدلے جو تیرے پاس ہے
قرآن سے اور ایک روایت
میں ہے فرمایا چل میں نے اس
کا نکاح تیرے ساتھ کر دیا سکھا
تو اس کو قرآن ۔

(متفق علیہ) بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۷

Marfat.com

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہر کی کوئی حد مقرر نہیں ہے کوئی معمولی سی چیز بھی ہو سکتی ہے ۔ اگر اور کچھ نہ ہو تو تعلیم قرآن بھی اس کا معاوضہ بن سکتا ہے البتہ کچھ نہ کچھ ہونا ضروری ہے ۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْطٰی فِیْ صُدَاقِ اِمْرَاَتِہٖ مِلْءَ کَفَّیْہِ سَوِیْقًا اَوْ تَمْرًا فَقَدْ اسْتَحَلَّ

(رواہ ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۷۷)

ترجمہ نقل ہے جابرؓ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی عورت کے مہر میں مٹھی ستو یا کھجور دے تو بھی وہ اس کے لیے حلال ہو جاتی ہے ۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَۃَ اِنَّ اِمْرَاَۃً مِنْ بَنِیْ فَزَارَۃَ تَزَوَّجَتْ عَلٰی نَعْلَیْنِ فَقَالَ لَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَضِیْتِ مِنْ نَفْسِكِ وَمَالِكِ بِنَعْلَیْنِ فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَجَازَہٗ

ترجمہ نقل ہے عامر بن ربیعہ سے کہ بے شک بنی فزارہ کی ایک عورت نے دو جوتیوں پر نکاح کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تو اپنی طرف سے اور اپنے مال کی طرف سے دو جوتیوں پر راضی ہے اس نے کہا ہاں راضی ہوں تو آپ نے

Marfat.com

(رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۷۷) اس کے نکاح کی اجازت دی

تشریح

ان دونوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر کا ہونا ضروری ہے اگرچہ وہ مال حقیر ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ دو مٹھی ستو، کھجوریں اور جوتیاں یا ان کی مانند کوئی چیز۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ تَزَوَّجَ اَبُوْ طَلْحَةَ اُمَّ سُلَيْمٍ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا الْاِسْلَامُ اَسْلَمَتْ اُمّ سُلَيْمٍ قَبْلَ اَبِیْ طَلْحَةَ فَخَطَبَهَا فَقَالَتْ اِنِّیْ قَدْ اَسْلَمْتُ فَاِنْ اَسْلَمْتَ نَكَحْتُكَ فَاَسْلَمَ فَكَانَ صَدَاقُ مَا بَيْنَهُمَا

ترجمہ نقل ہے انس رضؓ سے کہا نکاح کیا ابو طلحہ نے ام سلیم سے پس ان کے مابین مہر اسلام تھا ام سلم ابو طلحہ سے پہلے مسلمان ہوئی تھی پھر اس نے پیغام نکاح دیا تو فرمایا میں مسلمان ہو گئی ہوں اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو نکاح کر لوں گی پس وہ مسلمان ہو گیا پس وہ اسلام ان کے درمیان مہر تھا۔

(رواہ النسائی صـ۲۷۷)

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کافر مرد کا قبولِ اسلام بھی مہر بن سکتا

ہے اور یہ عورت کی مرضی پر موقوف ہے کہ مرد کے اسلام لانے کی وجہ سے اسے اپنا مہر معاف کر دے کوئی دوسرا اس پر دباؤ نہیں ڈال سکتا۔

عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً وَلَمْ يُفْرِضْ لَهَا شَيْئًا وَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ لَهَا مِثْلُ صُدَاقِ نِسَآءِ هَالَا وَكْسَ وَلَا شَطَطَ وَعَلَيْهَا الْعِدَّةُ وَلَهَا الْمِيْرَاثُ فَقَامَ مَعْقَلُ بْنُ سِنَانِ الْاَشْجَعِيُّ فَقَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بِرْوَعِ بِنْتِ وَاشِقٍ اِمْرَاَةٍ مِنَّا بِمِثْلِ مَا قَضَيْتَ فَفَرِحَ

ترجمہ علقمہ سے نقل ہے وہ ابن مسعود سے نقل کرتے ہیں کہ ان سے ایسے مرد کے بارے میں پوچھا گیا کہ جس نے عورت سے نکاح کیا اور اس کے لیے مہر مقرر نہ کیا اور اس سے ہم بستر بھی نہ ہوا یہاں تک کہ مر گیا ابن مسعود نے کہا اس کے لیے اس کی عورتوں کے مثل مہر ہے کمی زیادتی نہیں ہوگی اس پر عدّت بھی ہے اور میراث بھی ہے اس کے بعد معقل بن سنان اشجعی کھڑے ہوئے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے خاندان کی ایک عورت بروع بنت واشق کے بارے میں ایسا

بها ابن مسعود (رواه الترمذی و ابوداؤد و النسائی و الدارمی بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۷۷)

ہی فیصلہ کیا تھا جس طرح تم نے کیا ہے اس پر ابن مسعود خوش ہوئے۔

تشریح

اس حدیث سے مزید معلوم ہوا کہ مہر ہونا ضروری ہے اگر بوقت نکاح مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور تقدیراً مرد بغیر ہم بستری فوت ہو جائے تو اس لڑکی کی برادری کی عورتوں کا جو مہر ہوگا وہی اس کا ہوگا اور وہ عورت چار مہینے دس دن عدت گزارے گی اور اس کو مرد کی وراثت میں سے حصّہ بھی ملے گا بہرحال یہاں تک تو وہ احادیث پیش کی گئی ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہر کم سے کم بھی ہو سکتا ہے اور اس مہر کے وجوب کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ نکاح و شادی کا سلسلہ انسانوں کے طبقات کے درمیان اتفاق و اتحاد کی بنیاد زینہ اور خیر سگالی کا پودا ہے اور مہر اس کا ابتدائی تحفہ اور ہدیہ ہے یہاں جتنا بھی فراخ دلی کا ثبوت دیا جائے اتنا ہی کم ہے کیوں کہ اصلی مقصد اس نونہال پودے کی آبیاری ہے۔ اگر شروع میں ہی کنجوسی سے کام لیا گیا تو بغض و عناد کا بیج پڑ جائے گا۔

خشتِ اول چوں نہد معمارِ کج
تا ثریا می رود دیوارِ کج

اگر فراخدلی کا ثبوت دیں گے تو محبت کا بیج پڑ جائے گا بہرحال یہ مہر لڑکی کا خصوصی تحفہ ہے اسے ضرور دینا ہے خواہ نقدی ہو زیور ہو کپڑے ہوں جو بھی توفیق ہو مرد کا فرض ہے کہ یہ ہدیہ اپنی بیوی کو ادا

Marfat.com

کرے اور لڑکی اور اس کے وارثوں کا فرض ہے کہ مرد نے حسب توفیق جو دے دیا ہے اسے خندہ پیشانی سے قبول کریں ان پر کسی قسم کا طعن و تشنیع نہ کریں کیونکہ اصل چیز خلوص ہے فلوس نہیں اور شرفاء ہمیشہ خلوص کی قدر کرتے ہیں فلوس آنے جانے والی چیز ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں کرتے اور دنیا میں خلوص سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔

حکایت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ بغداد میں بڑا سخت قحط پڑا، کھانے کو غذا اور پینے کو پانی تک میسّر نہیں تھا۔ ایک مرد سُست و کاہل ہر وقت گھر میں پڑا رہتا تھا، کچھ محنت مزدوری بھی نہیں کرتا تھا اس کی بیوی بیچاری تنگ آئی آخر اس نے کہا کہ تم کچھ محنت تو کرو یہاں گھر بیٹھے بیٹھے کیا ملے گا اس نے کہا کیا کروں کہیں مزدوری ملتی ہی نہیں تو بیوی نے کہا کہ میں تمہیں ایک طریقہ بتاؤں کہ تم خلیفہ کے پاس چلے جاؤ وہ بڑا کریم النفس مشہور ہے شاید کہ وہ تمہیں کچھ دیدے اس نے کہا کہ خلیفہ کے پاس جانے کے لیے بہر حال کچھ نہ کچھ تحفہ ہدیہ چاہیئے اور ہمارے پاس تو کھانے کے لیے روٹی نہیں ہے اور ویسے جانا بھی مناسب نہیں ہے بیوی نے کہا اچھا ہمارے تالاب میں گندہ سڑا ہوا تھوڑا سا پانی ہے وہی لے جاؤ شائد کہ قحط سالی کی وجہ سے خلیفہ کو پانی کی تنگی ہو گی چنانچہ اس کی بیوی نے تالاب کا وہ گندا پانی ایک مٹکے میں ڈال کر اوپر سے مٹکے کا منہ بند کر کے اپنے خاوند کے سر پہ رکھا اور اسے دربار خلافت میں روانہ کیا کئی دن کی مسافت طے کر کے یہ بیچارہ دیہاتی خستہ حال تھکا ماندہ پراگندہ پھٹے

Marfat.com

ہوئے کپڑے غبار آلود ہیئت میں دربارِ خلافت میں پہنچا دراں حالیکہ خلیفہ تخت پر جلوہ گر تھا اس نے پہنچتے ہی پانی کا وہ مٹکا خلیفہ کے سامنے تخت پر رکھ دیا اور کہا کہ یہ حضور کے لیے تحفہ لایا ہوں خلیفہ نے جوں ہی اس مٹکے کا منہ کھولا تاکہ دیکھے کیا تحفہ ہے وہ تعفن گنبدہ سڑا ہوا بدبودار پانی تھا۔ اس کے تعفن اور سڑانڈ کی وجہ سے پورے اہلیانِ دربار پریشان ہوئے مگر قربان جاؤں اس کریم النفس خلیفہ پر کہ اس سے ذرہ بھر محسوس نہ کیا اور خدام کو حکم دیا کہ اس مٹکے کو خزانہ میں رکھو اور اس دیہاتی کو نہلاؤ اسے نئے کپڑے دو اور روزانہ نہر فرات کے کنارے اسے سیر کراؤ اور یہ جب تک یہاں رہے یہ شاہی مہمان ہوگا بہر حال کچھ عرصہ رہنے کے بعد یہ جب واپس ہونے لگا تو خلیفہ نے حکم دیا کہ وہی مٹکا جو یہ لایا تھا وہ اشرفیوں سے بھر کر اسے واپس کر دو چنانچہ اس پر عمل کیا گیا اب مقامِ غور ہے کہ کہاں وہ بدبو دار ہدیہ اور کہاں یہ انعام۔ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ مگر اصل میں خلیفہ نے اس کے بدبو دار ہدیہ کو نہیں دیکھا بلکہ اس کے خلوص کو دیکھا اس لیے اتنی اس کی قدر و منزلت کی جو اس کی شان کے موافق تھی، تو شرفاء ہمیشہ خلوص دیکھتے ہیں۔ دنیا کی چند کوڑیاں اس کے ہاں کوئی حیثیت نہیں رکھتی لہٰذا شادی کے موقعہ پر لڑکے کے خلوص، تقویٰ، طہارت اور ایمان کو دیکھنا چاہیئے۔ ہدیوں کی طرف نہیں دیکھنا چاہیئے وہ جو بھی دے اسے خندہ پیشانی سے قبول کر کے اسے داد دینا چاہیئے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اگر ایسا کریں گے تو زوجین میں دونوں خاندانوں میں الفت اور محبت پیدا ہوگی اور یہ شادی بارآور، بابرکت ثابت ہوگی اور اگر طعنے شروع کر دیں گے

Marfat.com

کہ انہوں نے کیا دیا ہے کچھ بھی نہیں یہ تو بڑے گھٹیا لوگ ہیں - ہم نے بڑی غلطی کی ہے ان کو رشتہ دے کر یہ کمینے ہیں یہ فلاں ہیں یہ فلاں ہیں تو ان باتوں سے وہ محبت اور الفت عداوت میں بدل جائے گی اور یہ شادی بارآور اور بابرکت ثابت نہیں ہوگی اور مرد کو چاہیئے کہ صرف اسی ہدیہ (مہر) پر اکتفا نہ کرے بلکہ حسبِ توفیق اپنی بیوی کے برادری والوں کو بھی کبھی کچھ نہ کچھ دیتا رہے تاکہ اس کا یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے۔

تَهَادُوْا تَحَابُّوْا یعنی ایک دوسرے کو ہدیہ دو تاکہ تمہاری آپس میں محبت پیدا ہو چنانچہ آپ کا معمول بھی یہی تھا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد بھی ان کی سہیلیوں کو گوشت کا ہدیہ دیا کرتے تھے۔ نکاح کی تیسری شرط مُحْصِنِیْن فرمایا ہے یعنی نکاح کرتے وقت تادمِ حیات نکاح میں رکھنے کی غرض ہو - اس شرط سے مقصود متعہ اور زناکاری کو روکنا ہے کیونکہ ان میں مرد اور عورت دونوں کی رضامندی بھی ہوتی ہے۔ مال بھی ہوتا ہے ایجاب وقبول بھی ہوتا ہے مگر خداوند پاک نے اس سے منع فرمادیا ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

متعہ اور نکاحِ موقت حرام ہیں

وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

ترجمہ- اور مومن وہ لوگ ہیں جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا ان کنیزوں سے جو

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ (مومنون ع ۱)

ملک میں ہوں کیونکہ ان پر انہیں کوئی ملامت نہیں ہے جو ان کے سوا خواہش کرے وہ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔

تشریح

ان آیات میں ایمان داروں کی صفات اور تعریف بیان فرمائی گئی ہے جن میں سے چار صفتیں پہلے بیان ہو چکی ہیں اور دو ان آیتوں میں ہیں ان دو میں سے پہلی صفت یہ ہے جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہوں یعنی زنا کاری سے بچنے والے۔ دوسری صفت یہ ہے جو اپنی بیویوں کے ساتھ یا کنیزوں کے ساتھ ایسے تعلقات رکھنے والے ہوں اور آگے فرمایا ہے جو خواہش کرے سوائے اس کے یعنی بیویوں یا کنیزوں کے یا جو بھی صورت منی نکالنے کی ہو خواہ اپنی محرمات سے ہو یا مرد سے یا کسی بچے یا جانور سے یا ہاتھ سے وغیرہ ذالک یہ تمام صورتیں عَادُوْنَ میں داخل ہیں یعنی ان افعال قبیحہ کا مرتکب کامل ایمانداروں کی صف میں شامل نہیں۔ یہاں تک ان آیات کا بیان اور وضاحت گزری ہے جن سے حرمت متعہ اور حرمت نکاح موقت معلوم ہوتی ہے۔ آگے ہم وہ احادیث بیان کرتے ہیں جو ان آیات کی تشریح اور حرمتِ متعہ وغیرہ کا واضح ثبوت ہیں۔

چنانچہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے باب ما جاء فی

Marfat.com

نکاح المتعہ میں دو حدیثیں نقل فرمائی ہیں۔

عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ	ترجمہ نقل ہے علی بن ابی طالب
اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	سے کہ بے شک روکا نبی
نَھٰی عَنْ مُتْعَۃِ	صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں
النِّسَآءِ وَعَنْ لُحُوْمِ	کے ساتھ متعہ کرنے سے
اَلْحُمُرِ الْاَھْلِیَّۃِ	اور پالتو گدھوں کا گوشت
زَمَنَ خَیْبَرَ	کھانے سے جنگِ خیبر کے
(مشکوٰۃ ص۲۷۲ باب اعلان النکاح)	زمانہ میں۔

حضرت علیؓ کی یہ روایت بخاری اور مسلم میں بھی ہے دوسری حدیث جو امام ترمذیؒ نے نقل کی ہے وہ یہ ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ	ترجمہ نقل ہے ابن عباس سے
اِنَّمَا کَانَتِ الْمُتْعَۃُ	کہا یقیناً متعہ شروع اسلام
فِیْ اَوَّلِ الْاِسْلَامِ	میں (جائز) تھا یہاں تک
حَتّٰی اِذَا نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ	جب یہ آیت اتری مگر اپنی
اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِھِمْ	بیویوں پر یا ان پر کہ مالک
اَوْ مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ	ہوئے ان کے دائیں ہاتھ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَکُلُّ	ان کے کہا ابن عباس نے
فَرْجٍ سِوٰھُمَا فَھُوَ حَرَامٌ	ہر شرم گاہ سوائے ان دو کے حرام ہے

تشریح

ان احادیث سے ثابت ہو گیا کہ شروع اسلام میں متعہ کی اجازت

Marfat.com

تھی اور مذکورہ آیت اترنے کے بعد وہ اجازت منسوخ ہوگئی البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ حضرت ابن عباس کچھ عرصہ تک متعہ کو جائز سمجھتے رہے پھر حضرت علیؓ کے سمجھانے سے جیسا کہ صحیح مسلم ج۱ ص ۴۵۲ پر ہے اور آیت شریفہ الا علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم سے متنبہ ہوکر رجوع فرمالیا جیسا کہ ترمذی کی روایت سے معلوم ہوا۔ معارف القرآن ج۲ ص ۳۶۶۔

نوٹ :۔ متعہ اور نکاحِ موقت میں فرق صرف الفاظ کا ہے مقصد ایک ہی ہے یعنی متعہ اسے کہتے ہیں کہ مرد عورت سے نکاح کرے اس طرح کہ میں نفع اٹھاؤں گا تجھ سے اتنے دنوں تک اتنے روپوں کے بدلے اور موقت میں لفظ وقت استعمال ہوتا ہے یعنی اتنے وقت فائدہ اٹھانا ہے۔ اور مال بھی خرچ ہوتا ہے مگر وہاں چونکہ ہمیشہ نکاح میں رکھنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ صرف وقتی ضرورت پوری کرنا پیشِ نظر ہوتی ہے جو سراسر مقاصدِ نکاح کے منافی ہے اس لیے اللہ تعالےٰ نے اسے روکنے کے لیے مُحْصِنِیْنَ کی قید لگا کر اس کا دروازہ بند کیا ہے اور غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ (نہ مستی نکالنے والے) بڑھا کر اس کو اور مؤکد کر دیا ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ	ترجمہ اور دیدو عورتوں کو
نِحْلَةً ط فَاِنْ طِبْنَ	ان کے مہر خوشی سے پھر
لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ	اگر وہ خوش ہوکر تمہیں اس
مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ	میں سے اپنے دل کی خوشی
هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا	سے چھوڑ دیں تو کھاؤ اس

Marfat.com

(نسآء ع۱)	کو رچتا پچتا
فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ	پھر جس سے تم نے نفع اٹھایا
مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ	ان عورتوں میں سے تو دے
اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ؕ	دو انہیں ان کے مہر مقررہ
وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	اور نہیں گناہ تم پر اس میں
فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ	جس پر آپس میں راضی ہو جاؤ
مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ	بعد مہر مقرر کر لینے کے۔
(نساء ع۴)	

تشریح

ان آیات سے اور پہلے والی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر ہونا ضروری ہے جو بھی طے ہو جائے اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مقرر ہو جائے وہ فرض ہے۔ حقوقِ زوجیت ادا کرنے کے بعد اس کی ادائیگی ضروری ہے۔ اگر فوراً ادا کرنے کا وعدہ ہے۔ اگر قرض ہے تو فوراً ادائیگی ضروری تو نہیں تاہم اس کی تاریخ مقرر ہونا چاہیئے تاکہ فساد نہ پیدا ہو اور مقرر شدہ مہر سے وہ عورت اپنے شوہر کو کچھ چھوڑ دے تو وہ مرد کے لیے جائز ہے البتہ اس کی صورت یہ ہے کہ مرد پہلے وہ سارا مہر اس کو دے دے اس کے بعد اگر وہ اس میں سے کچھ یا سارا اسے واپس کر دے تو کر سکتی ہے کیوں کہ وہ اب اس کی مالکہ ہے اگر کسی کو وہ مہر بطور صدقہ یا ہبہ دینا چاہے تو دے سکتی ہے تو اپنے خاوند کو بھی یقیناً دے سکتی ہے اور اگر

Marfat.com

مرد مہر ادا نہ کرے ٹال مٹول کرئے عورت سے معافی کا مطالبہ کرے اور عورت اس اندیشہ سے کہ یہ دیتا تو ہے نہیں خواہ مخواہ ٹالتا ہے اگر معاف نہیں کروں گی تو طلاق مل جائے گی چلو معاف ہی کر دینا چاہیئے تو معافی نہیں ہے اور یہ شوہر کے لیے کھانا حلال نہیں ہے عنداللہ مجرم ہوگا ۔ یہ اس کے ذمہ قرض ہے جس طرح اور قرض ادا کرنا ضروری ہے اگر مر گیا تو اس کی وراثت سے یہ قرض ادا کیا جائے کیونکہ آیت میں دو الفاظ آئے ہیں طبن ـــــ نفسا ۔ ان سے مراد دل کی خوشی ہے اور دو دفعہ ذکر سے مقصود تاکید ہے ۔ یعنی جب تک وہ عورت دِل کی خوشی سے معاف نہ کرے وہ معاف نہیں ہو سکتا اور اس کے دِل کی خوشی معلوم کرنے کا طریقہ وہی ہے جو اوپر نقل کیا گیا ہے ۔ اَنۡ تَبۡتَغُوۡا بِاَمۡوَالِکُمۡ میں ایک تو مہر شامل ہے جس کی تفصیل یہاں تک بیان ہو چکی ہے ۔

عورت کے بقیہ اخراجات بھی خاوند کے ذمہ ہیں

اور دوسرا اس میں عورت کے اخراجات بھی شامل ہیں جنکی تفصیل مندرجہ ذیل آیات سے بھی معلوم ہوتی ہے ۔

وَلَهُنَّ مِثۡلُ الَّذِیۡ عَلَیۡهِنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ (بقرہ ع ۲۸)	اور ان عورتوں کا ویسا ہی حق ہے جیسا ان پر ہے (مردوں کا) دستور کے مطابق

وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ اِلَّا وُسْعَهَا ج (البقرہ ع ۳۰)

اور باپ پر ہے ان کا رزق اور ان کے کپڑے معروف طریقہ سے نہ تکلیف دی جائے نفس کو مگر اس کی وسعت کے موافق۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ۔ (الطلاق ع ۱)

اور گزران کرو اُن سے دستور کے ساتھ پھر اگر تم ناپسند کرو انہیں تو کچھ بعید نہیں کہ تم ناپسند کرو کوئی چیز اور رکھے اللہ اس میں بھلائی بہت انہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اپنے مقدور کے مطابق اور انہیں ایذا نہ دو انہیں تنگ کرنے کے لیے۔

تشریح

ان آیات سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہر کے علاوہ عورت کی رہائش، خوراک اور کپڑوں کا انتظام کرنا بھی

Marfat.com

خاوند کا حق ہے اور دوسرا یہ معلوم ہوا کہ یہ بندوبست خاوند کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے نہ کہ عورت کی حیثیت کے مطابق یعنی اگر خاوند امیر ہے تو اسے چاہیئے کہ اپنی اس امیرانہ حیثیت کے مطابق اپنی بیوی کا یہ بندوبست کرے یہ خیال نہ کرے کہ اس کی بیوی اگر غریب گھرانے کی ہے تو اسے غریبانہ خرچ وغیرہ دے اور اگر خاوند غریب ہے اور اس کی بیوی کسی امیر گھرانے سے تعلق رکھتی ہے تو اسے اپنی غریبانہ حیثیت کے مطابق خرچ دینا ہے نہ کہ بیوی کی حیثیت کے مطابق ۔ اس کی مزید تفصیل حدیث پاک کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں ۔

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ

ترجمہ روایت ہے عقبہ بن عامر سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لائق ترین شرطوں کی کہ وفا کرو تم ان کو وہ شرط ہے کہ حلال کیا تم نے ساتھ اس کے شرم گاہیں ۔ (اس حدیث پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے)

(متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۷۱)

یہ حدیث بڑی جامع کافی اور شافی تشریح ہے گویا سمندر کوزے میں بند کیا ہوا ہے ۔ اس میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے سلسلہ میں لگائی جانے والی شرطوں کے بارے میں انتہائی میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم دی ہے آپ کے فرمان اور ارشاد گرامی کا مقصد یہ ہے ۔ شرطیں ہونا بھی چاہئیں اور غلو بھی نہیں ہونا چاہیئے ۔ جن شرطوں

Marfat.com

کا ہونا ضروری ہے وہ یہ ہیں مہر، مکان، لباس، نفقہ، زیور، خوشبو، زیبائش وغیرہ جو عورتوں کے مناسب ہے جس کی تفصیل نکاح فاطمہ میں گزر چکی ہے اور اس میں غلو کی ضرورت نہیں ہے۔ خاوند کو جو میسّر ہو مہیا کر دے ایسی درمیانی شروط عورت کا بنیادی حق ہے۔ ان کے سوا عورت مرد کے لیے حلال نہیں ہو سکتی اور اس میں مرد کے لیے بھی آسانی ہوگی اور آپ نے زیادہ اونچی شرطیں لگانا عورت کا بنیادی حق نہیں قرار دیا کیونکہ ہر مرد ایسی شرطیں پوری نہیں کر سکے گا پھر وہ شادی کرنا ہی چھوڑ دے گا تو اس سے معاشرہ کی بنیاد صنف نازک عورت متأثر ہوگی اور اس کے متأثر ہونے سے پورا معاشرہ تباہ ہوگا اس لیے رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی شرطیں لگاؤ جو مرد پوری کر سکے اور ایسی شرطیں نہ لگاؤ جو وہ پورا نہ کر سکے۔

سوال :-

نکاح کے سلسلہ میں عورت کے مذکورہ حقوق مہر، نان نفقہ وغیرہ دیکھ کر ذہن میں ایک سوال ابھرتا ہے کہ مفاد تو دونوں کے مشترکہ ہیں۔ زندگی کے تلطّف سے دونوں برابر محظوظ ہوتے ہیں تو پھر عورت کے سارے اخراجات مرد پر کیوں ڈال دیئے گئے ہیں۔ بظاہر یہ قانون مساوات اور عدل و انصاف کے خلاف نظر آتا ہے۔ مناسب تو یوں نظر آتا ہے کہ جب مفاد مشترکہ ہیں تو ہر ایک کو اپنے اپنے اخراجات خود برداشت کرنے چاہئیں اور اولاد چونکہ مشترکہ ہے لہٰذا ان کے اخراجات ضروریات ماں باپ دونوں کو برابر برابر مل کر برداشت کرنے چاہئیں اور یہاں تو سارا بوجھ صرف مرد پر ڈالا گیا ہے

Marfat.com

جواب :-

خلاصہ جواب یہ ہے کہ بظاہر اگرچہ مرد کی ذمہ داریاں زیادہ نظر آتی ہیں اور عورت کی کم مگر حقیقت یہ ہے کہ عورت کی ذمہ داریاں بھی مرد سے کم نہیں ہیں - اس کی تفصیل انشاء اللہ اپنے مقام پر آئے گی یہاں اس تفصیل کی ضرورت نہیں ہے -

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ	اور ابی مسعود سے نقل ہے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی	انہوں نے فرمایا کہ جناب
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ	نے فرمایا جب مسلمان اہل پر
نَفَقَۃً عَلٰی اَھْلِہٖ	خرچ اور اسے نیکی شمار کرے
وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ	تو وہ خرچ کرنا اس کے لیے
لَہٗ صَدَقَۃٌ (مشکوٰۃ ص۱۷۰)	صدقہ ہوگا -
عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ	حضرت عائشہ سے نقل ہے
اِنَّ ھِنْدًا بِنْتَ عُتْبَۃَ	انہوں نے فرمایا بے شک ھندا
قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	بنت عتبہ نے کہا اے اللہ
اِنَّ اَبَا سُفْیَانَ رَجُلٌ	کے رسول بے شک ابوسفیان
شَحِیْحٌ وَلَا یُعْطِیْنِیْ	بخیل آدمی ہے وہ اتنا خرچ
مَا یَکْفِیْنِیْ وَوَلَدِیْ	نہیں دیتا جو مجھے اور میرے
اِلَّا مَا اَخَذْتُ مِنْہُ	بچے کو کفایت کرے مگر کہ لوں
وَھُوَ لَا یَعْلَمُ فَقَالَ	میں اس کے مال سے اور اسے
خُذِیْ مَا یَکْفِیْکِ	پتہ نہ ہو تو آپ نے فرمایا لے

Marfat.com

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔

(مشکوٰۃ باب ص۲۹۰)

تو جو کفایت کرے تجھے اور تیرے بچے کو معروف طریقہ سے۔

وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْطَى اللّٰهُ اَحَدَكُمْ خَيْرًا فَلْيَبْدَأْ بِنَفْسِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ۔

اور جابر بن سمرہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو اللہ تعالیٰ مال دے تو اسے چاہیئے کہ خرچ کرے پہلے اپنی ذات پر اور اپنے اہلِ بیت پر

تشریح

ان دونوں حدیثوں کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر اپنی بیوی بچوں کا خرچ واجب ہے اگر نہ دے تو بیوی اس کے مال سے اپنی مرضی سے بھی اتنا خرچ لے سکتی ہے جو اسے اور اس کی اولاد کو کفایت کرے یہ اس کے لیے حرام نہیں ہے۔

اور مذکورہ بالا آیات سے تیسری یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اپنے اہل وعیال اور اپنی بیوی بچوں پر یہ خرچ کرنا نیک بھی ہے کیونکہ ان آیات میں بار بار لفظ معروف کو ذکر کیا گیا ہے اور معروف کے معنے مشہور اور جانے پہچانے ہوئے کے بھی آتے ہیں اور نیکی کے بھی آتے

Marfat.com

ہیں ۔ اگر پہلے معنے لیے جائیں تو مقصد یہ ہوگا کہ معاشرہ میں اپنی بیوی بچوں کو خرچ دینے کا جو رواج ہے وہ دیا جائے اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور اگر دوسرے معنے مراد لیا جائے تو پھر دو توجیہہ ہو سکتی ہیں ۔ ایک حلال یعنی اپنے بچوں کو حلال روزی دے حرام نہ دے اور دوسری توجیہہ یہ ہو سکتی ہے کہ اپنی بیوی کو یہ خرچ دینا نیکی ہے ۔ اگر خاوند کا یہ تصور ہو جائے گا تو دل کھول کر خرچ کرے گا کنجوسی نہیں کریگا چنانچہ اس کی مزید تفصیل آئندہ حدیث میں آرہی ہے ۔

نکاح میں بعض منفی چیزوں کا بیان اور پہلی چیز

یہاں تک وہ شرطیں بیان ہوئی ہیں جن کا ہونا نکاح میں ضروری ہے اور اب وہ چیزیں بیان ہوں گی جن کا نہ ہونا ضروری ہے ۔ ان میں سے پہلی چیز منگنی پر منگنی ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ	ترجمہ نقل ہے ابوہریرہ سے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی	کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم نے نہ پیغام بھیجے
لَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی	مرد نکاح کا اوپر پیغام نکاح
خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی	اپنے بھائی مسلمان کے یہاں
یَنْكِحَ اَوْ یَتْرُكَ	تک کہ وہ نکاح کرے یا

Marfat.com

(متفق علیہ) بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۱ چھوڑ دے۔

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ایک مرد نے اگر کسی عورت سے نکاح کی بات چیت کی اور دونوں راضی ہو گئے ہوں تو اب کسی دوسرے کو نہیں چاہیئے کہ عورت کو اپنے ساتھ نکاح کی دعوت دے اور اسے چھوڑنے کی ترغیب دے کیوں کہ ان کے پاس عہد و پیمان کے بعد یہ عورت اس مرد کا حق بن چکا ہے صرف رسومات باقی ہیں اور اگر کوئی ایسا کرے گا تو برادریوں میں فساد ہوگا اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

دوسری منفی چیز کا بیان

وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُ الْمَرْأَةُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا

اور انہیں سے (ابوہریرہ) نقل ہے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کا پیالہ خالی کرائے اور خود اس سے نکاح

Marfat.com

وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔

کرے بے شک اس کے لیے ہے جو اس کا مقدر ہے

(متفق علیہ) بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۱ (بخاری اور مسلم نے یہ حدیث نقل کی ہے)

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی مرد دوسری شادی کرنا چاہے اور اس کے نکاح میں پہلے سے بھی ایک عورت موجود ہو اور یہ نئی آنے والی مرد سے یہ مطالبہ کرے کہ میں تب نکاح کروں گی کہ تم اس پہلی عورت کو طلاق دو اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کیوں کہ اس سے اس عورت کی حق تلفی ہوتی ہے یہ ناجائز ہے نکاح کرنا چاہتی ہے تو کرلے وہ اپنا مقدر پائے گی یہ اپنا مقدر پائے گی نیز اس حدیث کا مقصد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص کے نکاح میں مثلاً دو عورتیں ہوں اور ایک مرد سے یہ مطالبہ کرے کہ تم دوسری کو طلاق دو تب میں تمہارے گھر میں رہوں گی ورنہ نہیں رہوں گی یہ بھی ناجائز ہے۔ دوسری کی حق تلفی ہے اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ فرمایا ہر ایک اپنا اپنا مقدر اور اپنا اپنا نصیب پائیگی۔

تیسری منفی چیز کا بیان

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى

ترجمہ ابنِ عمر سے نقل ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا

عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ
اَنْ يُزَوِّجَ الرَّجُلُ
اِبْنَتَهٗ عَلٰى اَنْ
يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ
اِبْنَتَهٗ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا
صَدَاقٌ (متفق علیہ)

ہے شغار سے اور شغار یہ ہے
کہ آدمی اپنی بیٹی دوسرے
کو اس شرط پر نکاح کر کے
دے کہ وہ اپنی بیٹی اسے
دے اور ان کے درمیان
مہر نہ ہو۔

بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دورِ جاہلیت میں لوگوں کے مابین یہ ایک رواج تھا کہ ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن دوسرے کے بیٹے کو یا بھائی وغیرہ کو اس شرط پر نکاح کر کے دیتا کہ ہم تم سے اپنی لڑکی کے لیے مہر نہیں مانگو گے اور تم ہم سے نہ مانگو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ قرآن کریم کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہر خالصتہً لڑکی کا اپنا ذاتی حق ہے اور اس کا تقرر اور تذکرہ بوقتِ نکاح ضروری ہے اس کے وارثوں میں سے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی طرف سے اس کا مہر کسی کو معاف کرتے پھریں یا خود کھا جائیں، بلکہ درحقیقت یہ مہر اللہ کا حق ہے اور اللہ نے اپنی طرف سے اسے منتقل کیا ہے لہٰذا وہ تقرر کے بعد تو کسی کو دینا چاہیئے یا اپنے خاوند کو سارا یا آدھا معاف کرنا چاہے تو کر سکتی ہے لیکن تقرر سے پہلے عورت کو بھی معاف کرنے یا دست بردار ہونے کا حق نہیں ہے تو اس کے وارثوں کو یہ حق کس طرح پہنچ سکتا ہے یہ ایک ظالمانہ رسم تھی جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو روک دیا ہے۔

Marfat.com

تشہیرِ نکاح

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ

رواہ الترمذی بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۷۲

ترجمہ عائشہ سے نقل ہے انہوں نے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نکاح کا اعلان کرو اور اس کی تقاریب مساجد میں رکھو اور اس موقعہ پر دف بجایا کرو۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ زُفَّتْ اِمْرَاَةٌ اِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ

(رواہ البخاری) بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۷۱

ترجمہ نقل ہے حضرت عائشہ سے کہا لائی گئی ایک عورت (بعد بیاہ کے) طرف ایک انصاری مرد کے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے تمہارے پاس کھیل یقیناً انصار کو کھیل پسند ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ جَارِيَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ نقل ہے عائشہ رضؓ سے کہا میرے پاس انصار کی ایک لڑکی تھی میں نے اس کا نکاح کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ تو گانے

Marfat.com

يَا عَائِشَةُ اَلَا تُغَنِّيْنَ
فَاِنَّ هٰذَا الْحَيَّ
مِنَ الْاَنْصَارِ يُحِبُّوْنَ
الْغِنَآءَ (رَوَاهُ ابْنُ
حَيَّانَ فِی صَحِيْحِهٖ
عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
اَنْكَحَتْ عَائِشَةُ
ذَاتَ قَرَابَةٍ لَهَا
مِنَ الْاَنْصَارِ
فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ اَهْدَيْتُمُ
الْفَتَاةَ قَالُوْا نَعَمْ
قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَهَا
مَنْ تُغَنِّيْ قَالَ لَا
فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ
قَوْمٌ فِيْهِمْ غَزَلٌ
فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَهَا
مَنْ يَقُوْلُ اَتَيْنَاكُمْ
اَتَيْنَاكُمْ فَحَيَّانَا

کو کیوں کہتی ہے یقیناً یہ انصار
کا قبیلہ گانے کو پسند کرتا ہے
(نقل کیا اس حدیث کو
ابن حبّان نے)
بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۷۲
ترجمہ نقل ہے ابن عباس
سے اس نے کہا نکاح کر دیا
عائشہؓ نے اپنی ایک قریبی
انصاری لڑکی کا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم آئے فرمایا کیا
تم نے نوجوان بچی (اپنے
خاوند کے پاس) بھیج دی
ہے۔ انہوں نے کہا ہاں فرمایا
کیا اس کے ساتھ کوئی گانے
والی بھی بھیجی ہے کہا نہیں پس
فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے بے شک انصار
ایک قوم ہے ان میں گانا
ہے اگر بھیجتے تم اس کے
ساتھ جو یوں کہتا آئے ہم
تمہارے پاس، آئے ہم تمہارے
پاس زندہ رکھے اللہ ہمیں اور

Marfat.com

وَحَيَّاكُمْ — زندہ رکھے وہ تمہیں۔

(رواہ ابن ماجہ) بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۷۲

اور بعض نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

وَلَوْلَا الْحِنْطَةُ السَّمْرَآءُ — اگر سُرخ گندم نہ ہوتی تو
لَمْ تُسْمَنْ عُذَارَاكُمْ — تمہاری لڑکیاں موٹی نہ ہوتیں
وَلَوْلَا الْعَجْوَةُ السَّوْدَآءُ — اگر کالی کھجوریں نہ ہوتیں ہم
مَا كُنَّا بِوَادَاكُمْ — تمہارے پاس نہ ہوتے۔
عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ — ترجمہ نقل ہے عامر بن سعد
قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى — سے انہوں نے کہا کہ میں قرظۃ
قُرْظَةَ ابْنِ كَعْبٍ — بن کعب اور ابو مسعود انصاری
وَاَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ — کے ہاں ایک شادی میں گیا
فِيْ عُرْسٍ وَاِذَا جَوَارٍ — اچانک بچیاں گا رہی تھیں
يُغَنِّيْنَ فَقُلْتُ اَيْ — میں نے کہا اے رسول اللہ
صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ — صلی اللہ علیہ وسلم کے دو
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — ساتھیو اے اہل بدر تمہاری
وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَدْرٍ — موجودگی میں ایسا کیا جا رہا
يُفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ — ہے انہوں نے کہا بیٹھ جا
فَقَالَ اِجْلِسْ اِنْ — اگر چاہتے ہو تو ہمارے ساتھ
شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا — سنو اگر چاہتے ہو تو چلے
وَاِنْ شِئْتَ فَنَا — جاؤ شادی کے موقعہ
ذْهَبْ فَاِنَّهٗ قَدْ — پر اس کھیل کی ہمیں یقیناً

Marfat.com

رُخِّصَ لَنَا فِی الْلَّهْوِ عِنْدَ الْعُرُسِ — اجازت دے دی گئی ہے۔

(رواہ النسائی) بحوالہ مشکوٰۃ صـ۲۷۳

تشریح

ان مذکورہ احادیث میں شادی کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید چھ ہدایات دی ہیں۔ تشہیر[1]، مسجد میں[2] انعقاد۔ دَف[3] بجانا۔ گیت[4] گانا اور نابالغ[5] بچیوں کا گیت گانا۔ گیت[6] کے الفاظ۔ سب سے پہلی چیز جو تشہیر ہے اس کی ضرورت اس لیے درپیش آئی کہ اس سے زنا کا سدِّباب کرنا مقصود ہے نیز یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ اس عورت کا کسی اور مرد سے نکاح نہیں ہے وغیرہ ذالک اس لیے اسے خفیہ نہیں رکھنا چاہیئے۔ دوسری چیز جو مسجد میں انعقاد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مسجد ایک متبرک مقام ہے اور شادی بھی ایک متبرک فعل ہے اس لیے اس کا انعقاد مسجد میں مناسب ہے نیک فال ہے ضروری نہیں کہ مسجد میں ہو گھر کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔ تیسری اور چوتھی چیز جو دَف اور گیت ہے ان کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں خوشی کی ہیں اور شادی (نکاح) بھی خوشی کی چیز ہے اور اللہ کی نعمت پر خوشی کرنے کا حکم ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا (یونس ع۶) ترجمہ: آپ فرما دیں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی انہیں چاہیئے کہ خوش ہوں اور نکاح بھی اس اعتبار سے فضل اور رحمت ہے کہ اس کے ذریعہ دو

خاندانوں میں تعلقات استوار ہوں گے آپس میں الفت اور محبت پیدا ہوگی نیک اور صالح اولاد پیدا ہوگی یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل اور احسان ہے اس پر انسان کو خوشی کرنا چاہیئے اور سورۃ الفرقان کے اندر بھی ایسا ہی ارشاد موجود ہے۔

وَهُوَ الَّذِيْ خَلَقَ	اللہ وہی ذات ہے جس نے
مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا	پانی سے انسان بنایا اور اسے
فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا	صاحب خاندان اور سسرال
(الفرقان ع ۵)	والا بنایا۔

اس آیت میں اللہ پاک نے انسانوں پر جو احسانات فرمائے ہیں ان میں سے ایک احسان یہ بتایا ہے کہ اس کو پانی سے پیدا کیا ہے اور دوسرا احسان یہ بتایا ہے کہ اس کا خاندان اور اس کا سسرال بنایا اور یہ خاندان اور سسرال نکاح کے ذریعہ ہی ہو سکتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ شادی بھی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اور ہر احسان پر خوشی کا حکم ہے لہٰذا شادی پر بھی خوشی کرنا چاہیئے اور یہ خوشی گانے اور دف بجانے کی صورت میں بتائی اور پانچویں چیز نابالغہ بچوں کا گانا ہے یعنی یہ گانے بجانے کا کام نابالغہ بچیوں کو کرنا چاہیئے، بالغہ کو نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ مقصود اس گانے سے تشہیر ہے اور یہ گانے کی آواز غیر محرم مرد بھی سنیں گے اور عورت کی آواز بھی پردہ ہے لہٰذا بالغہ عورتوں کے لیے یہ گانا بجانا حرام ہے اور چھٹی چیز گیت کے وہ الفاظ ہیں جو اس موقعہ پر گانے چاہئیں جو احادیث کے ضمن میں بیان ہو چکے ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ گیت ایسا ہونا چاہیئے جس میں اللہ کی تعریف، مدح ثنا ہو اور اس کی نعمتوں کا تذکرہ ہونا چاہیئے

Marfat.com

نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور بقیہ صحابہ اور بزرگانِ دین کے تذکرے بھی نعت اور گیت کی صورت میں کئے جا سکتے ہیں جن کی بدولت انسانوں کو آپس میں جوڑنے والا یہ دین نصیب ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گیت کے الفاظ اس لیے بتائے کہ آپ سے پہلے عرب میں انتہائی فحش قسم کے گانوں کا رواج تھا اور ایسے موقعہ پر وہ لوگ ان گانوں سے اپنے جذبات و احساسات کا اظہار کرتے تھے آپ نے انہیں مطلقاً نہیں روکا بلکہ ان کے فحش کلام کو شریفانہ اور ثواب سے بھرپور کلام سے تبدیل یا اور درحقیقت یہ آپ کی حکیمانہ تبلیغ اور موعظہ حسنہ کا بہترین عملی نمونہ تھا

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ — ترجمہ نقل ہے عائشہؓ سے کہا

اِنَّ اَبَابَكْرٍ دَخَلَ — انہوں نے بے شک ابوبکر آئے

عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا جَارِ — ان کے پاس دراں حالیکہ ان

يَتَانِ فِيْ اَيَّامِ مِنًى — کے پاس دو بچیاں تھیں ایام

تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ — منیٰ (عیدالاضحیٰ) میں وہ

وَفِيْ رِوَايَةٍ تُغَنِّيَانِ — بچیاں اچھلتی تھیں اور دف

بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ — بجاتی تھیں اور ایک روایت

يَوْمَ بُعَاثٍ وَالنَّبِيُّ — میں ہے کہ وہ اشعار پڑھ رہی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — تھیں جو انصار نے زمانہ (جنگ)

مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهٖ فَانْتَهَرَ — بعاث میں پڑھے تھے اور

هُمَا اَبُوْبَكْرٍ فَكَشَفَ — نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — کپڑے سے ڈھانپا ہوا تھا

وَسَلَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ — تو ابوبکر نے انہیں ڈانٹا

فَقَالَ دَعْهُمَا يَا اَبَابَكْرٍ — تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فَاِنَّهَا اَیَّامُ عِیْدٍ وَ
فِیْ رِوَایَةٍ یَا اَبَا بَکْرٍ
اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا
وَ هٰذَا عِیْدُنَا
(متفق علیہ) بحوالہ مشکوٰۃ ص۱۲۶

اپنے چہرے سے پردہ اُٹھایا
پس فرمایا ابوبکر انہیں چھوڑ دو
عید کا زمانہ ہے اور ایک
روایت میں ہے ابوبکر ہر
قوم کی عید ہے اور یہ ہماری
عید ہے۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح ولیمہ کے علاوہ عید کے موقعہ پر بھی نابالغہ بچیوں کے لیے کھیل کود، دف بجانا اور گانا جائز ہے۔ حضرت ابوبکر کا روکنا لاعلمی کی وجہ سے تھا بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی سمجھا دیا تو وہ خاموش ہو گئے۔

عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ
عَنْهَا قَالَتْ خَرَجَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْهِ
فَلَمَّا انْصَرَفَ
جَآءَتْ جَارِیَةٌ سَوْدَآءُ
فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ اِنِّیْ کُنْتُ

حضرت بریدہؓ سے روایت
ہے انہوں نے فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کسی غزوہ میں تشریف لے
گئے جب واپس لوٹے تو
ایک سیاہ فام باندی آپ
کے پاس آئی وہ کہنے لگی یا
رسول اللہ میں نے نذر مانی
تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ
کو سلامت واپس لائے

نَذَرْتُ اِنْ رَدَّكَ — تو میں آپ کے سامنے دف
اللّٰهُ سَالِمًا اَنْ — بجاؤں گی اور گیت گاؤنگی
اَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ — تو حضورؐ نے فرمایا اگر تو نے
بِالدُّفِّ وَاتَغَنّٰى — نذر مانی تھی تو بجالے ورنہ
فَقَالَ لَهَا اِنْ كُنْتِ — رہنے دے چنانچہ باندی
نَذَرْتِ فَاضْرِبِيْ — نے دف بجانا شروع کیا
وَاِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ — اتنے میں حضرت ابوبکرؓ
تَضْرِبُ فَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ — تشریف لائے مگر وہ بجاتی
وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ — رہی پھر حضرت علیؓ تشریف
دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ — لائے تو وہ پھر بھی دف
تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ — بجاتی رہی پھر حضرت عثمانؓ
عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ — تشریف لائے تو بھی وہ دف
ثُمَّ دَخَلَ — بجاتی رہی پھر حضرت عمرؓ
عُمَرُ فَاَلْقَتِ الدُّفَّ — داخل ہوئے تو اس نے
تَحْتَ اِسْتِهَا ثُمَّ — دف سرین کے نیچے رکھا
فَقَعَدَتْ عَلَيْهَا فَقَالَ — اور اس پر بیٹھ گئی تو حضور
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى — صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — عمرؓ بیشک تجھ سے شیطان ڈرتا
اِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ — ہے میں بیٹھا ہوا تھا تو یہ دف
مِنْكَ يَا عُمَرُ اِنِّيْ كُنْتُ — بجا رہی تھی ابوبکرؓ آئے تو یہ
جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ — بجاتی رہی، علیؓ آئے تو تب
وَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ وَهِيَ — بھی بجاتی رہی۔ عثمانؓ آئے

Marfat.com

تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ اَنْتَ يَا عُمَرُ اَلْقَتِ الدُّفَّ

تو تب بھی بجانے میں لگی رہی لیکن عمر جب تم آئے تو اس نے دف رکھ دی۔ (یہ حدیث احمد اور ترمذی نے نقل کی ہے۔ منقولہ از اسلام اور موسیقی مؤلفہ مفتی محمد شفیع مرحوم صفحہ ۱۹۹)

(رواہ احمد والترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خوشی کے موقعہ پر دف بجانا جائز ہے۔

عَنِ الرَّبِيْعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَآءَ جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ

ترجمہ نقل ہے ربیع بنت معوذ بن عفراء سے کہ جب میری رخصتی ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ اس طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو اتنے میں ہماری کچھ بچیوں نے دف بجانا شروع کیا اور میرے ان آباء واجداد کی تعریف شروع کی جو بدر میں مارے گئے تھے اچانک ایک بچی نے یہ مصرعہ پڑھا ہم میں ایک نبی ہے ایسا

مَا فِیْ غَدٍ فَقَالَ دَعِیْ هٰذَا وَ قُوْلِیْ بِالَّذِیْ کُنْتِ تَقُوْلِیْنَ (رواہ البخاری فی باب ضرب الدف فی النکاح والولیمۃ بحوالہ اسلام اور موسیقی ص ۱۹۵ مؤلفہ مفتی محمد شفیعؒ)

جو کل کی باتیں بھی جانتا ہے حضور نے فرمایا اسے رہنے دو اور پہلے جو کہہ رہی تھیں وہی کہتی رہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشی کے موقع پر بھی نابالغ بچیوں کا دَف بجانا جائز ہے۔

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبِ الْجُمَحِیْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَیْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ وَالدُّفُّ فِی النِّکَاحِ (بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۷۲)

ترجمہ محمد بن حاطب جمحی سے نقل ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نکاح حلال اور حرام کاری میں فرق کرنے والی چیز آواز (گانا اور دَف بجانا ہے۔

ان احادیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر چپکے سے نکاح کر لیا جائے تو شبہات پیدا ہوں گے۔ لہٰذا کچھ تشہیر دَف اور نابالغہ بچیوں کی گیت سے ہو جانی چاہیئے تاکہ شکوک رفع ہو جائیں۔ بہرحال اتنا معلوم ہوتا ہے کہ شادی کے موقعہ پر بچیوں کا گانا اور دَف بجانا جائز ہے اور بالغہ لڑکیوں کا گانا حرام ہے۔

حرام گانوں کی تفصیل

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ (سورہ لقمان آیت ۶)

اور بعض لوگ کھیل کی باتیں اس لیے مول لیتے ہیں تاکہ اللہ کے دین سے سوائے علم کے گمراہ کریں اور اس دین سے تمسخر اڑاتے ہیں ان لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔

اس آیت کا شانِ نزول ایک خاص واقعہ ہے کہ نضر بن حارث مشرکین مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا اور تجارت کے لیے مختلف ملکوں کا سفر کرتا تھا وہ ملکِ فارس سے شاہانِ عجم کسریٰ وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لایا اور مشرکینِ مکہ سے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو قوم عاد و ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں۔ میں تمہیں ان سے بہتر رستم اسفندیار اور دوسرے شاہانِ فارس کے قصے سناتا ہوں۔

اور دُرِّ منثور میں ہے کہ وہ ایک کنیز (لونڈی) بھی خرید کر لایا تھا جو لوگوں کو گانے سناتی تھی اور وہ اس سلسلہ میں خصوصی محافل منعقد کرتا تھا اور کہتا تھا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہیں قرآن سناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نماز پڑھو روزہ رکھو جس میں تکلیف ہی تکلیف ہے آؤ تم یہ گانا سنو اور جشنِ طرب مناؤ اس موقعہ پر آیت کریمہ نازل ہوئی ہے۔

(معارف القرآن مصنفہ مفتی محمد شفیعؒ ج ۷ ص ۲۰)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ فحش کہانیاں اور بالغہ عورتوں کے

گانے سننا حرام ہے اور ایسے لوگوں کے لیے رُسوا کن عذاب کا وعدہ ہے اور آیت میں دنیا یا آخرت کا ذکر نہیں ہے بلکہ مطلق چھوڑا گیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں جہاں میں عذاب دینا مقصود ہے اور روزانہ اخبارات میں آرہا ہے کہ ایسا پیشہ کرنے والے مرد اور عورتیں بُری طرح رُسوا ہوتے ہیں اور وعدہ خداوندی سچّا ثابت ہو رہا ہے اور آخرت کا عذاب تو ہے ہی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی مزید تشریح بیان فرمائی ہے جو مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ بَیْعُ الْمُغَنِّیَاتِ وَلَا شِرَآءُھُنَّ وَاَکْلُ اَثْمَانِھِنَّ حَرَامٌ وَفِیْھِنَّ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَیَّ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

(ابنِ کثیر ج ۳ ص ۴۴۲)

ترجمہ ابی امامہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا گانے والیوں کی خرید و فروخت حلال نہیں اور ان کی قیمت کھانا حرام ہے اور انہی کے بارے میں اللہ عزت و جلال نے مجھ پر آیت اتاری ہے کہ بعض لوگ کھیل کی باتیں خریدتے ہیں تاکہ گمراہ کریں اللہ کے راستے سے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْھُمْ بِصَوْتِکَ

(بنی اسرائیل ع ۸)

ترجمہ پھیر لے جس کی طاقت رکھتا ہے ان میں سے اپنی آواز کے ساتھ۔

تشریح

یہ ارشاد اللہ پاک نے شیطان کو جنت سے نکالتے وقت بطورِ ناراضگی فرمایا جب کہ اس نے یہ کہا تھا کہ میں آدم کی ساری اولاد کو گمراہ کر دوں گا سوائے تیرے مخلص بندوں کے، تو جواب میں حق تعالےٰ شانہٗ نے فرمایا پھیر لے جس کی طاقت رکھتا ہے ان میں سے ساتھ اپنی آواز کے اور آواز سے مراد گانے بجانے کی آواز ہے اور یہ ہی زیادہ مؤثر بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ گانے بجانے کی آواز پر جو گمراہی کا باعث بنے اس پر اللہ پاک سخت ناراض ہیں اور وہ بالغہ عورتوں کی آواز ہی ہو سکتی ہے نابالغہ کی آواز نہیں ہو سکتی لہٰذا معلوم ہوا کہ شادی کے موقعہ پر بالغہ کا گانا حرام ہے اور نابالغہ کا جائز ہے (واللہ اعلم۔

اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ	ترجمہ کیا تم اس بات (قرآن)
تَعْجَبُوْنَ ۝ وَتَضْحَكُوْنَ	سے تعجب کرتے ہو ہنستے
وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ وَاَنْتُمْ	ہو اور روتے نہیں ہو اور
سَامِدُوْنَ ۝ (نجم ع ۳)	کھلاڑیاں کرتے ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ وہ کھیل جو دین سے غافل کرے وہ ناجائز ہے لہٰذا شادی کے موقعہ پر بالغہ لڑکیوں کا گانا بجانا اس طور پر کہ مردوں تک اس کی آواز پہنچے وہ ناجائز ہے کیونکہ یہ آواز باعث فتنہ ہے اس میں جاذبیت ہے مردوں کے دِل میں بدی کی خواہش پیدا کرتی ہے ہاں اگر بالغہ عورتیں باہم مل کر گائیں اور مردوں تک ان کی آواز نہ پہنچے تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے البتہ یہ ضروری ہے

Marfat.com

کہ وہ گیت خواہشاتِ نفسانی اُبھارنے والے نہ ہوں خدا اور رسُول کی تعریف بزرگانِ دین کے اخلاق سیرت اور خواتین کی مذہبی غیرت اور حمیّت ابھارنے والی ہو۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان ع ۶) اور جو بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے۔

اس آیت سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے نیک بندوں کی بہت سی صفات بیان ہوئی ہیں ان میں سے ایک یہ صفت بھی ہے کہ جو بیہودہ باتوں میں اور کاموں میں شرکت نہیں کرتے اور بیاہ شادیوں میں جو فحش گانے ہوتے ہیں وہ یقیناً بے ہودہ بے فائدہ ہیں ان کا سننا سنانا حرام ہے خواہ میں خلوت میں گائے جائیں یا جلوت میں دونوں برابر ہیں لہٰذا ایسا گانا بالغہ عورتیں گائیں یا نابالغہ بچیاں، سب کے لیے ناجائز اور حرام ہے اور ایسا کرنے والیاں اللہ کی نیک بندیوں میں شامل نہیں ہوں گی اور اسی طرح بے ریش لڑکوں سے بھی نظم پڑھانا، نعت خوانی کرانا، بیاہ شادیوں میں رقص کرانا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ جس فتنہ کا احتمال عورتوں سے ہے ان سے بھی ہے۔

لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اور اس کا طریقہ

وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِمَّا اور جو کوئی اس بات کی طاقت نہ رکھے کہ خاندانی مسلمان عورتیں نکاح میں لائے تو تمہاری ان لونڈیوں میں

Marfat.com

مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ۭ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَي الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۭ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ

سے کسی سے نکاح کرلے
جو تمہارے قبضہ میں ہوں
اور ایمان دار بھی ہوں اور
اللہ تعالیٰ تمہارے ایمانوں
کا حال خوب جانتا ہے تم
آپس میں ایک ہو لہٰذا ان
کے مالکوں کی اجازت سے
ان سے نکاح کرلو اور دستور
کے موافق ان کا مہر دے دو
دراں حالیکہ نکاح میں آنے
والیاں ہوں آزاد شہوت
رانی کرنے والی نہ ہوں اور
نہ چھپی یاری کرنے والیاں
پھر جب وہ قید میں آ
جائیں پھر اگر وہ بے حیائی
کا کام کریں تو ان پر آدھی سزا
ہے جو خاندانی عورتوں پر مقرر
کی گئی ہے یہ سہولت اس
کے لیے ہے جو کوئی تم
میں سے تکلیف میں پڑنے
سے ڈرے اور صبر کرو تو

قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝

(سورہ نساء آیت ۱۵ تا ۲۸)

تمہارے حق میں بہتر ہے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ تمہارے واسطے بیان کرے اور تمہیں پہلوں کی راہ پہ چلائے اور تمہاری توبہ قبول کرے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنی رحمت سے متوجہ ہو اور جو لوگ اپنے مزوں کے پیچھے لگے ہوئے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ سے بہت دور ہٹ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ تم سے بوجھ ہلکا کر دے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

تشریح

ان آیات میں دس مسائل کا بیان ہے۔ پہلا مسئلہ یہ کہ اگر کسی مسلمان کو خاندانی مسلمان عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہو تو وہ مسلمان لونڈی سے بھی نکاح کر سکتا ہے اور اس ایمانی سلسلہ میں اس کے ظاہری حالات دیکھ کر نکاح کر لینا چاہیئے اس کے دل کے حالات

Marfat.com

کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ دلوں کی کیفیت کو تو صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور اس نکاح کو عار اور شرم بھی نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ بنی آدم سب آپس میں ایک ہی ہیں۔ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور ان آیات میں دوسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ان لونڈیوں سے نکاح ان کے مالکوں کی اجازت سے ہونا چاہیئے ان کی اجازت کے سوا نکاح جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں بھی اس کی تائید معلوم ہوتی ہے۔ حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

اَیُّمَا عَبْدٍ تَزَوَّجَ	جو بھی غلام اپنے مالک کی
بِغَیْرِ اِذْنِ مَوَالِیْهِ	مرضی کے سوا نکاح کرے
فَهُوَ عَاهِرٌ	تو وہ زانی ہے۔

(ابن کثیر ج ۱ ص ۴۷۵)

اور لونڈی سے مراد گھر کی مسلمان نوکرانی نہیں ہے بلکہ وہ عورتیں مراد ہیں جنہیں مسلمان مجاہدین دورانِ جہاد گرفتار کرلیں ایسے قیدیوں کے بارے میں اسلام نے چار صورتیں روا رکھی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اس کافر حکومت کے ساتھ قیدیوں کا تبادلہ کیا جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ان سے فدیہ (تاوانِ جنگ) وصول کیا جائے اور پھر اس کو چھوڑ دیا جائے اور تیسری صورت یہ ہے کہ انہیں مسلمان شہداء کے بدلے قتل کیا جائے اور اگر اسلامی حکومت ان تین صورتوں میں سے کوئی بھی اختیار نہ کرے تو پھر انہیں پابندِ سلاسل نہ رکھے۔ چوتھی صورت اپنائے کہ ایسے قیدیوں کو مسلمان مجاہدین میں تقسیم کر دے وہ مجاہدین ان کے مالک کہلائیں گے اور یہ جو قیدی ہیں ان میں سے مردان کے

Marfat.com

غلام اور عورتیں ان کی لونڈیاں کہلائیں گی ۔ اسلامی معاشرہ میں امتیاز کے طور پر ان کے لیے یہ الفاظ وضع کئے گئے ہیں اور ان مالکوں کو یہ اختیار حاصل ہے کہ ان غلاموں کو وہ کسی دوسرے پر بیچ دیں یا ان سے اپنا کوئی ذاتی کام لیں، تجارت وغیرہ کرائیں اس میں منافع رکھ لیں ۔ ان قیدیوں میں جو عورتیں ہیں ان کے مالکوں کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ان سے جماع وغیرہ کریں البتہ مسلمان عورت کو اپنے غلام سے جماع کی اجازت نہیں اور اگر وہ مُسلمان مجاہدین ان لونڈیوں سے جماع نہ کرنا چاہیں تو ان کے لیے یہ حکم ہے کہ وہ ان لونڈیوں کا مسلمان نوجوانوں سے نکاح کرا دیں اگر وہ مسلمان ہو گئی ہوں پس معلوم ہوا کہ لونڈیوں کا یہ سلسلہ ان مسلمان نوجوانوں کی جنسی ضروریات پورا کرنے کے لیے ہے جو خاندانی مسلمان عورتوں سے نکاح کی استطاعت نہیں رکھتے اور یہ نکاح مالک کی اجازت کے سِوا جائز نہیں ۔ اور تیسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ نکاح کرنے والے ان لونڈیوں کو مہر بھی ادا کریں جو دستور کے موافق دیا جاتا ہے اور چوتھا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ لونڈیاں جن سے نکاح کی اجازت ہے وہ پاک دامن ہوں زنا کار نہ ہوں اور مخفی طور پر ان کے کسی سے تعلقات استوار نہ ہوں اور پانچواں مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ اس بندھن کے بعد اگر وہ زنا کاری کرائیں تو وہ خاندانی مسلمان عورتوں کی بہ نسبت ان کی سزا نصف ہو گی یعنی پچاس دُرّے اور چھٹا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کی اجازت اس شخص کو ہے جو خاندانی مسلمان عورت سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اسے زنا میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو اور فرمایا لونڈیوں سے نکاح کی نسبت صبر بہتر ہے کیونکہ

لونڈیوں کی جو اولاد ہوگی وہ مالک کی غلام ہوگی اور نکاح کرنے والے کے لیے سوائے تسکین کے اور کچھ بھی نہیں ہوگا اور ساتواں مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ نکاح کے اصول وہی ہیں جو تم سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے ان کی امتوں کو عطا فرمائے تھے اور اس بیان اور رہنمائی کا مقصد تمہیں ان سے جوڑنا ہے اور ان سے ہم آہنگ کرنا ہے اور نیز ان اصولوں کی پیروی کرا کر تم پر رحمت نازل کرنا مقصود ہے اور اللہ علیم وحکیم ہے اور اس نے تم پر اپنی رحمت نازل کرنے کے لیے یہ حکیمانہ اصول وضوابط رکھے ہیں اور آٹھواں مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ سماج دشمن عناصر تمہیں ان نکاح کے اصولوں پر چلنے نہیں دیں گے اور وہ اپنے مختلف حربوں اور ہتھکنڈوں سے تمہیں ان اصولوں سے ہٹانے کی کوشش کریں گے اور نواں مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان چونکہ کمزور ہے اور قدم قدم پر اس کو ہمدرد بازوؤں کی ضرورت ہے اور ایسے بازو نکاح کے ذریعہ ہی پیدا ہوسکتے ہیں لہٰذا یہ اصولِ نکاح تمہاری آسانی کے لیے وضع کئے گئے ہیں۔

عورتوں سے مجامعت اور ہم بستر ہونے کا طریقہ

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ ؕ قُلْ هُوَ اَذًى ۙ فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ ۙ وَلَا

اور آپ سے حیض کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرمادیں وہ نجاست ہے پس حیض میں عورتوں سے

Marfat.com

تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ ج فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ ص فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ط وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ پارہ دوم آیت ۲۲۲ - ۲۲۳)

علیحدہ رہو اور ان کے پاس نہ جاؤ یہاں تک کہ وہ پاک ہو لیں پھر جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بے شک اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاکوں کو دوست رکھتا ہے۔ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتیاں ہیں پس تم اپنی کھیتیوں میں جیسے چاہو آؤ اور اپنے لیے آئندہ کی بھی تیاری کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ تم ضرور اسے ملو گے اور ایمان والوں کو خوشخبری سناؤ۔

تشریح

اس آیت کریمہ کے شروع میں جو لفظ حیض آیا ہے اس کے لغوی معنی جاری ہونے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں اس سے مراد وہ خون ہے جو عورت کے رحم سے سوائے بیماری اور جننے کے نکلے۔ اس کی کم مدت تین دن ہیں اور زیادہ دس دن۔ پس اس مدت

Marfat.com

میں خالص سفید خون کے سوا جس رنگ کا بھی خون آئے خواہ سُرخ ہو۔ سیاہ ہو۔ زرد ہو۔ سبز ہو یا مٹی کے رنگ کا ہو یہ حیض ہی میں شمار ہو گا۔ اس کا حکم یہ ہے کہ خاوند اس حالت میں اپنی بیوی کی شرمگاہ کو استعمال نہیں کر سکتا اس کے علاوہ اس کا بوسہ لے سکتا ہے اس کے ساتھ لیٹ بھی سکتا ہے اس حالت میں عورت نماز نہیں پڑھ سکتی' روزہ بھی نہیں رکھ سکتی البتہ روزے کی قضا کرے گی اور نماز کی قضا بھی اس پر نہیں اور تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ کہلاتا ہے اس کا یہ حکم نہیں ہے اور جس عورت کی عادت ایام ماہواری دس دن سے کم مثلاً چھ دن مقرر ہو جائے تو وہی مقررہ دن حیض کے شمار ہوں گے۔ اور ولادت کے بعد عورت کو جو خون آتا ہے وہ نفاس کہلاتا ہے اس کا حکم بھی حیض جیسا ہی ہے اور حیض و نفاس کے بقیہ فقہی مسائل بہشتی زیور میں دیکھ لیے جائیں۔ اب ہم اس آیت کریمہ کا شانِ نزول اور تشریح جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے عرض کرتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّ	انسؓ سے نقل ہے انہوں
الْیَھُوْدَ کَانُوْا اِذَا حَاضَتِ	نے فرمایا بے شک یہود جب
الْمَرْاَۃُ فِیْھِمْ لَمْ	ان میں کسی عورت کو حیض آتا
یُؤَاکِلُوْھَا وَلَمْ	تو گھروں میں ان کے ساتھ
یُجَامِعُوْھُنَّ فِی	کھاتے نہیں تھے اور ہمبستر
الْبُیُوْتِ فَسَاَلَ	بھی نہیں ہوتے تھے تو نبی
اَصْحٰبُ النَّبِیِّ صَلَّی	صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	نے آپ سے پوچھا پھر اللہ تعالیٰ

Marfat.com

النَّبِیَّ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِیْضِ اَلْاٰیَۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا النِّکَاحَ فَبَلَغَ ذَالِکَ الْیَھُوْدَ فَقَالُوْا مَا یُرِیْدُ ھٰذَا الرَّجُلُ اَنْ یَّدَعَ مِنْ اَمْرِنَا شَیْئًا اِلَّا خَالَفَنَا فِیْہِ فَجَاءَ اُسَیْدُ ابْنُ حُضَیْرٍ وَعَبَّادُ ابْنُ بَشِیْرٍ فَقَالَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْیَھُوْدَ یَقُوْلُ کَذَا وَکَذَا اَفَلَا نُجَامِعُھُنَّ فَتَغَیَّرَ وَجْہُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

نے آیت اُتاری اور وہ
پوچھتے ہیں آپ سے حیض
کے متعلق آخر آیت تک
پس فرمایا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے کرو ہر
کام مگر جماع نہ کرو پس
یہ خبر یہود کو پہنچی تو انہوں
نے کہا نہیں چاہتا یہ آدمی
کہ چھوڑے ہمارے دین
میں سے کچھ بھی مگر مخالفت
کی اس نے ہماری اس
میں پس آئے اُسید بن
حضیر اور عباد بن بشیر پس
کہا ان دونوں نے اے
اللہ کے رسول بے شک
یہود ایسا اور ایسا کہتے
ہیں پس نہ ہمنشینی کریں
ہم ان عورتوں سے پس
متغیر ہوا چہرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہاں
تک کہ ہم نے گمان کیا کہ

وَسَلَّمَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَیْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَتْهُمَا هَدِیَّةٌ مِنْ لَبَنٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِیْ اٰثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا اَنَّهٗ لَمْ یَجِدْ عَلَیْهِمَا (رواہ مسلم)

آپ ناراض ہو گئے ہیں ان پر پس وہ دونوں نکل کر چلے گئے پس ان کے سامنے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا ہدیہ آیا تو آپ نے ان کے پیچھے پیغام بھیجا پھر ان کو وہ دودھ پلایا پھر وہ سمجھ گئے کہ آپ ان پر ناراض نہیں ہوئے۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے نقل کیا ہے)

(مشکوٰۃ ص۵۶ باب الحیض)

تشریح

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل عورت کے ایام ماہواری کے زمانہ میں افراط و تفریط تھی یعنی یہودی اس زمانہ میں عورت سے ہمبستری کرنا تو کجا ان کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی نہیں کھاتے تھے ان کے استعمال کے برتن بھی الگ کر دیتے تھے اور بعض گھر سے بھی نکال دیتے تھے اور اس سلسلہ میں ان کا تصور یہ تھا کہ ان ایام میں صرف عورت ہی ناپاک نہیں ہوتی بلکہ اس کو جو چھوئے گا یا وہ کسی چیز کو اگر ہاتھ لگا دے گی یا جس زمین پر وہ چلے گی جہاں ٹھہرے گی وہ چیزیں سب ناپاک ہو جاتی ہیں اور اسے بڑا خطرناک متعدی مرض تصور کیا جاتا تھا اور عیسائی ان ایام میں ان سے ہمبستر بھی ہوتے تھے

Marfat.com

اور قرآن نے اس سلسلہ میں راہِ اعتدال پیش کی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان ایّام میں عورت کا مقام مخصوص استعمال نہیں کر سکتا کیونکہ وہ گندہ ہے باقی اس کا سارا جسم پاک ہے ۔ خاوند اسے بوسہ دے سکتا ہے اس کے ساتھ لیٹ سکتا ہے اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا سکتا ہے اگر کوئی شخص ان ایّام میں عورت کا وہ مقام مخصوص حلال سمجھ کر استعمال کریگا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر وہ اسے حلال نہ جانے ویسے استعمال کرے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اسے توبہ کرنا چاہیئے اور کچھ صدقہ بھی دے دینا افضل ہے ۔ مزید تفصیل اگلی حدیثوں میں آرہی ہے ۔ ع

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولا سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

وَعَائِشَةَ قَالَتْ	اور حضرت عائشہ رضؓ سے نقل
كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا	ہے انہوں نے فرمایا میں اور
وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ	نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	سے غسل کرتے تھے حالانکہ
مِنْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ	ہم دونوں جنبی ہوتے تھے
وَكِلَانَا جُنُبٌ	اور آپ مجھے حکم فرماتے تھے
وَكَانَ يَاْمُرُنِيْ	پس میں تہ بند باندھتی تھی پھر
فَاَتَزَرُ فَيُبَاشِرُنِيْ	آپ میرے ساتھ لیٹ جاتے
وَاَنَا حَائِضٌ	تھے حالانکہ میں حیض سے ہوتی
وَكَانَ يُخْرِجُ	تھی اور آپ اعتکاف کی حالت
رَاْسَهُ اِلَيَّ	میں اپنا سر مبارک مسجد سے

Marfat.com

وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ

میری طرف نکالتے تھے پس میں اسے دھوتی تھی حالانکہ میں حیض سے ہوتی تھی۔

(مشکوٰۃ باب الحیض صـ ۵۶ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا ہے)

تشریح

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منوّرہ میں آج کل کی طرح پانی کی فراوانی اور نلکوں کا انتظام نہیں تھا لوگ گھروں میں بڑے بڑے برتنوں میں پانی بھر کر لاتے تھے اور پھر استعمال کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مبارک میں بھی ایسا ہی بڑا برتن ہوتا تھا اور رات کو بوقت ضرورت اس سے پانی لے کر غسل کر لیا کرتے تھے اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حائضہ عورت کے صرف زیر ناف کا حصہ استعمال کرنا جائز نہیں وہ ناپاک ہے باقی سارا بدن پاک ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی حَائِضًا اَوِ امْرَاَةً فِیْ دُبُرِهَا اَوْ كَاهِنًا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا

ابی ہریرہؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص حیض والی عورت سے ہمبستری کرے یا کسی عورت کا پاخانہ والا حصّہ استعمال کرے یا غیب کی خبر سنانے والے

Marfat.com

أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ
(رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی)
(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب
الحیض صـ۵۶ سے نقل کی گئی ہیں)

یا نجومی وغیرہ کے پاس جائے
پس تحقیق اس نے انکار کیا
اس کتاب کا جو اتاری گئی محمدؐ
پر۔ (اس حدیث کو ترمذی ابن ماجہ
اور دارمی نے نقل کیا ہے)

تشریح

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حائضہ کے پاس جانے کو یا عورت کا پاخانہ والا حصہ استعمال کرنے کو یا غیب کی خبریں سنانے والے نجومی وغیرہ کے پاس جانے کو کفر فرمایا ہے اس کی توجیہہ و توضیح محدثین نے یہ نقل کی ہے کہ اگر حلال جان کر ایسا کرے گا تو کافر ہو جائیگا اور حلال نہ جانے ویسے ایسا ارتکاب کرے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے فاسق ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بچوں سے ایسا فعل کرنا یا دو مردوں کا باہم ایسا کرنا اس سے بھی بڑا گناہ ہے کیونکہ جب اپنی منکوحہ عورت سے ایسا کرنا حلال نہیں تو بچوں سے ایسا کرنا یا دو مردوں کو باہم ایسا کرنا کس طرح حلال ہو سکتا ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ وَقَعَ الرَّجُلُ بِاَهْلِهٖ

ترجمہ اور ابن عباس سے
نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
آدمی حیض کی حالت میں اپنی

وھی حائض فلیتصدق
نصف دینار
(رواہ الترمذی وابو داؤد والنسائی
والدارمی وابن ماجہ)
وَعَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ
دَمًا اَحْمَرَ فَدِیْنَارٌ
وَاِذَا کَانَ دَمًا
اَصْفَرَ فَنِصْفُ دِیْنَارٍ
(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ
باب الحیض ص۵۶ سے نقل کی گئی ہیں)

بیوی کا اگلا حصہ استعمال کرے
تو اس کو ایک دینار صدقہ کرنا
چاہیئے (اس حدیث کو امام
ترمذی ابوداؤد نسائی دارمی اور
ابن ماجہ نے نقل کیا ہے)
اور ان سے ہی نقل ہے انہوں
نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے نقل کیا آپ نے فرمایا جب
خون سُرخ ہو تو ایک دینار ہے
اور اگر زرد ہو تو نصف دینار
ہے (اس حدیث کو امام ترمذی نے
نقل کیا ہے)

تشریح

اس حدیث میں بحالت حیض اپنی بیوی سے صحبت کرنے والے کو ایک دینار یا نصف دینار بطور کفارہ ادا کرنے کا جو حکم دیا ہے یہ صرف اسی صورت میں ہے جب اس فعل کو حلال نہ جانے اور اگر حلال جانے گا تو کافر ہو جائے گا جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔

دینار ساڑھے چار ماشہ سونے کا ہوتا ہے لہٰذا ساڑھے چار ماشہ سونا کی قیمت لگا کر کفارہ ادا کرنا چاہیئے اور جہاں دینار مروج ہے وہاں تو وہ دے دینا چاہیئے۔

Marfat.com

عورت کا پاخانہ والا راستہ استعمال کرنیوالا ملعون ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتٰی اِمْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا (رواہ احمد و ابوداود)

ترجمہ ابی ہریرہؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی رحمت سے دور ہے وہ شخص جو اپنی بیوی کے پاخانہ والا حصہ کو استعمال کرے (اس حدیث کو امام احمد اور ابوداود نے نقل کیا ہے)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلًا اَوِ امْرَاَةً فِی الدُّبُرِ۔ (رواہ الترمذی)

اور ابن عباسؓ نے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے آدمی کو نظر رحمت سے نہیں دیکھیں گے جو کسی مرد یا عورت کا پاخانہ والا حصہ استعمال کرے۔ (اس حدیث کو ترمذی نے نقل کیا ہے)

اپنی بیوی کا بھید ظاہر کرنا گناہ ہے

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ الْاَمَانَۃِ عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اِنَّ مِنْ اَشَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الرَّجُلُ یُفْضِیْ اِلٰی اِمْرَاَتِہٖ وَتُفْضِیْ اِلَیْہِ ثُمَّ یَنْشُرُ سِرَّھَا۔ (یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب المعاشرۃ ص ۲۷۶ سے نقل کی گئی ہیں۔)

ترجمہ اور ابی سعیدؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک سب سے بڑی امانت اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اور ایک روایت ہے کہ بے شک تمام لوگوں سے زیادہ شریر اللہ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے قیامت کے دن وہ آدمی ہے کہ پہنچے طرف اپنی بیوی کے اور وہ پہنچے طرف اس کے پھر افشا کرے اس کا راز (یہ حدیث امام مسلم نے روایت کی ہے)

تشریح

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے بھید کو امانت قرار دیا اور یہ بھید پھیلانے والے مرد کو بدترین

Marfat.com

قرار دیا اور بعض محدّثین نے اس پر قیاس کر کے عورت کے لیے بھی یہی حکم دیا ہے یعنی مرد کے بھید عورت کے لیے امانت ہیں اور عورت کے بھید مرد کے لیے امانت ہیں دونوں میں سے کسی کو بھی یہ نہیں چاہیئے کہ ایک دوسرے کے راز اوروں کے سامنے بیان کریں خواہ وہ عیوب ہوں یا کہ خوبیاں اگر ایسا کریں گے تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک سب سے بُرے ہیں کیونکہ یہ امانت میں خیانت ہے۔ ہاں اگر فریقین میں یا دونوں میں سے ایک میں کوئی ایسا عیب موجود ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے ان کی جنسی خواہشات ہی پوری نہیں ہوتیں مقاصد نکاح تولید میں رکاوٹ ہے تو پھر ایسے عیوب بتائے جا سکتے ہیں اس میں کوئی قباحت نہیں چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ	اللہ تعالیٰ کسی کی بری بات ظاہر
بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ	کرنے کو پسند نہیں فرماتا مگر
اِلَّا مَنْ ظُلِمَ	جس پہ زیادتی کی جائے۔

ضبط تولید عورت کی اجازت کے سوا جائز نہیں

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ	ترجمہ حضرت عمر بن خطاب رضؓ
قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ	سے نقل ہے انہوں نے فرمایا
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے
اَنْ یُّعْزَلَ عَنِ الْحُرَّۃِ	کہ عزل کیا جائے حُرّہ عورت

Marfat.com

الا باذنها۔ سے مگر اس کی اجازت سے

(رَوَاہُ ابْنُ مَاجَہ) (ابن ماجہ)

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تولید اور لذّتِ جماع میاں بیوی کے مشترکہ حقوق ہیں۔ خاوند از سرِ خود انہیں ضائع نہیں کر سکتا ہاں اگر بیوی کی رضا بھی شامل ہو تو قباحت نہیں ہے۔

حمل اور رضاعت میں جماع سے بچنا چاہیئے

وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ سِرًّا فَاِنَّ الْغِیْلَ یُدْرِکُ الْفَارِسَ فَیُدَعْثِرُہٗ عَنْ فَرَسِہٖ

اسماء بنت یزید سے نقل ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اپنی اولاد کو مخفی طور پر قتل مت کرو پس تحقیق غیل پاتا ہے سوار پھر اسے گراتا ہے گھوڑے سے۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب المعاشرت صـ۲۷۶ سے نقل کی گئی ہیں۔)

تشریح

لفظ غِیل غین کی زیر سے پڑھنا ہے اس کے معنی ہیں حمل کی

حالت میں دُودھ پلانا اور بعض نے یہ معنی لکھا ہے کہ بچے کی شیر خوارگی کے دور میں اپنی بیوی سے جماع کرنا اس سے بچہ کمزور رہتا ہے دُشمن کے مقابلے میں لڑ نہیں سکتا وہ اسے اس کی کمزوری کی وجہ سے اسے قتل کر دیتا ہے تو اصل قتل کا باعث ماں باپ ہوئے جنہوں نے اسے کمزور چھوڑا ہے اور اسے مؤثر حقیقی نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ صرف کمزوری کا ایک سبب ہے ۔ مؤثر حقیقی اللہ ہے جیسا کہ بعض عرب ایسا سمجھتے تھے ۔

دعوتِ ولیمہ

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ	انس رضؓ سے نقل ہے کہ بیشک
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ رَاٰ عَلٰی	نے عبدالرحمان بن عوف
عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	پر زردی کا نشان دیکھا تو
ابْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ	فرمایا یہ کیا ہے اس نے
فَمَقَالَ مَا ھٰذَا	کہا کہ میں نے کھجور کی گٹھلی
قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ	کے وزن کے برابر سونے
اِمْرَاَۃً عَلٰی وَزْنِ	پر ایک عورت سے نکاح
نَوَاَۃٍ مِنْ ذَھَبٍ	کیا ہے آپ نے فرمایا اللہ
قَالَ بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ	تجھے برکت دے ولیمہ کر
اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ	اگرچہ بکری کیوں نہ ہو ۔

(مشکوٰۃ باب الولیمہ صـ۲۷۸) (متفق علیہ)

ولیمہ التیام سے ہے التیام کے معنے جمع ہونے کے ہیں اصطلاح

ہیں ولیمہ اس کھانے یا دعوت کو کہتے ہیں جو نکاح کے بعد میاں بیوی کے باہم جمع ہونے کے وقت کھلایا جاتا ہے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی اس پر عمل کیا اور امت کو بھی اس کا حکم دیا ہے۔ قانونی طور پر بعض علماء اس کو واجب کہتے ہیں۔ بعض سنت کہتے ہیں اور یہ ولیمہ خاوند کی وسعت پر موقوف ہے۔ امیر ہو تو اچھا اہتمام کرے ورنہ درمیانہ اور اس سلسلہ میں آج کل جو اسراف برتا جاتا ہے۔ وہ شرعاً حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا	ترجمہ۔ فضول خرچی مت کرو
إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا	بے شک فضول خرچی کرنے
إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ	والے شیطان کے بھائی ہیں
وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ	اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا
كَفُورًا۔	ہے اور قارون کو بھی (جو موسیٰ
	علیہ السلام کا ایک امتی تھا اور
	دولت کو بے جا خرچ کرتا تھا)
	حکم دیا تھا۔
لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ	حد سے بڑھ کر خوشی نہ کر بیشک
لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ۝	اللہ ایسے حد سے بڑھنے والوں
	کو پسند نہیں کرتا۔

یہ آیت قارون کے بارے میں ہے

چنانچہ وہ باز نہ آیا تو اللہ تعالےٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا

خلاصہ یہ نکلا کہ ایسے فضولیات سے انسان کو بچنا چاہیئے ورنہ گرفت الٰہی سے نہیں بچیں گے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل احادیث سے بھی یہی

Marfat.com

روشنی ملتی ہے۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ طَعَامِ الْمُتَبَارِیَیْنَ اَنْ یُّؤْکَلَ (رواہ ابو داود)

ابن عباسؓ سے نقل ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا باہم دکھلاوا کرنے والوں کو کھانا کھانے سے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْمُتَبَارِیَانِ لَا یُجَابَانِ وَلَا یُؤْکَلُ طَعَامُھُمَا (قَالَ امام احمد یَعْنِیْ الْمُتَعَارِفَیْنِ بِالضِّیَافَۃِ فَخْرًا وَرِیَآءً)

ابی ہریرہؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دکھلاوا کرنے والوں کی دعوت نہ قبول کی جائے اور انکا کھانا نہ کھایا جائے (امام احمد نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ جو دو آدمی ضیافت میں فخر اور ریاء کریں۔)

عَنْ عِمْرَانِ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اِجَابَۃِ طَعَامِ الْفَاسِقِیْنَ۔

عمران بن حصین سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے۔

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الولیمہ صـ۲۷۹ سے نقل کی گئی ہیں)

تشریح

ان تین احادیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آدمیوں کی دعوت قبول کرنے سے روکا ہے۔ ایک ریاکار کیونکہ یہ ایک قسم کا شرک ہے اور مومن کو ایسی مجلس میں بیٹھنے کی اجازت نہیں اور دوسرا فاسق ہے کیونکہ ایسے لوگ حلال و حرام میں امتیاز نہیں کرتے۔

ولیمہ کے سلسلہ میں رسول اللہ کا اپنا عملی نمونہ

وَعَنْهُ قَالَ اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَنٰى بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَاَشْبَعَ النَّاسَ خُبْزًا وَلَحْمًا (رواہ البخاری)

اور انسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب زینب بنت جحش کو بیاہ کر گھر میں لائے تو ولیمہ کیا، گوشت اور روٹی سے لوگوں کو سیر کیا

وَعَنْهُ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ يَبْنِيْ عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ

اور ان سے ہی نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ کے درمیان تین راتیں قیام کیا۔ شادی ہوئی آپ کی حضرت صفیہ

Marfat.com

فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِالْاِنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاُلْقِيَ عَلَيْهَا التَّمْرُ وَالْاَقِطُ وَالسَّمْنُ۔

سے تو میں نے مسلمانوں کو آپ کے ولیمہ کی طرف بلایا اور اس میں روٹی اور گوشت وغیرہ نہیں تھا اور بھی اس میں کوئی ایسی خاص چیز نہیں مگر حضورؐ نے دسترخوان بچھانے کا حکم دیا تو بچھایا تو اس پر کھجوریں، پنیر اور گھی ڈالا گیا۔

(رواہ البخاری)

(یہ حدیث امام بخاری نے نقل کی ہے)

وَعَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَعْضِ نِسَآئِهٖ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ۔ (یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الولیمہ ص ۲۷۹ سے نقل کی گئی ہیں)

صفیہ بنت شیبہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کا ولیمہ دو سیر جو سے کیا۔

تشریح

ان تین احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شادی کے موقعہ پر ولیمہ ہونا چاہیئے اور اس میں تکلفات برتنے کی ضرورت نہیں ہے حسب توفیق جتنا ہو سکے کرے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا ذاتی

Marfat.com

معمول یہی تھا۔

دعوت ولیمہ قبول کرنا واجب ہے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَاْتِهَا (متفق علیہ) وَفِيْ رِوَايَةٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهٗ۔

اور عبداللہ بن عمر سے نقل ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو اسے چاہیئے کہ جائے اور ایک روایت میں ہے کہ قبول کرے خواہ وہ دعوت شادی یا اس کی طرح اور کوئی دعوت ہو۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلٰى طَعَامٍ فَلْيُجِبْ فَاِنْ شَآءَ طَعِمَ وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ (رواہ مسلم)

اور جابرؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو کھانے کی طرف بلایا جائے تو قبول کرے پھر چاہے تو کھائے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے (مسلم)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَةِ یُدْعٰی لَهَا الْاَغْنِیَآءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَآءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الولیمہ سے نقل کی گئی ہیں)

اور ابی ہریرہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانوں میں سے برا کھانا ولیمہ ہے جس میں صرف غنی لوگ بلائے جائیں اور غریب چھوڑ دیئے جائیں اور جس نے دعوت چھوڑی پس تحقیق اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

تشریح

ان احادیث سے دو باتیں معلوم ہوئی ہیں ایک یہ کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور کھانا واجب نہیں ہے اسے چاہیئے کہ دعوت دینے والے کے گھر میں چلا جائے اگر اس کا جی چاہے جتنا کھا سکتا ہے کھائے ورنہ نہ کھائے اس میں دعوت دینے والے کی دل جوئی ہے اور اس کا اکرام ہے اور دوسرا یہ معلوا ہوا کہ اس دعوت میں غریب کو بھی بلانا چاہیئے صرف اُمراء پر اکتفا نہ کرے۔

بغیر دعوت کسی کے کھانے میں شریک نہیں ہونا چاہیئے

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اور ابو مسعود انصاری سے

Marfat.com

الْاَنْصَارِیُّ قَالَ کَانَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ یُکَنّٰی اَبَا شُعَیْبٍ کَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَحَّامٌ فَقَالَ اِصْنَعْ لِیْ طَعَامًا یَکْفِیْ خَمْسَةً لَعَلِّیْ اَدْعُوْ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَصَنَعَ لَهٗ ثُمَّ اَتَاهُ فَدَعَاهُ فَتَبِعَ هُوَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا شُعَیْبٍ اِنَّ رَجُلًا تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَکْتَهٗ قَالَ بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ (متفق علیہ)

روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ انصار میں سے ایک آدمی تھا اس کی کنیت ابا شعیب تھی۔ ایک قصائی اس کا غلام تھا پس اس نے اسے کہا کہ تم میرے لیے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کو کفایت کرے شاید کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤں وہ پانچویں ہوں گے پس اس نے اس کے لیے بڑا عمدہ اور نرم کھانا تیار کیا پھر وہ شخص حضور کے پاس آئے آپ کو دعوت دی تو ان کے پیچھے ایک آدمی ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا شعیب ایک آدمی ہمارے پیچھے آیا ہے اگر تم چاہو تو اسے اجازت دو اگر چاہو تو اسے چھوڑ دو اس نے کہا بلکہ میں اسے اجازت دیتا ہوں

Marfat.com

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَخَرَجَ مُغِيْرًا

عبد اللہ بن عمرؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو دعوت دی جائے پس وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور جو بلانے کے سوا دعوت میں شریک ہوا وہ داخل ہوا چور کی حیثیت سے اور نکلا لوٹ مار کرتے ہوئے (ابوداود)

یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الولیمہ ص ۲۷۸ سے نقل کی گئی ہیں۔

تشریح

ان دونوں حدیثوں سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ مہمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ اپنی مرضی سے کسی کو کسی کی دعوت میں شریک کرے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ میزبان نے تھوڑا کھانا پکایا ہو اور عین وقت پر اس کی وجہ سے اسے پریشانی لاحق ہو اور اس کی باعث یہ مہمان ہوگا جو غیر مدعو کو ساتھ شریک کر رہا ہے اور دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کھانا اس شخص کے لیے جائز بھی نہیں کیونکہ میزبان اگر اسے کھلائے گا تو بادل نخواستہ کھلائے گا اور جو چیز دل کی خوشی سے نہ کھلائی جائے وہ جائز نہیں حرام ہے۔

وَعَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا وَاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبْ اَلَّذِیْ سَبَقَ

(رواہ احمد و ابو داود)

ترجمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی سے نقل ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو دعوت دینے والے جمع ہو جائیں تو اس کی دعوت قبول کر جو دروازے کے لحاظ سے ان میں سے زیادہ قریب ہو اور اگر ایک ان میں سے پہلے آیا ہو تو اس کی دعوت قبول کریں جو پہلے آیا ہے

تشریح

یہ اس صورت میں ہے جب کہ ٹائم ایک ہو تو پھر اس کی دعوت قبول کرے جو دروازے کے لحاظ سے زیادہ قریب ہو اور اگر ٹائم مختلف ہو تو پھر دونوں کی دعوت قبول کرے اور اگر دعوت دینے والوں کے دروازے تو دونوں کے قریب ہیں تو پھر جس نے پہلے دعوت دی ہے اس کی دعوت قبول کرے۔ اگر دعوت دینے والے شہری ہیں تو برادری، دوستی، بزرگی، تعلقات کی بناء پر جسے چاہے ترجیح دے سکتا ہے اور اگر دعوت دینے والے دو سے زیادہ ہوں

تو ان کا بھی یہی طریقہ کار ہے جو دو کا ہے۔

دعوتِ ولیمہ کا وقت

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامُ اَوَّلِ يَوْمٍ حَقٌّ وَ طَعَامُ يَوْمِ الثَّانِيْ سُنَّةٌ وَطَعَامُ يَوْمِ الثَّالِثِ سُمْعَةٌ وَمَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ۔

ترجمہ اور حضرت ابن مسعودؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے دن کا کھانا واجب ہے اور دوسرے دن کا کھانا سنت ہے اور تیسرے دن کا کھانا لوگوں کو سنانا ہے اور جو سنائے گا اللہ تعالےٰ بھی سنائے گا اس کی یہ خبر۔

(ترمذی)

یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الولیمہ ص ۲۷۹ سے نقل کی گئی ہیں۔

تفسیر

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف پہلے دن کی دعوت ولیمہ قبول کرنا واجب ہے۔ اگر قبول نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور دوسرے دن کی دعوت قبول کرنا سنت ہے اور تیسرے دن کی دعوت قبول کرنا اچھا نہیں ہے کیونکہ اس میں ریا کا احتمال ہے اگر کسی کے تعلق دار زیادہ ہوں دو دن میں انہیں نہ نمٹا سکے تو پھر تیسرے دن میں

Marfat.com

بھی کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص اسے قبول نہ کرے تو گناہگار نہیں ہوگا۔

مطلّقہ عورت مندرجہ ذیل شرائط کے تحت اپنی مرضی کی شادی کر سکتی ہے

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَاَطْهَرُ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورہ بقرہ آیت ۲۳۲)

اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو پس وہ اپنی عدّت تمام کر چکیں تو اب انہیں اپنے خاوندوں سے نکاح کرنے سے نہ روکو جب کہ وہ آپس میں دستور کے مطابق راضی ہو جائیں تم میں سے یہ اسے نصیحت کی جاتی ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے یہ تمہارے لیے بڑی پاکیزگی اور بڑی صفائی کی بات ہے اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

تفسیر

رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل لوگوں میں

Marfat.com

یہ رواج تھا کہ جب کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو پھر اس کو کہیں اور جگہ بھی نکاح نہیں کرنے دیتا تھا اس کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتا تھا اور اگر وہ عورت مجبور ہو کر پہلے خاوند سے صلح کرنا چاہتی تھی تو اس کے بھائی رشتہ دار وغیرہ اس کو پہلے خاوند سے صلح نہیں کرنے دیتے تھے۔ اس طرح وہ مظلوم عورت برادریوں کے اس چکر میں پس رہی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان مظلوموں کی دادرسی کے لیے ہادیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر اپنی مقدس کتاب قرآن کریم نازل فرمائی اور ان جاہلانہ رسومات کا قلع قمع کیا چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ حضرت معقل ابن یسارؓ نے اپنی بہن کی شادی ایک شخص کے ساتھ کر دی اس نے طلاق دے دی اور عدت بھی گزر گئی۔ اس کے بعد یہ شخص اپنے اس فعل پر نادم ہوا اور چاہا کہ دوبارہ نکاح کر لیں اور اس کی وہ مطلقہ بیوی معقل بن یسار کی بہن بھی اس پر آمادہ ہو گئی لیکن جب اس شخص نے معقل سے اس کا ذکر کیا تو ان کو طلاق دینے پر غصہ تھا اس لیے اس نے کہا کہ خدا کی قسم اب وہ تمہارے نکاح میں نہیں لوٹے گی۔ اسی طرح کا ایک اور واقعہ حضرت جابر بن عبداللہ کی چچازاد بہن کا بھی پیش آیا تھا اس پر قرآن کریم کی یہ آیات اتریں اور ان میں پہلے تو مطلقہ عورت کے رشتہ داروں اور سابق شوہر کو اس عورت کے نکاحِ جدید کے سلسلہ میں رکاوٹ بننے سے روکا گیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مطلقہ عورت اپنا نکاح جدید کرنے میں خود مختار ہے خواہ پہلے خاوند سے عقدِ ثانی کرنا چاہے یا کسی اور سے البتہ ایک شرط رکھی ہے جس کو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

وتراضوا بینھم بالمعروف سے تعبیر فرمایا ہے یہ جمع مذکر غائب ماضی معلوم کا صیغہ ہے ۔ باب تفاعل سے ہے یہ باب مشارکت کے لیے آتا ہے اگر اس سے مراد پہلا شوہر اور مطلقہ عورت لیں تو اس کا مقصد یہ ہوگا کہ اگر وہ سابق شوہر اور اس کی مطلقہ بیوی عقد ثانی پر رضامند ہو جائیں تو اب عورت کے یا مرد کے وارثوں کو اس عقد میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے البتہ یہاں دونوں میاں اور بیوی کی رضامندی کی شرط رکھی ہے اگر وہ عورت سابق شوہر کے دباؤ کے تحت آکر اس سے عقد ثانی کر رہی ہے تو اس کے وارثوں کو رکاوٹ بننے کا حق ہے اور اگر شوہر عورت کے رشتہ داروں کے دباؤ کے تحت آکر عقد ثانی کر رہا ہے تو اس کے رشتہ داروں کو رخنہ ڈالنے کا حق ہے اور اگر تراضوا سے مراد وہ مطلقہ عورت اور کوئی اور مراد لیا جائے تو پھر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ پہلے خاوند کو اس عقد میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیئے البتہ اگر اس عورت نے شوہر اوّل کے سامنے خلعہ ادا کرنا ہو اور ابھی تک اس نے ادا نہ کیا ہو تو پھر اس شوہر اوّل کو اس عقد ثانی میں رکاوٹ بننے کا حق ہے جب تک کہ وہ عورت مال خلعہ ادا نہ کرے اب خلاصہ مطلب یہ نکلا کہ مطلقہ کے نکاح ثانی کے لیے زوجین کے مابین رضامندی ضروری ہے ۔

نیز لفظ معروف لگا کر بتا دیا کہ اگر یہ عورت کسی ایسے خاندان میں نکاح کرے جو اس کی برادری کے لیے باعث بدنامی ہو تو بھی اس کے وارثوں کو اعتراض کا حق حاصل ہے اور وہ اس نکاح کو توڑ سکتے ہیں ۔

ہر مجرّد باصلاحیّت مرد اور عورت کا نکاح کرانا چاہیئے

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ	اور جو تم میں مجرّد ہوں اور
وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ	جو تمہارے غلام اور لونڈیاں
عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ ؕ	نیک ہوں سب کے نکاح
اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ	کرا دو اگر وہ مفلس ہونگے
يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ	تو اللہ اپنے فضل سے
فَضْلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ	انہیں غنی کر دے گا اور اللہ
عَلِيْمٌ ۝ (سورہ نور آیت ۳۲)	وسعت والا جاننے والا ہے

تفسیر

اس آیت میں جو لفظ انکحو آیا ہے یہ جمع مذکر امر حاضر کا صیغہ ہے اس کے معنی نکاح کرانے کے ہیں اور اس کے مخاطب حکومت ورثار اور غلاموں کے مالک ہیں اور اَیَامٰی جو لفظ آیا ہے یہ اَیِّمٌ کی جمع ہے اس کے معنی بے نکاح کے ہیں اور یہ عام ہے جو خواہ شروع سے ہی ابھی شادی نہ ہوئی ہو یا بیوی مر گئی ہو یا اسے طلاق دی ہو یا عورت ایسی ہو یہ سب کو شامل ہے اور عباد عبد کی جمع ہے اس کے معنی یہاں غلام کے ہیں اور اماء اَمَۃٌ کی جمع ہے اس کے معنی لونڈی کے ہیں اور صالحین صالح کی جمع ہے اس کے معنی نیک کے بھی ہیں اور باصلاحیت کے بھی

ہیں پس خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ وارثوں کو چاہیئے کہ جب ان کے لڑکے یا لڑکیاں بالغ ہو جائیں یا لڑکے رنڈوے اور لڑکیاں بیوہ یا مطلقہ ہو جائیں تو وہ وارث از سر خود ان کے نکاح کے سلسلہ میں تگ و دو کریں اس سلسلہ میں اوّلین فریضہ والدین کا ہے اور دوسرے نمبر پر بقیہ رشتے ہیں ۔ اگر رشتہ دار بھی نہ ہوں تو پھر یہ ذمہ داری وقتی حکومت پر عائد ہوتی ہے تاہم اگر وہ لڑکے یا لڑکیاں عاقل و بالغ ہوں اور از سر خود اگر کہیں وہ اپنا نکاح گواہوں کی موجودگی میں کر لیں تو اس میں صرف اتنی قباحت ہے کہ سنت کے خلاف ہے ورنہ نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور وہ سنت یہ ہی ہے کہ نکاح وارثوں کی اجازت سے ہونا چاہیئے اور اسی طرح اگر غلام یا لونڈیاں ہوں تو ان کے مالکوں کو چاہیئے کہ لونڈیوں سے از سر خود ہم بستر ہوں ورنہ ان کا اور غلاموں کا نکاح کرا دیں اور مالکوں کی عدم موجودگی میں یہ وقتی حکومت کی ذمہ داری ہے بہر حال ایک اسلامی ریاست میں کسی بھی باصلاحیت مرد یا عورت آزاد یا غلام کو بے نکاح رہنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ اس میں دو قسم کا نقصان ہے ایک یہ ہے کہ اس سے زناکاری پھیلے گی جو باعث قطع رحمی ہے اس کی حیثیت ایک دیمک کی ہے جو لکڑی کو کھوکھلا کر کے رکھ دیتی ہے اسی طرح اس زناکاری سے معاشرے کے اندر سے اخوّت اور محبّت کی روح نکل جائے گی اور دوسرا نقصان یہ ہے کہ یہ مرد اور عورت ترقی کا ذریعہ ہیں ۔ افرادی قوت پیدا کرتے ہیں اور انہیں بیکار چھوڑنے سے انسانی ترقی کی رفتار میں رخنہ پیدا ہوگا

اور ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ فرما کر

Marfat.com

انسانوں کے ایک بہت بڑے خدشے کو دُور فرما دیا ہے اور یہ وہ خدشہ ہے جس کے پیشِ نظر لاکھوں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں اس لیے شادی نہیں کرتے یا ان کی کوئی شادی کراتا نہیں کہ گھر میں لڑکی آئیگی تو اس کو روٹی کہاں سے دیں گے اولاد ہوگی تو کہاں سے کھلائیں گے۔ اس شیخ چلی کے تصور میں نوجوانوں کی زندگیاں ضائع ہو جاتی ہیں اور زنا کاری سے بے راہروی پھیلتی ہے اور پھر اسی کے باعث کشت وخون سے دولتِ ایمان سے بھی محروم ہو جاتے ہیں ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

یا پھر اسقاطِ حمل کے ذریعہ لاکھوں بلکہ کروڑوں کے قتل کے ذمہ دار ٹھہرے ہوئے ہیں۔ نامعلوم وہ آنے والی روحیں کتنے اولیاء اللہ کی ہوں گی اور ان میں کتنے ہی خلقِ خدا کے خادم اور ہمدرد ہوں گے مگر اس چربِ لقمے کے لالچی انسان نے ان کی راہ کو بند کیا ہوا ہے اور کر رہا ہے اور یہ صرف اور صرف اس بنا پر کہ انسان نے اپنے آپ کو اپنا اور اپنی بیوی بچوں کا خالق و مالک اور رازق سمجھا ہوا ہے اور خدا کی خالقیت و مالکیت اور ربوبیت پر اس کا یقین اور ایمان نہیں ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے پہلے تو مجردین کے نکاح کا حکم دیا ہے اور بعد میں لوگوں کا خدشہ دور کرنے کے لیے وعدہ فرمایا کہ اگر تمہیں یہ اندیشہ ہے کہ وہ فقیر ہیں تو اس کی پرواہ مت کرو اللہ تعالیٰ خود ان کو غنی کر دیگا چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ کے ایک ارشادِ گرامی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم نکاح

Marfat.com

کرنے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرو تو اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ غنا عطا کرنے کا فرمایا ہے وہ پورا کرے گا پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم غنی ہونا چاہتے ہو تو نکاح کر لو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان یکونوا فقراء یغنیھم اللہ من فضلہ (یہ حوالہ ابنِ کثیر سے منقول ہے) اور قرآن کریم کی اس اگلی آیت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ	بچتے رہیں وہ لوگ جو طاقت
لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا	نکاح نہیں رکھتے یہاں تک
حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ	کہ اللہ تعالیٰ انہیں غنی کر دے
مِنْ فَضْلِهٖ (نور)	گا اپنے فضل سے۔

تفسیر

یعنی جو لوگ مالی لحاظ سے نکاح کی طاقت نہیں رکھتے اور انہیں اندیشہ ہو کہ اگر شادی کریں گے تو عورت کے اخراجات پورے نہیں کر سکیں گے۔ اس طرح اس کی حق تلفی ہوگی اور عنداللہ مجرم ہوں گے تو انہیں چاہیئے کہ صبر کریں اور صبر کا طریقہ یہ ہے کہ روزہ رکھیں۔ اس سے قوتِ شہوانیہ پر کنٹرول ہو جائے گا پس معلوم ہوا کہ یہ وعدہ غنی اس کے لیے جو پاک دامن رہنا چاہتا ہو اور اللہ پر یقین رکھنے والا متوکل بھی ہو۔

Marfat.com

ایک سے زائد بیویاں ہوں تو مساوات کا طریقہ

وَلَنْ تَسْتَطِيعُوٓا اَنْ تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ۭ وَاِنْ تُصْلِحُوا وَتَتَّقُوا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ۝

اور تم عورتوں کو ہرگز برابر نہیں رکھ سکو گے اگرچہ اس کی حرص کرو پس بالکل ایک ہی طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو لٹکی ہوئی چھوڑ دو اور اگر اصلاح کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر دونوں میاں بیوی جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے پروا کر دے گا اور اللہ وسعت کرنے والا حکمت والا ہے۔

(سورہ نساء آیت ۱۲۹-۱۳۰)

شانِ نزول

جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازدواج کے لیے نوبت مقرر کی ہوئی تھی اور حضرت سودہ بنت زمعہ جب بوڑھی ہو گئیں اور ظاہر بات ہے کہ ان کی جنسی خواہشات کم ہو گئی ہوں گی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ان کی نوبت عائشہ رضؓ کو دی جائے کیونکہ وہ جوان

Marfat.com

تھی لیکن حضرت سودہؓ کے ہوتے ہوئے یہ مناسب نہیں تھا اس لیے ارادہ فرمایا کہ انہیں طلاق دے دیں اور حضرت سودہؓ کو اس بات کا پتہ چل گیا تو آپ نے اپنی نوبت حضرت عائشہؓ کو خود بخش دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف زوجیت میں رہنا ہی پسند کیا ۔ اس پر قرآن کریم کی یہ مذکورہ بالا آیات اتریں ۔ شان نزول اگرچہ خاص ہے لیکن چونکہ صیغے عام ہیں اس لیے حکمِ عام ہے اور ان آیتوں میں تمام اہل ایمان کو تین ہدایات دی گئی ہیں ——— پہلی ہدایت یہ ہے کہ جب متعدد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان مساوات قائم رکھو اور یہ مساوات دو قسم کی ہے ایک قلبی محبت اور دوسری قسم بقیہ حقوقِ زوجیّت شب باشی نفقہ وغیرہ قسم اوّل کے بارے میں تو خالق کائنات علیم و خبیر نے خود ہی فرما دیا ہے کہ تمہارے بس کا روگ ہی نہیں ہے کہ تم عورتوں سے محبت میں مساوات قائم رکھ سکو اور دوسری قسم کے بارے میں فرمایا ہے کہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ جس کے ساتھ قلبی محبت زیادہ ہے سارا جھکاؤ اسی کی طرف رکھو اور جس کے ساتھ محبت کم ہے یا نہیں تو اسے معلّق رکھو نہ اس کے حقوق ادا کرو اور نہ طلاق دو ہرگز ایسا مت کرو بلکہ ان کے حقوق نفقہ شب باشی وغیرہ پورے ادا ہونے چاہیئں اس کی صورت یہ ہے کہ شب باشی کی باری مقرر ہو جائے ——— اور دوسری ہدایت یہ دی ہے کہ جب تمہاری متعدد بیویاں ہوں گی تو ان کے درمیان بھی چپقلش ہوگی دنگا فساد تک نوبت آئے گی ایسی صورت میں مرد کو حکمرانِ اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے تقوے کی حدود میں رہ کر فیصلہ کرنا ہوگا اور اُنکی اصلاح کی کوشش کرنا ہوگی جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے عظوھن

Marfat.com

واھجروھن فی المضاجع واضربوھن وان اطعنکو فلا تبغو علیھن سبیلا ۔ انہیں نصیحت کرو شب باشی کا بائیکاٹ کرو اور پیٹو اگر وہ اس سے تمہاری اطاعت کریں تو پھر طلاق کا اقدام نہ کرو اور اس سے بھی کام نہ بنے تو پھر تیسری ہدایت یہ دی ہے کہ انہیں طلاق دے سکتے ہو اور آخر میں وعدہ فرمایا ہے کہ طلاق کی صورت میں اللہ تعالیٰ دونوں کو غنی کر دے گا کہ مرد کو گھر بسانے کے لیے عورت دے گا اور عورت کو سرپرستی کیلئے حسب منشا خاوند دے گا وہ اللہ تعالیٰ وسیع خزانوں کا مالک ہے اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہوتا ہے اور چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور افعال سے بھی اس کی تائید مزید ہوتی ہے ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبِضَ عَنْ تِسْعِ نِسْوَۃٍ وَکَانَ یَقْسِمُ مِنْھُنَّ لِثَمَانٍ ۔

(متفق علیہ)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نو بیویاں چھوڑ کر فوت کیے گئے اور وہ ان میں سے آٹھ کے مابین باری تقسیم کرتے تھے ۔ (اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)

تفسیر

جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت نو بیویاں

Marfat.com

تھیں ۔ عائشہ ۔ حفصہ ۔ ام حبیبہ ۔ سودہ ۔ ام سلمہ ۔ صفیہ ۔ میمونہ زینب بنت جحش ۔ جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ۔ ان میں سے حضرت سودہ نے اپنی نوبت حضرت عائشہ کو بخشی ہوئی تھی ۔ باقی سب کی آپ نے باری مقرر کی ہوئی تھی اور ایک ایک رات اُن کے پاس رہتے تھے یہاں تک کہ حضرت عائشہ کی نوبت میں آپ کی وفات ہوئی ۔ معلوم ہوا جس شخص کی متعدد بیویاں ہوں اس کو ان کے پاس رہنے کے لیے باری مقرر کرنا واجب ہے مگر کہ ایک بیوی ان میں سے اپنی باری معاف کر دے دوسری کو بخش دے ورنہ مرد از سرِ خود ان میں سے کسی کی حق تلفی نہیں کر سکتا ، گناہِ کبیرہ ہے ۔

وَعَنْ عَائِشَةَ	اور حضرت عائشہ رضی اللہ
اَنَّ سَوْدَةَ لَمَّا	تعالیٰ عنہا سے روایت ہے
كَبُرَتْ قَالَتْ	کہ بیشک حضرت سودہ رضی
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	اللہ تعالیٰ عنہا جب کہ بوڑھی
قَدْ جَعَلْتُ يَوْمِيْ	ہوگئی تو انہوں نے فرمایا اے
مِنْكَ لِعَائِشَةَ	اللہ کے رسول تحقیق میں
فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	نے اپنا دن (نوبت) جو آپ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	کی طرف سے مجھے ملا ہوا ہے
وَسَلَّمَ يُقْسِمُ	عائشہ کو چھوڑ دیا ہے
لِعَائِشَةَ يَوْمَهَا	پس رسول کریم صلی اللہ علیہ
وَيَوْمَ سَوْدَةَ	وسلم عائشہ کے لیے دو دن
یہ دونوں احادیث مشکوٰۃ باب القسم	تقسیم کرتے تھے ایک ان

Marfat.com

صد ۲۷۹ سے نقل کی گئی ہیں۔ کا اپنا دن اور سودہ کا۔ (اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بیوی اپنی نوبت اپنی سوکن کو بخشنا چاہے تو بخش سکتی ہے بشرطیکہ خاوند کی طرف سے کوئی رشوت وغیرہ نہ دی گئی ہو اور جب چاہے رجوع بھی کر سکتی ہے۔

وَعَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ	اور حضرت عائشہ رضی اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	تعالیٰ عنہا سے روایت ہے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کہ بے شک رسول اللہ
كَانَ يَسْأَلُ فِيْ	صلی اللہ علیہ وسلم جس بیماری
مَرَضِهِ الَّذِيْ	میں آپ کا وصال ہوا اس
مَاتَ فِيْهِ اَيْنَ	میں آپ پوچھتے تھے میں کل
اَنَا غَدًا اَيْنَ	کہاں ہوں گا اس سے مراد
اَنَا غَدًا يُرِيْدُ	آپ کی عائشہ کی
يَوْمَ عَائِشَةَ	نوبت تھی تو آپ کی تمام
فَاَذِنَّ لَهٗ	بیویوں نے آپ کو اجازت
اَزْوَاجُهٗ يَكُوْنُ	دی جہاں آپ چاہیں رہیں
حَيْثُ شَاءَ	تو آپ حضرت عائشہ کے
وَكَانَ فِيْ	گھر منتقل ہو گئے یہاں تک

Marfat.com

بَيْتِ عَائِشَةَ حَتّٰى مَاتَ عِنْدَهَا۔ (رواہ البخاری)

کہ وہیں آپ کی روح مبارک نے پرواز کی (اس حدیث کو امام بخاری نے نقل کیا ہے)

تفسیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار سوال کرنے سے مقصود دوسری ازواجِ مطہرات سے حضرت عائشہؓ کے پاس رہنے کی اجازت چاہنا تھا، چنانچہ وہ آپ کی رائے گرامی کو سمجھ گئیں اور ایثار کرتے ہوئے آپ کی رائے کو ترجیح دی اور سب نے آپ کو حضرت عائشہ کے پاس رہنے کی اجازت دی۔

وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ (متفق علیہ)

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تھے تو اپنی بیویوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے تھے جس کا بھی حصّہ نکلتا تھا اس کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔

تفسیر

اس حدیث میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عدل و انصاف

Marfat.com

کا اعلیٰ ترین نمونہ پیش فرمایا ہے اس میں آپ نے تعلیم دی ہے کہ جس بھی آدمی کی متعدد بیویاں ہوں اس کو سفر پر جاتے وقت ایسا کرنا چاہیے یعنی اگر سفر میں کسی بیوی کو ساتھ لے جانا چاہے تو قرعہ اندازی سے لے جائے۔

وَعَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْبِكْرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِنْدَهَا سَبْعًا وَقَسَمَ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ اَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ وَلَوْ شِئْتُ لَقُلْتُ اِنَّ اَنَسًا رَفَعَهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(متفق علیہ)

اور حضرت ابی قلابہ سے روایت ہے اور انہوں نے روایت کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ سنت میں سے ہے جب آدمی کنواری کو شادی شدہ پر نکاح کرے تو (اس) کنواری کے پاس سات دن ٹھہرے پھر نوبت تقسیم کرے اور جب بیوہ سے نکاح کرے یا مطلقہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن قیام کرے پھر نوبت تقسیم کرے ابو قلابہ نے کہا اگر میں چاہتا تو کہتا کہ حضرت انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ حدیث رفع کی (اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے)۔

Marfat.com

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی پہلے سے شادی شدہ ہو اور اب نئی شادی کرنا چاہتا ہو تو اگر وہ نئی کنواری ہو تو پہلے اس کے پاس سات روز رہے اور پھر نوبت تقسیم کرے اور اگر وہ نئی بیوہ یا مطلقہ ہو تو پہلے اس کے پاس تین روز تک رہے پھر نوبت تقسیم کرے اور یہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے جیسا کہ حدیث کے پہلے حصہ سے معلوم ہوتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ	حضرت ابی بکر بن عبدالرحمان
ابْنِ عَبْدِالرحمان	سے روایت ہے کہ بیشک
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	نے جب ام سلمہ سے شادی
حِیْنَ تَزَوَّجَ اُمَّ	کی اور اس نے آپ کے پاس
سَلَمَۃَ وَاَصْبَحَتْ	صبح کی تو آپ نے اسے فرمایا
عِنْدَہٗ قَالَ لَھَا	نہیں ہے تیرے سبب تیری
لَیْسَ بِکِ عَلٰی	اہل پر کوئی ذلت اگر چاہے
اَھْلِکِ ھَوَانٌ اِنْ	تو تو میں سات دن تیرے
شِئْتِ سَبَّعْتُ عِنْدَکِ	پاس گزاروں اور سات دن
وَسَبَّعْتُ عِنْدَھُنَّ	گزاروں اور سب بیویوں کے
وَاِنْ شِئْتِ ثَلَّثْتُ	پاس اور اگر چاہے تو تو تین
عِنْدَکِ وَدُرْتُ	دن گزاروں تیرے پاس اور

فَقَالَتْ ثَلِّثْ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ لَهَا لِلْبِكْرِ سَبْعٌ وَ لِلثَّيِّبِ ثَلَاثٌ ۔

اور دورہ کروں تو اس نے کہا کہ آپ تین دن گزاریں میرے پاس اور ایک روایت ہے آپ نے انہیں فرمایا کنواری کے لیے سات دن ہیں اور بیوہ وغیرہ کے لیے تین دن (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے)

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب القسم صـ ۲۷۹ سے نقل کی گئی ہیں ۔)

تفسیر

نوبت تقسیم کرنے کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ سات روز نئی دُلہن کے پاس رہے اور سات روز پرانی دلہن کے پاس یا تین دن نئی دلہن کے پاس رہے اور تین اور دل کے پاس ۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْسِمُ بَيْنَ نِسَائِهٖ فَيَعْدِلُ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا قَسْمِيْ فِيْمَا اَمْلِكُ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے درمیان نوبت مقرر کیا کرتے تھے اور عدل کرتے تھے اور دُعا کرتے تھے اے اللہ یہ میری تقسیم ہے جس میں مَیں

Marfat.com

فلا تلمنی فیما
تملک ولا املک

مالک ہوں پس آپ مجھے
ایسی چیزوں ملامت نہ کریں جس
کے آپ مالک ہیں اور میں
مالک نہیں ہوں (اس حدیث

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب القسم
صـ۲۷۹ سے نقل کی گئی ہیں)

کو ترمذی، ابو داؤد، نسائی ابن ماجہ
اور دارمی نے نقل کیا ہے)

تفسیر

یعنی نوبت کرنے اور نفقہ دینے میں انسان مکلف ہے اس میں تمام بیویوں کے درمیان مساوات چاہیے اور اگر قلبی جھکاؤ کسی کی طرف زیادہ ہے تو اس میں مواخذہ نہیں ہے کیونکہ یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ
عَنِ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ
اِذَا كَانَتْ عِنْدَ
الرَّجُلِ اِمْرَأَتَانِ
فَلَمْ یَعْدِلْ
بَیْنَهُمَا جَاءَ
یَوْمَ الْقِیَامَةِ
وَشِقُّهٗ سَاقِطٌ

اور حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے نقل کیا جناب نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ
نے فرمایا جب آدمی کے پاس
دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے
درمیان رہ کر مساوات نہ کرے
تو قیامت کے دن وہ اس
حالت میں آئے گا کہ اس کا
ایک دھڑ گرا ہوا ہوگا (اس

Marfat.com

(رواہ الترمذی وابو داود روا نسائی وابن ماجہ والدارمی)

حدیث کو ترمذی ، ابو داؤد نسائی ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کیا ہے)

تفسیر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کا ذکر بطور تمثیل فرمایا ہے زیادہ سے نا انصافی کرے تو بھی یہی سزا ہے۔

عورتوں کے عقائد اعمال اور اخلاقی اصلاح بھی مردوں پر لازم ہے

اس سلسلہ میں پہلے آیاتِ قرآنی ملاحظہ فرمائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو اپنے آپ
قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ	کو اور اپنے اہل و عیال کو
نَارًا وَّقُوْدُهَا	آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن
النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ	لوگ اور پتھر ہیں جس پر بڑے
عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ	سخت فرشتے متعین ہیں
غِلَاظٌ شِدَادٌ	اپنے رب کے حکم کی نافرمانی
لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ	نہیں کرتے اور وہی کرتے
اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا	ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔
يُؤْمَرُوْنَ (سورہ تحریم آیت ۶)	
اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ	مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس
عَلَى النِّسَآءِ بِمَا	لیے کہ اللہ نے انہیں ایک

Marfat.com

فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝

(سورۃ النساء آیت: ۳۴)

دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس لیے بھی کہ مرد اپنا مال ان پر خرچ کرتے ہیں پس نیک بیبیاں تابعداری کرنے والی مردوں کے حقوق کی پسِ پشت حفاظت کرتی ہیں کیونکہ اللہ نے حفاظت کی ہے اور جن بیبیوں کی خلاف ورزی کا تمہیں ڈر ہو تو انہیں نصیحت کرو اور انہیں لیٹنے کی جگہوں میں چھوڑ دو اور انہیں مارو پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو ان کے خلاف کوئی راستہ مت تلاش کرو بے شک اللہ بہت بلند شان والا ہے۔

تفسیر

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر کی چار دیواری میں مرد کی حیثیت حاکم کی ہے اور عورت کی حیثیت رعیت کی ہے جس طرح حکمرانوں پر لازم ہے کہ رعیت کی ضروریات زندگی کا انتظام کریں اور ان کے

Marfat.com

عقائد اعمال اور اخلاق کی اصلاح کریں اور رعایا پر لازم ہے کہ حکومت کی اطاعت کریں اگر رعایا سرتابی کرے تو حکومت کو تادیبی کارروائی کا حق ہے اسی طرح مرد پر لازم ہے کہ عورت کی ضروریات زندگی کا انتظام کرے اور اس کے عقائد اعمال اور اخلاق کی اصلاح کرے تاکہ وہ دوزخ سے بچے اور عورت پر فرض ہے کہ اس کے حکم کی اطاعت کرے ورنہ مرد کو تادیبی کارروائی کا حق ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسے نصیحت کرے اگر اس سے کام نہ بنے تو پھر اس سے ازدواجی تعلقات منقطع کرے اور اس سے بھی اس کی اصلاح نہ ہو تو اسے مار پیٹ بھی سکتا ہے۔ اس کی تفصیل کے لیے مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	حضرت ابی ہریرہ سے نقل
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ	ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	فرمایا کہ عورتوں کو نصیحت کرو
اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ	بے شک وہ پسلی سے پیدا
فَاِنَّ هُنَّ خُلِقْنَ	کی گئی ہیں اور بے شک سب
مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ	سے زیادہ ٹیڑھی چیز پسلی میں
اَعْوَجَ شَیْءٍ فِی الضِّلَعِ	اوپر کا حصہ ہوتا ہے اگر تو
اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ	اسے سیدھا کرنا شروع کریگا
تُقِیْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ	تو توڑ دے گا اگر چھوڑ دے
تَرَكْتَهٗ لَمْ یَزَلْ	گا تو وہ ٹیڑھی ہی رہے گی پس

Marfat.com

نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ بے شک عورت پسلی
سے پیدا کی گئی ہے ہرگز تیرے
لیے ایک طریقے پر نہیں ٹھہرے
گی ۔ اگر تو اس سے نفع اٹھانا
چاہے گا تو نفع اُٹھا سکے گا
اس حال میں کہ اس میں یہ
کجی موجود ہو اور اگر تو اسے
سیدھا کرنا شروع کرے گا
تو اسے توڑ دے گا اور
توڑنا اس کا اسے طلاق دینا
ہے

اور ان سے ہی نقل ہے انہوں
نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ

كَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِيَ مِنْهَا آخَرَ

ایک خُلق پر وہ راضی نہیں ہوگا تو دُوسرے خُلق پر وہ راضی ہو جائے گا۔

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء صفحہ ۲۸۰ سے منقول ہیں۔)

تفسیر

ان تینوں احادیث میں جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیات کی توضیح و تشریح بیان فرمائی ہے اور عورتوں پر کنٹرول کا طریقہ بتایا ہے اگر معاشرہ میں اس طریقہ پر عمل ہو تو یقیناً گھروں میں روزمرّہ جو جھگڑے دنگا فساد ہو رہا ہے وہ ختم ہو جائے گا۔ عورتوں اور مردوں کی خودکشی، طلاق وغیرہ کی نوبت نہ آئے مگر افسوس یہ ہے کہ موجودہ معاشرہ اس تعلیم سے بالکل بے خبر اور ناآشنا ہے اور انہیں ایسی تعلیم دی جا رہی ہے جو اس مرض کی اصلی دوا اور علاج نہیں ہے بلکہ اسی تعلیم سے ہی ایسے جرائم جنم لیتے ہیں۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں احادیث میں خاوند کو یہ تعلیم دی ہے کہ اگر کسی کی بیوی اس کا حکم نہ مانیں سرتابی کرے تو فوراً حاکمانہ کارروائی نہ کرے۔ مارے پیٹے نہ طلاق بھی نہ دے بلکہ ناصحانہ طرز اپنائے۔ اگر اس کی بیوی میں کچھ خامیاں ہوں تو ہزاروں خوبیاں بھی ہوں گی تو خوبیوں پر نگاہ رکھ کر خامیوں کو نظر انداز کر دینا چاہیئے کیونکہ اگر شروع میں ہی طلاق دے دے گا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ محنت شاقہ سے تیار کیا ہوا انسانی ترقی کا یہ پلا یونٹ تباہی کا شکار ہو جائیگا اور بعد میں خود اس پر دستِ حسرت ملے گا اور اس کے نتائج قبیحہ فریقین کو بھگتنے پڑیں لہٰذا خاوندوں کو چاہیئے کہ بیویوں کی معمولی نازیبا حرکات

Marfat.com

لَمْ يُؤْذَنْ لِاَحَدٍ مِّنْهُمْ قَالَ فَاُذِنَ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَدَخَلَ ثُمَّ اَقْبَلَ عُمَرُ فَاسْتَأْذَنَ فَاُذِنَ لَهٗ فَوَجَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا حَوْلَهٗ نِسَآئُهٗ وَاجِمًا سَاكِتًا قَالَ فَقَالَ لَاَقُوْلَنَّ شَيْئًا اُضْحِكُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ رَاَيْتَ بِنْتَ خَارِجَةَ سَاَلَتْنِي النَّفَقَةَ فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَوَجَأْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جن میں سے کسی کو بھی اندر
جانے کی اجازت نہ ملی تو
پھر ابوبکرؓ کو اجازت ملی تو
وہ اندر چلے گئے پھر عمرؓ
آئے انہوں نے اجازت
مانگی تو انہیں بھی اجازت مل
گئی۔ انہوں نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو بالکل خاموش بیٹھا
ہوا پایا آپ کے پاس آپ
کی بیویاں جمع ہیں راوی نے
کہا عمرؓ نے اپنے دل میں
کہا کہ میں ضرور ایسی بات
کہوں گا جس سے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو ہنسا دوں گا پھر
کہا اے اللہ کے رسول
اگر آپ دیکھیں خارجہ کی بیٹی
کو وہ مجھ سے خرچ مانگے
اور میں اس کی گردن کو ٹوں
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہنس پڑے اور فرمایا
یہ اسی لیے میرے پاس جمع

قَالَ هُنَّ حَوْلِیْ کَمَا تَرٰی یَسْئَلْنَنِیْ النَّفَقَةَ فَقَامَ اَبُوْبَکْرٍ اِلٰی عَائِشَةَ یَجَأُ عُنُقَهَا وَ قَامَ عُمَرُ اِلٰی حَفْصَةَ یَجَأُ عُنُقَهَا کِلَاهُمَا یَقُوْلُ تَسْاَلِیْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالَیْسَ عِنْدَهٗ فَقُلْنَ وَاللّٰهِ لَا نَسْاَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا اَبَدًا لَیْسَ عِنْدَهٗ ثُمَّ اعْتَزَلَهُنَّ شَهْرًا اَوْ تِسْعًا وَّ عِشْرِیْنَ ثُمَّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ حَتّٰی بَلَغَ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْکُنَّ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ قَالَ فَبَدَاَ بِعَائِشَةَ فَقَالَ

ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو مجھ سے نفقہ مانگتی ہیں تو حضرت ابوبکرؓ اُٹھے عائشہ کی گردن میں مارنا شروع کیا اور عمرؓ اُٹھے تو حفصہ کی گردن میں مارنا شروع کیا۔ دونوں کہہ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چیز مانگتی ہو جو آپ کے پاس نہیں ہے انہوں نے کہا اللہ کی قسم ہے ہم کبھی بھی ایسی چیز نہیں مانگیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ ہو پھر ان سے ایک مہینہ یا انتیس دن الگ ہو گئے پھر یہ آیت نازل ہوئی اے نبی آپ اپنی بیویوں سے فرما دیں یہاں تک آپ اس جملہ تک پہنچے نیکی کرنے والیوں کے لیے تم میں سے بڑا اجر ہے راوی نے کہا پھر آپ نے عائشہ

يٰعَائِشَةَ اِنِّيْ
اُرِيْدُ اَنْ اَعْرِضَ
عَلَيْكِ اَمْرًا اُحِبُّ
اَنْ لَا تَعْجَلِيْ فِيْهِ
حَتّٰى تَسْتَشِيْرِيْ
اَبَوَيْكِ قَالَتْ وَمَا
هُوَ يٰا رَسُوْلَ اللّٰهِ
فَتَلَا عَلَيْهَا الْاٰيَةَ
قَالَتْ اَفِيْكَ يٰا
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْتَشِيْرُ
اَبَوَيَّ بَلْ
اَخْتَارُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ
وَاَسْئَلُكَ اَنْ لَّا
تُخْبِرَ امْرَاَةً
مِنْ نِّسَائِكَ
بِالَّذِيْ قُلْتُ قَالَ
لَا تَسْئَلُنِيْ اِمْرَاَةٌ
مِنْهُنَّ اِلَّا اَخْبَرْتُهَا
اِنَّ اللّٰهَ لَمْ
يَبْعَثْنِيْ مُعَنِّتًا

سے ابتدا کی فرمایا اے عائشہ
میرا ارادہ ہے کہ تمہارے
سامنے ایک بات پیش کرتا
ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم اس
میں جلدی نہ کرنا یہاں تک
کہ اپنے والدین سے مشورہ
نہ کرے اس نے کہا اے
اللہ کے رسول وہ کیا ہے
آپ نے آیت پڑھی اس
کے سامنے اس نے کہا کیا
آپ کے بارے میں والدین
سے مشورہ کروں بلکہ میں اللہ
اور اس کے رسول کو اور آخرت
کے گھر کو پسند کرتی ہوں
اور آپ سے میری درخواست
ہے کہ آپ اپنی بیویوں میں
سے کسی کو یہ بات نہ بتائیں
جو میں نے کہی ہے انہوں
نے فرمایا نہیں پوچھے گی ان
میں سے کوئی بھی مگر ضرور
بتاؤں گا میں اسے بے شک

Marfat.com

وَلَا مُتَعَنِّتًا وَّلٰكِنْ بَعَثَنِيْ مُعَلِّمًا مُّيَسِّرًا

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۰ سے منقول ہیں)

اللہ نے نہیں بھیجا مجھے مشقت میں ڈالنے والا اور نہ تکلف مشقت میں ڈالنے والا بلکہ بھیجا ہے مجھے تعلیم دینے والا آسانی پیدا کرنے والا

تفسیر

مذکورہ بالا دونوں احادیث میں قرآن کریم کے اس جملہ وھجروھن فی المضاجع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عملی نمونہ پیش فرمایا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ قبیلہ بنو قریظہ اور بنو نضیر جو مدینہ کے قریب رہتے تھے جہاد میں بہت سا مال ان کا غنیمت میں آیا اور آپ نے وہ مال قرآنی اصول کے موافق مستحقین میں تقسیم فرمایا اور اپنی ازواج مطہرات کو خمس میں سے جو حق پہنچتا تھا عنایت فرمایا اور انہیں گمان ہوا کہ مال زیادہ آیا ہے اور ہمیں تھوڑا ملا ہے اس لیے سب نے جمع ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ ہمارے نفقہ میں اضافہ کریں اور ساتھ ساتھ رومی بادشاہوں کی عورتوں کی مثال پیش کی کہ وہ ایسے ایسے ٹھاٹھ سے رہتی ہیں اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا اور ایک ماہ تک ان سے بائیکاٹ کیا ایک بالا خانہ میں فروکش ہو گئے ایک پاؤں مبارک میں موچ آئی ہوئی تھی اس لیے نیچے نہیں اتر سکتے تھے اور اس دوران ازواج مطہرات کا نفقہ حسب معمول جاری رہا گھروں سے ان کا اخراج نہیں کیا صرف مخصوص ازدواجی تعلقات منقطع کرنے کے لیے

اور ایک ماہ کے بعد سورۂ احزاب کی یہ آیات اتریں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

اے نبیؐ آپ اپنی بیویوں سے فرما دیں اگر تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش منظور ہے تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اس کا رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے تمہیں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بڑا اجر تیار کیا ہے۔

(سورہ احزاب آیت نمبر ۲۸-۲۹)

جب یہ آیات نازل ہوئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا عائشہ میں تمہیں ایک بات کہنے والا ہوں لیکن اس میں جلد بازی نہ کرنا اپنے والدین کے ساتھ مشورہ کر کے کوئی قدم اُٹھانا تو حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ آپ کون سی بات فرمانا چاہتے ہیں تو آپؐ نے یہ آیات تلاوت فرمائیں اور چونکہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو دو باتوں کا اختیار دیا ہے۔ اوّل یہ ہے کہ اگر تم دنیا کی آرائش چاہتی ہو تو اس نبی کے گھر میں نہیں رہ سکتی۔ تم طلاق حاصل کر لو

Marfat.com

اور تمہارا جو حق مہر بنتا ہے وہ لے لو اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو نفقہ عنایت فرمائیں اس پر قناعت کرو۔ یہ بہت بڑی نیکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے نیکو کاروں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے تو حضرت عائشہؓ نے سُن کر فرمایا یا یا رسول اللہ میں اللہ اور اس کے رسول کو چاہتی ہوں مجھے اس سلسلہ میں اپنے والدین سے مشورہ کرنے کی ضرورت نہیں مگر آپ سے میری درخواست ہے کہ میری یہ بات اپنی دوسری بیویوں کو نہ بتائیں تو فرمایا بتاؤں گا میں ایک معلّم ہوں۔

بات دراصل یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کا یہ ایک مشترکہ منصوبہ تھا اور حضرت عائشہؓ کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر باقی ازواج مطہرات کو پتہ چلا تو وہ مجھے طعنہ دیں گی اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نظر یہ چیز ہے کہ عائشہؓ نے انتہائی تدبر کا ثبوت دیا ہے اور اپنی دوسری بیویوں کو یہ بتانا چاہتے تھے کہ عائشہؓ کے ساتھ میری تم سب سے زیادہ محبت ہے وہ کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ اس کے تدبر اور عقل و دانش کی وجہ سے ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ازواج مطہرات کو جب یہ آیت سنائی اور حضرت عائشہؓ کی یہ بات بھی بتائی تو ان سب نے ان کی تقلید کی اور اسی کے اسوہ حسنہ کو اپنایا اور اسی دن حضرت عائشہ صدیقہؓ مشہور ہوئیں۔ الغرض جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اور آپ کی ازواج کے درمیان جب اقتصادیات کے مسئلے پر جھگڑا ہوا تو وعظ و نصیحت کا سلسلہ جو شب و روز جاری رہتا تھا اس کا اثر نہ پڑا تو آپ نے دفعہ دو واھجر و ھن کو استعمال کیا اس

Marfat.com

کا اثر نہ پڑا تو پھر پروردگار نے حکم دیا کہ آپ انہیں طلاق کی دھمکی دیں تو اس کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا اور آیت کی تیسری دفعہ واضربوھن انہیں پیٹو اس پر آپ نے کبھی بھی عمل نہیں کیا بہرحال ان آیات اور احادیث کا خلاصہ اور لب لباب یہ نکلا کہ عورتوں کے عقائد اعمال اور اخلاقی اصلاح کی ذمہ داری بھی خاوندوں پر لازم ہے کیونکہ خاوند اس کا حکمران ہے اور عورت اس کی رعیت ہے اگر خاوند اس کی طرف توجہ نہیں دے گا تو

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ

تم میں سے ہر ایک حکمران ہے اور ہر حکمران سے قیامت کے دن اپنی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

عنداللہ اس کی گرفت ہوگی اور یہ ذمہ داری نبھانے کا طریقہ یہ بتایا کہ پہلے انہیں نصیحت کرو دوسرے نمبر پر بائیکاٹ اور تیسرے نمبر پر مارنا پیٹنا بھی ہے اس کی تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب بیان کریں گے۔

خاوند بیوی کو مارنے میں حد سے تجاوز نہ کرے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ

اور عبداللہ بن زمعہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مت مارے تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو

Marfat.com

اِمْرَأَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا وَفِيْ آخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَعْمَدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ اِمْرَأَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ

(مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۰)

غلام کی طرح پھر اس سے دن کے آخر میں ہم بستر ہو اور ایک روایت میں ہے کہ قصد کرتا ہے تم میں سے ایک پھر مارتا ہے اپنی بیوی کو جیسے غلام مارا جاتا ہے پھر شاید کہ ہم بستر ہو وہ اس سے اپنے دن کے آخر میں پھر آپ نے انہیں نصیحت فرمائی ان کے ہنسنے میں گوز کی وجہ سے آپ نے فرمایا کیوں ہنستا ہے تم میں سے ایک اس سے جو خود کرتا ہے

تفسیر

اس حدیث پاک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کو اپنی بیوی کے ساتھ دو طرح کے حسنِ سلوک کی تعلیم دی ہے اول یہ کہ اگر اس سے کوئی ایسی نازیبا حرکت صادر ہو جائے تو اگرچہ خاوند کو حق پہنچتا ہے کہ اسے سزا دے لیکن ایسا وحشیانہ طریقہ نہ اختیار کرے جس سے اس کی بیوی کے دِل میں اس کی نفرت بیٹھ جائے کیونکہ مرد کے ایسے طرزِ عمل کو عورت اصلاحی اور تادیبی کارروائی تصور نہیں کرے گی بلکہ ذاتی

Marfat.com

پر خاش پر محمول کرے گی جو باعث انقطاع بھی ہو سکتا ہے لہٰذا ایسے موقعہ پر خاوندوں کو احتیاط برتنا چاہیے تاکہ سانپ مرے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔

دوسرا اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ اگر عورت سے ہوا خارج ہو جائے تو مرد کو یہ مناسب نہیں کہ اسے شرمندہ کرے کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے اس سے کوئی بھی بری نہیں ہے

لَا تَنْهَ عَنْ خُلُقٍ وَتَأْتِيَ مِثْلَهٗ
عَارٌ عَلَيْكَ اِذَا فَعَلْتَ عَظِيْمٌ

واقعہ: حاتم اصم ایک بزرگ تھے۔ یہ ایک مرتبہ ایک عورت کے پاس کوئی مسئلہ پوچھنے گئے اتفاقاً اس سے ان کے سامنے ہوا خارج ہو گئی جس سے وہ شرمندہ ہوئی تو انہوں نے اپنے آپ کو زور سے بہرہ بنا دیا حالانکہ یہ بہرہ نہیں تھے اور اس کے سامنے زور زور سے بولنے لگے جیسا کہ بہرے بولتے ہیں تاکہ وہ یہ سمجھے کہ اس نے سنا ہی نہیں اور زندگی بھر انہوں نے اپنے آپ کو بہرہ بنائے رکھا اس لیے انہیں اصم کہتے ہیں یعنی بہرہ۔ اس لیے یہ معلوم ہوا کہ کسی مومن کے لیے مناسب نہیں کہ دوسرے مومن کو رسوا کرے اگرچہ بیوی ہو یا خاوند یا کوئی اور۔

وَعَنْ حَكِيْمِ ابْنِ مُعَاوِيَةَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ قَالَ اَنْ

اور حضرت حکیمؓ بن معاویہ قشیری سے نقل ہے کہ انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا انہوں نے فرمایا میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا حق ہے ہم میں سے ہر ایک کی

Marfat.com

تطعمها اذا طعمت	بیوی کا اس پر آپؐ نے فرمایا
وتكسوها اذا	کھلا اسے جب خود کھائے
اكتسيت ولا تضرب	پہنا اسے جب خود پہنے
الوجه ولا تقبح	اور مت مار چہرے پر اور نہ
ولا تهجر الا فی	کہہ برا اور نہ جدائی کر اس سے
البيت ۔	مگر گھر میں (روایت کی یہ حدیث
(مشکوٰۃ ص ۲۸۱ باب عشرۃ النساء)	احمد ابوداود و ابن ماجہ نے)

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان اپنی بیوی کے چہرے پر نہیں مار سکتا اس کے علاوہ بدن کے بقیہ اعضاء پر مار سکتا ہے اور چہرے پر مارنے کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ یہ انسان کے بدن کا افضل ترین حصہ ہے اور باقی پر اس وقت مار سکتا ہے جب اس میں کوئی عیب شرعی ہو مثلاً ترک فرائض، ترک زینت، ترک غسل فرض یا جب خاوند اسے اپنی حاجت براری کے لیے بلائے اور وہ سوائے عذر شرعی اس کے پاس نہ آئے تو ان صورتوں میں خاوند اسے سزا دے سکتا ہے اسی طرح اگر زبانی طور پر اسے کچھ برا بھلا کہتا ہے تو صرف گھر میں کہہ سکتا ہے سرعام اجازت نہیں ہے کیونکہ یہ شرف انسانی کے منافی ہے۔

وَعَنْ لَقِيطِ ابْنِ	حضرت لقیط بن صبرہ سے
صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ	نقل ہے انہوں نے فرمایا میں
يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ	نے کہا اے اللہ کے رسول

Marfat.com

لِیْ اِمْرَأَۃً فِیْ لِسَانِھَا شَیْءٌ یَعْنِیْ الْبَذَاءَ فَقَالَ طَلِّقْھَا فَقُلْتُ اِنَّ لِیْ مِنْھَا وَلَدًا وَلَھَا صُحْبَۃٌ فَقَالَ فَمُرْھَا یَقُوْلُ عِظْھَا فَاِنْ یَکُ فِیْھَا خَیْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَلَا تَضْرِبَنَّ ظَعِیْنَتَکَ ضَرْبَکَ اُمَّیَّتَکَ

(رواہ ابو داود)

بے شک میری ایک عورت ہے اس کی زبان میں کچھ چیز یعنی فحش کلامی آپ نے کہا اس کو طلاق دے دے میں نے کہا میری اس سے اولاد ہے اور اس سے پرانی صحبت ہے آپ نے فرمایا اس کو حکم دے آپ کی مراد یہ تھی کہ اسے نصیحت کر اگر اس میں بہتری ہوگی تو قبول کریگی اور مت مار اپنی بیوی کو مثل مارنے تیرے اپنی باندی کو۔

(یہ حدیث ابو داؤد نے نقل کی ہے)

تفسیر

اس حدیث میں لفظ یَقُوْلُ راوی کا کلام ہے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی مُرْھَا کی تشریح بیان کی ہے اس حدیث کے آخر سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کو پیٹ سکتا ہے مگر اس طرح نہ پیٹے جس طرح باندیوں کو پیٹا جاتا ہے۔

وَعَنْ اَیَاسِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ

حضرت ایاس بن عبداللہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَضْرِبُوْا اِمَآءَ اللّٰہِ فَجَآءَ عُمَرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ذَئِرْنَ النِّسَآءُ عَلٰی اَزْوَاجِھِنَّ فَرَخَّصَ فِیْ ضَرْبِھِنَّ فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نِسَآءٌ کَثِیْرٌ یَشْکُوْنَ اَزْوَاجَھُنَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ طَافَ بِاٰلِ مُحَمَّدٍ نِسَآءٌ کَثِیْرٌ یَشْکُوْنَ اَزْوَاجَھُنَّ لَیْسَ اُولٰٓئِکَ بِخِیَارِکُمْ (رواہ ابوداود وابن ماجہ والدارمی)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی لونڈیوں کو مت مارو پھر حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پس عرض کیا عورتیں اپنے خاوندوں پر جری ہوگئی ہیں پھر آپ نے انہیں مارنے کی اجازت دی پھر جمع ہوگئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آل کے پاس بہت سی عورتیں شکایت کرنے لگیں اپنے خاوندوں کی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے شک جمع ہوئیں محمدؐ کی آل کے پاس بہت سی عورتیں شکایت کرتی ہیں اپنے خاوندوں کی وہ لوگ تم میں سے اچھے نہیں ہیں۔

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے لوگ عورتوں کو بری طرح مارتے

Marfat.com

ہوں گے جیسا کہ دورِ جاہلیت میں صنفِ نازک کے ساتھ ایسا ناروا سلوک بھی برتا جاتا تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر ڈھائے جانے والے اور مظالم کا جس طرح سدِّباب کیا اس طرح اس ظلم کو بھی بند کیا مگر اس سے عورتیں جری ہو گئیں ۔ انہوں نے اس آزادی سے غلط فائدہ اٹھایا ۔ حضرت عمرؓ نے اس کی شکایت کی تو آپ نے معمولی مارنے پیٹنے کی اجازت دی ہو گی ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پھر کچھ لوگوں نے مارنے میں حد سے تجاوز کی ہو گی اور عورتوں نے بھی شکایت کی ہو گی اس لیے حضورؐ نے فرمایا وہ لوگ بہتر نہیں ۔

وَعَنْ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُسْئَلُ الرَّجُلُ فِيمَا ضَرَبَ امْرَأَتَهٗ عَلَيْهِ ۔

اور حضرت عمرؓ سے نقل ہے انہوں نے نقل کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا آدمی سے نہیں سوال کیا جائیگا اس میں کہ مارے اپنی بیوی کو اس پر ۔

(یہ تینوں احادیث باب عشرۃ النساء صنہ ۲۷۰ سے منقول ہیں)

تفسیر

یعنی خاوند اگر کسی نازیبا حرکت پر اپنی بیوی کو مارے تو قیامت کے دن اس سے سوال نہیں ہو گا لیکن مارنے کی جو حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے ورنہ سوال ہو گا ۔

Marfat.com

خاوند کو بیوی کے ساتھ کبھی ظرافت بھی اختیار کرنا چاہیئے

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ اِذَا دَخَلَ يَتَقَمَّعْنَ مِنْهُ فَيُسَرِّبُهُنَّ اِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِيْ ۔

(متفق علیہ)

اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گڑیوں سے کھیلتی اور میری سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تھے تو وہ آپ سے چھپ جاتی تھیں تو پھر آپ انہیں میرے پاس بھیجتے تھے پھر وہ میرے ساتھ کھیلتی تھیں

(بخاری و مسلم)

تفسیر

بچوں کا باہم کھیلنا خوش طبعی ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کو بچیوں کے ساتھ کھیلنے سے روکا نہیں بلکہ چھُپ جانے والی بچیوں کو حضرت عائشہؓ کے ساتھ کھیلنے کے لیے بھیجا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی کی ظرافت کا بھی

Marfat.com

لحاظ رکھنا چاہیئے ہر وقت غیظ و غضب کی حالت میں نہیں رہنا چاہیئے۔

وَعَنْهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَئَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبْشَةُ يَلْعَبُوْنَ بِالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ لِاَنْظُرَ اِلٰى لَعِبِهِمْ بَيْنَ اُذُنِهٖ وَعَاتِقِهٖ ثُمَّ يَقُوْمُ مِنْ اَجْلِيْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا الَّتِيْ اَنْصَرِفُ فَاقْدُرُوْا قَدْرَ الْجَارِيَةِ الْحَدِيْثَةِ السِّنِّ الْحَرِيْصَةِ عَلَى اللَّهْوِ (متفق علیہ)

اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا خدا کی قسم ہے بے شک میں نے دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑے ہوئے اپنے حجرے کے دروازے پہ اور حبشہ والے کھیل رہے تھے مسجد کے چبوترے میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر سے مجھ پر پردہ کیا ہوا تھا تاکہ میں ان کا کھیل دیکھوں آپ کے کان اور کندھے کے درمیان سے پھر آپ میری خاطر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے بس کی اندازہ لگا لو چھوٹی عمر کی لڑکی کا کتنی حریص ہوتی ہے کھیل پہ۔

تفسیر

اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ یہ تیر اندازی

Marfat.com

جو جہاد کی خاطر تھی مسجد میں جائز ہے۔ دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نابالغ بچیاں کھیل دیکھ سکتی ہیں۔ اور تیسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ خاوند کو عورت کی خوش طبعی کا بھی لحاظ کرنا چاہیئے اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ آیت پردہ اترنے سے پہلے کا ہے واللہ اعلم)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّيْ لَأَعْلَمُ إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى فَقُلْتُ مِنْ أَيْنَ تَعْرِفُ ذَالِكَ فَقَالَ إِذَا كُنْتِ عَنِّيْ رَاضِيَةً فَإِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَإِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبَى قُلْتِ لَا وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ أَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَهْجُرُ إِلَّا اِسْمَكَ

(متفق علیہ)

اور انہی سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا میں جانتا ہوں جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے اور جب مجھ سے ناراض ہوتی ہے تو میں نے کہا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوتا ہے تو آپ نے فرمایا جب تو مجھ سے راضی ہوتی ہے تو کہتی ہے یوں نہیں محمد کے رب کی قسم اور جب تو مجھ پر ناراض ہوتی تو یوں کہتی ہے نہیں ابراہیم کے رب کی قسم انہوں نے کہا ہاں خدا کی قسم یا رسول اللہ میں صرف آپ کا نام ہی چھوڑتی ہوں۔

Marfat.com

تفسیر

اس حدیثِ پاک سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید محبت تھی جب کبھی گھریلو معاملات کی وجہ سے بتقاضائے بشریت دل میں ملال آتا تو صرف آپ کا نام نامی اسم گرامی زبان پر نہیں لاتی تھیں اور دل میں آپ کی محبت اسی طرح موجزن رہتی تھی اور دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر بیوی کبھی غضب کی حالت میں ہو تو خاوند کو یہ نہیں چاہیئے کہ اس کے غصّے کی آگ کو مزید بھڑکائے بلکہ چشم پوشی سے کام لے اور ظرافت طبعی سے اس کو ٹھنڈا کرے۔

وَعَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُهُمْ بِاَهْلِهٖ۔

(رواہ الترمذی)

اور حضرت عائشہؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمام ایمانداروں میں ایمان کے لحاظ سے کامل وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو اور اپنی اہل سے نرمی کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَآءِهِمْ (رواہ الترمذی)

علیہ وسلم نے فرمایا ایمانداروں میں زیادہ کامل وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتری کرنے والا ہو۔ (ترمذی)

وَعَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ وَاِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَدَعُوْهُ (یہ چھ احادیث مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء سے نقل کی گئی ہیں)

اور ان سے ہی نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی اہل کے لیے بہتر ہے اور میں بہتر ہوں اپنی اہل کے لیے اور جب تم میں سے کوئی مر جائے تو اسے چھوڑ دو۔ (ترمذی)

ان تینوں احادیث میں ایک لفظ اَلْطَفُ آپ نے استعمال فرمایا ہے اور ایک لفظ خیر استعمال فرمایا ہے اور ایک لفظ خیار جو خیر کی جمع ہے ان سب سے مراد اپنی اہل و عیال کے ساتھ حسنِ سلوک اور خوش اخلاقی برتنا ہے جس کی تفصیل پہلی احادیث میں بیان ہو چکی ہے۔

عورتوں کا نفقہ اور ازدواجی تعلقات عبادت ہیں

وَعَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ

اور حضرت ابی ذر سے نقل ہے

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ كُلَّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلَّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلَّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَيَكُوْنُ لَهٗ فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ كَانَ عَلَيْهِ فِيْهِ وِزْرٌ فَكَذَالِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ۔

(رواہ مسلم)

انہوں نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر حمد صدقہ ہے اور ہر لا الٰہ کے صدقہ ہے اور ہر نیکی کا امر کرنے میں صدقہ ہے اور برائی سے روکنے میں صدقہ ہے اور تم میں سے ہر ایک کی شرمگاہ میں صدقہ ہے انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا پوری کرے ہم میں سے کوئی اپنی شہوت ہوگا اس کے لیے بھی اس میں اجر تو آپ نے فرمایا ذرا سوچو تم اگر ڈالے وہ اس شہوت کو حرام میں تو ہوگا اس میں گناہ اس پر پس اسی طرح ہے جب ڈالے اس شہوت کو حلال میں تو ہوگا اس کے لیے اجر (مسلم)

Marfat.com

تفسیر

ہر انسان میں اللہ تعالیٰ نے قوتِ شہوانیہ رکھی ہے اور وہ اسے کہیں نہ کہیں ضرور استعمال کرے گا۔ اگر اسے جائز محل نہ ملے تو ناجائز میں استعمال کرے گا جو ہزاروں گناہوں کا باعث بنے گا مثلاً زنا سے اس کا ایمان سلب ہوگا قطع رحمی ہوگی ناجائز اولاد کی وراثت حقوق تربیت وغیرہ متاثر ہوں گے اور بسا اوقات قتل و غارت خون ریزی وغیرہ تک نوبت آئے گی اور اگر اسے جائز محل میں استعمال کرے گا تو مذکورہ جرائم کے انسداد کے ساتھ ساتھ خیر کا سنگِ بنیاد بھی قائم ہوگا مثلاً اس کا اپنا ایمان کامل اور محفوظ ہوگا اسی طرح اس کی بیوی کا بھی ایمان سلامت رہے گا نیک اولاد پیدا ہوگی جو اس کے لیے باقیات الصالحات ہوگی اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان فرما کر میاں بیوی کے ہم بستر ہونے کے فوائد بیان فرما دیئے۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	اور حضرت ابوہریرہؓ سے
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	نقل ہے انہوں نے فرمایا
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
وَسَلَّمَ دِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ	علیہ وسلم نے فرمایا ایک
فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدِيْنَارٌ	وہ دینار ہے جسے خرچ کرے
اَنْفَقْتَهٗ فِیْ	تو اللہ کے راستے میں اور ایک
رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ	وہ دینار جسے خرچ کرے
تَصَدَّقْتَ بِهٖ	تو غلام آزاد کرنے میں اور

عَلٰی مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ ایک وہ دینار ہے جسے تو
اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی صدقہ کرے کسی مسکین پر اور
اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا ایک وہ دینار ہے جسے خرچ
اَجْرًا الَّذِیْ تو اپنی اہل پر اجر کے لحاظ
اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی سے بڑا فضیلت والا وہ ہے
اَهْلِكَ جو خرچ کیا تو نے اپنی اہل
(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الانفاق اور پر (امام مسلم نے یہ حدیث روایت
فصل الصدقہ سے نقل کی گئی ہیں) کی ہے)

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ انسان اپنے بیوی بچوں پر جو بھی خرچ کرے یعنی مکان، روٹی، کپڑا وغیرہ وہ سب عبادت ہے اور اس کا اجر و ثواب نفلی عبادت سے زیادہ ہے اس کی دو وجہ ہیں اوّل یہ ہے کہ اس سے صلہ رحمی پیدا ہوتی ہے جس کی تفصیل ہم ابتدا میں بیان کر چکے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرنا انسان کا فریضہ ہے اور دوسری نفلی عبادت میں خرچ کرنا جائز ہی نہیں جب تک کہ اپنے اہل و عیال سے فالتو نہ ہو اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے گا تو اپنے اہل و عیال کی حق تلفی کرے گا یہ عند اللہ جائز نہیں ہے یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اپنے پاس جو ہو اسے تو صدقہ کر دے اور خود یا اس کی بیوی بچے مانگتے پھریں چنانچہ اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ اور اپنا ہاتھ اپنی گردن کے

Marfat.com

مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ۝ (سورہ بنی اسرائیل آیت ۲۹)

ساتھ بندھا ہوا مت رکھ اور اسے بالکل مت کھول پھر تو پشیمان اور تہی دست ہو کر بیٹھ رہے گا۔

تفسیر

اس آیت کریمہ کے پہلے جملے میں جو فرمایا کہ اپنے ہاتھ کو گردن کے ساتھ بندھا ہوا مت رکھ یہ کنایہ ہے کنجوسی سے یعنی کنجوس مت بن بلکہ اللہ تعالیٰ نے جو عنایت فرمایا ہے اس میں سے خرچ کر اور دوسرے جملے کا مقصد یہ ہے کہ سارا خرچ نہ کرنا پھر خالی ہاتھ ہو جائے گا۔ دستِ حسرت ملو گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا ہے نہ خرچ کرتا تو اچھا ہوتا اور اسی طرح کا ایک ارشاد گرامی ایک اور جگہ پر بھی موجود ہے۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا (سورہ فرقان آیت نمبر ۶۷)

اور اللہ کے نیک بندے وہ ہیں جب خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور تنگی بھی نہیں کرتے اور ان کا خرچ اعتدال ہوتا ہے۔

تفسیر

ان دونوں آیتوں کا ماحصل یہ ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ بھی کرنا چاہیئے لیکن سارا خرچ نہیں کر سکتا بلکہ اپنے اہل و عیال

Marfat.com

سے جو فالتو ہو وہی خرچ کرے۔

شبہ اور اس کا جواب

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا خرچ کرنا ثابت ہے اور اسی طرح بعض صحابہؓ سے اور آپؐ کی بعض ازواج مطہرات سے بھی سارا خرچ کرنا ثابت ہے کیا پھر انہوں نے یہ قرآن کے خلاف کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان جیسا کامل ایمان سب کا نہیں ہے کہ خرچ کر کے افسوس کریں ان کا تو ایمان یہ تھا خرچ کریں گے تو اللہ تعالیٰ فوراً عطا فرمائے گا اس کے بے شمار نمونے موجود ہیں انہیں یہاں بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

عورت پر خاوند کی اطاعت کرنا لازم ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ	اور حضرت ابوہریرہؓ سے
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	روایت ہے انہوں نے
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی
اِذَا دَعَا الرَّجُلُ	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
اِمْرَأَتَهٗ اِلٰى	آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی
فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ	طرف بلائے پس وہ انکار
فَبَاتَ غَضْبَانَ	کرے پھر وہ مرد اس سے
لَعَنَتْهَا الْمَلَآئِكَةُ	ناراض رات گزارے تو فرشتے
حَتّٰى تُصْبِحَ	اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں
(متفق علیہ)	یہاں تک کہ صبح کرے

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَھُمَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْا اِمْرَأَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَتَاْبٰی عَلَیْہِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْھَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْھَا

اور امام بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے انہوں نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ پاک میں میری جان ہے جو بھی آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے پھر وہ اس کے پاس جانے سے انکار کرے تو آسمان والی ذات ناراض ہی رہتی ہے جب تک خاوند اس پر راضی نہ ہو۔

تفسیر

حدیث میں جو صبح کا ذکر آیا ہے یہ قید احترازی نہیں بلکہ عرف کے لحاظ سے ہے کیونکہ میاں بیوی عموماً رات کو ہمبستر ہوتے ہیں۔ اگر دن کو ہمبستر ہونا چاہیں تو بھی جائز ہے اور اگر خاوند بیوی کو دن میں اپنی خواہش نفسانی کے لیے طلب کرے اور وہ نہ آئے تو اسی طرح گناہگار ہوگی جس طرح کہ رات کو انکار پر گناہ گار ہوتی ہے اور یہ گناہ گار اس وقت ہوگی جب اس میں عذر شرعی نہ ہو مثلاً حیض کی حالت یا اور کوئی شدید مرض ان حالات میں اگر خاوند کی طلبی پر اس کے پاس نہ جائے تو گناہ گار نہیں ہوگی اور بحالتِ حیض بھی انکار سے اس وقت گناہ گار نہیں ہوگی۔

اگر خاوند اس کی شرمگاہ کو استعمال کرنا چاہے اور اگر اس حالت میں خاوند اسے بوس وکنار کے لیے طلب کرے اور وہ نہ آئے تو بھی گناہ گار ہوگی کیونکہ بحالت حیض اپنی بیوی سے بوس وکنار اور اس کے ساتھ لیٹنا جائز ہے اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ انکار ناجائز اس لیے ہے کہ خاوند اس پر جو خرچ کرتا ہے روٹی کپڑا مکان وغیرہ مہیا کرتا ہے تو اس لیے کہ وہ اس عورت سے یہ استفادہ کرے اور یہ اس کا حق ہے اگر وہ عورت اس کا یہ حق روکتی ہے تو عند اللہ بہت بڑی مجرم ہے اس کے لیے خاوند کی یہ حق تلفی جائز نہیں اور اگر ان حالات میں وہ اپنی بیوی کا نان نفقہ بند کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔ بحث کا خلاصہ اور لب لباب یہ نکلا کہ شریعت کے دائرہ میں رہ کر خاوند اپنی بیوی کو جو بھی حکم دے تو اس کی اطاعت ضروری ہے اور اگر شرعی احکامات کے خلاف وہ حکم دیتا ہے تو پھر اس کی اطاعت جائز نہیں۔

وَعَنْ طَلْقِ ابْنِ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا الرَّجُلُ دَعَا زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَأْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ

اور حضرت طلق بن علی سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لیے بلائے تو اسے جانا چاہیئے اگرچہ وہ تنور پر ہو

(ترمذی)

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء سے نقل کی گئی ہیں۔)

Marfat.com

تفسیر

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ عورت کسی بہت ہی اہم کام میں لگی ہوئی ہو مثلاً روٹی وغیرہ پکا رہی ہو اور خاوند اس کو اپنی حاجت براری کے لیے طلب کرے تو اسے وہ تمام ضروری کام چھوڑ کر خاوند کے پاس جانا چاہیئے اگر نہیں جائے گی تو گناہ گار ہوگی کیونکہ باقی جو اس کا کام ہوگا تو وہ بھی خاوند کا ہی ہوگا اور وہ وہی کام چھڑانا چاہتا ہے تو وہ چھوڑ دے اگر نقصان ہوگا تو خاوند کا ہوگا۔

خاوند کی اطاعت نفلی عبادت سے مقدم ہے

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ	اور ابی سعید سے روایت ہے
قَالَ جَآءَتْ اِمْرَاَۃٌ	انہوں نے فرمایا آئی ایک
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی	عورت رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم کے پاس اور ہم بھی
وَنَحْنُ عِنْدَہٗ فَقَالَتْ	آپ کے پاس تھے پس اس
زَوْجِیْ صَفْوَانُ ابْنُ	نے کہا میرا خاوند صفوان ابن
الْمُعَطَّلِ یَضْرِبُنِیْ	معطل مجھے مارتا ہے جب
اِذَا صَلَّیْتُ وَیُفْطِرُنِیْ	میں نماز پڑھتی ہوں اور میرا
اِذَا صُمْتُ وَلَا یُصَلِّیْ	روزہ توڑ دیتا ہے جب میں
الْفَجْرَ حَتّٰی تَطْلُعَ	روزہ رکھتی ہوں اور خود فجر

الشَّمْسُ وَ قَالَ — کی نماز بھی نہیں پڑھتا جب تک
وَ صَفْوَانٌ عِنْدَهٗ — کہ سورج نہ نکلے ۔ راوی نے
قَالَ فَسَأَلَهٗ عَمَّا — کہا اور صفوان بھی آپ کے
قَالَتْ فَقَالَ يَا — پاس موجود تھے ۔ راوی نے
رَسُوْلَ اللّٰهِ آمَّا — کہا پس رسول اللہ نے اس
قَوْلُهَا يَضْرِبُنِيْ اِذَا — سے پوچھا اس کے بارے
صَلَّيْتُ فَاِنَّهَا تَقْرَاُ — میں جو اس عورت نے کہا
بِسُوْرَتَيْنِ وَقَدْ — اس نے کہا اے اللہ کے
نَهَيْتُهَا فَقَالَ — رسول بہرحال اس کا کہنا کہ وہ
فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ — مجھے مارتا ہے جب میں نماز
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — پڑھتی ہوں پس وہ پڑھتی ہے
وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتْ — دو سورتیں حالانکہ میں نے
سُوْرَةً وَاحِدَةً — اس کو روکا ہے ۔ راوی نے
لَكَفَتِ النَّاسَ — کہا پس فرمایا اسے رسول اللہ
قَالَ وَ آمَّا — صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر
يُفْطِرُنِيْ اِذَا — ہوتی ایک سورۃ تو کفایت
صُمْتُ فَاِنَّهَا — کرتی ۔ لوگوں کو کہا صفوان نے
تَنْطَلِقُ تَصُوْمُ وَ اَنَا — بہرحال اس کا کہنا میرا روزہ
رَجُلٌ شَابٌّ فَلَا — توڑ دیتا ہے جب میں روزہ
اَصْبِرُ فَقَالَ رَسُوْلُ — رکھتی ہوں پس بے شک وہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — مسلسل روزہ رکھنا ہی شروع

Marfat.com

وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُ اِمْرَأَةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا وَاَمَّا قَوْلُهَا اِنِّیْ اُصَلِّیْ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِنَّا اَهْلُ بَیْتٍ قَدْ عُرِفَ لَنَا ذَالِکَ لَا نَکَادُ نَسْتَیْقِظُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَالَ فَاِذَا اِسْتَیْقَظْتَ یَا صَفْوَانُ فَصَلِّ۔

(مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء)

کر دیتی ہے اور میں جوان آدمی ہوں صبر نہیں کر سکتا پس فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ روزہ رکھے کوئی عورت مگر اپنے خاوند کی اجازت سے اور بہر حال اس کا کہنا کہ میں نماز نہیں پڑھتا یہاں تک کہ سورج نہ نکلے پس بے شک ہم ایسے گھروں والے ہیں ہمارے بارے میں مشہور ہے ہم بیدار ہی نہیں ہوتے جب تک کہ سورج نہ نکلے تو آپ نے فرمایا جب تو بیدار ہو اے صفوان تو نماز پڑھ۔ (اس حدیث کو ابوداود اور ابن ماجہ سے روایت کیا ہے)

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے نفلی عبادت سے اپنے خاوند کے حقوق مقدم ہیں نہ کہ فرضی عبادت سے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاوند کے خلاف شکایت کرنیوالی عورت

Marfat.com

کو یہ نہیں فرمایا کہ نماز نہ پڑھ بلکہ فرمایا کہ اپنی قرأت کو مختصر کر دے یعنی اتنی قرأت کفایت کرتی ہے جس سے فرض نماز ادا ہو جائے کیونکہ لمبی قرأت مستحب ہے فرض نہیں ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ کوئی اپنے خاوند کی اجازت کے سوا روزہ نہ رکھے اس سے مراد بھی نفلی روزہ ہے فرض نہیں ہے کیونکہ فرضی عبادت کے ترک کرنے پر خاوند کو اختیار حاصل ہے کہ اپنی بیوی کو مار بھی سکتا ہے اس کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

خاوند کا مرتبہ اور اس کا گھریلو کام وغیرہ

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ (رواہ الترمذی)

اور حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اللہ کے سوا کسی کے سامنے کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے۔ (ترمذی)

وَعَنْ قَیْسِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ اَتَیْتُ

اور قیس ابن سعد سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں حیرہ

Marfat.com

الْحِيْرَةَ فَرَئَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمُرْزُبَانَ لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقٌّ اَنْ يُّسْجَدَ لَهٗ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ اَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَئَيْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِمُرْزُبَانَ لَهُمْ فَاَنْتَ اَحَقُّ بِاَنْ يُّسْجَدَ لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَئَيْتَ لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ لَا تَفْعَلُوْا لَوْ كُنْتُ اٰمُرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ النِّسَآءَ اَنْ

گیا میں نے انہیں دیکھا کہ وہ
اپنے سردار کو سجدہ کرتے
ہیں تو میں نے کہا البتہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ
حق رکھتے ہیں کہ انہیں سجدہ
کیا جائے پس میں آیا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس میں نے کہا میں حیرہ گیا
تھا میں نے انہیں دیکھا ہے
وہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے
ہیں پس آپ زیادہ حق دار
ہیں کہ آپ کو سجدہ کیا جائے
پس آپ نے مجھے فرمایا سوچو
تم اگر گزرو گے تم میری قبر
کے پاس سے تو سجدہ کرو گے
اس کو تو میں نے کہا نہیں پس
آپ نے فرمایا مجھے مت
سجدہ کرو اگر میں اللہ کے
سوا غیر کے سامنے سجدہ کا
حکم دیتا تو عورتوں کو حکم دیتا
کہ اپنے خاوندوں کو سجدہ

Marfat.com

يَسْجُدْنَ لِاَزْوَاجِهِنَّ بِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (رواہ ابوداود)

کرتیں اس لیے کہ اللہ نے ان خاوندوں کا ان پر حق رکھا ہے۔ (ابوداود)

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَجَآءَ بَعِيْرٌ فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا اَخَاكُمْ وَلَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ

اور حضرت عائشہ سے نقل ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت میں تھے ایک اونٹ آیا اور اس نے آپ کو سجدہ کیا تو آپ کے صحابہؓ نے فرمایا اے رسول اللہ جانور اور درخت آپ کو سجدہ کرتے ہیں پھر ہم تو زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں آپ نے فرمایا عبادت کرو اپنے رب کی اور عزت کرو اپنے بھائی کی اگر میں خدا کے سوا کسی اور کے سامنے سجدہ کی اجازت دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند

Marfat.com

لِزَوجِهَا وَلَوْ اَمَرَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِنْ جَبَلِ اَصْفَرَ اِلٰى جَبَلِ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلِ اَسْوَدَ اِلٰى جَبَلِ اَبْيَضَ كَانَ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تَفْعَلَهٗ

کو سجدہ کرتی اور اگر وہ خاوند اس کو حکم دے کہ لے جائے پتھر پہاڑ زرد سے طرف پہاڑ کالے کے یا لے جائے پتھر پہاڑ کالے سے طرف پہاڑ سفید کے تو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ کرے۔ (امام احمد)

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء سے نقل کی گئی ہیں۔)

تفسیر

ان تینوں احادیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ ہے کہ غیر خدا کے سامنے سجدہ کی اجازت نہیں ہے خواہ نبی ہو یا ولی یا بادشاہ یا خاوند وغیرہ یہ سجدہ صرف اور صرف اللہ کا حق ہے کسی اور کا حق نہیں ہے اور سجدہ دو قسم کا ہے ایک سجدہ عبادت اور ایک سجدہ تعظیمی ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اگر مسجود کو نفع اور نقصان کا مالک تصور کر کے سجدہ کرے تو وہ سجدۂ عبادت ہوگا اور اسے مالک تصور نہ کرے بلکہ اسے ایک بزرگ ہستی تصور کر کے سجدہ کرے تو وہ سجدہ تعظیمی ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں یہ ہی تفصیل لکھی ہے اور سجدہ عبادت غیر اللہ کے سامنے شرک ہے اور کفر ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا اس پر اتفاق و اتحاد رہا ہے کبھی بھی کسی نبی نے خدا کے سوا کسی اور کے سامنے یا اپنے

سامنے اس کی اجازت نہیں دی اور نہ ہی کسی کی قبر کے سامنے اس کی اجازت دی کیونکہ یہ صرف اللہ جلّ مجدہ کا حق ہے کیونکہ وہی سب کا خالق و مالک مربّی و محسن ہے اور کسی میں یہ صفات ہیں ہی نہیں تو ان کی باج گزاری کیوں کی جائے چنانچہ اللہ پاک کا ارشادِ گرامی ہے۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ	نہیں حق واسطے کسی آدمی
يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ	کے جسے اللہ تعالیٰ کتاب
وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ	حکم اور نبوۃ دے پھر وہ
يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا	لوگوں سے کہے کہ تم اللہ
عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ	کے سوا میرے بندے بن
اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا	جاؤ لیکن وہ تو یہ کہے گا کہ
رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ	تم اللہ والے بن جاؤ اس
تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا	لیے کہ تم کتاب پڑھاتے ہو
كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝	اور خود بھی پڑھتے ہو اور وہ
وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ	تمہیں یہ حکم نہیں دے گا کہ
تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ	تم فرشتوں اور انبیاء کو رب
وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ	مانو کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دے
اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ	گا بعد اس کے جب تم
بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ	مسلمان ہو۔

(سورہ آل عمران، آیت ۷۹-۸۰)

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ	سورج اور چاند کو مت سجدہ
وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا	کرو اور اس ذات کو سجدہ

Marfat.com

للہ الذی خلقھن	کرو جس نے انہیں پیدا کیا ہے
ان کنتم ایاہ	اگر تم خاص اسی کی بندگی کرتے
تعبدون (سورہ حٰمٓ سجدہ	ہو۔
آیت ۳۷)	

ان آیتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کے سامنے سجدہ کی اجازت نہیں۔ سجدہ صرف اس ذات کا حق ہے جو سب کا خالق و مالک ہے ایک لاکھ اور چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام اسی مقصد کے لیے دُنیا میں بھیجے گئے ہیں تو امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے سامنے سجدہ کی اجازت کیسے دے سکتے تھے بلکہ آپ نے تو ان یہود و نصاریٰ کو بددُعا دی ہے کہ اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے یہود و نصاریٰ پر کیونکہ انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا اور سجدہ تعظیمی کی پہلے انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں اجازت تھی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اس کو منسوخ کر دیا گیا ہے کیونکہ اس سے شرک کی ایک راہ کھلتی ہے اس لیے آپ نے اس کو بند کیا ہے اور نماز کی بقیہ کیفیت رکوع دست بستہ قیام دوزانو ہو کر بیٹھنا بھی اسی میں شامل ہے یعنی اگر اس بزرگ ہستی کو یا اس کی قبر کو نفع و نقصان کا مالک یقین کر کے یہ کیفیات اختیار کرے تو شرک ہے اور اگر اسے نیک ہستی تصور کر کے ادب کے طور پر ایسا کرے تو شرک نہیں ہے تاہم اس سے اجتناب بہتر ہے کیونکہ بھولا ہوا اس سے گمراہ ہو سکتے ہیں۔

اور دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیوی کے لیے اپنے خاوند کا مرتبہ

Marfat.com

بہت بلند ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر شئے کا حقیقی خالق و مالک مربّی و محافظ تو اللہ ہے مگر اس نے ہر شئے کی تخلیق و تربیت اور حفاظت کا ایک نظام مقرر کیا ہے کچھ اسباب اور وسائل رکھے ہیں جن کے ذریعہ ہی فیضانِ خداوندی دوسروں تک پہنچتا ہے اور میاں بیوی اس فیضان کا عظیم ذریعہ ہیں اس لیے ان میں سے ہر ایک کو اس خالق حقیقی اور قادر مطلق کی طرف سے تعلیم دی گئی ہے کہ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا پاس رکھیں اور ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ان کے لیے مثل اس کے جو ان پر ہے دستور کے مطابق وعاشروھن بالمعروف اور زندگی بسر کرو ان کے ساتھ دستور کے موافق کے تحت خاوند کا فرض ہے کہ اگر صاحب حیثیت اور ثروت ہے تو دو یا ایک خادم عورت کے لیے رکھے اور اگر غریب ہے تو پھر اپنی بیوی سے گھر کا کام لے سکتا ہے مگر یہ عورت کا اخلاقی فریضہ ہے حق نہیں بہرحال جب مرد نے اس عورت کو اپنی رفیقۂ حیات بنایا ہے تو گردش کے زمانہ میں رفیقہ ہونے کا ثبوت دے اور جہاں تک اس سے ہو سکتا ہے ایسے خاوند کا ہاتھ بٹائے اس کا ساتھ دے

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و در ماندگی

نیز اگر خاوند اپنی بیوی کو اپنے والدین کی خدمت کا حکم دے تو اخلاقی طور پر تو اسے یہ کام کرنا چاہیئے لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کی مرضی ہے یہ اس کا شرعی حق نہیں اور خاوند اس پر اس سلسلہ میں جبر نہیں کر سکتا اگر وہ اسے مارے گا یا طلاق دے گا تو ظلم ہوگا۔ اس وقت

Marfat.com

معاشرہ میں اس صنفِ نازک پر انتہائی ظلم ہو رہا ہے اور ان کا کوئی پُرسانِ حال نہیں اور ملک میں بننے والی کوئی بھی حکومت ابھی تک اس صنف کو انصاف مہیا نہیں کر سکی ۔ جب کسی کی بچی بیاہ کر گھر میں لائی جاتی ہے تو ایک نوکرانی سے بھی زیادہ اس کے ساتھ بدسلوکی برتی جاتی ہے ۔ سارے گھر کا کام بھی کرواتے ہیں اور کھانے کے لیے دو وقت روٹی ملتی ہے ۔ پہننے کے لیے کپڑا مل جاتا ہے ۔ خاوند کا ڈنڈا سر پر معلق رہتا ہے ابھی طلاق دے دوں گا ابھی نکال دوں گا اور ساس ، خُسر، دیور، جیٹھ اور نند کے طعنوں کے تحائف الگ چنانچہ اس سلسلہ میں بہت سی مظلوم بچیاں یا تو زہر کھا کر مر جاتی ہیں یا پھر وہ زندگی بھر کی نوکرانی ، آہ و بکا ، گریہ وزاری کے ساتھ یہ تلخ زندگی بسر کرتی ہیں اور ہر وقت ان کی زبان پر یہ کلمہ جاری رہتا ہے اے اللہ آپ نے ہمیں پیدا کیوں کیا الٰہی کیوں نہیں آتی قیامت ماجرا کیا ہے اور بعض عورتوں کو بھی اپنے خاوندوں کی مجبوریوں کا احساس نہیں اور وہ ناروا قسم کے مطالبات سے انہیں پریشان کرتی ہیں جس کی وجہ سے یا تو وہ خودکشی کرتے ہیں یا پھر انہیں طلاق دیتے ہیں جس کی وجہ سے بنا بنایا یہ گھر اُجڑ جاتا ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ فریقین دین کی تعلیم سے بے خبر ہیں ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور فرمان سے بھی اس سابقہ مضمون کی تائید ہوتی ہے ۔

عَنِ ابْنِ اَعْبُدٍ قَالَ	ابن اعبد سے روایت ہے
قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اُحَدِّثُکَ	انہوں نے فرمایا کہ مجھے حضرت
عَنِّیْ وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ	علیؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	اپنی اور فاطمہ بنت رسول اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مِنْ اَحَبِّ اَهْلِهٖ اِلَيْهِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ اِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى اَثَّرَ فِيْ يَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى اَثَّرَ فِيْ نَحْرِهَا وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَدَمٌ فَقُلْتُ لَوْ اَتَيْتِ اَبَاكِ ۝ فَسَئَلَيْهِ خَادِمًا فَاَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهٗ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ فَاَتَاهَا مِنَ الْغَدِ فَقَالَ مَا كَانَ حَاجَتُكِ فَسَكَتَتْ فَقُلْتُ اَنَا اُحَدِّثُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَرَّتْ بِالرَّحٰى

صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ بتاؤں حالانکہ وہ آپ کو اپنی ساری اہل سے زیادہ پیاری تھی۔ میں نے کہا ہاں بتائیں انہوں نے فرمایا کہ وہ چکی چلاتی تھی اور اس کے ہاتھوں میں اس کا اثر پڑ گیا اور وہ مشکیزے میں پانی پلاتی تھی یہاں تک کہ اس کی گردن میں اس کا اثر پڑ گیا اور گھر صاف کرتی تھی یہاں تک کہ اس کے کپڑے غبار آلود ہو گئے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خادم آ گئے میں نے کہا اگر تو اپنے والد کے پاس چلی جائے ان سے ایک خادم مانگ لے تو اچھا ہوگا پس وہ گئی تو آپ کے پاس کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے تو واپس آ گئی تو آپؐ خود دوسرے دن اس کے پاس

حَتّٰی اَثَّرَتْ فِیْ یَدِهَا
وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ
حَتّٰی اَثَّرَتْ فِیْ
نَحْرِهَا فَلَمَّا اَنْ
جَآءَكَ الْخَدَمُ اَمَرْتُهَا
اَنْ تَاْتِیَكَ
فَتَسْتَخْدِمُكَ خَادِمًا
یَقِیْهَا حَرَّ مَا هِیَ
فِیْهِ قَالَ اتَّقِی
اللّٰهَ یَا فَاطِمَةُ
وَاَدِّیْ فَرِیْضَةَ رَبِّكِ
وَاعْمَلِیْ عَمَلَ
اَهْلِكِ فَاِذَا اَخَذْتِ
مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِیْ
ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ
وَاحْمَدِیْ ثَلٰثًا وَّ
ثَلٰثِیْنَ وَكَبِّرِیْ
اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ
فَتِلْكَ مِائَةٌ
فَهِیَ خَیْرٌ لَّكِ
مِنْ خَادِمٍ

آئے اور فرمایا تمہاری کیا حاجت
تھی پھر وہ خاموش ہو گئی تو
میں نے کہا کہ میں آپ کو بتاتا
ہوں اے اللہ کے رسول
یہ چکی چلاتی ہے یہاں تک کہ
اس کے ہاتھوں میں اثر پڑ
گیا ہے اور مشک اٹھا کر لاتی
ہے یہاں تک کہ اس کی گردن
میں اثر پڑ گیا ہے پس جب آپ
کے پاس خادم آئے تو میں نے
اسے کہا کہ وہ آپ کے پاس
جائے اور آپ سے کوئی
خادم مانگے جو اسے اس گرمی
سے بچائے جس میں وہ مبتلا
ہے آپ نے فرمایا فاطمہ اللہ
سے ڈر اور اپنے رب کا
فریضہ ادا کر اور اپنی اہل کا کام
کر اور جب تو اپنے بستر کی
جگہ جائے تو تینتیس[۳۳] مرتبہ
سبحان اللہ اور تینتیس[۳۳] مرتبہ
الحمد للہ اور چونتیس[۳۴] مرتبہ

Marfat.com

فَقَالَتْ رَضِيتُ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُولِهٖ (ابوداؤد ج ۳ ص ۵۱۴ کتاب الخراج)

اللہ اکبر پڑھ یہ سو ہیں اور یہ تیرے لیے خادم سے بہتر ہے تو اس نے کہا کہ میں اللہ سے اور اللہ کے رسول سے راضی ہوں (یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے)

تفسیر

اس حدیث پاک سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ تمام مستحقین تک پہنچانا ضروری نہیں جہاں تک پہنچ سکتا ہے وقت کا سربراہ پہنچائے اور مالِ غنیمت اس مال کو کہتے ہیں جو دورانِ جہاد کافروں کا مال مسلمان مجاہدین حاصل کریں اس کی تقسیم کا طریقہ قرآن میں یہ بتایا ہے کہ اس کے پانچ حصّے بنائے جائیں۔ چار مجاہدین میں تقسیم ہونگے اور پانچویں حصّہ کے پانچ مستحقین بنائے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اقربا، یتامیٰ، مساکین اور مسافر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب ایسا مال آیا تو آپ نے قرآنی اصول کے موافق چار حصّے تو مجاہدین میں تقسیم فرمائے ہوں گے اور پانچواں حصّہ اس کے مستحقین، یتامیٰ اور مساکین میں تقسیم فرمایا اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے کچھ نہیں رکھا اور غالباً یہ وہی موقعہ ہے کہ بیویوں نے بھی اپنے اپنے روزینے میں اضافے کا مطالبہ کیا اور آپ کی سب سے زیادہ پیاری بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنی بے بسی کا حال بیان کرکے

ایک خادم کا مطالبہ کیا ۔ آپ بظاہر تو خاموش رہیں مگر حضرت علیؓ نے آپ کی خود ترجمانی فرمائی اس اعتبار سے آپ کا ہی مطالبہ تصور ہوگا ۔ بیوں کو تو اللہ تعالیٰ نے خود جواب دیا ہے جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور آپ نے اپنی بیٹی کو جس احسن پیرائے سے جواب دیا ہے اس کی نظیر بنی نوع انسان میں نہیں ملتی اور یہ ایک پیغمبر کی شان اور اس کی زبان ہی ہو سکتی ہے ۔ آپؐ نے فرمایا فاطمہؓ اللہ سے ڈر اپنے اہل وعیال کی خدمت کر یہ اللہ کی طرف سے تیرا فریضہ ہے اور رات کو سوتے وقت تینتیس[۳۳] مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس[۳۳] مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس[۳۴] مرتبہ اللہ اکبر پڑھا کر یہ تیرے لیے اس غلام سے بہتر ہے اور اس پیاری بیٹی نے سُن کر سوائے کسی شکوے اور شکایت کے ادباً عرض کیا کہ میں اللہ اور اس کے رسول پر راضی ہوں اور دوسرا اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنی ضروریات اور اپنی اہل وعیال کی ضروریات پر یتامیٰ اور مساکین کو ترجیح دی حالانکہ ایسے موقعہ پر لوگ اپنے لیے اور اپنے اقربا کے لیے دولت سمیٹتے ہیں اور غرباً مساکین سے چھین کر بھی اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں اور آپ نے یہ ایک فقید المثال نمونہ پیش کر کے بتا دیا کہ مسلمان سربراہوں کو اپنی رعایا کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہیے چنانچہ آپؐ کے خلفاء نے بھی یہی طریقہ اپنایا مگر وہ عملی نمونے پیش کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ کتاب مختصر ہے اور دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو انسانی ہمدردی کا دم بھرتے ہیں لیکن چہ نسبت خاک را بعالم پاک، ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور ہوتے ہیں بقول شاعر ؎

پرواز ہے دونوں کی اسی ایک جہاں میں
کرگس کا جہاں اور ہے شاہیں کا جہاں اور

Marfat.com

اور تیسرا اس حدیثِ پاک سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر خاوند غریب ہو تو اس کی بیوی کو اس کے گھر کام کاج کرنا چاہیئے چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ڈانٹا ہے اور سخت الفاظ فرمائے ہیں چنانچہ ارشاد ہوتا ہے اِتَّقِی اللّٰہَ یا فاطمہ اے فاطمہ اللہ سے ڈر یہ جملہ ایسے موقعہ پر ہی استعمال کیا جاتا ہے جہاں ضابطہ اور اصول کی خلاف ورزی سے عذاب آنے کا اندیشہ ہو۔ معلوم ہوا کہ خاوند اگر بیوی کی خدمت کا محتاج ہو اور وہ خدمت نہ کرے تو گناہ گار ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا اور اسی طرح کعب بن مالک والی حدیث سے بھی اسی مضمون کی تائید ہوتی ہے مگر طوالت کے ڈر سے ہم اس سے صرفِ نظر کرتے ہیں۔

خاوند کی فرمانبرداری کی فضیلت

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ	اور حضرت انسؓ سے روایت
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی	ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اَلْمَرْاَۃُ اِذَا اَصَلَّتْ	نے فرمایا عورت جب اپنی
خَمْسَھَا وَصَامَتْ	پانچ نمازیں پڑھے اور اپنے
شَھْرَھَا وَاَحْصَنَتْ	مہینے کے روزے رکھے
فَرْجَھَا وَاَطَاعَتْ	اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت
بَعْلَھَا فَلْتَدْخُلْ	رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری
مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ	کرے جنت کے جس

Marfat.com

الْجَنَّةِ شَآءَتْ ۔ (رواہ ابونعیم فی الحلیہ)

دروازے سے چاہے گی داخل ہوگی۔

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَيُّمَا اِمْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ (رواہ الترمذی)

اور حضرت امّ سلمہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت مرجائے اور اس کا خاوند اس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ النِّسَآءِ خَيْرٌ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّهٗ اِذَا نَظَرَ وَتُطِيْعُهٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهٗ فِیْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهَا بِمَا يَكْرَهُ (رواہ النسائی والبیہقی فی شعب الایمان)

اور ابی ہریرہؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کون سی عورتیں بہتر ہیں آپ نے فرمایا جو خوش کرے اس مرد کو جب وہ اسے دیکھے اور اطاعت کرے اس مرد کی جب وہ اسے حکم دے اور نہ مخالفت کرے اس کی اپنے نفس میں اور نہ اپنے مال میں جسے وہ مرد پسند نہ کرے۔

Marfat.com

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ اُعْطِيْهُنَّ فَقَدْ اُعْطِيَ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ قَلْبٌ شَاكِرٌ وَّلِسَانٌ ذَاكِرٌ وَبَدَنٌ عَلَى الْبَلَاءِ صَابِرٌ وَزَوْجَةٌ لَا تَبْغِيْهِ خَوْنًا فِيْ نَفْسِهَا وَلَا مَالِهٖ

اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار چیزیں جس کو دی جائیں اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی دے دی گئی ہے دل شکر گزار[1] زبان[2] ذکر کرنے والی بدن[3] مصیبت پر صبر کرنے والا اور بیوی[4] جو نہ تلاش کرے خیانت اپنی ذات میں اور نہ اس کے مال میں۔

(یہ چاروں احادیث مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء سے منقول ہیں)

تفسیر

ان چاروں احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک وہی عورتیں اچھی اور بہتر ہیں جو اپنے خاوندوں کی تابعدار ہوتی ہیں اور اصل مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہے۔ جب اللہ راضی ہو جائے تو سب کچھ حاصل ہو جائے گا اور آج کل موجودہ معاشرہ میں جو عائلی جھگڑے ہیں وہ صرف اس لیے ہیں کہ لوگوں نے اس ازدواجی زندگی کا مقصد سفر آوارگی سمجھ لیا ہے۔ رضا الٰہی پیشِ نظر نہیں ہے اور سلامی

تعلیمات کی روح سے بے خبر ہیں - ہمارے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو طرزِ تعلیم ہے اس سے آوارگی ہی پیدا ہوتی ہے اس لیے تاریکی کی وادیوں میں بھٹک رہے ہیں اور ٹھوکریں کھا رہے ہیں -

خاوند کی نافرمانی کی سزا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَی الرَّجُلُ اِمْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ (متفق علیہ)

اور ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی عورت کو اپنے بستر کی طرف بلائے پھر وہ انکار کرے پھر وہ خاوند اس سے ناراض رات گزارے تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ صبح ہو جائے (اس حدیث پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْا اِمْرَأَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَأْبٰی

اور ان دونوں کی ایک روایت میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے دستِ پاک میں میری جان ہے کہ جو آدمی اپنی عورت کو

Marfat.com

عَلَيْهِ اِلَّا كَانَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَيْهَا حَتّٰى يَرْضٰى عَنْهَا

اپنے بستر کی طرف بلائے پھر وہ انکار کرے تو آسمان کی ذات (اللہ) اس سے ناراض رہتی ہے جب تک کہ وہ خاوند اس سے راضی نہ ہو۔

وَعَنْ مُعَاذٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِى امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِى الدُّنْيَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِيْلٌ يُوْشِكُ اَنْ يُّفَارِقَكِ اِلَيْنَا (رواہ الترمذی و ابن ماجہ)

اور حضرت معاذ سے روایت ہے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے آپ نے فرمایا نہیں تکلیف دیتی کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں مگر کہتی ہے اس کی بیوی حوروں میں سے اس کو مت تکلیف دو اللہ تجھے ہلاک کرے وہ تیرے پاس مسافر ہے عنقریب وہ تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس آئے گا۔ (ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث نقل کی ہے)

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

اور جابر سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

وَسَلَّمَ ثَلٰثَۃٌ لَا یَقْبَلُ لَھُمْ صَلٰوۃٌ وَلَا یَصْعَدُ لَھُمْ حَسَنَۃٌ اَلْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَوَالِیْہِ فَیَضَعَ یَدَہٗ فِیْ اَیْدِیْھِمْ وَالْمَرْأَۃُ السَّاخِطُ عَلَیْھَا زَوْجُھَا وَالسُّکْرَانُ حَتّٰی یَصْحُوْا۔

فرمایا تین آدمیوں کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی اور ان کی کوئی نیکی درجہ قبول نہیں پاتی۔ ایک بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ واپس آکر اپنا ہاتھ مالکوں کے ہاتھوں میں نہ دے دوسرا وہ عورت اس کا خاوند اس پر ناراض ہو اور تیسرا نشئی یہاں تک کہ ہوش میں آجائے۔

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء سے منقول ہیں)

تفسیر

ان تینوں احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس عورت پر خاوند ناراض ہو اس پر اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے فرشتے اور جنت کی حوریں بھی اس پر لعنت اور نفرین کرتے ہیں اور اس کے لیے بد دُعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ خاوند اس پر راضی نہ ہو اب ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے کہ آخر کار یہ عورت اتنی کیوں مبغوض ہے تو بات اصل میں یہ ہے کہ شادی یا نکاح کا اصل مقصد نسل انسانی کی ترقی اور سکون ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ اس

جوڑے کے تعلقات اللہ پاک کے بتائے ہوئے اصول اور قواعد وضوابط کے مطابق استوار ہوں ورنہ یہ یونٹ ناکام ہو جائے گا اور ترقی کی راہ میں رکاوٹ پیدا ہوگی اور جو بھی فریق اس کا باعث بنے گا وہ ہی اس کا ذمہ دار بھی ٹھہرے گا اور مذکورہ صورتوں میں چونکہ عورت باعث ہے اس لیے وہ لعنت کی ذمہ دار ٹھہرائی گئی ہے۔ اعاذ اللہ

عورت کو اپنے خاوند کے ساتھ ظرافت بھی کرنا چاہیئے

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا كَانَتْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ قَالَتْ فَسَابَقْتُهٗ فَسَبَقْتُهٗ عَلٰى رِجْلِيْ فَلَمَّا حَمَلْتُ اللَّحْمَ سَابَقْتُهٗ فَسَبَقَنِيْ قَالَ هٰذِهٖ بِتِلْكَ السَّبْقَةِ

(رواہ ابوداود)

حضرت عائشہ سے نقل ہے کہ بے شک وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی۔ ایک سفر میں انہوں نے فرمایا پس میں آپ کے ساتھ دوڑی پس میں آپ سے پیدل دوڑنے میں سبقت لے گئی پھر جب میرا بدن بھاری ہوگیا میں آپ کے ساتھ دوڑی تو آپ مجھ سے سبقت لے گئے اور فرمایا یہ اس دوڑ کے بدلے میں ہے (ابوداؤد)

وَعَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَوْ حُنَيْنٍ
وَفِيْ سَهْوَتِهَا سِتْرٌ
فَهَبَّتْ رِيْحٌ فَكَشَفَتْ
نَاحِيَةُ السِّتْرِ عَنْ
بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ
فَقَالَ مَا هٰذَا يَا
عَائِشَةُ قَالَتْ
بَنَاتِيْ وَرَاٰى
بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهٗ
جَنَاحَانِ مِنْ
رِقَاعٍ فَقَالَ مَا هٰذَا
الَّذِيْ اَرَاٰى
وَسْطَهُنَّ قَالَتْ فَرَسٌ
قَالَ وَمَا هٰذَا
الَّذِيْ عَلَيْهِ قَالَتْ
جَنَاحَانِ قَالَ
فَرَسٌ لَهٗ جَنَاحَانِ
قَالَتْ اَمَا سَمِعْتَ

اور حضرت عائشہؓ سے روایت
ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
غزوہ تبوک یا حنین سے واپس
تشریف لائے اور عائشہؓ کی
کوٹھڑی پر پردہ تھا پھر ہوا چلی
تو پردے کا کنارہ ہٹ گیا۔
عائشہؓ کی گڑیوں سے آپ نے
فرمایا یہ کیا ہے اے عائشہ
اس نے کہا میری گڑیا ہیں اور
آپؐ نے ان کے درمیان
گھوڑا دیکھا جس کے کپڑے
کی ٹاکیوں کے دو پر تھے آپؐ
نے فرمایا یہ کیا ہے جو اُنکے
درمیان میں دیکھ رہا ہوں اس
نے کہا گھوڑا ہے آپؐ نے
فرمایا گھوڑا اور اس کے دو پر
اس نے کہا کیا آپ نے سُنا
نہیں ہے کہ حضرت سلیمانؑ
کا ایک گھوڑا تھا اس کے
کئی پر تھے اس نے کہا پس

Marfat.com

اَنَّ لِسُلَيْمٰنَ خَيْلًا	آپ ہنس پڑے یہاں تک
لَهٗ اَجْنِحَةٌ قَالَتْ	کہ میں نے آپ کی داڑیں
فَضَحِكَ حَتّٰى	مبارک دیکھیں ۔ (یہ حدیث
رَئَيْتُ نَوَاجِذَهٗ	ابو داؤد نے نقل کی ہے)

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء سے منقول ہیں)

تفسیر

پہلی حدیث میں جو آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دو مرتبہ دوڑے ۔ پہلی مرتبہ حضرت عائشہؓ آگے نکل گئیں اور دوسری مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے اس کا مقصد ظرافت طبعی ہے اور دوسری حدیث میں جو دونوں کی گفتگو آپس میں ہوئی ہے اس سے مراد بھی یہی ہے تو معلوم ہوا کہ جس طرح خاوند کو بیوی کے ساتھ خوش طبعی سے پیش آنے کی تعلیم دی ہے اسی طرح عورت کو بھی یہی تعلیم ہے کہ اپنے خاوند کو خوش رکھنے کی کوشش کرے ۔

میاں بیوی کا اختلاف رفع کرنے کے لئے مصالحتی کمیٹی ہونی چاہیئے

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ	اور اگر تمہیں میاں بیوی کے
بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا	تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ
حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ	ہو تو ایک منصف مرد کے

Marfat.com

وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ	خاندان میں سے اور ایک
اِنْ يُّرِيْدَآ	منصف عورت کے خاندان
اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ	میں سے مقرر کرو اگر وہ دونو
اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ	اصلاح کرنا چاہیں گے تو
اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا	اللہ تعالیٰ ان دونوں میں موافقت
خَبِيْرًا (سورہ بقرہ آیت ۳۵)	پیدا کرے گا بے شک اللہ
	تعالیٰ سب جاننے والا خبردار ہے

تفسیر

یعنی اگر میاں بیوی کے مابین اختلاف ہوجائے تو فوراً مرد طلاق نہ دے اور عورت طلاق کا مطالبہ نہ کرے بلکہ ایک مصالحتی کمیٹی تشکیل دی جائے جو فریقین کی برادری کے منصف مزاج قسم کے کم از کم دو افراد پر مشتمل ہو اور اس کمیٹی کے ارکان متعصب، جذباتی اور ہٹ دھرم قسم کے لوگ نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ وہ معاملہ کو سلجھانے کے بجائے بگاڑ پیدا کریں گے اور ان منصف مزاج لوگوں کو چاہیئے کہ ان دونوں میاں بیوی کو سمجھائیں مثلاً عورت سے کہا جائے کہ تیرے والدین بار بار تو تیری شادی نہیں کرا سکتے اور وہ تجھے گھر بٹھا کر کب تک کھلاتے رہیں گے اس طرح لڑکیاں بدنام بھی ہوجاتی ہیں اور اسی طرح لڑکے کو بھی سمجھایا جا سکتا ہے بہرحال کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ طلاق تک نوبت نہ آئے کیونکہ طلاق عند اللہ اچھی چیز نہیں ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم احادیث کی روشنی میں بیان کریں گے۔

Marfat.com

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا امْرَأَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا فِيْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ ۔

(رواہ احمد والترمذی ابوداود وابن ماجہ)

حضرت ثوبان سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے سوائے ضرورت کے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے (یہ حدیث امام احمد ترمذی ابوداود اور ماجہ نے نقل کی ہے)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ ۔

(رواہ ابوداود)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام مباح کاموں سے اللہ کے نزدیک زیادہ مکروہ چیز طلاق ہے۔

(یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے)

وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلَى

اور حضرت معاذ بن جبل رضؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے معاذ زمین کے چہرے پر اللہ کی مخلوق میں سے غلام

Marfat.com

وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰهُ شَيْئًا عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ ۔ (یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الطلاق سے منقول ہیں)

آزاد کرنے سے کوئی چیز زیادہ پسندیدہ نہیں اور زمین کے چہرے پر اللہ کی مخلوق میں سے طلاق سے زیادہ ناپسند کوئی چیز نہیں ۔

تفسیر

ان تینوں احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے کسی معقول عذر کے نہ خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے اور نہ ہی بیوی اس سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے ۔ اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں پہلی وجہ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ عام معاملات کی طرح نہیں ہے کہ جب چاہیں عقد کر لیں اور جب چاہیں توڑ لیں بلکہ جس طرح اس کے انعقاد کے لیے بڑی سخت اور کڑی شرطیں ہیں اسی طرح توڑنے کے لیے شرائط ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب بیان کریں گے ۔ اگر کوئی شخص ان شرائط کی خلاف ورزی کر کے اس عقد کو توڑے گا تو وہ عند اللہ مجرم ہوگا خواہ مرد ہو یا عورت اور اس سلسلہ میں جو ان سے تعاون کریگے وہ بھی مجرم ہوں گے اور دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ اس عقد کا انفساخ شرفِ انسانی کے منافی ہے کہ ایک انسان کو استنجا کے ڈھیلہ کی طرح استعمال کر کے پھینک دیا جائے ۔ یہ کوئی بازیچۂ اطفال نہیں ہے کہ جب چاہیں دوستی گانٹھ لیں اور جب چاہیں توڑ لیں ۔ اگر اس

Marfat.com

کو روا رکھا جائے تو یہ طریقہ جانوروں سے کم نہیں ہوگا اور تیسری وجہ اس کی یہ ہے کہ اس یونٹ کے قیام کا مقصد نسل انسانی کی ترقی قبائل اور طبقات کے درمیان اخوت، محبت، اتفاق و اتحاد پیدا کرنا ہے اور انسانوں کے مابین جوڑ پیدا کرنا ہے۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

اگر بلا عذر اس کی اجازت دیدی جائے تو اس یونٹ کے قیام کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ اخوت اور محبت کے بجائے نفرت بڑھے گی، شیرازہ منتشر ہو جائے گا اسی لیے شریعت نے بلا وجہ طلاق پر پابندی عائد کی ہے آنے والی حدیث سے بھی یہ ہی تائید معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ	حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ	ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم نے فرمایا اپنے
قَالَ الْمُنْتَزِعَاتُ	خاوندوں سے لڑنے والیاں
وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ	اور خلع طلب کرنے والیاں منافقہ
الْمُنَافِقَاتُ۔	ہیں۔ (یہ حدیث نسائی نے
(مشکوٰۃ باب الطلاق ص۲۸۴)	نقل کی ہے۔)

تفسیر

اس حدیث میں اپنے خاوندوں سے لڑنے والی یا خلع کا مطالبہ کرنے والی عورت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو منافقہ فرمایا ہے اس سے

Marfat.com

مراد عقیدہ کا نفاق بھی ہو سکتا ہے اور عملی نفاق بھی ہو سکتا ہے۔ اگر عقیدہ والا نفاق مراد لیں گے تو توجیہ اسی طرح ہوگی کہ ایسی عورتوں کا اللہ تعالےٰ پر یقین نہیں پیدا ہوا اس لیے ان سے لڑتی ہیں اگر اللہ تعالیٰ پر ان کا یقین ہوتا تو اس کے فرمان کے موافق عمل کرتیں اور اگر عملی نفاق مراد لیں تو توجیہ اس طرح ہوگی کہ اپنے خاوندوں سے لڑنا یا ان سے طلاق کا مطالبہ کرنا مسلمان عورتوں کا کام نہیں منافقوں کا کام ہے۔ مسلمان عورتیں وہ ہوتی ہیں جو اپنے خاوندوں کی تابعداری کرتی ہیں۔

طلاق سے بچنے کیلئے عورت اپنے بعض حقوق چھوڑ سکتی ہے

وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ	اور اگر کسی عورت کو اپنے
مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا	خاوند کی طرف سے لڑنے
اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ	یا منہ پھیرنے کا ڈر ہو تو ان
عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا	دونوں پر کوئی حرج نہیں ہے
بَيْنَهُمَا صُلْحًا وَالصُّلْحُ	کہ آپس میں کوئی صلح کرلیں
خَيْرٌ ۭ وَاُحْضِرَتِ	اور صلح بہتر ہے اور دلوں
الْاَنْفُسُ الشُّحَّ وَاِنْ تُحْسِنُوْا	میں حرص موجود ہے اگر تم
وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ	نیکی کرو اور پرہیزگاری اختیار
كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	کرو تو بے شک اللہ تعالےٰ
خَبِيْرًا ۔	تمہارے اعمال سے پوری
(سورۃ نساء آیت ۱۲۸)	طرح باخبر ہے۔

Marfat.com

تفسیر

پہلی آیت میں آچکا ہے کہ اگر میاں بیوی میں کشیدگی ہو جائے تو اُسے رفع کرنے کے لیے ایک مصالحتی کمیٹی ہونا چاہیئے جو ان کے اختلافات کو دور کر کے ان کی صلح کرا دے اور اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت اپنے کچھ حقوق چھوڑ بھی سکتی ہے تو یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ خاوند طلاق دینے پر ہی مصر ہو اور کمیٹی کی بات نہ مانیں اور عورت طلاق نہ لینا چاہتی ہو تو اسے چاہیئے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے اور کمیٹی کو چاہیئے کہ یہ صورت ماننے پر اس کے خاوند کو آمادہ کریں اگر وہ آمادہ ہو جائے تو اس میں زوجین کے لیے کوئی حرج نہیں ہے یعنی عورت کی طرف سے یہ رشوت نہیں ہے اور خاوند کی طرف سے یہ عورت کی حق تلفی نہیں ہے یہ گناہ کے مرتکب نہیں ہیں اور درحقیقت یہ دونوں کی مجبوری ہے جس کی بنا پر شریعت نے انہیں اجازت دی ہے۔ خاوند کی مجبوری یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ نامساعد حالات کی وجہ سے اب سب کے حقوق پورے کرنے کا متحمل نہ ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کی یہ بیوی بانجھ ہو اس سے اولاد نہ ہوتی ہو اور یہ خاوند اولاد کا متمنی ہو اور شادی کرنا چاہتا ہو اور دونوں کے اخراجات اور حقوق برداشت کرنیکی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ عورت بوڑھی ہو اور یہ مرد جوان ہو اور عورت کی مجبوری ہو سکتی ہے کہ وہ صاحب اولاد ہو اور اپنی اولاد کو نہ چھوڑ سکتی ہو یا اس کے لیے رہنے کا مکان نہ ہو وغیر ذالک، تو ان صورتوں میں اپنے کچھ حقوق سے دست بردار ہو جائے تو کوئی قباحت

Marfat.com

نہیں ہے مثلاً مہر معاف کر دے نفقہ سے دست بردار ہو جائے یا حق زوجیت چھوڑ دے غرضیکہ جو بھی مصلحت کی صورت زوجین میں طے پائے ٹھیک ہے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک عملی نمونہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ	اور حضرت عائشہ رضؓ سے
اَنَّ سَوْدَةَ	روایت ہے کہ بے شک
لَمَّا كَبُرَتْ قَالَتْ	حضرت سودہؓ جب بوڑھی
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ	ہو گئیں تو اس نے کہا یا رسول
جَعَلْتُ يَوْمِيْ	اللہ میں نے اپنا دن (باری)
مِنْكَ لِعَائِشَةَ	جو آپ کی طرف سے ہے
فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	عائشہؓ کو چھوڑ دیا ہے پس
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ يَقْسِمُ	عائشہ کے لیے دو دن تقسیم
لِعَائِشَةَ يَوْمَيْنِ	کرتے تھے ایک ان کا اپنا
يَوْمَهَا وَيَوْمَ	دن (باری) اور ایک سودہؓ
سَوْدَةَ (متفق علیہ)	کا (یہ حدیث بخاری و مسلم کی متفق علیہ ہے)
وَفِيْ رِوَايَةٍ	اور ایک روایت میں ہے
وَهَبَتْ يَوْمَهَا	کہ حضرت سودہؓ نے یہ اپنا
لِعَائِشَةَ حِيْنَ	دن (باری) حضرت عائشہ
اَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	کو اس وقت ہبہ کیا جب

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
طَلَاقَهَا فَقَالَتْ	انہیں طلاق دینے کا ارادہ رکھتے
لَهٗ اَمْسِكْنِیْ قَدْ	تھے تو اُس نے آپ سے کہا
وَهَبْتُ یَوْمِیْ	کہ آپ مجھے اپنے عقد میں
لِعَائِشَةَ لَعَلِّیْ	رکھیں میں نے اپنا دن (باری)
اَكُوْنَ مِنْ	حضرت عائشہ رضؓ کو ھبہ کردی
نِسَآئِكَ فِی	ہے شاید کہ میں جنت میں
الْجَنَّةِ ۔	آپ کی بیویوں میں سے ہو
(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب القسم	جاؤں ۔
سے منقول ہیں ۔)	

تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل سے واضح ہو جاتا ہے کہ اگر میاں بیوی میں ناچاقی ہو جائے تو مرد اس کی حق تلفی سے بچنے کے لیے اسے طلاق دے سکتا ہے اس میں اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور عورت مرد کی شب و روز کی گستاخی سے بچنے کے لیے کم سے کم درجہ پر بھی مصالحت کرلے تاکہ اس کا رشتۂ زوجیت برقرار رہے تو بھی کوئی حرج نہیں

ضوابط طلاق (ضابطہ اول دوم سوم)

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا	اے نبیؐ جب تم عورتوں کو
طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	طلاق دو تو انہیں طلاق دو
فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ	ان کی عدت کے موقعہ پر

Marfat.com

وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ	اور شمار کرتے رہو عدّت کو
وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ۔	اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا
(آیت ۱ طلاق)	رب ہے۔

تفسیر

اس آیت سے تین ضابطے معلوم ہوتے ہیں اول یہ ہے کہ طلاق دینے کا اختیار مرد کو ہے عورت کو نہیں ہے کیونکہ طَلَّقْتُمُ یا طَلِّقُوْ دونوں جمع مذکر حاضر کے صیغے ہیں اور تم اور وا وٗ فاعل ہے اور اَلنِّسَآءَ کو مفعول بہ بنایا ہے معلوم ہوا کہ اس فعل کا فاعل مرد ہی ہو سکتا ہے اور عورت مفعول بہ ہو سکتی ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شادی کے انعقاد کے وقت تو میاں بیوی دونوں کے اختیارات برابر کی سطح کے تھے یعنی ایک کی طرف سے ایجاب اور دوسرے کی طرف سے قبول کی شکل میں یہ عقد معرضِ وجود میں آیا تو اب اسے کالعدم قرار دیتے وقت بھی اختیارات برابر ہی ہونے چاہئیں اور شریعت میں یہ سارے اختیارات مرد کو سونپے ہیں ایسا کیوں ہے اس کا اوّلین جواب یہ ہے کہ مرد کی حیثیت حکمران کی ہے اور یہ مانا ہوا اصول ہے کہ حکمران جب مَفوّضَہ امور اور ذمہ داریاں نبھانے کی اپنے اندر صلاحیت نہ پائے تو وہ اپنے اس عہدہ سے استعفیٰ دے سکتا ہے اسی طرح ایک مرد جب اپنی بیوی کے تمام حقوق پورے نہ کر سکتا ہو تو اس عقد کو کالعدم قرار دے کر اس عہدے سے الگ ہو سکتا ہے ورنہ کل اسے

زبردستی الگ کردیا جائے گا جس کے نتائج تباہ کن ہوں گے اور دوسرا جواب یہ ہے کہ عورت کی حیثیت رعیت کی ہے اور رعیت کے لیے مانا ہوا اصول یہ ہے کہ حکمران کے انتخاب کے وقت جسے مرضی ہے اپنے لیے منتخب کرلیں لیکن انتخاب کے بعد سوائے کسی ٹھوس عذر کے رعیت کو یہ حق نہیں ہے کہ اپنے منتخب حاکم کو معزول کردیں اگر کوئی ایسا کرے تو بغاوت تصور ہوگی اور حکمران کو حق پہنچتا ہے کہ ایسی بغاوت کو کچل دے اسی طرح منکوحہ عورت رعیت ہے اسے یہ حق نہیں ہے کہ اپنے خاوند کو الگ کرے اگر کوئی عورت ایسا کرے تو خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ اسے سزا دے اور اگر مرد میں کوئی عیب ہو تو عورت بذریعہ عدالت طلاق حاصل کرسکتی ہے از سر خود مرد کو طلاق نہیں دے سکتی ہاں اگر مرد طلاق دینے کے اختیارات اسے سونپ دے تو اور بات ہے اس کی مزید تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم بیان کریں گے اور دوسرا ضابطہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق عورت کے پاکی (طھر) کے ایام میں دے سکتا ہے ۔ ناپاکی (حیض) کے ایام میں طلاق دینا جائز نہیں ہے ۔ ذیل کی حدیث سے یہ ہی معلوم ہوتا ہے ۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے نقل ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو بحالت حیض طلاق دی پھر حضرت عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

فَتَغَيَّظَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكُهَا حَتّٰى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيْضَ ثُمَّ تَطْهُرَ فَاِنْ بَدَا لَهٗ اَنْ يُّطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا طَاهِرًا قَبْلَ اَنْ يَّمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ النِّسَآءُ وَفِيْ رِوَايَةٍ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُطَلِّقْهَا طَاهِرًا وَحَامِلًا (متفق علیہ)

علیہ وسلم اس میں غصے ہوئے پھر آپ نے فرمایا اسے چاہیئے رجوع کرے پھر پاک ہونے تک اسے اپنے عقد میں رکھے پھر اسے حیض آئے پھر پاک ہو پھر اگر مناسب سمجھے طلاق دینا تو ہمبستری سے قبل پاکی کی حالت میں اسے طلاق دے پس یہ ہے وہ عدت جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ عورتوں کو اس میں طلاق دی جائے اور ایک روایت میں ہے اسے حکم دے وہ رجوع کرے پھر طلاق دے وہ پاک ہو یا حاملہ ہو۔ (متفق علیہ)

(مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص ۲۸۳)

تفسیر

یہ حدیث پاک قرآن کریم کی مذکورہ آیت کے جملہ طَلِّقُوْهُنَّ

Marfat.com

لِعِدَّتِهِنَّ کی تشریح ہے آپ کے فرمان عالیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کی عدت پاکی سے شروع ہوتی ہے اس کی تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم بیان کریں گے اور پاکی میں طلاق دینے کی حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ حیض کا زمانہ اور چونکہ عورت کے کپڑے اور جسم گندا اور ناپاک ہونے کا زمانہ ہے اس میں مردوں کو عورتوں سے طبعی طور پر نفرت ہوتی ہے یہاں تک کہ دور جاہلیت میں بعض لوگ عورتوں کو اس دور میں گھروں سے ہی نکال دیتے تھے اور پاکی کے زمانہ میں نفرت نہیں ہوتی بلکہ میلان پیدا ہوتا ہے ۔ اب اگر کوئی شخص ایام حیض میں طلاق دے تو اس میں یہ احتمال ہے کہ شاید وہ طبعی نفرت کی وجہ سے وہ اس دورِ جاہلیت کی رسم کو زندہ کرنا چاہتا ہے اس لیے شریعت نے یہ دروازہ ہی بند کر دیا ہے کیونکہ یہ عورت کی ایک ایسی مجبوری ہے جس کا ازالہ اس کے بس سے باہر ہے اگر کوئی شخص اسے اس وجہ سے طلاق دے گا تو یہ اس پر ظلم ہوگا اور اسلام میں اس کی اجازت نہیں ہے اسی لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن عمر پر ناراض ہوئے تھے اور کسی فعل حرام کے مرتکب ہونے پر ہی آپ ناراض ہوتے تھے ۔ معلوم ہوا عورت کو حیض میں طلاق دینا حرام ہے تاہم اگر کوئی ایسی حالت میں طلاق دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے ۔ یہ مقصد نہیں فعل حرام متحقق ہی نہیں ہوتا اور اگر پاکی کے زمانہ میں طلاق دے گا تو اس کا مقصد یہ ہوگا کہ وہ اس حیض کی نفرت کی وجہ سے طلاق نہیں دے رہا بلکہ کسی مصلحت کی خاطر دے رہا ہے اور اس کی شریعت نے اسے اجازت دی ہے جس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور تیسرا ضابطہ یہ بیان

Marfat.com

فرمایا ہے کہ عدت کو گنتے رہو یہ خطاب مرد اور عورت دونوں کو ہے یعنی دونوں کو چاہیئے کہ ان ایام کو گنتے رہیں تاکہ عدت میں کمی بیشی لازم نہ آئے اور عرصۂ عدت انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم بیان کرینگے۔

دو طلاق کا حکم (ضابطہ چہارم)

اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ	طلاق رجعی دو بار تک ہے پھر
فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ	دستور کے موافق روک لینے
اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ	میں کوئی حرج نہیں یا احسان
(سورہ بقرہ آیت ۲۲۹)	کے ساتھ چھوڑ دینے میں
	بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

تفسیر

اس آیت کریمہ میں جو لفظ طلاق آیا ہے اس کے لغوی معنے رہائی پانے یا پابندی اٹھا دینے کے ہیں اور اہل شرع کی اصطلاح میں مرد کی طرف سے اپنی بیوی پر جو پابندی ہوتی ہے اسے اٹھا دینے کا نام طلاق ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ سے پہلے اس سلسلہ میں کوئی خاص ضابطہ نہیں تھا جب چاہتے تھے بیوی کو طلاق دے دیتے تھے اور جب چاہتے تھے رکھ لیتے تھے اور الفاظ طلاق کے سلسلہ میں بھی کوئی دستور نہیں تھا۔ بیس بیس دفعہ بھی طلاق دے کر پھر رکھ لیتے تھے اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتے پھر جب چاہتے طلاق دیتے اور پھر رجوع کر لیتے اس طرح یہ صنف نازک ان کی ظلم کی چکی میں پس رہی تھی تو اللہ رب العزت

Marfat.com

نے رحم فرمایا اور ان مظلومات کو ظلم و ستم سے نجات دینے کے لیے آپ نے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی مقدس کتاب اتاری اور اس میں ایک ایسا زرّیں اصول رکھا جو سراپا انصاف پر مبنی ہے اور اس میں فریقین کی بھلائی مضمر ہے اور وہ یہ ہے کہ بالکل ضابطۂ طلاق کو منسوخ بھی نہیں کیا اور کھلی چھٹی بھی نہیں دی کہ جب کوئی چاہے اور جیسے چاہے طلاق دے دے اور جب چاہے دوبارہ رکھ لے۔ اسلام میں اولین کوشش ہی یہ کی گئی ہے کہ طلاق کی نوبت ہی نہ آئے اگر بامرِ مجبوری یہ نوبت آ ہی گئی ہے کہ مرد کوئی ایسا قدم نہ اُٹھائے یا کوئی ایسا لفظ منہ سے نہ بولے جس سے یہ تعلقات یکسر منقطع ہو جائیں بلکہ اس کو ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیئے کہ جس سے اگر یہ آپس میں مل کر دوبارہ زندگی بسر کرنا چاہیں تو کر سکیں اور اس سلسلہ میں میعاد بھی مقرر کر دی ہے اور طلاق کے الفاظ بھی مقرر کر دیئے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کیسے الفاظ کے بعد دوبارہ آپس میں میاں بیوی مصالحت کر سکتے ہیں اور کیسے الفاظ کے بعد نہیں کر سکتے چنانچہ آیت کریمہ میں جو لفظ مَرَّتَانِ آیا ہے یہ مَرَّةٌ کی تثنیہ ہے اور مَرَّةٌ کے معنے ایک بار کے ہیں اور مَرَّتَانِ کے معنے دو بار کے ہیں۔ اب آیت کا معنے یہ ہوا کہ طلاق دو بار تک ہے اور اس کے بعد فرمایا ہے فَاِمْسَاكٌ روک لینا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ یا دو مرتبہ اگر میاں اپنی بیوی پر طلاق کا لفظ بول دے اور پھر اگر وہ رجوع کرنا چاہیں اور آپس میں وہ صلح صفائی سے رہنا چاہیں تو ایسا وہ کر سکتے ہیں اور آگے فرمایا ہے بِمَعْرُوْفٍ یعنی حقوقِ فریقین بدستور وہی ہوں گے۔ اگر عدت کے اندر رجوع ہوا ہے تو نکاح

Marfat.com

سابق موجود ہے وہ ٹوٹتا نہیں ہے اور عورت کے اخراجات بدستور مرد ہی کے سپرد ہیں۔ ہاں اگر عورت نے مصالحت کی خاطر اپنا نفقہ وغیرہ خود ترک کر دیا ہو تو ایسا کر سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور رجوع کا طریقہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی سے ہمبستر ہو جائے یا زبان سے کہہ دے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا ہے وغیرہ ذالک اور عدت گزر جانے کے بعد اگر باہم صلح کرنا چاہیں تو دو گواہوں کے سامنے صرف تجدید نکاح کر لیں بہر حال ایک یا دو دفعہ طلاق دینے کے بعد اگر میاں بیوی صلح کرنا چاہیں تو ہو سکتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا مقصد یہ ہے کہ انسانی ترقی کے اس یونٹ کو کسی نہ کسی طرح بچا لیا جائے کیونکہ یہ اگر ٹوٹ گیا تو ترقی کی رفتار میں بڑا خلل پڑے گا اور خاندانوں پر اس کے برے اثرات پڑیں گے۔ اگر میاں بیوی کے درمیان مصالحت کی کوئی صورت نہ نکلے اور خاوند اس کو تیسری طلاق بھی دے دے تو پھر سوائے حلالہ کے مصالحت جائز نہیں ہے۔

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا	پھر اگر وہ اسے تیسری طلاق
تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ	دے دے پھر وہ عورت
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا	اس کے لیے حلال نہیں یہاں
غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا	تک کہ وہ عورت کسی اور
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا	مرد سے وہ نکاح کرے پھر
اَنْ يَّتَرَاجَعَآ	اگر وہ بھی اسے طلاق دے
اِنْ ظَنَّآ اَنْ	دے پھر ان دونوں پر کوئی حرج
يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ	نہیں کہ آپس میں رجوع کر لیں

Marfat.com

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝

(سورہ بقرہ آیت ۲۳۰)

اگر انہیں گمان ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں انہیں بیان فرماتے ہیں تاکہ قوم سمجھے۔

تفسیر

یہ آیت کریمہ دراصل اس سے قبل آیت میں جو لفظ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ آیا ہے اس کی تشریح ہے اور تسریح سے مراد تیسری طلاق ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کہاں ہے تیسری تو آپ نے فرمایا اَوْ تَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ (بیضاوی) اور پھر اس کے بعد فرمایا ہے فان طلقها الایۃ معلوم ہوا کہ یہ آیت تسریح کی تشریح ہے واللہ اعلم۔ اب اس آیت سے پانچ چیزیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کی حد تین تک ہے تین سے زیادہ اگر کوئی شخص الفاظ طلاق استعمال کرے گا تو وہ الفاظ لغو ہوں گے ان کا کوئی اثر نہیں پڑے گا اور دوسرا اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین مرتبہ طلاق دینے سے عورت جدا ہو جاتی ہے اور تیسرا اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ عورت اب پہلے خاوند کے لیے سوائے حلالہ کے جائز نہیں اور چوتھا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حلالہ جائز ہے اور پانچواں یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حلالہ حدود اللہ قائم رکھنے کے ساتھ مشروط ہے اور حدود اللہ سے مراد حقوق زوجین ہیں اور طلاق دینے

کے تین طریقے ہیں ایک سب سے اچھا طریقہ ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد بیوی کو پاکی کے اس زمانہ میں طلاق دے جس میں اس سے ہمبستر نہ ہوا ہو اور پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ اس کی عدت گزر جائے اور اس زمانہ میں اس سے ہمبستری بھی نہ کرے اور دوسرا طریقہ بھی اچھا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کو تین طلاق تین پاکی کے ادوار میں دے اور اس دوران اس سے ہمبستری نہ کرے یعنی ماہواری گزرنے کے بعد جب پاکی کا دور آئے تو اس میں ایک طلاق دے دے اور اس میں ہمبستری نہ کرے اسی طرح جب دوسری ماہواری کا دور گزر جائے اور پاکی کا دور آئے تو اس میں بھی بیوی سے ہمبستر نہ ہو اور اسے ایک طلاق اور دیدے اور اسی طرح جب تیسرا ماہواری کا دور گزر جائے اور پاکی کا دور آجائے تو اس میں بھی بیوی سے ہمبستر نہ ہو اور اسے ایک اور طلاق دے دے اب یہ بیوی اس سے بالکل جُدا ہو جائے گی اور بقیہ ایام ماہواری گزرنے کے بعد اس کی عدت ختم ہو جائے گی اب وہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور یہ بات یاد رہے کہ اگر پہلی یا دوسری طلاق کے بعد وہ خاوند اگر اپنی اس بیوی سے ہمبستر ہو جائے یا اس کو شہوت سے ہاتھ لگا دے یا بوسہ دے دے تو یہ رجوع بن جائے گا اب تیسری طلاق دینے سے یہ عورت اس سے جُدا نہیں ہوگی اور تیسری طلاق کے بعد عدت کے زمانے میں اس سے ہمبستری یا بوس وکنار وغیرہ ہے ہی حرام اور تیسرا طریقہ طلاق بُرا ہے اور وہ یہ ہے کہ تین طلاقیں ایک ہی دفعہ دے دے اس سے اگرچہ طلاق تو پڑ جائے گی مگر یہ فعل حرام ہے اور کسی بھی حرام کے ارتکاب سے فعل

Marfat.com

تو بہر حال مستحق ہو جاے گا لہٰذا اگر کسی نے بیک وقت تین طلاق دے دیں تو واقع یقیناً ہو جائیں گی اور اس کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے ایک لفظ سے انسانی ترقی کی یہ شاخ یکسر ختم کر کے صلح و صفائی کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں اس لیے یہ شخص عند اللہ مجرم ہے اور مندرجہ ذیل احادیث سے بھی یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

وَعَنْ مَحْمُوْدِ	اور حضرت محمود بن لبیدؓ سے
ابْنِ لَبِيْدٍ قَالَ	روایت ہے انہوں نے
اَخْبَرَنَا رَسُوْلُ	فرمایا کہ جناب رسول اللہ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
وَسَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ	خبر دی ایک ایسے آدمی کے
طَلَّقَ اِمْرَاَتَهٗ	متعلق جس نے اپنی بیوی کو
ثَلٰثَ تَطْلِيْقَاتٍ	تین طلاقیں اکٹھی دی تھیں تو
جَمِيْعًا فَقَامَ	آپ غصے کی حالت میں اُٹھ
غَضْبَانُ ثُمَّ	کھڑے ہوئے پھر فرمایا کیا
قَالَ اَيُلْعَبُ	وہ اللہ عزّوجل کی کتاب کے
بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ	ساتھ کھیلتا ہے حالانکہ میں
وَجَلَّ وَاَنَا بَيْنَ	تمہارے درمیان موجود ہوں
اَظْهُرِكُمْ حَتّٰى	یہاں تک ایک آدمی اُٹھ
قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا	کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ
رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَقْتُلُهٗ	کے رسُول کیا میں اسے قتل

Marfat.com

(مشکوٰۃ باب الطلاق) نہ کردوں ۔

تفسیر

اس حدیث سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر ناراض ہوئے اور اس کے اس فعل کو آپ نے کتاب اللہ کے ساتھ کھیل قرار دیا مگر یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ نے اس کی ان تین طلاق کو ایک رجعی قرار دے کر بیوی اس کے حوالے کردی اور یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جو آدمی اسے قتل کرنے کے ارادہ سے اُٹھا تو آپ نے اسے قتل کرنے کی اجازت دی یا نہیں بلکہ ایک دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عویمرؓ عجلانی نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاق دی تو آپؐ نے اسے نافذ قرار دیا اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ واقعہ میں بھی آپ نے ایسا ہی کیا ہوگا چنانچہ قاضی ابوبکر ابن عربی نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں ۔

فَلَمْ يَرُدَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى	پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اسے ردّ نہیں کیا بلکہ نافذ قرار
بَلْ اَمْضَاهُ كَمَا فِيْ	دیا جیسا کہ عویمر عجلانی والی
حَدِيْثِ عُوَيْمِرِ الْعَجْلَانِيْ	حدیث میں ہے کہ ان تین
فِي اللِّعَانِ حَيْثُ اَمْضٰى	طلاقوں کو نافذ قرار دیا تھا
طَلَاقَهُ الثَّلَاثَ وَلَمْ	ردّ نہیں کیا تھا ۔

يَرُدَّهُ (تہذیب سنن ابی داود طبع مصر ۱۲۹/۳۵)
(منقولہ از معارف القرآن مؤلفہ مفتی محمد شفیعؒ)

Marfat.com

دوسری حدیث صدیقہ عائشہ رضؓ کی صحیح بخاری میں بالفاظ ذیل ہے۔

ان رجلا طلق	بے شک ایک آدمی نے اپنی
امراتہ ثلاثا	بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر
فتزوجت فطلق	اس عورت نے دوسری جگہ
فسئل النبی صلی	شادی کی پھر اس نے طلاق
اللہ علیہ وسلم	دی پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اتحل للاول قال	سے پوچھا گیا کہ کیا وہ پہلے
لا حتی یذوق	خاوند کے لیے حلال ہے
عسیلھا کما	تو آپؐ نے فرمایا نہ یہاں
ذاقھا الاول۔	تک کہ وہ خاوند اس کا شہد
(صحیح بخاری ص۷۹۱ ج۲ صحیح مسلم ص۴۶۳)	نہ چکھے جیسا پہلے نے چکھا ہے

تیسری روایت عویمر عجلانی کی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے لعان کیا اور اس کے بعد عرض کیا۔

فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ	پس وہ دونوں جب لعان
عُوَيْمِرٌ كَذِبْتُ	سے فارغ ہوئے تو عویمر نے
عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ	کہا اے اللہ کے رسول میں
اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُهَا	اس پر جھوٹ بولنے والا ہونگا
فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا	اگر میں نے اس کو اپنے پاس
قَبْلَ اَنْ يَّاْمُرَهُ	رکھ لیا پس اس نے اسے
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ	تین طلاقیں دیں قبل اس
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے

(صحیح بخاری مع فتح الباری ص ۳۰۱ ج ۹ صحیح مسلم ص ۲۸۹ ج ۱) حکم دیتے۔

اور ابوذر نے اس واقعہ کو بروایت حضرت سہل بن سعد نقل کرکے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

فَاَنْفَذَهٗ رَسُوْلُ	تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	نے اسے نافذ فرمایا اور رسول
وَسَلَّمَ وَكَانَ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
مَا صُنِعَ عِنْدَ	جو کچھ پیش ہوا وہ سنت قرار
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى	پایا سعد فرماتے ہیں اس موقعہ
اللّٰهُ سُنَّةٌ قَالَ	پر میں رسول اللہ صلی اللہ
سَعْدٌ حَضَرْتُ هٰذَا	علیہ وسلم کے پاس حاضر تھا
عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	پس اس کے بعد لعان کرنے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	والوں کے بارے میں یہ
وَسَلَّمَ	طریقہ رائج ہوگیا کہ ان کے
السُّنَّةُ بَعْدُ فِيْ	درمیان تفریق کردی جائے
الْمُتَلَاعِنَيْنِ اَنْ	اور پھر وہ کبھی بھی جمع نہ ہوں
يُفَرَّقَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ	
لَا يَجْتَمِعَانِ اَبَدًا	

(ابوداود ص ۳۰۶ طبع اصح المطابع)

اس حدیث میں پوری وضاحت کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عویمر کی بیک وقت تین طلاق کو تین

Marfat.com

ہی قرار دے کر نافذ فرمایا ہے اور محمود بن لبید کی سابقہ روایت میں بھی ابوبکر ابن عربی کی روایت کے مطابق تین طلاقوں کو نافذ کرنے کا ذکر موجود ہے اور بالفرض یہ بھی نہ ہوتا تو یہ بھی کہیں منقول نہیں کہ آپ نے اس کو ایک طلاق رجعی قرار دے کر بیوی اس کے حوالے کی الحاصل مذکورہ تینوں احادیث سے یہ ثابت ہوگیا کہ اگرچہ تین طلاق بیک وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سخت ناراضی کا موجب تھیں مگر بہرحال اثر ان کا یہ بھی ہوا کہ تینوں طلاقیں واقعی قرار دی گئیں۔ (یہ تینوں روایتیں اور تشریح معارف القرآن سے منقول ہیں)

وَعَنْ مَالِكٍ بَلَغَهٗ	اور حضرت مالک سے نقل
اَنَّ رَجُلًا قَالَ	ہے کہ انہیں خبر پہنچی کہ ایک
لِعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنِّیْ	آدمی نے عبداللہ بن عباس
طَلَّقْتُ اِمْرَاَتِیْ مِائَةَ	سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی
تَطْلِیْقَةٍ فَمَا ذَا	کو سو طلاق دی ہے اب آپکا
تَرٰی عَلَیَّ فَقَالَ اِبْنُ	میرے بارے میں کیا خیال
عَبَّاسٍ طُلِّقَتْ مِنْكَ	ہے تو ابن عباس نے فرمایا
بِثَلٰثٍ وَسَبْعٌ وَّ	وہ تجھ سے تین طلاق سے طلاق
تِسْعُوْنَ اِتَّخَذْتَ بِهَا	ہوچکی اور ستانویں تو نے اللہ
اٰیٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (رواہ فی الموطا)	کی کتاب سے مذاق کیا۔

تفسیر

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عباس نے

Marfat.com

بھی ۹۷ بیک وقت دی ہوئی سنو میں سے تین طلاق کو نافذ قرار دیا اور ستانویں ۹۷ کو لغو کیونکہ شریعت میں تین طلاق سے ہی عورت جدا ہو جاتی ہے اس کے بعد الفاظ بے فائدہ ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ	حضرت عائشہؓ سے روایت
جَآءَتْ اِمْرَأَةُ	ہے انہوں نے کہا کہ رفاعۃ قرظی
رِفَاعَةَ الْقُرَظِیْ	کی عورت رسول اللہ صلی اللہ
اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی	علیہ وسلم کے پاس آئی پس
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	اس نے کہا کہ بے شک میں
فَقَالَتْ اِنِّیْ	رفاعہ کے پاس تھی پس اس
کُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ	نے مجھے طلاق دی پس اُس
فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ	نے مجھے تین طلاق دی پھر میں
طَلَاقِیْ فَتَزَوَّجْتُ	نے اس کے بعد عبدالرحمان
بَعْدَهٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ.	بن زبیر سے نکاح کیا اور نہیں
بْنَ الزَّبِیْرِ وَمَا	اس کے ساتھ مگر مثل ٹکڑے
مَعَهٗ اِلَّا مِثْلُ	کپڑے کے آپؐ نے فرمایا
الْقُرَظِیِّ الثَّوْبِ فَقَالَ	کیا تو رفاعہ کے پاس لوٹنے
اَتُرِیْدُ بْنَ اَنْ	کا ارادہ رکھتی ہے اس نے
تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ	کہا ہاں آپ نے فرمایا نہ
فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ	یہاں تک کہ تو اس کا شہد
لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَهٗ	چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے
وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ (یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الطلاق سے منقول ہیں)	

Marfat.com

تفسیر

اس حدیث میں حلالہ کی صورت بیان فرمائی ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے تو یہ بیوی اب اس سے جُدا ہو گئی ہے اب یہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہاں اگر یہ آپس میں دوبارہ صلح کرنا چاہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ یہ عورت پہلے اپنی عدّت تین ماہ یا تین حیض مکمل کرے اس کے بعد کسی اور مرد سے نکاح کرے اور وہ مرد اس کے ساتھ صحبت بھی کرے پھر اگر وہ مرد اپنی مرضی سے اسے طلاق دے دے اور پھر اس کی بھی عدت گزار کر اگر یہ عورت اپنے سابق شوہر سے نکاح کرنا چاہے تو کر سکتی ہے صرف زوج ثانی سے نکاح کر کے پہلے کے لیے حلال نہیں ہو گی اور اس میں حکمت یہ ہے کہ یہ آئندہ آپس میں لڑنے بھڑنے سے احتراز کریں گے۔

حلالہ کے لیے
طلاق کی شرط لگانا مکروہ ہے

وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ	اور عبداللہ بن مسعودؓ سے
مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ	روایت ہے انہوں نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اللہ علیہ وسلم نے حلال کرنے
الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ	والے اور جس کی خاطر کی گئی
(مشکوٰۃ باب الطلاق)	ہے دونوں پر لعنت فرمائی۔

Marfat.com

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر تین طلاق دی ہوئی عورت کا نکاح کسی اور مرد سے اس شرط پر کرایا جائے کہ وہ نکاح اور صحبت کے بعد اسے طلاق دے دے گا تو یہ نکاح ہو جائے گا مگر پسندیدہ نہیں ہے کیونکہ شروط نکاح میں سے ایک یہ بھی ہے کہ عورت کو ہمیشہ نکاح میں رکھنا مقصود ہو وقتی ضرورت پوری کرنا مقصود نہ ہو اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں پر لعنت فرمائی ہے کیونکہ وہ دونوں اس کا باعث بن رہے ہیں تاہم یہ تو نہیں فرمایا کہ یہ نکاح حرام ہے تو معلوم ہوا کہ جائز ہے واللہ اعلم۔

بے قصور عورت کو اگر خاوند طلاق دے تو مہر وغیرہ واپس نہیں لے سکتا

وَاِنْ اَرَدْتُّمُ	اور اگر تم بدلنا چاہو ایک عورت
اِسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ	کی جگہ دوسری عورت کو
زَوْجٍ وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ	اور دے چکے ہو تم ایک
قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا	کو بہت مال تو مت واپس
مِنْهُ شَيْـًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ	کرو اس میں سے کچھ بھی کیا
بُهْتَانًا وَّاِثْمًا	لینا چاہتے اسے جو بہتان
مُّبِيْنًا ۝ وَكَيْفَ	اور کھلا گناہ ہے اور تم وہ
تَاْخُذُوْنَهٗ وَقَدْ	مال کیسے لے سکتے ہو حالانکہ

اَفْضٰی بَعْضُکُمْ اِلٰی بَعْضٍ وَّاَخَذْنَ مِنْکُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ○	پہنچ چکا ہے تم میں سے ایک دوسرے تک اور وہ عورتیں تم سے پختہ عہد بھی لے چکی ہیں۔
(سورۃ نساء آیت ۲۰-۲۱)	

تفسیر

دورِ جاہلیت میں صنفِ نازک پر جہاں اور مظالم ڈھائے جاتے تھے ان میں سے ایک یہ ظلم بھی تھا کہ اگر مرد کی اپنی بیوی سے کسی وجہ سے طبعی نفرت پیدا ہو جاتی تھی تو وہ اس عورت کے حقوق بھی پورے نہیں کرتا تھا اور بھی کئی طرح سے اسے اذیتیں دیتا تھا اور اس پر طرح طرح کے بہتان اور الزامات لگاتے تھے تاکہ وہ عورت مہر واپس کرے اور پھر وہ اسے دوسری شادی کے کام میں لائے۔ اس آیت میں اس ظلم کا انسداد کیا گیا ہے اور قانون بنا دیا گیا ہے کہ کوئی بھی شخص ایسی صورت میں خواہ کتنا ہی مال کیوں نہ دے چکا ہو واپس نہیں لے سکتا اور آگے فرمایا ہے کہ جب کہ میاں بیوی نے ایک دوسرے سے مقاصد بھی حاصل کر لیے ہیں اور عورتوں نے تم سے بڑا پختہ عہد و پیمان بھی لیا ہوا ہے تو اب وہ مال واپس لینا تمہارے لیے بہتان بھی ہے اور صریح گناہ بھی ہے لہٰذا وہ مال واپس مت لو اس کی حکمت انشاء اللہ عنقریب بیان کریں گے۔

Marfat.com

عورت خاوند کے عقد میں نہ رہنا چاہے تو اس کا دیا ہوا مہر واپس کرے گی

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اور تمہارے لیے حلال نہیں
اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا کہ اس میں سے کچھ لو جو بھی
اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا تم نے ان کو دیا ہے مگر کہ
اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ ان دونوں (میاں بیوی) کو
اَنْ لَّا يُقِيْمَا اندیشہ ہو کہ وہ حدود اللہ قائم
حُدُوْدَ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ نہیں رکھ سکیں گے اور تمہیں
خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا اگر اندیشہ ہو کہ وہ (میاں
حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا بیوی) حدود اللہ قائم نہیں
جُنَاحَ عَلَيْهِمَا رکھ سکیں گے تو ان دونوں
فِيْمَا افْتَدَتْ پر (میاں بیوی) کوئی حرج
بِهٖ ۭ تِلْكَ نہیں اس صورت میں کہ عورت
حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا بدلہ دے یہ اللہ کی حدود
تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ ہیں ان سے تجاوز مت کرو
يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اور جو بھی حدود اللہ سے
اللّٰهِ فَاُولٰۗىِٕكَ تجاوز کرے گا وہی لوگ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ظالم ہوں گے۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۹)

Marfat.com

تفسیر

اس آیت کریمہ سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ کہ عورت کا قصور نہ ہونے کی صورت میں اگر مرد اس کو طلاق دیتا ہے اور اس سے مہر وغیرہ بھی واپس لیتا ہے تو یہ حرام ہے اور دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میاں بیوی اگر یہ محسوس کریں کہ باہم اکٹھا رہنے سے انکا نبھا نہ ہو سکے گا تو بیوی کو چاہیئے کہ بدلہ دے کر طلاق حاصل کرلے اس کے لیے یہ بدلہ دینا حلال ہے اور مرد کے لیے قبول کرنا حلال ہے اور تیسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ضابطہ کی جو بھی خلاف ورزی کرے گا وہی ظالم متصور ہوگا یعنی اگر مرد عورت کو نہ رکھنا چاہے اور مہر بھی اس کو نہ دے یا دیا ہوا ہے تو واپس لے تب اس کو طلاق دے تو یہ مرد کی طرف سے عورت پر ظلم ہوگا اور اگر عورت مرد کے گھر میں نہ رہنا چاہے اور اس کا مہر بھی واپس نہ کرے تو یہ عورت کی طرف سے مرد پر ظلم ہوگا بہرحال جو بھی اس زیادتی کا مرتکب ہوگا وہی عنداللہ ظالم اور مجرم ہوگا چنانچہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ	حضرت ابن عباس سے روایت
اِمْرَأَةَ ثَابِتِ ابْنِ	ہے کہ بے شک ثابت بن
قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِيَّ	قیس کی بیوی جناب نبی صلی
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پھر
وَسَلَّمَ فَقَالَتْ	اس نے کہا یا رسول اللہ ثابت
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتٌ	بن قیس نہیں ناراض ہیں اس

Marfat.com

ابْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِيْ خُلُقٍ وَلَا دِيْنٍ وَلٰكِنِّيْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً (مشکوٰۃ باب الخلع)

پر اس کے خلق اور دین کی وجہ سے لیکن میں اسلام میں کفرانِ نعمت پسند نہیں کرتی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کا باغ اسے واپس کر دے گی اس نے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کو فرمایا تو قبول کر اپنا باغ اور اس کو ایک طلاق دے۔ (یہ حدیث بخاری نے نقل کی ہے)

تفسیر

یہ حدیث اس سے پہلے جو آیت کریمہ ذکر ہوئی ہے اس کی توضیح وتشریح ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اگر عورت کو اپنے خاوند سے کسی وجہ سے نفرت ہو تو اس کا دیا ہوا مہر واپس کر کے طلاق حاصل کر سکتی ہے جیسا کہ حضرت ثابت ابن قیس کی بیوی نے واضح طور پر اعتراف کیا کہ اس میں کوئی مردانگی خامی نہیں ہے مجھے صرف طبعی طور پر پسند نہیں ہے اور اس کی وجہ محدثین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ ثابت ابن قیس کا قد بہت چھوٹا تھا اور شکل وصورت بھی اچھی نہیں تھی اس وجہ سے بیوی کو اس

Marfat.com

سے نفرت تھی اور اس نے یہ سمجھا کہ اگر میں اس سے طلاق حاصل نہیں کرتی تو دل میں اس کا احترام نہیں ہے یہ حدود اللہ کی خلاف ورزی ہو جائیگی چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر کھلے بندوں اس کا اظہار کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے مہر واپس کرایا اور ثابت بن قیس کو حکم دیا کہ اپنا مہر قبول کرو اور اس کو طلاق دے دو علماء کی اصطلاح میں اس کو خلع کہتے ہیں۔

اگر بیوی بدزبان اور بدچلن ہو تو بھی خاوند اس سے مہر واپس لے سکتا ہے

وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ج (سورہ نساء آیت ۱۹)	اور مت روکے رکھو ان کو تاکہ واپس لو ان سے بعض وہ چیز جو تم ان کو دے چکے ہو مگر کہ کریں وہ کھلی بے حیائی۔

تفسیر

اس آیت کریمہ میں خاوندوں کو اجازت دی گئی ہے کہ بیوی فاحشہ ہو تو اپنا دیا ہوا مہر واپس لے کر اسے طلاق دیں اور فاحشہ کا اطلاق زنا پر بھی ہوتا ہے اور بدکلامی پر بھی ہوتا ہے اور قرآن کریم میں ان دونوں معنوں میں سے کسی ایک کو متعین نہیں کیا اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں بھی یہاں کسی ایک کو متعین نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ دونوں

Marfat.com

معنے مراد ہیں تو خلاصہ ولب لباب یہ نکلا کہ اگر کسی مرد کی عورت زنا کار ہو یا بدکلام تو دونوں صورتوں میں مرد اس سے اپنا دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے اور یہ اس کے لیے حلال طیّب ہے۔

مہر واپس کرنے کی یا پورا دینے کی حکمت کیا ہے

یہ ایک مانا ہوا اصول ہے کہ اگر کوئی آدمی دوسرے پر کوئی چیز بیچے اور اس چیز میں کوئی عیب نکل آئے تو مشتری کو حق پہنچتا ہے کہ وہ چیز بائع کو واپس کر دے یا اسی قیمت پر اپنے پاس رکھے اور بائع نے وہ چیز یا تو واپس لینا ہوگی یا اس کی قیمت گھٹا دے اگر مشتری اس پر راضی ہو تو رکھ لے ورنہ نہ رکھے اور نہ رکھنے کی صورت میں بائع پر قیمت واپس کرنا لازم ہے اسی طرح نکاح بھی بقیہ معاملات کی طرح معاملہ بھی ہے اور عبادت بھی ہے اور اس حیثیت سے کہ یہ معاملہ بھی ہے تو اس میں معاملات کے اصول چلیں گے اور یہاں عورت کی حیثیت بائع کی ہے اور مرد کی حیثیت مشتری کی ہے اور یہ اس اعتبار سے ہے کہ عورت نے اپنا عضوِ مخصوص مرد پر بیچا ہے اور مرد نے اس کے بدلے میں عورت کے مہر روٹی، کپڑا، مکان وغیرہ کی تمام ضروریات کی ذمہ داری اُٹھائی ہے اب اگر عورت مرد کے کام کی نہیں ہے اس میں عیب ہے وہ مرد کے مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکتی ہے تو مرد کو حق پہنچتا ہے کہ اس معاملہ کو کالعدم قرار دے اور اپنی ادا کی ہوئی قیمت واپس لے اور اگر مرد اس عورت کو رکھنا چاہتا ہے تو اس عورت

Marfat.com

کے حقوق میں کمی نہیں کر سکتا البتہ اگر عورت اپنے حقوق میں خود کم کر کے خاوند سے مصالحت کر لے اور مرد بھی اس پر تیار ہو جائے تو انہیں اختیار حاصل ہے اور اگر مرد میں کوئی عیب ہو تو اس صورت میں عورت از سرِ خود اس معاہدے کو توڑ نہیں سکتی کیونکہ اس کی حیثیت بائع کی ہے اور بائع جب چیز مشتری کے حوالے کر دے اور اس سے قیمت بھی وصول کر لے تو اب اگر اسے بیع میں گھاٹا نظر آتا ہے تو بیع کو توڑ نہیں سکتا البتہ اگر مشتری نے جو قیمت ادا کی ہے اس میں کوئی کھوٹ ہو تو وہ تبدیل کرا سکتا ہے اس طرح یہاں عورت اپنا عضو مخصوص مرد پر بیچ چکی ہے اور مرد سے اس کا معاوضہ بھی وصول کر چکی ہے اور اگر اس معاوضے میں کوئی خامی ہو تو اسے تبدیل کرا سکتی ہے۔ اور اگر مرد میں کوئی خامی ہو مثلاً اس کی عزت و آبرو کا تحفظ نہ کر سکتا ہو اس کے حقوق زوجیت ہی پورے نہ کر سکتا ہو تو اس سلسلہ میں عورت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ یا تو اسی اثاثہ پر اکتفا کرے یا عدالت کی طرف رجوع کر کے طلاق حاصل کرے کیونکہ اس خرید و فروخت کا مقصد عام معاملات کی طرح نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد فریقین کے مقاصد کی تکمیل ہے جنہیں وہ پورا نہیں کر سکا اس لیے عورت کو حق حاصل ہے کہ اس سے علیحدگی اختیار کرے اور اس سلسلہ میں جو مہر وغیرہ اس نے بیوی کو دیا ہوا ہے وہ اس سے واپس نہیں لے سکتا کیونکہ یہ مہر تو اس منافع کا معاوضہ ہے جو اس نے عورت کے عضو مخصوص سے اٹھانے ہیں اور اس سلسلہ میں عورت نے اپنے آپ کو پیش کر دیا ہے مگر یہ ناکام رہا ہے تو یہ قصور اس کا ہے عورت کا نہیں لہٰذا وہ دیا ہوا مہر واپس نہیں لے سکتا ہے یا بالفاظ دیگر مرد اور عورت

کا یہ جوڑ اشتراکِ عمل ہے جب تک فریقین مِل جُل کر چل سکتے ہیں چلیں اور جب نہ چل سکیں تو علیحدہ ہو جائیں مگر اس سلسلہ میں چونکہ مرد کی بالادستی مسلم ہے اس لیے وہ تو خود ہی (۳۱) معاہدہ کو کالعدم قرار دے سکتا ہے اور عورت چونکہ ماتحت ہے اس لیے وہ تو از سرِ خود اس معاہدہ کو کالعدم نہیں قرار دے سکتی البتہ وہ اس کی اس مرد سے بالائی عدالت میں چارہ جوئی کر سکتی ہے عدالت کی طرف رجوع کر کے اسے کالعدم کرا سکتی ہے اور نیز یہ عورت جو ہے اس کو پروردگار نے مرد کے سکون اور افزادی قوت پیدا کرنے کے لیے تخلیق فرمایا ہے اور یہ مرد چونکہ اس سلسلہ میں ناکام رہا ہے اس لیے اس مرد کو یہ حق نہیں ہے کہ اس سکون اور پیداوار کے ذریعہ پر ناجائز قابض ہو کر بیٹھ جائے اسے چاہیئے کہ از سرِ نو اس عورت کو طلاق دے تاکہ کوئی دوسرا موزوں اور اہل آدمی اس سے فائدہ اٹھائے اور اگر یہ مرد اس ناجائز قبضہ کو ختم نہیں کرے گا تو عورت کو چاہیئے کہ عدالت کی طرف رجوع کرے اور عدالت تحقیق اور تفتیش کے بعد اس معاہدہ کو کالعدم قرار دے سکتی ہے۔ اور طلاق بھی دلا سکتی ہے جیسا کہ ثابت بن قیس والی حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

کنایہ الفاظ سے طلاق بائن پڑتی ہے

وَعَنْ رُكَانَةَ بْنِ عَبْدِ يَزِيْدَ اَنَّهٗ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ سُهَيْمَةَ اَلْبَتَّةَ

اور حضرت رکانہ بن عبد یزید سے روایت ہے کہ بیشک انہوں نے اپنی بیوی سہیمہ کو طلاق بتّہ دی پھر نبی

Marfat.com

فَاُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَرَدْتَّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَقَالَ رُکَانَۃُ وَاللّٰہِ مَا اَرَدْتُّ اِلَّا وَاحِدَۃً فَرَدَّھَا اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطَلَّقَھَا الثَّانِیَۃَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ وَالثَّالِثَۃَ فِیْ زَمَانِ عُثْمَانَ۔

(رواہ ابوداود)

صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی گئی اور رُکانہ نے کہا خدا کی قسم میں نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کی قسم تو نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا تو رُکانہ نے کہا خدا کی قسم میں نے صرف ایک کا ارادہ کیا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بیوی اسے واپس کر دی پھر اس نے عمر کے زمانہ میں دوسری اور عثمان کے زمانہ میں تیسری طلاق دی۔

(ابوداود)

(مشکوٰۃ باب الطلاق)

تفسیر

اس حدیث میں جو لفظ بَتَّ آیا ہے اس کے معنے کاٹ دینے کے ہیں اور یہ کنایات میں سے ہے اور کنایات کا حکم یہ ہے کہ اس کی مراد کا تعین متکلم کی نیت پر موقوف ہے یعنی اگر وہ بیان کرے کہ

اس کی مراد طلاق ہے تو طلاق متصور ہوگی اگر اس کی مراد کچھ اور ہے تو وہی ہوگی نیز اگر مذاکرہ طلاق ہے یعنی میاں بیوی میں تلخ کلامی جاری تھی اس حالت میں میاں نے کوئی ایسا لفظ استعمال کر دیا تو اسے بھی طلاق ہی سمجھا جائے گا اگرچہ اس کی نیت اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو بہرحال لفظ بَتّہ کا اطلاق معلوم ہوتا ہے۔ ایک دو اور تین طلاق پر بھی ہوتا اور بالکل انقطاع پر بھی ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسا لفظ ایسے موقعہ پر استعمال کرے تو اس سے اس کی نیت دریافت کی جائے گی اگر وہ کہے کہ اس کی نیت بالکل انقطاع کی تھی تو اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائیگی اگر یہ آپس میں صلح کرنا چاہیں تو دو گواہوں کے سامنے تجدید کافی ہے اور یہ صلح عِدّت کے اندر بھی ہو سکتی ہے اور بعد میں بھی ہو سکتی ہے اور اگر وہ کہے کہ میری مراد اس سے ایک یا دو طلاق ہیں تو ایک یا دو ہی متصور ہوں گی اگر میاں بیوی آپس میں صلح کرنا چاہیں تو عدّت کے اندر اندر صرف رجوع کافی ہے تجدید نکاح کی بھی کوئی ضرورت نہیں اگر وہ خاوند کہے کہ میری مراد اس سے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی متصور ہوں گی اور یہ بیوی اس سے جُدا ہو جائے گی اگر یہ آپس میں صلح کرنا چاہیں تو سوائے حلالہ کے جائز نہیں اور اگر وہ خاوند کہے کہ اس لفظ بَتّہ سے مراد میری کوئی اور چیز تھی تو وہی متصور ہوگی اور اس کا اس کی بیوی پر کوئی اثر نہیں پڑے گا تاہم ان تمام صورتوں میں نیت کے تعین کے سلسلہ میں مرد سے حلف لیا جائے گا اور نیز یہ بات بھی یاد رہنی چاہیئے یہ الفاظ کنایات ہر زبان کے اپنے اپنے ہوتے ہیں اور جس لفظ کی تشریح بیان کی ہے یہ صرف ایک عربی لفظ کی بیان کی ہے

اور عربی یا غیر عربی کنایات بہت ہیں۔ موقعہ محل کے اعتبار سے ہی مفتی فتویٰ دے سکتا ہے۔

خاوند اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار سونپ سکتا ہے

يَاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔

اے نبی اپنی بیویوں سے فرما دیں کہ اگر تم دنیا اور آخرت کی زینت چاہتی ہو تو آجاؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کروں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور آخرت کا گھر چاہتی ہو پس بے شک اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والوں کے لیے بڑا اجر تیار کیا ہے۔

(سورۃ احزاب آیت ۲۸-۲۹)

تفسیر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے آپ سے اپنے اخراجات اور نان نفقہ میں اضافے کا مطالبہ کیا آپ ان سے ناراض ہو

Marfat.com

کر ایک بالا خانہ میں تشریف لے گئے ایک ماہ کے بعد یہ آیات اتریں ان میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ تم اپنی بیویوں کو میری طرف سے دو ٹوک فیصلہ سنا دو کہ اگر تم دُنیا کی زیب وزینت اور کشائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر (مہر) اچھی طرح رخصت کر دوں اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور اس کی خوشنودی چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے نیکوکار بیبیوں کے لیے اجرِ عظیم تیار کیا ہے۔ تمہیں چاہیئے کہ اجرِ عظیم کے لیئے محنت کرو تو خلاصہ اور لب لباب یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ اپنی بیویوں کو دو چیزوں میں سے ایک اپنے لیے اختیار کرنے کا حکم دیں ایک نبی کے نکاح میں رہنے کا اور دوسرا مہر وغیرہ وصول کر کے چلے جانے کا پس معلوم ہوا کہ مرد اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے سکتا ہے اس کے بعد اگر وہ طلاق اختیار کرے تو طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق اختیار نہ کرے تو طلاق نہیں ہوگی۔ مزید تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ	اور حضرت عائشہؓ سے
خَيَّرَنَا رَسُوْلُ	روایت ہے انہوں نے
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	فرمایا کہ جناب رسول اللہ
وَسَلَّمَ فَاخْتَرْنَا	صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَلَمْ	اختیار دیا تھا پھر ہم نے
يَعُدَّ ذَالِكَ	اللہ اور رسول کو اختیار کیا تو
عَلَيْنَا شَيْئًا (متفق علیہ)	آپ نے اسے ہم پر کچھ

(مشکوٰۃ باب الطلاق)

بھی شمار نہیں کیا تھا۔

تفسیر

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے والی آیت میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو حکم دیا تھا کہ آپ اپنی بیویوں کو دو باتوں میں ایک بات کا اختیار دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزّت کے اس ارشادِ گرامی کی تعمیل کی اور اپنی بیبیوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم پڑھ کر سُنایا تو آپ کی ازواجِ مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا دُنیا کی زیب و زینت کو پسند نہیں کیا پھر آپ نے اس اختیار کو طلاق شمار نہیں کیا پس معلوم ہوا کہ مرد اگر اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دے اور عورت طلاق قبول کرلے تو طلاق ہو جائے گی اور اگر وہ طلاق قبول نہ کرے مرد کو اختیار کرے تو نفس اختیار دینے سے طلاق نہیں پڑے گی۔

نکاح سے پہلے طلاق نہیں ہوتی

وَعَنْ عَلِيٍّ عَنِ	اور حضرت علیؓ نے روایت
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	کی ہے رسول اللہ صلی اللہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	علیہ وسلم سے آپ نے
قَالَ لَا طَلَاقَ	فرمایا نکاح سے پہلے طلاق نہیں
قَبْلَ نِكَاحٍ وَلَا	آزادی مگر بعد مالک ہونے کے اور
عِتَاقَ اِلَّا بَعْدَ	نہیں وصال روزے میں اور

Marfat.com

مِلْكٍ وَلَا وِصَالَ فِيْ صِيَامٍ وَلَا يُتْمَ بَعْدَ اِحْتِلَامٍ وَلَا رِضَاعَ بَعْدَ فِطَامٍ وَلَا صُمْتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ (رواہ فی شرح السنہ)

نہیں یتیمی بعد بلوغت کے اور نہیں رضاعت بعد دودھ چھڑانے کے اور نہیں خاموشی دن کی رات تک۔

تفسیر

اس حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چھ چیزیں مؤثر نہیں نکاح[۱] سے قبل طلاق۔ ملک[۲] سے پہلے آزادی دینا۔ رات[۳] دن کا روزہ۔ بلوغت[۴] کے بعد یتیمی۔ دودھ[۵] چھڑانے کے بعد دودھ پلانا۔ رات[۶] تک خاموشی کا روزہ۔ ہماری بحث اس وقت صرف پہلی صورت میں ہے یعنی نکاح سے قبل طلاق دینا باقی پانچ کا بیان اپنے مقام پر انشاء اللہ العزیز ہوگا یہ کتاب چونکہ مختصر بھی ہے اور ان مسائل کا یہاں بیان کرنا خارج مبحث بھی ہے اس لیے ہم ان مسائل کو یہاں نہیں چھیڑیں گے۔ یہاں صرف یہ بیان کرنا ہے اگر کوئی شخص کسی عورت کے متعلق یہ کہہ دے کہ فلاں عورت مجھ پر طلاق ہے اور ابھی اس نے اس کے ساتھ نکاح کیا ہوا نہیں ہے اور اب اس سے نکاح کرتا ہے تو یہ نکاح جائز ہے۔ نکاح سے قبل کی طلاق اس پر واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ عورت ابھی تک اس کا محل ہی نہیں تھی ہاں اگر نسبت کرے مثلاً یوں کہے کہ اگر میں فلاں

Marfat.com

عورت سے نکاح کروں تو وہ مجھ پہ طلاق ہے اور بعد میں اس کے ساتھ نکاح کرتا ہے تو یہ عورت اس پر طلاق ہو جائے گی۔ کتب فقہ میں یہ تفصیل موجود ہے۔

نکاح طلاق اور رجوع بلا ارادہ بھی منعقد ہو جاتے ہیں

وعن ابی هريرة	اور حضرت ابوہریرہؓ سے
ان رسول الله صلی	روایت ہے کہ بے شک
الله عليه وسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال ثلث جدهن	نے فرمایا تین چیزوں کا قصد
جد وهزلهن	بھی قصد ہے اور ہنسی بھی
جد النكاح والطلاق	قصد ہے نکاح۔ طلاق اور
والرجعة (رواه الترمذی ابوداود)	رجوع۔ (ترمذی و ابوداود)

تفسیر

یعنی اگر کوئی شخص دو گواہوں کے سامنے ارادۃً اور قصداً کہے کہ میں نے فلاں عورت قبول کی تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور اسی طرح اگر ہنسی اور مذاق کے طور پہ کہے تو بھی نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور اسی طرح اگر قصداً اور ارادۃً کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو بھی طلاق ہو جاتی ہے اور اگر بلا قصد کہے تو بھی طلاق ہو جاتی ہے اور اسی طرح اگر اپنی مطلقہ رجعیہ بیوی کو قصداً کہے کہ میں نے تجھ سے رجوع

کیا تو بھی رجوع ہو جائے گا اور بلا قصد کہے تو بھی رجوع ہو جائے گا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ نکاح ۔ طلاق اور رجوع کے الفاظ صریح ہیں ان میں نیت کا احتیاج نہیں ہے نیت کا لحاظ کنایات میں ہوتا ہے ۔

جبری طلاق واقع نہیں ہوتی

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا طَلَاقَ وَلَا عِتَاقَ فِيْ اِغْلَاقٍ (رواہ ابوداود)

اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرما رہے تھے نہیں طلاق اور آزادی زبردستی میں ۔

مجنون کی طلاق واقع نہیں ہوتی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقَ الْمُعْتُوْهِ وَالْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهٖ (رواہ الترمذی)

اور حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر طلاق جائز ہے مگر مجنون اور عقل پر غلبہ کیے ہوئے کی (ترمذی)

Marfat.com

تفسیر

معتوہ اور مغلوب علیٰ عقلہ ایک ہی چیز ہے اور درمیان میں داؤ تفسریہ ہے

بچے اور سوئے ہوئے کی طلاق بھی واقع نہیں ہوتی

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلٰثَةٍ عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَعْقِلَ۔

اور حضرت علیؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں سے قلم اٹھا دی گئی ہے ایک سوئے ہوئے سے یہاں تک کہ بیدار نہ ہو جائے اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ نہ ہو جائے اور پاگل سے یہاں تک کہ عقلمند نہ ہو جائے۔

(یہ پانچوں احادیث مشکوٰۃ باب الطلاق سے منقول ہیں۔)

تفسیر

اس حدیث پاک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھالی گئی ہے یعنی اس حالت میں اگر ان سے کوئی ناجائز فعل صادر ہو جائے یا ان کے منہ سے کوئی بری بات نکل جائے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی گرفت نہیں ان پر کوئی قانون لاگو نہیں ہوگا ان قوانین میں سے ایک طلاق ہے اگر نیند کی حالت میں کوئی اپنی بیوی کو کہتا ہے کہ میں نے تجھے طلاق دی تو طلاق نہیں واقع ہوگی اسی طرح اگر کسی نے صغر سنی میں اپنے بچے کا نکاح کر دیا اب وہ بچہ بیوی کو طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی اور اگر کوئی پاگل اپنی بیوی کو طلاق دے تو بھی طلاق واقع نہیں ہوگی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ شرعی احکامات اس وقت انسان پر عائد ہوتے ہیں جب کہ اس کے ہوش وحواس قائم ہوں اور سن شعور کو بھی پہنچ چکا ہو اور ظاہر بات ہے کہ بچہ ابھی شعور کو پہنچا ہی نہیں اور پاگل اور سویا ہوا جو ہے ان کے حواس قائم نہیں ہیں اس لیے ایسے لوگ اگر اس دور میں طلاق دے دیں تو ان کی طلاق مؤثر نہیں ہوگی۔ باقی تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

خاوند عورت کے پاس نہ جانے کی قسم اُٹھالے تو اس کا حکم

لِلَّذِيْنَ يُؤْلُوْنَ — ان لوگوں کے لیے جو قسم
مِنْ نِّسَآئِهِمْ — اٹھاتے ہیں اپنی عورتوں کے
تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ — پاس نہ جانے کی انہیں انتظار
اَشْهُرٍ ۚ فَاِنْ — کرنا ہے چار مہینے پھر اگر
فَآءُوْ فَاِنَّ — وہ رجوع کر لیں تو بے شک

Marfat.com

اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور
وَاِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ اگر وہ طلاق کا ارادہ کریں تو
فَاِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ بے شک اللہ سننے والا
عَلِیْمٌ ۝ (سورۃ بقرۃ آیت ۲۲۷) جاننے والا ہے۔

تفسیر

آیت کریمہ کے شروع میں جو لفظ یُؤْلُوْنَ آیا ہے یہ اِیْلَاء سے بنا ہے اِیْلَاء کے معنے قسم کے ہیں اور شرع کی اصطلاح میں اِیْلَاء یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے یوں کہے کہ خدا کی قسم میں تیرے قریب نہیں آؤں گا یا صرف یوں کہے کہ میں تیرے قریب نہیں آؤں گا اس کی چار صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ وہ چار ماہ کی مدت کی قید لگائے دوسری صُورت یہ ہے کہ چار ماہ سے زیادہ کی قید لگائے اور تیسری صورت یہ ہے کہ مدت کچھ بھی بیان نہ کرے ان تینوں صورتوں میں اگر وہ خاوند اپنی اس بیوی کے پاس چار ماہ کے اندر اندر نہ جائے اور چار ماہ گزر جائیں تو قسم بحال رہے گی مگر وہ بیوی طلاق بائن ہو جائے گی اور اگر وہ خاوند چار ماہ کے اندر اندر بیوی کے پاس چلا جائے تو قسم ٹوٹ جائے گی اس کا کفارہ دینا پڑے گا مگر بیوی اس کی طلاق نہیں ہوگی اور چوتھی صورت یہ ہے کہ چار ماہ سے کم مدت بیان کرے یعنی مثلاً یوں کہے کہ خدا کی قسم میں ساڑھے تین ماہ اپنی بیوی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ اگر یہ اس مدت میں اپنی بیوی کے پاس چلا گیا تو قسم ٹوٹ جائے گی کفارہ دینا پڑے گا اور اگر نہ گیا تو نہ بیوی اس پر

Marfat.com

طلاق ہوگی اور نہ قسم ٹوٹے گی اور چاروں صورتیں لفظ تَرَبُّصُ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ سے سمجھ میں آرہی ہیں کیونکہ قرآن کریم نے جب یہ الفاظ استعمال کئے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ خاوند چار ماہ کی قید لگائے تو پھر تو چار ماہ ظاہر ہیں اور اگر وہ چار ماہ سے زیادہ کی قید لگائے یا مدت وغیرہ وہ کچھ بھی بیان نہ کرے تو بھی چار ہی معتبر ہوں گے کیونکہ قرآن نے چار کا ذکر کیا ہے اور اگر وہ چار سے کم مدت کی قید لگا دے تو اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ قرآن نے چار ماہ کی قید لگائی ہے۔

ایلا میں چار ماہ کی حکمت کا بیان

اللہ تعالیٰ جَلَّ مجدہٗ نے جو ضابطہ ایلا مقرر فرمایا ہے اس سے اشارۃً چار باتیں معلوم ہوتی ہیں اول یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو چار ماہ سے زیادہ بیوی کے سوا نہیں رہنا چاہیئے اور دوسرا یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو بھی چار ماہ سے زیادہ خاوند کے سوا نہیں رہنا چاہیئے اور اس کی خلاف ورزی نظامِ فطرت کی خلاف ورزی ہوگی جو تسکین کی خاطر زنا کی صورت میں رونما ہو کر شیرازہ اجتماعیہ کو تباہ کر دے گی لہٰذا گورنمنٹ کو چاہیئے کہ گھر سے دُور رہنے والے شادی شدہ ملازمین کو چار ماہ کے بعد گھر میں اپنی بیوی کے پاس جانے کی چھٹی دے اور بیوہ کی چار ماہ دس دن جو عدت رکھی ہے اس میں بھی یہ ہی حکمت معلوم ہوتی ہے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ارشاد سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ رات کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کرتے تھے تاکہ کوئی چور اچکا سوئے ہوئے لوگوں کو نقصان نہ دے چنانچہ ایک رات آپ نے ایک گھر سے ایک عورت کے اشعار سُنے جو وہ اپنے خاوند کی جدائی کی وجہ سے بطور

Marfat.com

افسوس پڑھ رہی تھی تو آپ نے اس کے اشعار سُن کر صُبح کے وقت اپنی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ ایک عورت اپنے خاوند کی جدائی کتنے عرصہ تک برداشت کر سکتی ہے تو فرمایا چار ماہ یا چھ ماہ تک اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ضابطہ رکھ دیا کہ اتنی مدت سے زیادہ کسی بھی سپاہی کو پابند نہ رکھا جائے چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ نے مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے مندرجہ ذیل الفاظ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کئے ہیں۔

فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَتَهُ	پس حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی
حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ	حفصہ سے پوچھا اللہ ان سے
عَنْهَا كَمْ أَكْثَرُ مَا	راضی ہو کتنی مدت صبر کر سکتی
تَصْبِرُ الْمَرْأَةُ عَنْ	ہے عورت اپنے خاوند سے
زَوْجِهَا فَقَالَتْ سِتَّةُ	جدا رہ کر تو اس نے کہا چھ
أَشْهُرٍ أَوْ أَرْبَعَةُ	ماہ یا چار ماہ پھر عمرؓ نے کہا میں
أَشْهُرٍ فَقَالَ عُمَرُ	نہیں روکوں گا کسی کو بھی لشکر
لَا أَحْبِسُ أَحَدًا مِنَ	میں سے زیادہ اس مدت سے
الْجُيُوشِ أَكْثَرَ مِنْ	
ذَالِكَ (ابن کثیر جلد اول ص ۲۲۹	

اور تیسری بات اشارۃً یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب کہ شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے یہ ضابطہ ہے تو پھر وہ لڑکے یا لڑکیاں جو بلوغت کو پہنچ چکے ہوں ان کی شادی بھی فوراً کر دینی چاہیئے کیونکہ جس بے راہ روی کا اندیشہ بحالت جدائی شادی شدہ سے ہے وہی اندیشہ بے شادی شدہ سے بھی

ہے اور چوتھی بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ مرد اور عورت جو انسان کی افرادی اور غذائی ترقی کا ذریعہ ہیں ان کو بے کار نہیں چھوڑنا چاہیئے ورنہ رفتار ترقی میں رکاوٹ آئے گی اور یہ بقیہ خلق خدا پر ظلم ہوگا اور پانچویں یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر سرکاری مشینری کا کوئی بھی ذمہ دار آدمی اپنے عہدے سے استعفا دے دے تو اسے اس پر غور کرنے کے لیے چار ماہ دینے چاہئیں کیونکہ ہر عہدے کے لیے موزوں آدمی آسانی سے نہیں ملا کرتا اور یہ مفہوم اسی طرح اخذ کیا جا سکتا ہے کہ میاں اور بیوی کا یہ جوڑا انسانی ترقی کی ابتدائی یونٹ اور شاخ ہے اور اس کے سربراہ کے مستعفی ہونے کے بعد اسے غور کرنے کے لیے چار ماہ دیئے گئے ہیں تو اس یونٹ سے جو بالائی شاخیں یا محکمہ جات وغیرہ ہیں ان کے لیے بھی یہ ہی ضابطہ ہونا چاہیئے یہاں تک کہ وزراء اور سربراہِ مملکت کے لیے بھی یہی ضابطہ ہے اگر یہ مستعفی چار ماہ کے اندر اندر واپس آکر اپنے عہدے پر کام کرنا چاہے تو ٹھیک ہے اسے موقعہ دینا چاہیئے اور اگر وہ اس عہدے پر کام نہ کرنا چاہے تو چار ماہ کے بعد اس کے واجبات ادا کر کے اسے رخصت کر دینا چاہیئے اور یہ الوداعی تقریب انتہائی پُرتپاک ہونی چاہیئے تاکہ سابقہ چپقلش سے جو تنافر اور تباغض پیدا ہوا ہے وہ دُور ہو جائے اور ایسا ہرگز مناسب نہیں ہے کہ مثلاً" ایک شخص نے ایک عہدے پر کچھ عرصہ تک کام کیا ہو اور اب اگر پبلک اسے نہیں چاہتی تو اس کے پُتلے سڑکوں پر جلائے جائیں اور سرِعام اس کو فحش گالیاں دی جائیں یہ کسی شریف معاشرہ کے شایانِ شان نہیں ہے جیسا کہ ہمارے ملک پاکستان میں ایسا ہو رہا ہے۔ ایسی تحریکات سے

Marfat.com

سے نہ تو قوموں کی ترقی نصیب ہوتی ہے اور نہ ہی ملک میں امن و استحکام پیدا ہو سکتا ہے۔

قانونِ الٰہی کو غلط استعمال نہ کیا جائے

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	اور جب تم عورتوں کو طلاق
فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	دے دو پھر وہ اپنی عدّت
فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ	کو پہنچ جائیں تو انہیں حسنِ سلوک
اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ	سے روک لو یا انہیں دستور
بِمَعْرُوْفٍ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ	کے مطابق چھوڑ دو اور انہیں
ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا	تکلیف دینے کے لیے
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ	نہ روکو تاکہ تم سختی کرو اور
فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ	جو ایسا کرے گا تو وہ اپنے
وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ	اوپر ظلم کرے گا اور اللہ کی
اللّٰهِ هُزُوًا ۠ وَاذْكُرُوْا	آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ اور اللہ
نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ	کے احسان کو یاد کرو جو اس
وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ	نے تم پر کیا ہے اور جو اس
مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ	نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری
يَعِظُكُمْ بِهٖ ۠ وَاتَّقُوا	ہے کہ تمہیں اس سے نصیحت
اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ	کرے اللہ سے ڈرتے رہو
بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝	اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو
(سورہ بقرہ آیت ۲۳۱)	خوب جاننے والا ہے۔

Marfat.com

تفسیر

اس آیت میں تین مسائل بیان فرمائے ہیں کہ اوّل یہ ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ میں یہ بتلایا تھا کہ دو طلاق تک خاوند کو اختیار رہے کہ عورت کو معروف طریقہ سے رکھ لے یا بالکل چھوڑ دے اب اس آیت میں یہ ارشاد ہے کہ یہ اختیار صرف عدت تک ہے عدت کے بعد خاوند کو اختیار مذکور حاصل نہ ہوگا اور دوسرا یہ بتلایا کہ الطلاق مرتان میں جو خاوند کو جو رجوع کا اختیار دیا ہے یہ معروف اور سابقہ دستور کے موافق ہونا چاہیئے ۔ اگر خاوند کسی بدنیتی سے رجوع کرنا چاہتا ہے مثلاً اسے مارنا پیٹنا چاہتا ہے یا ویسے ہی اس کی عدت لمبی کرنا چاہتا ہے یا اسے اور جگہ نکاح سے روکنے کے لیے رجوع کرتا ہے وغیرہ ذالک تو یہ قطعاً جائز نہیں ہے اور تیسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ کھیل اور مذاق کے طور پر بھی ایسا نہ کرے یعنی کبھی طلاق دے پھر رجوع کرے پھر طلاق دے پھر رجوع کرے ایسا بھی نہیں ہونا چاہیئے ۔ ان آخر والی دونوں صورتوں کو وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا سے تعبیر فرمایا ہے اور آخر میں فرمایا ہے کہ عورت کا تمہارے ساتھ یہ جوڑ تم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان اور نعمت ہے اس کی قدر کرو اس کی بے قدری مت کرو ۔ کبھی طلاق پھر رجوع پھر طلاق پھر رجوع سے اس کی بے قدری ہو جائے گی اور یہ قانونِ الٰہی کا غلط استعمال ہوگا اس سے کتاب اللہ کی عظمت بھی دل سے نکل جائے گی اور آخر میں ان مذکورہ ضوابط کی خلاف ورزی کرنے والوں کو دھمکی دی ہے کہ اے خدا

سے ڈرو تمہاری یہ تمام حرکات اس کے علم میں ہیں اگر باز نہیں آؤ گے تو اس کے عذاب سے نہیں بچو گے اگر ایسا کرو گے تو بظاہر یہ ظلم اگرچہ اس عورت پر ہوگا لیکن حقیقتاً وہ ظلم اس ظالم پر ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ اس سے ضرور اس مظلومہ کا انتقام لیں گے اور یہ انتقام دنیا میں بھی ہوگا اور آخرت میں بھی۔ ع

پنداشت ستمگر کہ جفا بر من کرد
برگردن وے بماند و بر ما بگذشت

خاوند قبل از ہمبستری اور قبل از تقرر مہر اگر اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اسکے احکام

لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تم عورتوں
اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا	کو طلاق دے دو جب کہ انہیں
لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا	ہاتھ بھی نہ لگایا ہو اور ان کے
لَهُنَّ فَرِيْضَةً ج وَ	کچھ مہر بھی مقرر نہ کیا ہو اور انہیں
مَتِّعُوْهُنَّ ج عَلَى	کچھ سامان دے دو وسعت
الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ	والے پر اپنے قدر کے مطابق
وَعَلَى الْمُقْتِرِ	اور تنگ دست پر اپنے
قَدَرُهٗ ج مَتَاعًا	قدر کے مطابق سامان حسب
بِالْمَعْرُوْفِ حَقًّا	دستور ہے نیکوکاروں پر یہ
عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ ۝	حق ہے اور اگر تم انہیں طلاق
وَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ	دے دو اس سے پہلے کہ
قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ	انہیں ہاتھ لگاؤ حالانکہ تم ان

Marfat.com

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۚ وَأَنْ تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۚ وَلَا تَنْسَوُا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝

کے لیے مہر مقرر کر چکے ہو تو نصف ہے اس کا جو تم نے مقرر کیا تھا مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور تمہارا معاف کرنا پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے آپس میں احسان کرنا نہ بھولو بے شک اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے

سورہ بقرہ آیت (۲۳۶ - ۲۳۷)

تفسیر

ان آیات میں تین مسائل کا بیان ہے پہلا مسئلہ یہ ہے کہ خاوند نے بیوی سے جماع بھی نہ کیا ہو اور مہر بھی مقرر نہ کیا ہو اور پہلے ہی کسی وجہ سے طلاق کی نوبت آجائے تو اس صورت میں خاوند پر مہر لازم نہیں ہے البتہ خاوند پر یہ لازم ہے کہ اپنی طرف سے عورت کو کچھ دے دے اس کی مقدار متعین نہیں کی مرد کی حیثیت کا لحاظ رکھا ہے اسے بھی یہ اختیار دے دیا جائے تو معمولی بات پر بھی مرد کو طلاق دے دے گی اس لیے یہ اختیار مرد کو دیا ہے اور آخر میں تعلیم دی ہے کہ آپس میں احسان اور عفو و کرم کا سلسلہ مت بھولو کیوں کہ تمام کاموں

ہیں اصلی مقصد تقویٰ ہے اور اس عفو وکرم سے سب سے زیادہ تقوٰے نصیب ہوتا ہے۔

مہر اور ہدیہ میں فرق اور اسکی حکمت

دل میں ایک شبہ سا پیدا ہوتا ہے کہ اس پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مہر تو واجب نہیں ہے لیکن مرد کو چاہیئے عورت کو کچھ نہ کچھ ضرور دے اور اس کو متاع سے تعبیر فرمایا ہے تو وہ بھی مال ہی ہے صرف نام کا فرق ہے آخر اس کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مہر تو اس انتفاع کے معاوضہ کا نام ہے جو خاوند بوقت جماع بیوی سے اُٹھاتا ہے یعنی خاوند نے عورت کے جسم کا وہ مخصوص ٹکڑا خریدا ہے تاکہ اس سے وہ نفع اٹھائے اور یہاں وہ نفع تو اس نے اٹھایا ہی نہیں اس لیے مہر تو اس پر لازم نہیں قرار دیا جا سکتا اور اس خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر اس کی دل شکنی کی ہے اور اس عورت کے ذریعہ دونوں برادریوں کے درمیان جو اخوت اور محبت پیدا ہونے والی تھی اس کو نفرت میں بدل دیا ہے اور یہ اس نے غلطی کی ہے اور خاوند کبھی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور بھی ہوتا ہے اس لیے شارع نے اس کا یہ عذر قبول کرتے ہوئے مہر کا متبادل عطیہ اس پر لازم قرار دیا ہے تاکہ دونوں خاندانوں کے درمیان جو نفرت پیدا ہوئی تھی وہ دُور ہو جائے اور یہ عطیہ اس بات کا واضح ثبوت ہوگا کہ یہ طلاق کسی بہت بڑے معقول عذر کی بنا پر دی گئی ہے نہ کہ کسی ذاتی پرخاش کی وجہ سے اور پھر اس کو کوئی بُرا نہیں منائے گا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک دوسرے کو ہدیہ دو تاکہ تمہاری آپس میں محبت پیدا ہو اور فرمایا ہے کہ امیر اپنی حیثیت

Marfat.com

کے موافق دے اور غریب اپنی حیثیت کے موافق اور اس کا ادنیٰ درجہ ایک جوڑا کپڑے ہے زیادہ جتنی توفیق ہو دینا چاہیئے ۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عورت سے شادی کی اور ایسی ہی صورت درپیش آئی تو آپ نے مطلقہ کو بیس ہزار کا عطیہ دیا تھا اور قاضی شریح نے بھی ایسے موقعہ پر پانسو درہم کا عطیہ دیا (معارف القرآن) اور آخر میں جو فرمایا ہے حقا علی المحسنین ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ عطیہ دینا واجب ہے اور دوسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ خاوند بیوی کو اگر جماع سے پہلے طلاق دے اور مہر مقرر کیا ہوا ہو تو اس صورت میں خاوند نے بیوی کو نصف مہر دینا ہوگا مگر کہ عورت معاف کر دے یعنی نصف بھی نہ لے یا وہ شخص معاف کر دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اگر خاوند نے مہر ادا کیا ہوا نہیں ہے تو اسے چاہیئے کہ نصف ادا کر دے اور اگر سارا ادا کیا ہوا ہے تو خاوند کو حق پہنچتا ہے کہ آدھا عورت کو چھوڑ دے اور آدھا واپس لے لے اور بہتر یہ ہے کہ واپس نہ لے معاف کر دے اور تیسرا یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ نکاح بحال رکھنا یا توڑنا خاوند کے اختیار میں ہے عورت کے اختیار میں نہیں ہے کیونکہ آیت میں بیدہ عقدۃ النکاح آیا ہے اور اس کی تشریح خود جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے وَلِیُّ عُقْدَۃِ النِّکَاحِ الزوج) نکاح کی گرہ کا مالک خاوند ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مرد میں عورت کی نسبت تدبر زیادہ ہوتا ہے اور عورت میں کم ہوتا ہے ۔ عورت جذباتی زیادہ ہوتی ہے ۔

بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دینے کا بیان

اس عنوان کی تفصیل سمجھنے کے لیے ایک شرعی ضابطہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں اور انہیں جو شرائع اور کتابیں عطا فرمائی گئی ہیں ان میں یہ ضابطہ تھا کہ ہر وہ عبادت جس کی ادائیگی اور تعمیل انسان پر لازم نہیں ہے اس کی مرضی ہے ادا کرے نہ کرے ادا کرے گا تو ثواب ہوگا نہ کرے گا تو گناہ گار نہیں ہوگا لیکن اگر اس کی نیت کر لے تو پھر اس کی تکمیل ضروری ہے۔ یہ ہی حکم تھا پہلے انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں اور یہ ہی حکم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ربّانی ہے لا تبطلوا اعمالکم اپنے اعمال ضائع مت کرو اور اسی طرح ان انبیاء علیہم السلام کی شرائع میں یہ حکم بھی تھا کہ اگر کوئی شخص کسی حلال چیز کے بارے میں کہہ دے کہ میں اسے نہیں کھاؤں گا تو اس کے لیے بھی یہ ضروری تھا کہ وہ اس چیز کو اب نہ کھائے یہ چیز اس کے لیے اب حرام سمجھی جاتی تھی جس طرح یعقوب علیہ السلام نے اونٹ کا گوشت اپنے اوپر حرام کیا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں اس حکم کو منسوخ کر دیا گیا ہے جیسا کہ سورۃ تحریم میں پروردگار نے آپ کو ارشاد فرمایا ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ	اے نبی کیوں حرام قرار دیتے
تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ	ہو اس چیز کو جو اللہ نے تیرے
اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ	لیے حلال کی ہے تم اپنی بیویوں

Marfat.com

اَزْوَاجِكَ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ

کی خوشنودی چاہتے ہو اللہ بخشنے والا مہربان ہے فرض کیا ہے اللہ نے تمہارے لیے توڑنا تمہاری قسموں کا۔

(سورۃ تحریم آیت ۱-۲)

اس آیت کریمہ کی تشریح اور تفسیر سے پہلے اس کا شان نزول معلوم کرنا بھی ضروری ہے۔ مفسرین نے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجؓ مطہرات کے لیے جو نوبت مقرر کی ہوئی تھی اس کے علاوہ بھی جب آپ گھر میں تشریف فرما ہوتے تھے تو نمازِ عصر کے بعد ان کے تمام گھروں میں ان کی دیکھ بھال اور خبر گیری کے لیے اور ان کی ضروریات وغیرہ دریافت کرنے کے لیے تشریف لے جاتے تھے۔ ایک روز حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس کچھ دیر لگی۔ آپ معمول سے زیادہ ان کے ہاں ٹھہرے انہوں نے آپ کو شہد پلایا۔ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس پر رشک آیا اور دونوں نے مل کر باہم مشورہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے جس کے گھر میں پہلے تشریف لائیں، تو عرض کریں گے کہ آپ نے مغافیر نوش فرمایا ہے۔ مغافیر ایک قسم کی گوند ہے جس میں کچھ بدبو ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تو شہد پیا ہے تو اس بیوی نے کہا کہ شاید کوئی مکھی مغافیر کے درخت پر بیٹھی ہوگی اور اس کا رس چوسا ہوگا اس وجہ سے شہد میں بھی بدبو آنے لگی اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بدبودار چیزوں سے انتہائی

Marfat.com

نفرت تھی اور آپ ایسی چیزوں سے پرہیز کیا کرتے تھے تو آپ نے قسم کھالی کہ میں پھر شہد نہیں پیوں گا اس پر قرآن کریم کی آیات نازل ہوئی ہیں ان میں ایسی قسم توڑنے کا حکم ہے تو آپ نے اپنی قسم توڑی اور کفّارہ میں ایک غلام آزاد کیا۔ یہ مضمون تفسیر عثمانی اور معارف القرآن سے مُلَخَّصًا نقل کیا گیا ہے۔

آیت نمبر 1 کے شروع میں جو لفظ لِمَ تُحَرِّمُ آیا ہے یہ تحریم سے بنا ہے اس کے معنی کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کر دینے کے آتے ہیں اسکی تین صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے اگر کوئی شخص کسی قطعی حلال شے کو عقیدۃً حرام قرار دے تو یہ کفر ہے کیونکہ تحلیل و تحریم صرف اللہ کا کام ہے بندے کا کام اس کی تعمیل کرنا ہے۔ تحلیل و تحریم کا اختیار پروردگار نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نہیں دیا جیسا کہ اس آیت تحریمیہ سے ظاہر ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر عقیدۃً حرام نہ سمجھے لیکن بلا کسی ضرورت اور مصلحت کے قسم کھا کر وہ چیز اپنے اوپر حرام کرلے تو یہ گناہ ہے۔ اس قسم کو توڑنا اور کفارہ ادا کرنا اس پر واجب ہے جس کی تفصیل انشاء اللہ العزیز عنقریب ہم بیان کریں گے اور اگر کوئی ضرورت اور مصلحت ہو تو جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے اور تیسری صُورت یہ ہے کہ اس چیز کو نہ تو عقیدۃً حرام سمجھے اور نہ قسم اٹھا کر اپنے اوپر حرام قرار دے مگر عملاً اس کو ہمیشہ ترک کرنے کا پختہ عزم کرلے۔ یہ عزم اگر اس نیت سے ہو کہ اسے باعثِ ثواب سمجھے تو یہ گناہ ہے اور بدعت ہے اور اگر اس ترک کو ثواب نہ سمجھے بلکہ اپنے کسی جسمانی یا رُوحانی نقصان کی بنا پر ترک کرتا ہے تو یہ

بلا کراہت جائز ہے ۔ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ کو کہتا ہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو اس کے اندر بھی یہ تین ہی صورتیں متصور ہونگی یعنی اگر وہ عقیدۃً حرام سمجھے تو وہ کافر اور مرتد ہو جائے گا اور وہ عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور اگر وہ اسے عقیدۃً حرام نہ سمجھے بلکہ قسم اُٹھائے کہ خُدا کی قسم تو مجھ پر حرام ہے تو یہ ایلا ہے اس سے طلاق بائن پڑے گی اور اس کو قسم کا کفارہ دینا ہوگا اس کی تفصیل بحث ایلا میں گزر چکی ہے اور اگر وہ اپنی اس بیوی کو عقیدۃ بھی حرام نہ سمجھے اور قسم سے بھی اس کو حرام نہ قرار دے بلکہ عملاً پختہ ارادہ کرے کہ اب اپنی بیوی کے قریب ہمیشہ نہیں جاؤنگا تو ترکِ قربان اگر ثواب کی نیت سے ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے یہ بدعت ہے یہ رہبانیت اسلام میں نہیں ہے ۔ اس سے عورت کی حق تلفی ہوگی جو کبیرہ گناہ ہے مگر ایسے عزم سے عورت طلاق نہیں ہوگی اور اگر یہ ترکِ قربان کسی مصلحت کی وجہ سے ہے مثلاً کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے تو اس میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر وہ بیماری مرد میں ہے جس کی وجہ سے مرد نے عورت کا قرب ترک کیا ہوا ہے اور اس کی اصلاح کی کوئی امید بھی نہیں ہے تو پھر عورت کو حق حاصل ہے کہ اس سے طلاق حاصل کرے اور اگر اسی حالت میں وہ عورت اس کے پاس رہنا چاہے تو بھی اسے اختیار حاصل ہے ۔ مندرجہ ذیل احادیثِ طیبہ سے بھی اس آیت کریمہ کی مزید توضیح اور تشریح معلوم ہوتی ہے انہیں بھی ملاحظہ فرمالیں ۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِی الْحَرَامِ — اور حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے انہوں نے

يُكَفِّرُ لَقَدْ كَانَ
لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ
اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
(متفق علیہ)
وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ
زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ
وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا
عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ
اَنَا وَحَفْصَةُ اَنَّ
اَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلْتَقُلْ اِنِّيْ اَجِدُ
مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ
اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ
فَدَخَلَ عَلٰى
اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ
لَهٗ ذَالِكَ فَقَالَ

حرام کے بارے میں فرمایا کفارہ
دے البتہ تحقیق ہے تمہارے
لیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم بہترین نمونہ ہیں (اس حدیث
پر امام بخاری اور امام مسلم کا اتفاق ہے)
اور حضرت عائشہ رضؓ سے
روایت ہے کہ بے شک
جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
زینب بنت جحش کے پاس
رُک جاتے تھے اور وہاں شہد
نوش فرماتے تھے تو میں اور
حفصہ نے آپس میں مشورہ کیا
کہ ہم میں سے جس کے گھر
میں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائیں تو اسے یوں
کہنا چاہیئے کہ میں آپ کے
منہ مبارک سے مغافیر کی بدبو
پا رہی ہوں کیا آپ نے مغافیر
کھایا ہے۔ پس آپ ان
دونوں میں سے ایک کے
گھر میں تشریف لائے تو

Marfat.com

لَا مَبَاسَ شَرِبْتُ — اس نے وہ بات کہی آپ سے
عَسَلًا عِنْدَ — تو آپ نے فرمایا کوئی حرج نہیں
زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ — میں نے زینب بنت جحش
فَلَنْ أَعُوْدَ لَهٗ — کے پاس شہد پیا ہے پس
وَقَدْ حَلَفْتُ — آئندہ ہرگز نہ پیوں گا اور میں
لَا تُخْبِرِيْ بِذَالِكَ — نے قسم کھالی ہے تو کسی کو
أَحَدًا يَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ — اس کی خبر نہ دینا آپ اپنی بیویوں
أَزْوَاجِهٖ فَنَزَلَتْ — کی خوشنودی چاہتے تھے تو
يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ — نازل ہوئی آیت اے نبی کیوں
لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ — حرام قرار دیتے ہو وہ چیز جو
اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ — اللہ نے تیرے لیے حلال
مَرْضَاةَ أَزْوَاجِكَ — کی تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الطلاق سے منقول ہیں)

آپ کی بیویوں نے یہ منصوبہ حضورؐ کے ساتھ فرطِ محبّت کی وجہ سے بنایا نہ کہ حضرت زینب کے ساتھ عداوت کی۔

بیوی کو اپنی محارم سے تشبیہ دینے کا بیان

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ — یقیناً اللہ نے اس بی بی کی بات
الَّتِيْ تُجَادِلُكَ — سُن لی ہے جو تجھ سے اپنے
فِيْ زَوْجِهَا وَتَشْتَكِيْ — خاوند کے بارے میں جھگڑتی
إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ — تھی اور اللہ کی جناب میں

Marfat.com

يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا ط
اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝
اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ
مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ
اُمَّهٰتِهِمْ ط اِنْ
اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓئِيْ
وَلَدْنَهُمْ ط وَاِنَّهُمْ
لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا
مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا ط
وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ
غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِيْنَ
يُظٰهِرُوْنَ مِنْ
نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ
يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا
فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ
مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّتَمَآسَّا ط ذٰلِكُمْ
تُوْعَظُوْنَ بِهٖ
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
خَبِيْرٌ ۝ فَمَنْ
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ

میں شکایت کر رہی تھی اور اللہ
تم دونوں کے سوال جواب
کو سن رہا تھا یقیناً اللہ سننے
والا دیکھنے والا ہے اور جو
لوگ تم میں سے اپنی بیویوں
کو اپنی ماں کی پیٹھ سے تشبیہ
دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں
ہیں یقیناً ان کی مائیں وہی ہیں
جنہوں نے ان کو جنا ہے
اور بے شک وہ لوگ بری
بات اور جھوٹ کہتے ہیں
اور یقیناً اللہ درگزر کرنے
والا معاف کرنے والا ہے
اور جو لوگ اپنی بیویوں کو اپنی
ماؤں کی پیٹھ سے تشبیہ دیتے
ہیں پھر اپنے مقولہ وہ واپس
کریں تو ان پر ایک غلام آزاد
کرنا ہے صحبت سے پہلے
اس سے تمہیں نصیحت کی
جائے گی اور اللہ تمہارے
اعمال سے اچھی طرح باخبر ہے

Marfat.com

شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اور جسے وہ نہ ملے تو اس پر
مِنْ قَبْلِ اَنْ لگاتار دو ماہ کے روزے
يَّتَمَاسَّا ط فَمَنْ ہیں صحبت سے پہلے پس
لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ جو اس کی طاقت بھی نہ رکھے
سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ط تو اس پر ساٹھ مساکین کو کھانا
ذٰلِكَ لِتُؤْمِنُوْا کھلانا ہے یہ اس لیے تاکہ
بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ط تم اللہ اور اس کے رسول
وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط پر یقین کر لو اور یہ اللہ کی حدود
وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ ہیں اور کافروں کے لیے
اَلِيْمٌ ۝ (سورہ مجادلہ آیت ۱ تا ۴) دردناک عذاب ہے۔

شانِ نزول

ان آیات کی تفسیر اور تفصیل سمجھنے کے لیے سب سے پہلے ان کا شانِ نزول سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے دورِ جاہلیت میں لوگوں نے اپنے پاس سے یہ دستور مقرر کیا ہوا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو کہہ دیتا کہ تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے تو اس عورت کو اس کے لیے ہمیشہ ہمیشہ حرام سمجھتے تھے اور پھر ان کے ملنے کے لیے کوئی صورت نہیں تھی چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک واقعہ درپیش آیا آپ کے ایک صحابی اوس بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئی! اور اس نے اپنے خاوند کے متعلق ذکر کیا کہ

Marfat.com

اس نے مجھے اس طرح کہا ہے کہ انت علی کمظہر امی کہ تو مجھ پر اس طرح ہے جس طرح میری ماں کی پیٹھ تو اس کے جواب میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں مجھ پر کوئی وحی تو اتاری نہیں گئی اور میں تو یہ سمجھتا ہوں تو اب اس کے لیے حلال نہیں ہے وہ رونے لگی یا رسول اللہ میرا گھر ویران ہوگا میرے بچے پریشان ہوں گے اور کبھی جھگڑتی یا رسول اللہ میرے خاوند نے تو لفظ استعمال ہی نہیں کیا میں کس طرح اس کے لیے حرام ہوگئی ہوں اور کبھی اللہ کے دربار میں فریاد کرتی اپنے نبی کی زبان پر میری یہ مشکل حل فرمادے چنانچہ اللہ تعالےٰ نے اس کی یہ فریاد سنی اور جبریل امین وحی لے کر حاضر ہوئے ۔ ان آیات میں سب سے پہلے اس کی دُعا کی قبولیت کا ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی دُعا سُن لی ہے اور قبول کرلی ہے جو آپ سے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھگڑ رہی تھی اور اللہ کے حضور شکایت کر رہی تھی اس کے بعد ظہار کے مسائل بیان فرمائے ہیں ۔ اس آیت کریمہ میں جو لفظ یُظٰہِرُوْنَ آیا ہے یہ ظہار سے بنا ہے ۔ ظہار کے معنے اپنی بیوی کو ماں بہن وغیرہ کے کسی ایسے عضو سے تشبیہہ دینا ہے جس کی طرف دیکھنا اس کو منع ہے مثلاً پیٹھ پیٹ وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ اس طرح کہنے سے وہ عورت اس کی ماں یا بہن تو نہیں بن جاتی طلاق بھی نہیں ہوتی مگر چونکہ اس مرد نے یہ جھوٹ کہا ہے اور اس نے اس طرح کہہ کر اپنی محارم کی توہین کی ہے لہٰذا اس کی یہ سزا رکھی ہے کہ وہ اب اس بیوی کے قریب نہ جائے جب تک کہ وہ یہ سزا نہ بھگتے اور وہ تین چیزیں ہیں ان میں سے ایک چیز ضرور اپنانا ہے اوّل یہ ہے کہ غلام آزاد کرے اگر وہ نہیں تو دو ماہ مسلسل روزے رکھے

Marfat.com

اور اگر اس کی طاقت نہیں تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے اور جب تک یہ سزا نہ بھگتے وہ بیوی سے صحبت اور بوس وکنار نہ کرے اگر کوئی ایسا کرے گا تو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہوگا لیکن اس کے لیے اور نیا کفارہ نہیں ہے صرف پہلا ہی کفارہ ہے اسے استغفار کرنا چاہیئے اور یہ کفارہ اس صورت میں ہے جب اس نے بیوی کو تشبیہہ دیتے وقت ظہار کی نیت کی ہو یعنی یوں کہے کہ تو مجھ پر اس طرح حرام ہے جس طرح میری ماں کی پیٹھ وغیرہ اور اگر اس کی نیت طلاق کی ہو تو اس سے طلاق بائن پڑتی ہے اور اگر اسکی نیت کسی چیز کی نہ ہو ویسے ہی یہ لفظ کہہ دیا ہو تو نہ طلاق ہے اور نہ ظہار کچھ بھی نہیں اور پھر کفّارہ وغیرہ بھی کچھ نہیں چنانچہ آنے والی احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔

وَعَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ اَنَّ سَلْمَانَ بْنِ صَخْرٍ وَیُقَالُ لَهٗ سَلَمَةُ بْنِ صَخْرِ الْبَیَاضِیْ جَعَلَ اِمْرَاَتَهٗ عَلَیْهِ کَظَهْرِ اُمِّهٖ حَتّٰی یَمْضِیَ رَمَضَانُ فَلَمَّا مَضٰی نِصْفٌ مِنْ رَمَضَانَ وَقَعَ عَلَیْهَا لَیْلًا فَاَتَی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

اور حضرت ابی سلمہ سے روایت ہے کہ بے شک سلمان بن صخر (جسے سلمہ بن صخر بیاضی بھی کہا جاتا ہے) نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر اپنی ماں کی پیٹھ کی طرح قرار دیا ماہ رمضان گزرنے تک پس جب آدھا ماہِ رمضان گزر گیا تو رات کے وقت اس سے ہمبستر ہو گیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے اس کا ذکر

وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْتِقْ رَقَبَةً قَالَ لَا اَجِدُهَا قَالَ فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا اَسْتَطِيْعُ قَالَ اَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا اَجِدُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَرْوَةَ ابْنِ عَمْرٍ وَاَعْطِهٖ ذَالِكَ الْعِرْقَ وَهُوَ مَكْتَلٌ يَاْخُذُ خَمْسَةَ عَشَرَ صَاعًا اَوْ سِتَّةَ عَشَرَ صَاعًا لِيُطْعِمْ مِسْكِيْنًا۔

(رواہ الترمذی)

کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تو غلام آزاد کر اس نے کہا کہ میرے پاس غلام نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا دو ماہ مسلسل روزے رکھ اس نے کہا اس کی طاقت نہیں ہے آپ نے فرمایا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا اس نے کہا میرے پاس نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ ابن عمر سے فرمایا اسے وہ کھجوروں کا تھیلا دے دو (اور وہ ایک ماپ ہے جس میں پندرہ یا سولہ سیر کھجوریں سماتی ہیں) تاکہ مساکین کو کھلائے (یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے)

تفسیر

یہ حدیث پاک پہلی آیات کی تشریح ہے اور اس سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ کوئی شخص اگر اپنی بیوی سے ظہار کرے تو وہ اس کے

Marfat.com

لیے ہمیشہ ہمیشہ حرام نہیں ہوجاتی بلکہ اس کی حرمت موقت ہے اور وہ یہ ہے کہ جب تک کفارہ ادا نہ کرے اس سے ہمبستر نہیں ہوسکتا اور کفارہ یہ ہے کہ یا تو غلام آزاد کرے اگر نہ ہو تو دو ماہ مسلسل روزہ رکھے اور اگر اس کی طاقت بھی نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ کفارہ ادا کرنے سے پہلے اگر میاں بیوی سے ہمبستر ہو جائے تو اس پر دو کفارے نہیں ہیں بلکہ صرف وہی کفارہ ہے البتہ یہ گناہ کبیرہ ہے اسے توبہ کرنا چاہیئے اور تیسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر آدمی غریب ہو تو اس کی غربت کی وجہ سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا دوسرے مسلمانوں کو چاہیئے کہ کفارہ ادا کرنے میں اس کا تعاون کریں۔ اگر پبلک میں سے اسکا تعاون کوئی نہ کرے تو وقتی حکومت کو اس کا تعاون کرنا چاہیئے اور ان کا یہ تعاون صدقہ ہوگا۔

وَ عَنْ سُلَيْمَانِ	اور حضرت سلیمان بن یسار سے
ابْنِ يَسَارٍ عَنْ سَلَمَةَ	روایت ہے انہوں نے
ابْنِ صَخْرٍ عَنِ	نقل کیا سلمہ بن صخر سے انہوں
النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ	نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	سے ایسے ظہار کرنے والے
فِي الْمُظَاهِرِ يُوَاقِعُ	کے لیے جو کفارہ سے پہلے
قَبْلَ اَنْ يُّكَفِّرَ	اپنی بیوی سے ہمبستر ہو سوال
قَالَ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ	کیا آپ نے فرمایا ایک کفارہ
(رواہ الترمذی)	ہے۔
وَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ	اور حضرت عکرمہ سے روایت

Marfat.com

ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ — ہے انہوں نے روایت کی
رَجُلاً ظَاهَرَ — ہے ابن عباس سے کہ بیشک
مِنْ اِمْرَاَتِهٖ فَغَشِيَهَا — ایک آدمی نے ظہار کیا اپنی
قَبْلَ اَنْ يُكَفِّرَ — بیوی سے پھر اس سے ہمبستر
فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى — ہوا کفارہ ادا کرنے سے پہلے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — پھر آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
فَذَكَرَ ذَالِكَ لَهٗ — پاس پھر ذکر کیا اس نے اس کا
فَقَالَ مَا حَمَلَكَ — پس فرمایا آپ نے کس نے
عَلٰى ذَالِكَ قَالَ — اُکسایا تجھے اس پر اس نے کہا
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ — یا رسول اللہ کہ میں نے چاندنی
رَاَيْتُ بَيَاضَ — رات میں اس کے دونوں
خَلْخَالَيْهَا فِي الْقَمَرِ — جُوتوں کی سفیدی دیکھی پھر
فَلَمْ اَمْلِكْ نَفْسِيْ — میں اپنے نفس پر کنٹرول نہ
اَنْ وَقَعْتُ عَلَيْهَا — کر سکا کہ اس سے ہمبستر ہو گیا
فَضَحِكَ رَسُوْلُ — پس ہنس پڑے رسول اللہ صلی
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — اللہ علیہ وسلم اور اسے حکم دیا
وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ — کہ اس کے قریب نہ جائے
اَنْ لَّا يُقْرَبَهَا — یہاں تک کہ کفارہ نہ ادا کرے
حَتّٰى يُكَفِّرَ

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الطلاق سے منقول ہیں)

Marfat.com

عدّت کے احکام کا بیان

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا	اے نبی جب تم عورتوں کو
طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ	طلاق دو تو ان کی عدّت کے
فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ	موقع پر طلاق دو اور عدّت
وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ ۚ	گنتے رہو اور اللہ سے ڈرتے
وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ۚ	رہو جو تمہارا رب ہے نہ تم
لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْۢ	ان کو گھروں سے نکالو اور نہ
بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ	وہ خود نکلیں مگر جب کھلّم کھلاّ
اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۭ	کوئی بے حیائی کا کام کریں اور
وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۭ	یہ اللہ کی حدیں ہیں اور اللہ
وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ	کی حدوں سے جو بڑھا تو اس
اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ	نے اپنے نفس پر ظلم کیا آپ
نَفْسَهٗ ۭ لَا تَدْرِيْ	کو کیا معلوم شاید اللہ اس کے
لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ	بعد کوئی نئی بات پیدا کر دے
بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا ۝	پس جب وہ اپنی عدّت کو
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	پہنچ جائیں تو انہیں دستور سے
فَاَمْسِكُوْهُنَّ	رکھو یا انہیں دستور سے چھوڑ
بِمَعْرُوْفٍ اَوْ	دو۔ اور دو معتبر آدمی اپنے
فَارِقُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ	میں سے گواہ کر لو اور اللہ کے
وَّاَشْهِدُوْا ذَوَيْ	لیے گواہی پوری دو۔ یہ نصیحت

Marfat.com

عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

(سورۃ طلاق آیت ۱-۲-۳)

کی باتیں انہیں سمجھائی جاتی ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ اس کی لیے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اسے رزق دیتا ہے جہاں سے گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے سو وہی اس کو کافی ہے بیشک اللہ اپنا حکم پورا کرنے والا ہے بے شک اللہ نے ہر چیز کے لیے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔

ربط

اس سے پہلے ضوابط طلاق کا بیان گزرا ہے جن کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ کوشش یہ کی گئی ہے کہ خاوند بیوی کو طلاق نہ دے کیونکہ یہ فعل اللہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اَبْغَضُ الحلال الی اللہ الطلاق۔ تمام حلال کاموں میں سے ناپسند کام اللہ کے نزدیک طلاق ہے۔ اور اگر بامر مجبوری دینا ہی ہو تو اس کا طریقہ کار یہ رکھا ہے کہ پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے اس کے بعد جب ایام ماہواری گزر

Marfat.com

جائیں اور پاکی کا دوسرا دور آئے تو پھر ایک اور طلاق دے دے ۔ پہلی طلاق کے بعد یا دوسری طلاق کے بعد پاکی کے دو دن کے اندر اندر میاں بیوی اگر صلح کرنا چاہیں تو بلا نکاح صلح کر سکتے ہیں اور اگر پاکی کا دوسرا دور گزر جائے پھر بھی اگر صلح کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں اس میں حلالہ کی ضرورت نہیں اور دوسری طلاق کے بعد اگر تیسری طلاق بھی دے دے تو پھر سوائے حلالہ کے صلح کی اجازت نہیں اور یہ ضوابط اس لیے رکھے ہیں تاکہ میاں بیوی باہم مل کر رہنا چاہیں تو مل سکیں اور تین طلاق کے بعد صلح کی اجازت نہیں تاکہ عورت، بازیچۂ اطفال نہ بنے کیونکہ یہ اس کے شرف کے منافی ہے کہ جب چاہیں طلاق دیں اور جب چاہیں رکھ لیں جیسا کہ دورِ جاہلیت میں ہوتا تھا کہ عورت کو سو دفعہ طلاق دے کر بھی رکھ لیتے تھے ۔ اسلام نے اس طرح عورت کی توہین و تذلیل کی اجازت نہیں دی ۔ بہرحال طلاق کی صورت میں ضابطہ یہ ہے کہ عورت کو فوراً کسی اور مرد سے نکاح کی اجازت نہیں بلکہ اس کے لیے ایک عرصہ رکھا ہے شریعت کی اصطلاح میں اس کو عدّت کہتے ہیں جس کی تفصیل ان آیات میں اور بعد والی آیات میں آ رہی ہے

تفسیر

ان آیات میں بارہ چیزوں کا بیان ہے ۔ پہلی چیز یہ ہے اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدّت پر طلاق دو اس کی تشریح عنقریب انشاء اللہ العزیز بیان ہوگی اور دوسری چیز یہ ہے کہ عدت کو شمار کرتے رہو اور تیسری یہ چیز ہے کہ ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہو جو تمہارا رب ہے ۔ یہ قرآن کریم کا طریقہ ہے کہ مکّی سورتوں میں عقیدہ توحید

Marfat.com

قیامت اور رسالت کی تعلیم دی ہے اور مدنی سورتوں میں احکام کے ساتھ ساتھ عقیدہ اور قیامت کی طرف اشارہ ہوتا ہے جیساکہ یہاں فرمایا ہے اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے یعنی اگر تم اس مذکورہ حکم کی خلاف ورزی کرو گے تو وہ تمہیں سخت سزا دے گا اور اس کی طاقت کا اندازہ یوں لگالو کہ تمہاری تخلیق حیات وبقا اور آب ودانہ اس کے ہاتھ میں ہے اس سے بچ کر تم کہاں جاوگے اور چوتھی چیز یہ ہے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دے دو تو فوراً ان کو اپنے گھروں سے نہ نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلیں جب تک کہ عدّت مکمل نہ ہو جائے یعنی اس گھر میں اب رہنا صرف ان کا اپنا حق نہیں ہے کہ از سر خود چھوڑ دیں بلکہ یہ اللہ کا حق ہے یہ اس کو معاف نہیں کر سکتی اور نہ خاوند اس کو نکال سکتا ہے اور اس دوران کا نفقہ بھی خاوند پہ لازم ہے اگر عورت حاملہ ہو اس نے اس گھر کو بے حیائی کا اڈا بنا لیا ہو یا مرد کے گھر کا سامان چوری کرتی ہو یا بدزبانی وغیرہ کرتی ہو تو ان صورتوں میں مرد اس کو گھر سے نکال سکتا ہے اور اگر وہ گھر سے از سر خود نکلے گی تو یہ صریح بے حیائی کا کام ہوگا اور پانچواں انتباہ یہ ہے اور اس کو ان الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

تلک حدود اللہ یہ اللہ کی حدیں ہیں اور تلک سے اشارہ ضابطۂ طلاق کی خلاف ورزی کی طرف ہے یعنی حالت حیض میں طلاق دینا۔ عدت کو شمار نہ کرنا، مطلقہ کو اپنے گھر سے نکالنا یا از سر خود اس کا اس گھر سے نکلنا اور اس گھر میں بے حیائی وغیرہ کا ارتکاب کرنا مراد ہے اور ان ضوابط کو حدود اللہ اس لیے فرمایا ہے کہ یہ صرف حق عبد ہی نہیں بلکہ اللہ کا بھی حق ہے اور کسی ملک کی سرحد کو خلاف قانون عبور کرنے سے انسان جس طرح مستحق سزا کا ہوتا ہے اور یہ اپنے کیے کی سزا پاتا ہے اور پھر ایسا مجرم خود

اپنے قصور کا اعتراف کرتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے کہ میری ان حدوں کی جو خلاف ورزی کرے گا وہ اپنے کیئے کی سزا خود پائیگا۔ اور پھر اسے یہ ماننا پڑے گا کہ میں نے یہ ظلم کرکے خود غلطی کی ہے اور چھٹی چیز یہ ہے کہ لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا۔ تو نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا کر دیں گے یعنی مرد کو یہ حکم دیا ہے کہ اپنی مطلقہ عورت کو گھر سے مت نکالو اور وہ خود بھی نہ نکلے اس کی حکمت کیا ہے فرمایا اس کی حکمت یہ ہے کہ شائد اس کے بعد اللہ تعالیٰ کوئی نئی بات پیدا کرے یعنی شاید کہ میاں بیوی آپس میں رجوع کرلیں اور ساتویں چیز یہ بیان فرمائی ہے کہ جب وہ مطلقہ عورتیں اپنی مقررہ عدت کو پہنچ جائیں تو پھر خاوندوں کو دو اختیار دیئے ہیں ایک یہ ہے کہ اگر تم اپنی مطلقہ بیوی کو رکھنا چاہو تو رکھ سکتے ہو مگر دستور کے موافق رکھنا ہوگا یعنی ان کا نفقہ وغیرہ سابقہ دستور کے موافق رکھنا ہوگا یعنی ان کا نفقہ وغیرہ سابقہ دستور کے موافق دینا ہوگا اور اگر انہیں چھوڑنا چاہو تو چھوڑ سکتے ہو مگر دستور کے موافق یعنی ان کا مہر وغیرہ ادا کریں اور آٹھویں چیز یہ بیان فرمائی کہ اگر تم اپنی مطلقہ بیویوں سے رجوع کرنا چاہو یا انہیں جدا کرنا چاہو تو دونوں صورتوں میں دو معتبر آدمی گواہ مقرر کرلو اور نویں چیز یہ بیان فرمائی کہ جب گواہی کی ضرورت پڑے تو گواہی صرف اللہ کی رضا کے لیے دینا ہے عصبیت سے کام نہیں لینا اور دسویں چیز یہ بیان کی کہ یہ نصیحت کی باتیں ان کے لیے ہیں جو اللہ اور آخرت کے دن کو مانیں اور جو نہ مانیں وہ ان احکامات کا مخاطب ہی نہیں ہے اور گیارھویں چیز یہ بیان فرمائی کہ جو بھی شخص تقوے

کے دائرہ میں رہ کر کام کرے گا خواہ یہ میاں بیوی ہوں یا کوئی اور ہو، تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کے لیے الجھنوں سے نکلنے کی صورت نکالیں گے یعنی میاں بیوی کو طلاق دے دے گا تو دونوں پریشانی سے دوچار ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کو نصیحت فرمائی ہے کہ تم تقویٰ اور دیانت کا دامن نہ چھوڑنا۔ تمہاری تمام پریشانی میں دور کر دوں گا اور ایسی جگہ سے روزی مہیا کروں گا جہاں سے اس کا تمہیں گمان بھی نہیں ہوگا اور آخر میں میاں بیوی کو تعلیم دی ہے کہ صرف اللہ پر بھروسہ کرو۔ اس پر جو بھروسہ کرے گا وہ اس کے لیے کافی ہے کسی اور چوکھٹ پر اس کو سر جھکانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جو وعدہ فرماتے ہیں اسے ضرور پورا کر کے چھوڑتے ہیں اور بارھویں چیز یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ ہے میاں بیوی کے درمیان جو جوڑ تھا وہ یہیں تک تھا اس کے آگے تقدیر نے اس کا جوڑ ہی نہیں ہے اس لیے اس طلاق کی وجہ سے ان میں سے کسی کو کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیئے اور دوسرا مقصد اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متوکلین کے ساتھ جو عہد فرمایا ہے کہ بے گمان ان کی ضروریات کی کفالت فرمائیگا اس میں اگر تاخیر ہو جائے تو انہیں گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی اصلاح کے لیے غربت اور افلاس کا بھی ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اور غنی کا بھی ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے اور ہر مقرر چیز اپنے اپنے وقت پر ضرور پہنچے گی۔

بُوڑھی عورت اور نابالغہ کی عِدّت تین ماہ اور حاملہ کی وضع حمل ہے

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ	اور تمہاری عورتوں میں سے جن
الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ	کو حیض کی امید نہیں رہی اگر
اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُھُنَّ	تمہیں شک ہو تو ان کی عدت
ثَلٰثَۃُ اَشْھُرٍ وَّالّٰٓئِیْ	تین مہینے ہے اور ان کی بھی
لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَاُولَاتُ	جنہیں ابھی حیض نہیں آیا اور
الْاَحْمَالِ اَجَلُھُنَّ	حمل والیوں کی عدت ان کے
اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَھُنَّ ؕ	بچہ جننے تک ہے اور جو اللہ
وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ	سے ڈرتا ہے وہ اس کے
یَجْعَلْ لَّہٗ مِنْ اَمْرِہٖ	کام آسان کر دیتا ہے۔ یہ اللہ
یُسْرًا ۝ ذٰلِکَ	کا حکم ہے جو اس نے تمہاری
اَمْرُ اللّٰہِ اَنْزَلَہٗٓ اِلَیْکُمْ	طرف اتارا ہے اور جو اللہ
وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یُکَفِّرْ	سے ڈرتا ہے وہ اس سے
عَنْہُ سَیِّاٰتِہٖ	اس کی برائیاں دور کرتا ہے
وَیُعْظِمْ لَہٗٓ اَجْرًا ۝	اور اس سے بڑا اجر بھی دیتا ہے

(سورۃ طلاق آیت ۴-۵)

ان آیتوں میں سات چیزوں کا بیان ہے پہلی چیز جو عورتیں حیض سے ناامید ہو چکی ہیں۔ ان کی عدّت تین مہینے ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ اس کی عمر زیادہ ہو گئی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ کسی

Marfat.com

بیماری کی وجہ سے اسے حیض آنا بند ہوگیا ہو۔ ان دونوں صورتوں میں اس کی عدت تین مہینے ہے۔ یہ دونوں صورتیں وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ الآیۃ میں آگئی ہیں اور اسی طرح[۳] وہ لڑکی جس کا چھوٹی عمر میں نکاح ہوا ہو اور ابھی وہ نابالغہ ہی ہو اور اسے حیض نہ آتا ہو اور طلاق مل جائے تو اسکی عدت بھی تین مہینے ہے۔ یہ صورت وَالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ میں آگئی ہے اور حاملہ کی[۴] عدت وضع حمل (ولادت) ہے یہ صورت وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ الایۃ میں آگئی ہے اور یہ عام ہے کہ وہ عورت مطلقہ ہو یا بیوہ دونوں صورتوں میں اس کی عدت وضع حمل ہی ہے۔ ذٰلِكَ اَمْرُ اللّٰهِ اَنْزَلَهٗٓ اِلَيْكُمْ لگا کر بتا دیا کہ عدت کے یہ احکامات اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر اتارے ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے یہ احکامات تجویز نہیں کئے اور آگے تقویٰ کی برکات بیان فرمائی ہیں یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کے ان احکامات کی پیروی کرے گا اللہ تعالیٰ کے اس کے ساتھ تین وعدے ہیں۔ پہلا وعدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ[۵] اس کے تمام کام آسان کر دے گا اور اس طلاق کی وجہ سے درپیش آنے والی مشکلات کو دور فرما دے گا۔ دوسرا[۶] وعدہ یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیں گے اور تیسرا[۷] وعدہ یہ فرمایا کہ اس پیروی کی وجہ سے بہت اجر بھی دیں گے۔

اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ	اور ان عورتوں کو وہیں رکھو
سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ	جہاں تم خود اپنے مقدور کے
وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ	موافق رہتے ہو اور انہیں ایذا
لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ ؕ	مت دو تاکہ انہیں تنگ کرو

Marfat.com

وَاِنْ كُنَّ اُولَاتِ حَمْلٍ فَاَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ۚ وَاْتَمِرُوْا بَيْنَكُمْ بِمَعْرُوْفٍ ۚ وَاِنْ تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهٗٓ اُخْرٰى ۝ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ ۭ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّآ اٰتٰىهُ اللّٰهُ ۭ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَآ اٰتٰىهَا ۭ سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا ۝

اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ بھی کرو جب تک کہ وضع حمل نہ کریں پھر اگر وہ تمہاری خاطر دودھ پلائیں تو ان کو ان کی اُجرت دو اور آپس میں دستور کے موافق مشورہ کر لو اور اگر تم آپس میں تنگی کرو تو اس کے لیے کوئی دُوسری عورت دُودھ پلائے گی۔ مقدور والا اپنے مقدور کے موافق خرچ کرے اور تنگدست ہو تو جو کچھ اللہ نے اسے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر جو اسے دے رکھا ہے عنقریب اللہ تنگی کے بعد آسانی کر دے گا۔

(سورہ طلاق آیت ۶-۷)

تفسیر

ان آیات میں سات چیزوں کا بیان ہے پہلی چیز یہ ہے کہ ہر مطلّقہ

Marfat.com

عدت کے ایام خاوند کے گھر میں گزارے گی خواہ مطلقہ رجعیہ ہو یا بائنہ یا مغلّظہ حاملہ ہو یا غیر حاملہ اور دوسری چیز یہ ہے کہ ان دنوں کا ان کا خرچ مکان نفقہ وغیرہ بھی اس خاوند ہی کے ذمہ ہے۔ حاملہ کے بارے میں تو اس آیت میں صراحتہً آگیا ہے کہ اَنْفِقُوْا عَلَيْهِنَّ حَتّٰى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ خرچ کرو ان پر یہاں تک کہ ان کا وضع حمل نہ ہو اور غیر حاملہ کے نفقہ کی صراحت تو موجود نہیں لیکن اشارۃً اور ضمناً معلوم ہوتا ہے کہ مطلقہ غیر حاملہ خواہ رجعیّہ ہو بائنہ ہو یا مغلّظہ ان تینوں کا نفقہ وغیرہ بھی خاوند کے ذمہ لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کی رہائش خاوند کے ذمہ لازم رکھی ہے تو نفقہ کی ذمہ داری اشارۃً خود بخود معلوم ہو جاتی ہے کیونکہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِّنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ۔ ان عورتوں کو وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو اپنے مقدور کے موافق اور انہیں ایذا مت دو تاکہ ان پر تنگی کرو اور سب سے بڑی ایذا اور تنگی یہی ہے کہ انہیں خرچ نہ دیا جائے اب رہا یہ سوال کہ حاملہ کے نفقہ کی تصریح کیوں بیان فرمائی تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مدت حمل کبھی طویل بھی ہو جاتی ہے اس لیے وضاحت فرما دی کہ جب تک وہ حاملہ جس کا نفقہ خاوند پر لازم ہے واللہ اعلم۔ اور تیسری چیز یہ بیان فرمائی کہ ولادت کے بعد اگر وہ ماں اپنے بچے یا بچی کو دودھ پلانا چاہے تو خاوند کے ذمہ لازم ہے کہ اس عورت کو دُودھ پلانے کی مزدوری دے اور پوتھی چیز یہ بیان فرمائی کہ اس سلسلہ میں میاں اور بیوی کو باہم مشورہ کرنا چاہیے ضد اور ہٹ دھرمی سے کام نہیں لینا چاہیئے کیونکہ اولاد دونوں کی مشترکہ

Marfat.com

ہے اس سلسلہ میں وہی کام کریں جو اولاد کے لیے مفید ہو اور ایسا قدم ہرگز نہ اُٹھائیں جو ان کے لیے نقصان دہ ثابت ہو اور پانچویں چیز یہ بیان فرمائی کہ اگر میاں بیوی باہم تنگ ظرفی سے کام لیں تو پھر اس نومولود کو کسی اور عورت سے دُودھ پلوا دینا چاہیئے یعنی اگر خاوند کو بیوی پر اعتماد نہیں کہ وہ نومولود کی اچھی طرح نگہداشت کر سکے گی یا اس عورت نے اور شوہر کر لیا ہے اور وہ اجازت نہیں دیتا یا وہ عورت خرچ زیادہ مانگتی ہے اور خاوند اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو ان صورتوں میں خاوند کو اجازت ہے کہ کسی اور عورت سے دُودھ پلوائے اور اگر یہ صورتیں درپیش نہیں ہیں تو پھر خاوند کے لیے قطعاً جائز نہیں ہے کہ بچے کی ماں کو چھوڑ کر کسی اور عورت سے دُودھ پلوائے چنانچہ سورۃ بقرہ میں یہ آیت گزر چکی ہے کہ لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا نہ ضرر دیا جائے ماں کو بوجہ اس کے بچے کے اور بلا کسی وجہ کے بچہ ماں سے چھین لینا یہ اس کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے اور چھٹی چیز یہ بیان فرمائی کہ کسی اور عورت سے دودھ پلانے کی صورت میں باپ کو چاہیئے کہ مقدور بھر اس عورت کے اخراجات بھی برداشت کرے کیونکہ غیر کے بچے کو وہی عورت دودھ پلائے گی جو معاشی پریشانیوں سے دوچار ہو گی ۔ اگر باپ اس کی پریشانیوں کو رفع نہیں کرے گا تو یہ بچے کی نگہداشت اور تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکے گی نیز اگر اس کی خوراک اچھی ہو گی تو اس کا دُودھ بھی اچھا ہو گا بچے کی طبیعت پر اچھا اثر پڑے گا اور اگر اس کی خوراک اچھی نہیں ہو گی تو اس کا دودھ بھی اچھا نہیں ہو گا اس کا بچے کی طبیعت پر بُرا اثر پڑے گا لہٰذا باپ کو چاہیئے کہ دل کھول کر اسے خرچ دے تاکہ بچے

Marfat.com

بچے کی تربیت اچھی ہو سکے اور ساتویں چیز یہ بیان فرمائی کہ اس خرچ کرنے کی وجہ سے باپ پر جو تنگی آئی ہے اس کی اسے فکر نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالیٰ اس کی یہ تنگی خود دُور کر دیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اولاد پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ بھی انسان کو بہت روزی دیتا ہے اس میں باپ کو کنجوسی نہیں کرنا چاہیئے اللہ تعالےٰ اسے دُور کر دے گا۔

وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ	اور طلاق شدہ عورتیں تین
بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ	حیض تک اپنے آپ کو روکے
قُرُوْٓءٍ ۭ وَلَا يَحِلُّ	رکھیں اور ان کے لیے حلال
لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ	نہیں کہ وہ چھپائیں وہ چیز جو
مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ	اللہ نے ان کے پیٹوں میں
اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ	پیدا کی ہے اگر وہ اللہ اور
يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ	آخرت کے دن پر ایمان رکھتی
الْاٰخِرِ ۭ وَبُعُوْلَتُهُنَّ	ہیں اور ان کے خاوند انہیں
اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ	لوٹا لینے کے زیادہ حق دار ہیں
ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا	اس مدت میں اگر وہ اصلاح
اِصْلَاحًا ۭ وَلَهُنَّ مِثْلُ	کا ارادہ رکھتے ہوں اور دستور
الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ	کے موافق ان عورتوں کا ویسا
وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ	ہی حق ہے جیسا ان پر ہے
دَرَجَةٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ	اور مردوں کو ان پر فضیلت
حَكِيْمٌ ۝	حاصل ہے اور اللہ سب پر
(سورہ بقرہ آیت ۲۲۸)	غالب حکمت والا ہے۔

Marfat.com

تفسیر

ان آیات میں چھ چیزوں کا بیان ہے۔ پہلی چیز یہ ہے کہ جن مطلقہ عورتوں کو حیض آتا ہے ان کی عدت تین حیض ہے یعنی وہ تین حیض گزرنے تک کسی اور جگہ نکاح نہیں کر سکتی اور دوسری چیز یہ بیان فرمائی کہ ان عورتوں کے پیٹ میں جو ہے وہ بتا دیں یعنی اگر انہیں حیض آتا ہو تو بتا دیں اور اگر حمل ہے تو بتا دیں۔ اگر نہیں بتائیں گی تو یہ حرام ہے اور بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ اگر حیض کی حالت نہیں بتائے گی تو حمل کے وہم کی وجہ سے اس سے کوئی شادی نہیں کرے گا۔ رشتہ دار اس کی شادی نکاح کا بندوبست نہیں کریں گے حالانکہ بے نکاح کے نکاح میں تاخیر گناہِ کبیر ہے جیسا کہ سورۃ نور والی آیت میں ہے وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ اپنوں میں سے بے نکاحوں کا نکاح کراؤ اور اگر وہ مطلقہ عورت حالت حمل نہیں بتائے گی تو ہو سکتا ہے کہ مدت حمل طویل ہو جائے اور اس سے نومولود کی زندگی داغدار ہو گی اور پھر لوگ اس پر بدگمانی کریں گے اور اگر اس کا نکاح ہو گیا تو یہ حمل نئے خاوند کا متصور ہو گا حالانکہ یہ پہلے خاوند کا ہے اور پھر اس سے وراثت اور حلال و حرام کے بہت سے اصول پامال ہوں گے اور ان سب کی ذمہ داری اس عورت پر عائد ہو گی جو گناہِ کبائر ہیں اور تیسری چیز یہ معلوم ہوئی کہ یہ عدت کا حکم اس مطلقہ عورت کے لیے ہے جس کے ساتھ خاوند نے خلوت صحیحہ کی ہو اور اگر نہیں تو پھر عدت اس پر واجب نہیں کیونکہ اس آیت میں فرمایا ہے۔ ولا یحل لھن ان یکتمن ما خلق اللہ

فی ارحامھن ان کے لیے حلال نہیں کہ چھپائیں جو پیدا کیا ہے اللہ نے ان کے رحموں میں اور اس سے اصلی مقصود اس مرد کا حمل ظاہر کرنا ہے اور یہ اس وقت ہوگا جب میاں بیوی آپس میں خلوت صحیحہ کر لیں گے اور چوتھی چیز یہ معلوم ہوئی کہ اس عدت کے دوران خاوند اگر اپنی بیوی سے رجوع کرنا چاہے تو کر سکتا ہے اور وہ خاوند اس کا زیادہ حقدار ہے۔ بیوی خواہ راضی ہو یا نہ ہو مگر اس سے مراد ایک یا دو طلاق والی عدت ہے تین والی نہیں کیونکہ دوسری جگہ آیت ۲۳۰ میں یہ واضح طور پر موجود ہے کہ تین طلاق کے بعد رجوع سوائے حلالہ کے جائز ہی نہیں نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ رجوع اس وقت جائز ہے جب خاوند کی نیت اصلاح کی ہو اور اگر اس کی نیت اصلاح کی نہ ہو بلکہ اس عورت کو کوئی تکلیف وغیرہ دینا مقصود ہو تو یہ رجوع جائز نہیں ہے اور پانچویں چیز ایک شبہ کا ازالہ ہے جو بعولتھن احق بردھن سے پیدا ہوتا ہے اور وہ یوں ہے کہ جب ایک یا دو مرتبہ والی عدت میں خاوند اگر رجوع کرنا چاہے تو وہی زیادہ حقدار ہے اس میں عورت کی رائے یا رضا کا کوئی دخل نہیں اس پر شبہ پیدا ہوا کہ شاید خاوند کو اس کے حقوق سلب کرنے کا بھی حق ہوگا تو اس کے جواب میں فرمایا ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف ترجمہ اور ان عورتوں کے لیے ہے مثل اس کے جو ان پر ہے۔ معروف طریقہ ہے یعنی میاں بیوی دونوں کے حقوق ایک دوسرے پر حسب سابق ہی ہوں گے اور نیز خاوندوں کی فوقیت اور برتری بھی بدستور قائم ہے البتہ اگر طلاق سے بچنے کے لیے عورت اپنے بعض حقوق از سر خود

اور اپنی مرضی سے چھوڑ سکتی ہے اور چھٹی چیز یہ بیان فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سب پر غالب حکمت والا ہے یعنی جو بھی شخص مذکورہ ضوابط کی خلاف ورزی کرے گا وہ اس کی گرفت سے بچ نہیں سکے گا کیونکہ اس کو سب پر ہر طرح کا غلبہ حاصل ہے ہاں اگر وہ گرفت میں تاخیر کرے تو وہ حکمت پر مبنی ہے اس کو اس سے کمزور نہ سمجھا جائے۔

بیوہ کی عدت اور اس کے احکام کا بیان

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ	اور جو لوگ تم میں سے فوت
وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا	ہو جائیں اور چھوڑ جائیں،
يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ	بیویاں روکیں وہ اپنے نفس
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ج	کو چار مہینے اور دس دن پھر
فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ	جب وہ اپنی عدت پوری کر
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	لیں تو پھر کوئی گناہ نہیں تم پر
فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ	کہ جو وہ دستور کے مطابق
اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ط	اپنے حق میں کریں اور اللہ اس
وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	سے جو تم کرتے ہو باخبر ہے
خَبِيْرٌ ۝ وَلَا جُنَاحَ	اور کوئی گناہ نہیں تم پر اس
عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ	میں کہ عورتوں کو اشارہ سے
بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ	پیغام نکاح دو اور یا تم اپنے
النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ	اپنے دل میں چھپاؤ اللہ جانتا

Marfat.com

فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ ط عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّکُمْ سَتَذْکُرُوْنَھُنَّ وَلٰکِنْ لَّا تُوَاعِدُوْھُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ط وَلَا تَعْزِمُوْا عُقْدَۃَ النِّکَاحِ حَتّٰی یَبْلُغَ الْکِتٰبُ اَجَلَہٗ ط وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْہُ ج وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۝ (بقرہ ۲۳۵/۲۳۴)

ہے کہ عنقریب تم ان کو یاد کرو گے لیکن مخفی طور پر ان سے نکاح کا وعدہ نہ کرو مگر یہ کہ قاعدہ کے موافق کوئی بات کہو اور مت ارادہ کرو نکاح کی گرہ کا جب تک کہ میعاد نوشتہ پوری نہ ہو اور جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے پس اس سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ بڑا بخشنے والا تحمل کرنے والا مہربان ہے۔

تفسیر

ان آیتوں سے چند مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن تک ہے یعنی وہ شادی نہیں کر سکتی مگر شرط یہ ہے کہ وہ حاملہ نہ ہو اگر وہ حاملہ ہوگی تو اس کی عدت وضع حمل تک ہے اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور اس دوران وہ اپنے اس خاوند کے گھر سے بھی نہیں نکل سکتی۔ اور دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ وہ مذکورہ عدت گزارنے کے بعد وہ بیوہ جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے وارث وغیرہ اس پر نکاح کرنے یا نہ کرنے کے سلسلہ میں

جبر نہیں کر سکتے اس کی مزید تفصیل عنوان نمبر ۳۵ میں گزر چکی ہے ۔ البتہ یہ شرط رکھی گئی ہے کہ نکاح معروف طریقہ پر ہونا چاہیئے یعنی یہ بیوہ عورت اگر اپنا نکاح اپنی مرضی سے کسی ایسے خاندان میں کرائے جو اس کے خاندان سے گھٹیا ہو دین کے لحاظ سے مال کے لحاظ سے قومیت وغیرہ کے لحاظ سے یا اپنا مہر اپنے خاندان کی عورتوں سے کم کرا دے تو ان صورتوں میں اس کے ورثاء کو حق حاصل ہے کہ وہ اس پر اعتراض کریں اور اگر وہ نکاح فسخ کرانا چاہیں تو کرا سکتے ہیں کیونکہ یہ نکاح ان کے لیے بدنامی کا باعث ہے اور مہر کی کمی سے خاندان کی بقیہ عورتیں متاثر ہوں گی کیونکہ یہ ضابطہ اور رواج بن جائے گا اور اگر وہ بیوہ کسی ایسی جگہ نکاح کرائے جہاں وارثوں کو اعتراض نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں اس کو فلا جناح علیکم میں بیان فرمایا ہے کیونکہ ایہ عورت اب تجربہ کار ہو چکی ہے۔ اپنا نفع و نقصان اچھی طرح سمجھتی ہے یہ اب والدین اور بقیہ رشتہ داروں سے مشورہ کرنے کی محتاج نہیں ہے تاہم اقرباء سے مشورہ کر لینا اس کے لیے بہرحال بہتر ہے کیونکہ ارشادِ خداوندی ہے امرھم شوریٰ بینھم ۔ اور تیسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ عدت گزرنے کے بعد بیوہ عورت بناؤ سنگار کر سکتی ہے اچھا خوبصورت لباس پہن سکتی ہے خوشبو لگا سکتی ہے نکاح کی تیاری کر سکتی ہے کسی مرد سے بالواسطہ یا بلاواسطہ اس سلسلہ میں بات چیت کر سکتی ہے اس وقت حجاب اس کے لیے ضروری نہیں ہے جیسا کہ اس آیت فیما فعلن فی انفسھن سے ظاہر ہے اور اس کی تائید رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے بھی ہوتی ہے ۔ جو عنوان تحقیق صلاحیت

قبل النکاح میں ذکر ہو چکے ہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے مگر اتنی بات یاد رہے کہ شرعی حجاب جو فرض ہے وہ اس مقام پر بامر مجبوری اس لیے اٹھایا گیا ہے تاکہ شادی کا معاملہ جو زندگی بھر کا معاملہ ہوتا ہے اس کو طے کرتے وقت فریقین اچھی طرح تحقیق کر لیں اور ایک دوسرے کے اخلاق اعمال مزاج دیکھ لیں اور ایک دوسرے کی ذمہ داریوں کا تصفیہ کر لیں لیکن اس سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ یہ میاں بیوی بننے والے باہم ملاپ کر کے اور ہمبستر ہو کر ایک دوسرے کو ٹیسٹ کر لیں کیونکہ قرآن کریم نے یہاں لفظ معروف ذکر کیا ہے اور اس کا اطلاق قرآن کریم کی اصطلاح میں کسی اچھے اور نیک کام پر ہوتا ہے اور نکاح کے انعقاد سے پہلے یہ فعل اچھا نہیں بلکہ یہ برا فعل ہے اور قرآن کریم نے اس برائی کے انسداد کے لیے ہی تو ضابطہ نکاح رکھا ہے جو بے شمار برکات و فیوضات کا حامل ہے اب اس اچھے کام کی ابتدا اگر گندے کام سے ہوگی تو پھر انتہا بھی تو ایسی ہوگی بقول شاعر

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

اور نیز بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ خریدنے سے پہلے ان کا استعمال عرفاً بھی ممنوع ہوتا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے اس چیز کی قدر و قیمت گھٹ جاتی ہے اسی طرح یہ میاں بیوی بننے والے اگر ایک دوسرے کو استعمال کر کے مسترد کریں گے تو ان کا مقام معاشرہ میں گھٹ جائے گا اور جب ایک ادنیٰ چیز کو استعمال کر کے مسترد کرنا عقلاً اور عرفاً بھی بری بات ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے ان کا آپس میں ایک دوسرے

Marfat.com

کو استعمال کر کے مسترد کر دینا یقیناً بری بات ہے اور تاہم چونکہ یہ زندگی بھر کا معاملہ ہے اس لیے شارع نے وقتی طور پر حجاب کی پابندی اٹھائی تاکہ ظاہری طور پر یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ لیں پسند کر لیں اور اگر مزید اطمینان چاہیں تو مرد کا مرد ڈاکٹر سے اور عورت کا لیڈی ڈاکٹر سے معائنہ کرایا جا سکتا ہے اس میں شرعی طور پر کوئی قباحت نہیں ہے واللہ اعلم۔

اور چوتھا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ بیوہ عورت اپنا بناؤ سنگار زیبائش وغیرہ دوران عدت نہیں کر سکتی کیونکہ اس آیت میں عدت گزارنے کے بعد کی شرط لگائی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ بیوہ کے لیے دورانِ عدّت زیبائش وغیرہ جائز نہیں جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عالیہ سے بھی اس مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

وَعَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ	حضرت ام حبیبہؓ اور حضرت
وَزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ	زینبؓ بنت جحش سے رسول
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	منقول ہے کہ جو عورت اللہ
قَالَ لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ	اور آخرت کے دن پر ایمان
تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ	رکھتی ہے اس کے لیے
الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ عَلٰى	حلال نہیں کہ تین راتوں سے
مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثِ لَيَالٍ	زیادہ سوگ کرے کسی میت
اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةً	پر مگر خاوند پر چار مہینے دس
اَشْهُرٍ وَ عَشْرًا	دن سوگ کرے۔

(متفق علیہ) (بخاری اور مسلم کی اتفاقی حدیث ہے)

Marfat.com

تفسیر

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی ایمان دار عورت کا بھائی باپ بیٹا وغیرہ کوئی بھی برادری میں سے مرجائے تو اس پر صرف تین دن تک اس کے لیے سوگ کرنا جائز ہے اور اس سے زیادہ حرام ہے اور اگر اس کا خاوند مرجائے تو اس پر اس نے چار مہینے دس دن تک سوگ کرنا ہے اب سوگ کس چیز کا نام ہے اس کی تشریح انشاء اللہ العزیز بعد میں آنے والی حدیث پاک میں بیان ہوگی۔

نوٹ: حدیث میں جو تین راتوں کا ذکر ہے اس سے مراد دن رات دونوں ہیں صرف رات مراد نہیں۔

وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ	اور حضرت ام عطیہ نے رسول
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	نقل کیا ہے آپ نے فرمایا
قَالَ لَا تَحِدُّ اِمْرَاَةٌ	کوئی عورت کسی میت پر
عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ	تین دن سے زیادہ سوگ
ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى	نہ کرے مگر خاوند پر چار مہینے
زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ	دس دن سوگ کرے نہ پہنے
وَّعَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ	رنگ دار کپڑا مگر کپڑا عصب
ثَوْبًا مَصْبُوْغًا	کا نہ سرمہ لگائے اور نہ
اِلَّا ثَوْبَ عَصَبٍ	خوشبو لگائے مگر جب پاک
وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ	ہو حیض سے تو کچھ

طِيْبًا اِلَّآ اِذَا طَهُرَتْ نُبْذَةً مِنْ قُسْطٍ اَوْ اَظْفَارٍ (متفق علیہ) وزاد اَبُوْ دَاوٗدُ وَلَا تَخْتَضِبُ ۔

قُسط یا اظفار کا استعمال کرنا درست ہے۔ (یہ بخاری اور مسلم نے نقل کی ہے۔) اور ابوداود نے زیادہ کیا ہے نہ لگائے مہندی۔

تفسیر

یہ حدیث پہلی حدیث پاک کی تشریح ہے پہلی حدیث میں اتنا آیا ہے کہ صرف خاوند کی مرگ پر چار مہینے دس دن سوگ ہے اور اس حدیث میں تشریح ہے کہ بیوہ اس عرصہ میں رنگ دار کپڑا نہیں پہن سکتی اور اس سے مراد شوخ رنگ ہے البتہ سفید اور سُرخ رنگ کی دھاری دار چادر اوڑھ سکتی ہے اور بیوہ سُرمہ نہیں لگا سکتی اور خوشبو نہیں لگا سکتی البتہ حیض سے جب پاک ہو تو بدبو دُور کرنے کے لیے قُسط اور اظفار جو خوشبو کی قسمیں ہیں تھوڑی سی استعمال کر سکتی ہے اور نیز مہندی بھی نہیں لگا سکتی اور یہ مذکورہ بالا ممانعت اس وقت ہے۔ جب کوئی مجبوری نہ ہو اور اگر ہو تو پھر کوئی قباحت نہیں مثلاً اگر کپڑوں میں جوئیں پڑ گئی ہیں اور ان کے دُور کرنے کی کوئی صُورت نہیں تو ریشمی کپڑا پہن سکتی ہے اور اسی طرح آنکھیں دُکھ گئی ہیں ان کا اور کوئی علاج نہیں۔ سرمہ ہی مفید ہے تو سرمہ لگا سکتی ہے۔ اسی طرح مہندی اور خوشبو وغیرہ کو قیاس کر لیں۔

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ حضرت ام سلمہؓ سے روایت

قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ اَبُوْسَلَمَةَ وَقَدْ جَعَلْتُ عَلَيَّ صِبْرًا فَقَالَ مَا هٰذَا يَا اُمَّ سَلَمَةَ قُلْتُ اِنَّمَا هُوَ صِبْرٌ لَيْسَ فِيْهَا طِيْبٌ فَقَالَ اِنَّهٗ يَشُبُّ الْوَجْهَ فَلَا تَجْعَلِيْهِ اِلَّا بِاللَّيْلِ وَتَنْزِعِيْنَهٗ بِالنَّهَارِ وَلَا تَمْتَشِطِيْ بِالطِّيْبِ وَلَا بِالْحِنَّاءِ فَاِنَّهٗ خِضَابٌ قُلْتُ بِاَيِّ شَيْءٍ اَمْتَشِطُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِالسِّدْرِ تُغَلِّفِيْنَ بِهٖ رَاْسَكِ

(رواہ اَبُوْدَاوٗدَ وَالنَّسَآئِیُّ)

ہے انہوں نے فرمایا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں تشریف لائے جب ابوسلمہ فوت ہوئے تھے اور میں نے ایلوا لگایا ہوا تھا تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے ام سلمہ میں نے عرض کیا یہ ایلوا ہے اس میں خوشبو نہیں ہے تو آپ نے فرمایا اس سے چہرہ جوان ہوتا ہے یہ مت لگاؤ مگر رات کو اور دن کو اسے چھٹا دو اور غسل میں خوشبو اور مہندی آلود کنگھی بھی نہ کرو کیونکہ یہ خضاب ہے میں نے کہا کس سے کنگھی کروں یارسول اللہ آپ نے فرمایا بیری کے پتوں سے اپنے سر کو ڈھانپ لے۔

(ابوداؤد اور نسائی نے یہ حدیث نقل کی ہے)

Marfat.com

اس حدیث میں پہلی حدیث کی مزید تفصیل بیان فرمائی ہے یعنی بیوہ عورت ایلو بھی دن کو استعمال نہیں کر سکتی البتہ رات کو استعمال کر سکتی ہے نیز خوشبو آلود کنگھی اور مہندی بھی نہیں استعمال کر سکتی کیونکہ یہ خضاب ہے اس سے زینت پیدا ہوتی ہے اور بیوہ عورت کے لیے تزئین جائز نہیں۔

وَعَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ	حضرت ام سلمہؓ نے جناب
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل
وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَوَفّٰى	کیا ہے کہ جس عورت کا خاوند
عَنْهَا زَوْجُهَا	فوت ہو جائے وہ کسنبا
لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ	گیرو رنگ کا کپڑا اور زیور
مِنَ الثِّيَابِ وَلَا	نہیں استعمال کر سکتی اور اسی
الْمُمَشَّقَةَ وَلَا	طرح مہندی اور سرمہ بھی نہیں
الْمُحَلَّى وَلَا تَخْتَضِبُ	لگا سکتی۔ (یہ حدیث ابوداود
وَلَا تَكْتَحِلُ۔	اور نسائی نے نقل کی ہے)

(یہ چاروں احادیث مشکوٰۃ باب العدت سے نقل کی گئی ہیں)

تفسیر

یہ حدیث بھی مضمون سابق کی تشریح ہے یعنی ام عطیہ والی حدیث میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورت کو رنگ دار کپڑا پہننے سے منع فرمایا اور اس حدیث میں تشریح ہے کہ رنگ دار کپڑے سے مراد کسنبا اور گیرو رنگ کا کپڑا ہے پس معلوم ہوا کہ بیوہ عورت سیاہ اور خاکستری رنگ کا کپڑا پہن سکتی ہے اور پرانے کسنبے کو بھی جس سے خوشبو

Marfat.com

نہ آتی ہو پہننا جائز ہے اور نیز وہ عورت زیور بھی نہیں استعمال کر سکتی اور یہ عدّت وغیرہ کے احکامات ان بیوہ عورتوں کے لیے ہیں جو بالغہ ہوں اور جو نابالغہ یا مجنونہ ہوں ان کے لیے یہ احکامات نہیں ہیں کیونکہ وہ احکامات شرعیہ کی مکلّف نہیں ہیں اور غیر مسلم بالغہ بھی اسی حکم میں شامل ہیں۔

اور پانچواں مسئلہ اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ بیوہ عورت ایام عدت اپنے فوت شدہ خاوند کے گھر میں ہی گزارے گی کیونکہ آیت کریمہ میں یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ کا جملہ ہے اس کے معنے اپنے آپ کو روکنے کے ہیں اور اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ وہ بیوہ عورتیں اس مدّت میں نکاح نہ کریں اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور اس تربص کی دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ایام عدّت اپنے فوت شدہ خاوند کے گھر میں گزارے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے اس کی توضیح اور تشریح ہوتی ہے۔

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ كَعْبٍ	زینب بنت کعب سے
اَنَّ الْفُرَيْعَةَ بِنْتَ	نقل ہے کہ فریعہ بنت مالک
مَالِكِ ابْنِ سِنَانٍ هِيَ	بن سنان یہ ابی سعید خدری رضؓ
اُخْتُ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ	کی بہن ہیں اس نے خبر دی
اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا	کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
جَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ	وسلم کے پاس گئی وہ اپنی اہل
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	بنی خدرہ میں واپس جانے
وَسَلَّمَ تَسْئَلُهٗ اَنْ	کی اجازت پوچھ رہی تھی کیونکہ
تَرْجِعَ اِلٰى اَهْلِهَا	اسکا خاوند اپنے بھاگے ہوئے

فِیْ بَنِیْ خُدْرَةَ فَاِنَّ
زَوْجَهَا خَرَجَ فِیْ
طَلَبِ اَعْبُدٍ لَهٗ
اَبَقُوْا فَقَتَلُوْهُ قَالَتْ
فَسَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ اَرْجِعَ اِلٰی اَهْلِیْ
فَاِنَّ زَوْجِیْ لَمْ
یَتْرُکْنِیْ فِیْ مَنْزِلٍ
یَمْلِکُهٗ وَلَا نَفَقَةَ
فَقَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ
وَسَلَّمَ نَعَمْ فَانْصَرَفْتُ
حَتّٰی اِذَا کُنْتُ فِی
الْحُجْرَةِ اَوْ فِی الْمَسْجِدِ
دَعَانِیْ فَقَالَ امْکُثِیْ
فِیْ بَیْتِکِ حَتّٰی یَبْلُغَ
الْکِتٰبُ اَجَلَهٗ قَالَتْ
فَاعْتَدَدْتُّ فِیْهِ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ
عَشْرًا (رَوَاهُ مَالِکٌ

غلام کو ڈھونڈنے کے لیے
نکلا تھا تو انہوں نے اسے
قتل کر دیا اس نے کہا کہ پھر
میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں
اپنی اہل میں واپس چلی جاؤں
کیونکہ میرے خاوند نے
مجھے کسی ایسے گھر میں نہیں
چھوڑا جس کا وہ مالک ہو
اور خرچ بھی نہیں ہے پھر
اس نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہاں پھر میں لوٹی یہاں تک
کہ حجرہ یا مسجد میں پہنچی تو
آپ نے مجھے بلایا پھر فرمایا
ٹھہر تو اپنے گھر میں یہاں تک
کہ پہنچے کتاب (عدت) اپنے
وقت کو اس نے کہا پھر
میں نے عدت گزاری اس
میں چار ماہ اور دس دن
(یہ حدیث مالک ترمذی ابوداؤد

Marfat.com

وَالتِّرْمِذِیُ وَاَبُوْ دَاوٗدُ وَالنَّسَائِیُ وَابْنُ مَاجَہ وَالدَّارِمِیُ)

ونسائی ابن ماجہ اور دارمی نے نقل کی ہے) (مشکوٰۃ باب الصرت)

تفسیر

اس حدیث سے ایک یہ معلوم ہوا کہ بیوہ نے عدت اپنے فوت شدہ شدہ خاوند کے گھر میں گزارنا ہے اور اس حدیث میں جو آپ نے فرمایا ہے امکثی فی بیتک اس سے مراد عورت کا ذاتی مکان نہیں بلکہ وہ مکان مراد ہے جس میں وہ خاوند کی حیات میں زندگی بسر کرتی رہی ہے خواہ وہ مکان اس کا ذاتی ہو یا کرایہ پر لیا ہوا ہو یا عاریتاً ہو اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس عورت کی طرف مکان کی نسبت کی ہے یہ ادنیٰ مناسبت کی وجہ سے ہے کیونکہ یہ عورت خاوند کی حیات میں شرعاً اس مکان میں رہنے کی حقدار تھی اور اب بھی ایام عدت گزارنے تک اس کا حق ہے اور اس حدیث پاک سے دوسرا یہ معلوم ہوا کہ بیوہ نے رہائش اس مکان میں رکھنا ہے اور ضروریات زندگی کے لیے وہ اس گھر سے اِدھر اُدھر جا سکتی ہے۔ کیونکہ فریعہ بنت مالک جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ عالیہ میں جب مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی تو آپ نے اسے ٹوکا نہیں کہ تو اپنا گھر چھوڑ کر میرے پاس کیوں آئی ہے تیرے لیے تو اپنے گھر سے نکلنا جائز ہی نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ آپ نے گھر میں رہنے سے مراد عرفاً رہنا ہے یعنی جس طرح ایک آدمی رات کو آکر ایک مکان میں سو جائے کپڑے وغیرہ وہیں تبدیل کرے اس کے کھانے پکانے کا وہیں بندوبست ہو اور باقی دن بھر وہ محنت مزدوری کہیں دوسری جگہ کرتا ہو تو عرفاً اس

Marfat.com

کو وہیں کا رہائشی اور مقیم کہا جاتا ہے جہاں وہ رات گزارتا ہے وہاں کا رہائشی اسے کوئی نہیں کہتا جہاں وہ مزدوری کرتا ہے اسی طرح یہاں اس مقام پر جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا امکثی فی بیتک اس سے مراد صرف رہائش رکھنا ہے اور بقیہ ضروریات زندگی کے لیے وہ اِدھر اُدھر جہاں جانا چاہے تو جا سکتی ہے مثلاً اگر اس کے پاس اگر خرچ نہیں ہے تو مزدوری کے لیے جا سکتی ہے اور اسی طرح وہ مکان اگر گرنے کا خطرہ ہے یا مستعار یا کرایہ پر لیا ہے اور مالک مکان خالی کرانا چاہتا ہے یا چوروں اور ڈاکوؤں کا خطرہ ہے تو ان صورتوں میں وہ بیوہ اس مکان سے جا سکتی ہے وغیرہ ذالک۔

چھٹا مسئلہ ان آیتوں سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شادی کرے اور فوت ہو جائے اور اس نے اس نو بیاہتی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو تو بھی اس بیوہ پر مذکورہ عدت واجب ہے اور اپنے فوت شدہ خاوند کے مال میں وراثت کی بھی حق دار ہے اور مہر کی بھی حق دار ہے اور نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ بیوہ عمر کے لحاظ سے چھوٹی ہو یا بڑی ہو عیسائی ہو یا مسلم سب کو یہ حکم شامل ہے اور اسی طرح بیوہ کا خاوند فوت ہونے والا چھوٹا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ میں والذین یتوفون الایۃ عام ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے چنانچہ اسی آیت کے تحت علامہ ابن کثیر نے ج ۱ صفحہ ۲۸۴ بحوالہ امام احمد اور ترمذی نقل کیا ہے اور طوالت سے بچنے کے لیے صرف ترجمہ ہی نقل کیا جاتا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا ہے

Marfat.com

کہ جس نے ایک عورت سے شادی کی ہو اور بلا ہم بستری وہ مر گیا ہو اور اس کا مہر بھی مقرر نہ کر سکا ہو اور انہوں نے اس سلسلہ میں کئی بار تردد کا اظہار کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا میں اس میں اپنی رائے پیش کرتا ہوں اگر وہ صحیح ہوئی تو اسے اللہ کی طرف سے سمجھنا اور وہ غلط ہوئی تو وہ میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے سمجھنا اللہ اور اس کا رسول اس سے بری ہیں۔ فرمایا کہ اس کے لیے پورا مہر ہوگا اور ایک جملہ یہ فرمایا کہ اس کے لیے مہر مثل ہے یہ کم بھی نہیں اور زیادہ بھی نہیں اور اس پر عدّت بھی ہے اور اس کے لیے وراثت بھی ہے اس کے لیے معقل بن یسار اشجعی اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ نے بروع بنت واشق کے بارے میں ایسا ہی فیصلہ کیا تھا پھر عبداللہ بن مسعود اس پر بہت خوش ہوئے پس خلاصہ مطلب یہ نکلا کہ قبل از ہم بستری اگر شوہر فوت ہو جائے تو اس کی بیوہ پر بھی عدت منصوصہ لازم ہے۔

عدّتِ وفات کی حکمت

صاحبِ شریعت نے بیوہ کی عدت کے لیے جو چار ماہ دس دن کا عرصہ مقرر کیا ہے اس کی ایک حکمت تو وہ ہے جو حافظ عماد الدین نے اسی آیت کے تحت ابن کثیر ج ۱ صفحہ ۲۸۵ پر سعید بن مسیّب اور ابو العالیہ سے نقل کی ہے کہ ممکن ہے کہ بیوہ کے رحم میں حمل ہو جب اتنا عرصہ وہ انتظار کرے گی تو حمل واضح ہو جائے گا چنانچہ اس کی تائید میں علامہ حافظ عماد الدین نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کی ایک

Marfat.com

حدیث بحوالہ صحیحین نقل ہے۔

اِنَّ خَلْقَ اَحَدِکُمْ	بے شک تم سب کی پیدائش
یَجْمَعُ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ	اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس
اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا نُطْفَۃً	دن تک نطفہ کی صورت میں
ثُمَّ یَکُوْنُ عَلَقَۃً	جمع رہتی ہے پھر اتنا ہی عرصہ
مِثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ	ایک لوتھڑا کی صورت رہتی
یَکُوْنُ مُضْغَۃً	ہے پھر اتنا ہی عرصہ بوٹی کی
مِثْلَ ذَالِکَ ثُمَّ	صورت رہتی ہے پھر اس
یُبْعَثُ اِلَیْہِ الْمَلَکُ	کی طرف فرشتہ بھیج دیا جاتا
فَیَنْفُخُ فِیْہِ الرُّوْحَ	ہے جو اس میں روح پھونکتا ہے

(ابن کثیر ج۱ صفحہ ۲۸۵)

اس حدیث کا مقصد یہ نظر آتا ہے کہ اکثر اوقات حمل قرار پاتے ہی عورت محسوس کر لیتی ہے کہ اسے حمل ٹھہر گیا ہے مگر ممکن ہے بعض عوارض اور احوال کی وجہ سے وہ محسوس نہ کر سکے لیکن روح پڑنے کے بعد وہ ضرور محسوس کر لے گی اور پھر اس پر دس دن کا اضافہ بطورِ احتیاط ہے اب رہا یہ سوال کہ مطلقہ کے لیے پھر تین حیض یا تین ماہ کی عدت کیوں رکھی گئی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ تین حیض یا تین ماہ کے بعد مطلقہ کے حمل کا احتمال تو منقطع ہو جاتا ہے لیکن بیوہ میں خاوند کے غم کی وجہ سے یہ احتمال باقی رہتا ہے اس لیے اس کی عدت چار ماہ دس دن رکھی گئی ہے واللہ اعلم۔ اور اس کی دوسری حکمت خاوند کی جدائی کا غم اور سوگ

Marfat.com

ہے پس معلوم ہوا کہ عورت کے لیے دنیا میں شوہر سے بڑھ کر اور کوئی نعمت نہیں اس لیے صرف اس کی جدائی پر اتنے سوگ کا حکم ہے۔

ازدواجی تعلقات استوار کرنے سے قبل ہی اگر خاوند بیوی کو طلاق دیدے تو اس کی عدت نہیں

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اے ایمان والو جب تم مومن
اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ	عورتوں سے نکاح کرو پھر
الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ	انہیں طلاق دے دو اس
طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ	سے پہلے کہ تم انہیں چھوؤ
قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ	تو تمہارے لیے ان پر کوئی
فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ	عدّت نہیں کہ تم اسے شمار
مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا	کرنے لگو پھر انہیں کچھ فائدہ
فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ	دے دو اور انہیں اچھی طرح
سَرَاحًا جَمِیْلًا ۝	رخصت کر دو۔

(سورہ احزاب آیت ۴۹)

تفسیر

اس آیت کریمہ میں تین احکام ہیں۔ پہلا حکم یہ ہے کہ خلوت سے پہلے شوہر اگر بیوی کو طلاق دے دے تو اس پر عدت نہیں وہ جب چاہے نکاح کر سکتی ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ عدت رحم صاف کرنے کی غرض ہوتی ہے تاکہ پہلے شوہر کا حمل موجود نہ ہو اور یہاں جب خلوت

Marfat.com

نہیں ہوئی تو حمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور خلوت یہ ہے کہ دونوں میاں بیوی تنہائی میں ایک کمرہ میں جمع ہو جائیں اور دوسرا حکم یہ ہے کہ اس مطلقہ کو متعہ دو اس کی تشریح مفسّرین نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسے ایک جوڑا کپڑے جوتا اور چادر دینی چاہیئے اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح سے سے دو خاندانوں کے درمیان جو اخوت پیدا ہوئی تھی وہ طلاق سے ختم ہو گئی تھی اور اب یہ ہدیہ اسے دے کر اس اخوت کو بحال کرنا مقصود ہے اور تیسرا حکم یہ ہے کہ اس مطلقہ کو خوش اخلاقی سے رخصت کیا جائے اس سے بدزبانی نہ کی جائے ۔ مقام غور ہے کہ خالق کائنات نے ایک طرف سے تو طلاق کی اجازت دی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مرد میں کوئی خامی ہو جس کی وجہ سے وہ اس بیوی کی عزت کا تحفظ نہ کر سکتا ہو یا اس عورت میں کوئی خامی ہو جس کی وجہ سے مرد کے مقاصد پورے نہ ہو سکتے ہوں اس لیے طلاق کی اجازت بھی دے دی اور اس طلاق سے اگر برادری کی لڑکی ہوئی تو قطع رحمی ہو گی اور اگر غیر برادری کی ہوئی تو قطع اخوت ہو گی اس لڑکی کی اور اس کی برادری کی دل شکنی ہو گی اور یہ لڑکی بدنام ہو جائے گی اس لیے شریعت نے جانبین کا لحاظ رکھ کر ایسا ضابطہ مقرر کیا ہے کہ اس پر عمل کرنے سے کسی پر حرف نہیں آتا ۔ مقاصد بھی پورے ہو جاتے ہیں اخوت اور صلۂ رحمی بھی قائم رہتی ہے مگر افسوس یہ ہے کہ آج کل موجودہ معاشرہ بالکل ہی بے خبر ہے اس لیے شادی کے بعد عموماً لڑکی پہ خاوند کی طرف سے اور اسکے والدین وغیرہ کی طرف سے جو ظلم ہوتا ہے وہ ناگفتہ بہ ہے ۔ اور پھر عورتوں کے ہاتھوں سے مردوں کی جو ذلت ہوتی ہے وہ بھی کسی سے مخفی نہیں ہے یہ سب کچھ اس

لیے ہے کہ دینی تعلیم نہیں ہے کالجوں میں جو تعلیم ہے اس سے تفریق کا سبق ہی ملتا ہے اور ہمدردی کا سبق نہیں ملتا اور اندھے پن کا حال یہ ہے کہ تفریق والی تعلیم پر کروڑوں روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اور وحدت اور ہمدردی والی تعلیم مفت بھی حاصل کرنے کو تیار نہیں ؎

وائے ناکامیٔ متاع کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

بچّوں کو دُودھ پلانے کی ذمہ داری
ماں پر ہے بشرطیکہ معذور نہ ہو

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ	اور مائیں پورے دو سال
اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ	تک اپنی اولاد کو دودھ
كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ	پلائیں یہ حکم اس کے لیے
اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ؕ	ہے جو مدتِ دودھ کو پورا
وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ	کرنا چاہیں اور والد پر ان ماؤں
رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ	کا رزق اور کپڑے ہیں دستور
بِالْمَعْرُوْفِ ؕ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ	کے موافق نہ تکلیف دی
اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَا تُضَآرَّ	جائے کسی جان کو مگر اس
وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا	کی وسعت کے موافق ماں
مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ ۚ	کو اس کے بچہ کی وجہ سے
وَعَلَى الْوَارِثِ	تکلیف نہ دی جائے اور
مِثْلُ ذٰلِكَ ۚ فَاِنْ	باپ کو بھی اس کے بچہ کی

اَرَادَا فِصَالاً عَنْ	وجہ سے تکلیف نہ دی جائے
تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ	اور وارثوں پر بھی ایسا ہی ہے
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ط	پھر وہ دونوں (ماں باپ)
وَاِنْ اَرَدْتُّمْ اَنْ	اگر باہم رضامندی اور مشورہ
تَسْتَرْضِعُوْا اَوْلَادَكُمْ	سے دودھ چھڑانا چاہیں تو
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ	ان پر کوئی حرج نہیں اور اگر
اِذَا سَلَّمْتُمْ مَّا	تم کسی اور عورت سے دودھ
اٰتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط	پلوانا چاہو تو پھر بھی تم پر کوئی
وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْا	حرج نہیں جب حوالے کردو
اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ	جو دستور کے موافق تم
بَصِيْرٌ ۝	فیصلہ کر چکے ہو اور اللہ سے
(سورۃ بقرہ آیت ۲۳۳)	ڈرتے رہو بے شک اللہ
	تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے

تفسیر

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے چھ مسائل بیان فرمائے ہیں اور ایک ان پر عمل کرانے کے لیے عقیدہ توحید بیان فرمایا ہے۔

پہلا مسئلہ یہ ہے کہ والد کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دو سال تک دودھ پلائے شرعاً یہ اس پر واجب ہے کیونکہ مفسرین نے لکھا ہے کہ يُرْضِعْنَ اصل میں لِيُرْضِعْنَ ہے یہ امر غائب کا صیغہ ہے جو اصل میں وجوب کے لیے آتا ہے پس معلوم ہوا کہ اولاد

Marfat.com

کو دودھ پلانا ماں پر فرض ہے اگر نہیں پلائے گی تو گناہ گار ہوگی ہاں اگر وہ مجبور ہو تو یہ امر اضطراری ہے پھر اس پر واجب نہیں اور آگے فرمایا لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ جو ارادہ رکھتا ہے کہ مدتِ دُودھ پورا کرے اور جو نہیں ارادہ رکھتا بلکہ پہلے ہی ختم کرنا چاہتا ہے تو کر سکتا ہے اس کی اسے اجازت ہے یعنی ماں باپ اگر یہ محسوس کرتے ہیں کہ اب بچے کو دودھ کی ضرورت نہیں ہے تو دو سال سے قبل ہی دُودھ چھڑا سکتے ہیں پس اس آیت کریمہ سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جب تک بچے کو ماں کے دودھ کی ضرورت ہے تب تک میاں بیوی کو جماع نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ جماع سے ماں کے دودھ میں فساد پیدا ہوگا اور پھر بچے کی طبیعت پر بھی اس کا اثر پڑے گا کیونکہ لِمَنْ اَرَادَ سے خواہش جماع کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کیونکہ دُودھ چھڑانے کا ارادہ اسی وقت ہوگا جب اپنی انہیں خواہش ہوگی۔ نیز لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ کے جملہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دودھ پلانے کی مدت پورے دو سال ضروری نہیں بلکہ دو سال سے پہلے بھی ماں باپ اگر بس کرانا چاہیں تو بھی کرا سکتے ہیں جیسا فَاِنْ اَرَادَا فِصَالًا سے معلوم ہوتا ہے اور سورہ احقاف کی آیت نمبر ۱۵ کے اس جملہ (حَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اس کا حمل اور دودھ چھڑانا تیس ۳۰ مہینے ہے) سے معلوم ہوتا ہے کہ اڑھائی سال تک بھی پلانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اس آیتہ کریمہ سے یہ ہی استنباط فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ دودھ کی دار و مدار سالوں تک نہیں بلکہ بچے کی ضرورت پر موقوف ہے اگر بچے کی ضرورت دو سال سے پہلے ختم ہوگئی ہے تو پہلے بس کر دینا چاہیئے اور اگر دو سال کے بعد بھی

اسے ضرورت ہے تو اڑھائی سال تک اسے دودھ پلایا جا سکتا ہے لیکن ڈھائی سال کے بعد اتفاقاً بچے کو ماں کا دودھ پلانا حرام ہے۔

سوال :۔ اس سے پہلے بچے کے لیے دودھ کیوں حلال ہے اور اڑھائی سال کے بعد کیوں حرام ہے ؟

جواب : اس کا جواب یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ ایک دوسرے کے بدن سے فائدہ اٹھائے البتہ بچے کے لیے بامر مجبوری اڑھائی سال تک کی اجازت دی گئی ہے لیکن یہ اجازت ضرورت تک موقوف ہے جب ضرورت ختم ہو جائے گی تو اجازت بھی ختم ہو جائے گی اور اڑھائی سال کے بعد تو بچے کو دودھ کی ضرورت تو نہیں رہتی لہٰذا اب اس کے لیے ماں کا دودھ پینا جائز نہیں اور وہ تو بے خبر ہے لہٰذا اس کا گناہ ماں کے سر عائد ہوگا اگر وہ اس کو اب اپنا دودھ پلائے گی۔ اور اس آیت کریمہ سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شیر خوار بچہ دودھ کے لیے بلکتا ہو اور اسے دودھ پلانے والی ماں موجود نہ ہو اور اسے دودھ پلانے کا اور کوئی بندوبست نہ ہو اور اس کے پاس دودھ والی ایک غیر عورت موجود ہو تو اس کا فرض ہے کہ اس بچے کو انسانی ہمدردی کے تحت، دودھ پلائے اور اس بچے کی جان بچائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گی تو عنداللہ مجرم قرار پائے گی۔

مریض کو خون وغیرہ دینے کا مسئلہ

اور اسی طرح اس آیت کریمہ سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ایک مریض خون کا ضرورت مند ہے اور اس کے لیے اور کوئی چارہ نہ ہو تو

Marfat.com

دوسرے انسان کے لیے جائز ہے کہ اسے اپنا خون دے کر اسکی جان بچائے۔ حضرت مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں الا ما اضطررتم الیہ کے تحت یہی تصریح بیان فرمائی ہے اور نیز آنکھیں گردہ وغیرہ کو بھی اسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اولاد کی ماں کے اخراجات روٹی کپڑا اور مکان وغیرہ کی ذمہ داری بھی باپ پر ہے۔ مگر اس سلسلہ میں شریعت نے کوئی حد مقرر نہیں کی کہ مکان کیسا ہونا چاہیئے روٹی کیسی ہونی چاہیے یا کپڑا کس طرح کا اور کتنے جوڑے ہونے چاہیئں بلکہ اس معاملہ کو ہر زمانہ کے موجودہ معاشرہ کے رواج اور دستور کے حوالہ کیا ہے یعنی معاشرہ کا جیسا دستور ہو ویسا ہی کپڑا، روٹی اور مکان مہیا کرنا چاہیئے البتہ اس میں شوہر کی حیثیت کو ضرور ملحوظ رکھا گیا ہے۔ بیوی کی حیثیت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا یعنی شوہر اگر امیر ہو تو اسے چاہیئے اپنی بیوی کو امیرانہ روٹی کپڑا مکان دے اور اگر غریب ہے تو غریبانہ مہیا کرے اس میں شوہر کو کنجوسی نہیں برتنا چاہیئے۔

سوال :- جب اولاد ماں اور باپ دونوں کی متاع مشترک ہے تو پھر ماں اور اولاد کے سارے اخراجات والد پر کیوں ڈال دیئے گئے ہیں مناسب تو یہ ہے کہ ماں اپنے اخراجات خود برداشت کرے اور اولاد کا خرچ مشترک ہو اور باپ پر سارا بوجھ ڈال دینا مساوات کے خلاف ہے اور اسلام کی روح کے منافی ہے۔

جواب :- دراصل ہر معاملہ میں قدرت کی تقسیم شفقت اور صلاحیت پر مبنی ہے اور نومولود بچہ تو شفقت تامہ کا مستحق ہوتا ہے

اس کو ایک ایسے مہربان رحیم کریم کی ضرورت ہوتی ہے جو شب و روز اس کو سلائے اٹھائے بٹھائے جو اس کو خورد نوش وغیرہ کے آداب سکھائے اس کا پیکر اور سرچشمہ خداوندِ پاک نے ماں کو بنایا ہے اور وہ رحمت خلوندی کا صحیح نمونہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رحمت و رأفت کا ایسا جذبہ پیدا فرمایا ہے کہ وہ مذکورہ بالا اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو بلا کسی جبر و اکراہ حرص اور لالچ کے احسن طریق سے سرانجام دیتی ہے اور وہ اس بچے پر اپنا ہر قسم کا آرام و راحت قربان کر دیتی ہے۔ اگر وہ بچہ اس کی گود میں پیشاب پاخانہ تک بھی کرے تو اس سے کراہت محسوس نہیں کرتی بلکہ خندہ پیشانی سے اسے صاف کرتی ہے دھوتی ہے اور ساتھ ساتھ اس کو دعائیں بھی دیتی ہے اور باپ تو یہ فرائض ایک دن کے لیے بھی سرانجام نہیں دے سکتا اس لیے یہ ذمہ داری ماں کو سونپ دی گئی ہے اب اگر ماں کے اپنے اخراجات اور اولاد کے بھی آدھے اخراجات اس پر ڈال دیئے جائیں تو ظاہر بات ہے کہ اسے کوئی نہ کوئی کاروبار اختیار کرنا پڑے گا محنت مزدوری کرنی پڑے گی یا کوئی نوکری کرے گی تو پھر وہ اس اولاد کی طرف پوری توجہ نہیں دے سکے گی تو پھر اس متاعِ مشترک کو نقصان پہنچے گا اگرچہ کسی نوکرانی سے یا جانور کے دُودھ سے یہ ضرورت پوری تو کی جا سکتی ہے لیکن جو برکات اپنی ماں کے دودھ، گود اور ہاتھوں میں ہیں وہ کسی غیر ماں کے دودھ میں نہیں ہیں اس لیے خالقِ کائنات نے ماں کے سارے اخراجات باپ پر ڈال کر اسے بے فکر بنا دیا ہے تاکہ وہ اپنی تمام تر توجہ بچے پر مرکوز کر سکے گویا کہ ماں گھر کی رانی ہے درونِ خانہ کی امین ہے اولاد پر خرچ

کرنے کے سلسلہ میں اسے پورے اختیارات حاصل ہیں چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ ہندہ بنت عتبہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کنجوس آدمی ہے وہ مجھے اتنا خرچ نہیں دیتا جو مجھے اور میرے بچے کو کفالت کرے سوائے اس کے کہ اس کی لاعلمی میں اس کے مال سے لوں تو آپ نے فرمایا کہ تو اس کے مال میں سے اتنا لے سکتی ہے جو تجھے اور تیرے بچے کو ضرورت ہو اور عورت کے اور بچے کے سارے اخراجات باپ پر ڈالنے کی ایک اور وجہ بھی ہے کہ عورت صنفِ نازک ہے وہ محنت مزدوری کی جفاکشی برداشت بھی نہیں کرسکتی اور مرد جفاکش پیدا کیا گیا ہے اس لیے اس پر یہ ساری ذمہ داری ڈال دی گئی ہے اس میں یہ بوجھ اٹھانے کی صلاحیت موجود ہے اس لیے دونوں کی صلاحیت کو اللہ تعالیٰ نے ملحوظ رکھ کر اس محکمہ کو دو سیکشنوں میں تقسیم کردیا ہے۔ ایک ماں کا سیکشن ہے اور ایک باپ کا سیکشن ہے ماں کا سیکشن گھر کے داخلی امور اور اولاد کی ابتدائی عملی تعلیم و تربیت پر مشتمل ہے اور باپ کا سیکشن امور خارجیہ تحصیل زر وغیرہ پر مشتمل ہے۔

مساوات زوجین سے عورت معاشی مشکلات میں مبتلا ہوجائیگی

آج بعض حلقوں میں یہ سوال اٹھایا جارہا ہے اور خصوصاً پاکستان کی مغرب زدہ اور دین سے بے خبر خواتین اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں کہ عورتوں کو مردوں کے مساوی حقوق ملنے چاہئیں اگر اس کو تسلیم کرلیا جائے تو پھر ظاہر بات ہے کہ بیوی کے اخراجات مرد برداشت

نہیں کرے گا اور اولاد کا سارا خرچ بھی نہیں دے گا کیونکہ اولاد مشترک ہے اور شادی کے مقاصد بھی مشترک ہیں اب عورت کو اپنے لیے محنت کرنی پڑے گی پھر اپنے لیے روٹی کپڑے اور مکان کا خود انتظام کریگی اور اپنی اولاد کا بھی آدھا خرچ برداشت کرے گی اور ظاہر بات ہے کہ یہ اس کے بس میں نہیں ہے لہٰذا اس کی زندگی کی گاڑی کو چلانے کے لیے بہترین دستور وہی ہے جو رب العالمین نے پیش کیا ہے ورنہ عورت تباہی کا شکار ہوگی اور اس کی متاع مشترک اولاد اپنے درخشندہ مستقبل سے محروم رہے گی۔

اور تیسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اولاد کی نسبت باپ کی طرف ہوگی یعنی باپ جس خاندان کا ہوگا اولاد بھی اس خاندان کی کہلائے گی۔ یہاں ماں کے خاندان اور قبیلہ کا لحاظ نہیں ہوگا کیونکہ اس مذکورہ آیت میں اللہ تعالےٰ نے خود اولاد کی نسبت باپ کی طرف کی ہے وعلی المولود لہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف اور اس پر جس کی خاطر وہ بچہ جنا گیا ہے رزق ہے اس کی ماں کا اور کپڑے ہیں دستور کے موافق پس معلوم ہوا کہ اولاد کی نسبت، باپ کی طرف ہوگی۔

سوال :۔

جب اولاد میاں اور بیوی کا مشترکہ سرمایہ ہے دونوں کی جدوجہد محنت شاقہ اور کاوشوں سے معرضِ وجود میں آئی ہے تو پھر نسبت صرف باپ کی طرف کیوں رکھی گئی ہے۔ ماں کو اس میں شریک کیوں کیا گیا مناسب تو یہ نظر آتا ہے کہ جس طرح دنیا میں کوئی مشترکہ فرم ہوتی ہے تو اس کے نام میں اور نسبت کرنے میں تمام شرکاء کا نام ذکر کیا جاتا ہے جیسا کہ

اینڈ برادرز اینڈ سنز وغیرہ ۔ اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس فرم کے ساتھ ان تمام شرکاء کا تعلق ہے ان کا اشتراک ہے یہ فرم کسی ایک شخص کی نہیں ہے اسی طرح یہاں بھی کوئی کوئی ایسا لفظ ہو جاتا جس سے ماں اور باپ دونوں کی طرف اولاد کی نسبت معلوم ہوتی مگر یہاں تو ماں کا نام تک حذف کر دیا گیا ہے صرف باپ کا نام چلتا ہے یہ بھی مساوات اور عدل و انصاف کے منافی ہے اور روح اسلام کے خلاف ہے ۔

جواب :۔

اصل میں اولاد کو معاشرہ میں متعارف کرانے کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً اگر لڑکی ہے تو اسے نکاح کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں باپ کے نسب کو ہی دیکھا جاتا ہے اور اگر لڑکا ہے تو اس نے بھی بالغ ہو کر معاشرہ میں کام کرنا ہے اور یہ پہلے عرض کر چکا ہوں باپ کا تعلق زیادہ تر امورِ خارجہ سے ہے اس وجہ سے لوگوں کے ساتھ اس کا تعلق ہے واقفیت ہے اس کی نسبت سے اولاد بھی متعارف ہو جائے گی لڑکی کے لیے نکاح کی آسانی ہو جائے گی اور لڑکے کے لیے کاروبار میں سہولت ہو گی ۔ اور ماں کا تعلق چونکہ گھر کے امورِ داخلہ سے ہے معاشرہ میں اس کی شہرت ہی نہیں ہے اس لیے اس کی طرف نسبت کرنے کی بھی ضرورت ہی نہیں ہے اور اگر کوئی ایسا جُملہ ہو جس سے اولاد کی ماں اور باپ دونوں کی طرف مساویانہ نسبت ہو تو پھر اسے متعارف کرانے کے لیے ماں کو پہلے مارکیٹ وغیرہ میں بھی لے جانا پڑیگا حالانکہ اس کا تعلق گھر کے صرف امورِ داخلہ سے ہے ۔ اب یہ سیکشن متاثر ہو گا اس لیے رب العالمین نے معاشرہ میں اولاد کو متعارف کرانے

Marfat.com

کی ذمہ داری سے ماں کو سبکدوش کر دیا ہے اور یہ ذمہ داری بھی باپ پر ڈال دی ہے تاکہ ماں گھر میں اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کی طرف پوری توجہ دے سکے ہاں اگر کوئی ایسی صورت ہو کہ باپ معلوم ہی نہ ہو تو پھر بچے کی نسبت ماں کی طرف ہوگی کیونکہ نسبت سے اصل مقصد تو تعارف ہے اور باپ نہ ہونے کی وجہ سے اگرچہ اس کا پورا تعارف تو نہیں ہو سکے گا لیکن کچھ نہ کچھ تو ضرور ہو جائے گا پس معلوم ہوا کہ یہ نسبت کا سلسلہ بھی خداوند پاک کے رحیمانہ اصولوں میں سے ایک زرّیں اصول ہے۔

چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ ولا تضار والدۃ بولدھا ماں کو اپنے بچے کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اس کی ایک صورت تو یہ ہے کہ مثلاً" ماں دودھ پلانے سے معذور ہو اور خاوند اس پر اصرار کرے اور ضد کرے کہ تو نے ہی پلانا ہے یہ اس کو تکلیف دینا ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ مثلاً" خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہو اور چھوٹا شیر خوار بچہ ہو اور ماں اس کو دودھ پلانا چاہتی ہو اور بچہ کا باپ اس سے دودھ نہ پلوائے اور بچہ اس سے چھین لے یہ بھی ماں کو تکلیف دینے کی صورت ہے اور تیسری صورت یہ ہے کہ خاوند اپنی مطلقہ بیوی کو دودھ پلانے کی اجازت تو دے دے لیکن اس کو دودھ پلانے کا خرچ نہ دے یہ بھی اس کو تکلیف دینا ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ ان صورتوں میں ماں کو کس طرح تکلیف پہنچتی ہے تو بات اصل میں یہ ہے کہ بچہ ماں کے جسم کا ایک حصّہ ہے جو اس سے جدا کیا ہوا ہے لیکن یہ رشتہ ایسا گہرا ہے کہ بظاہر یہ جسم دو نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں تو ایک ہی چیز ہے اور

Marfat.com

جس طرح انسان کے جسم کے کسی بھی حصّے کو تکلیف پہنچے تو سارا جسم متأثر ہوتا ہے اسی طرح یہاں بھی جب اس بچے کو تکلیف پہنچے گی تو اس سے ماں ضرور متاثر ہو گی اور پھر اس ماں کو جو ناراض کرے گا اس پر خدا بھی ناراض ہو گا کیونکہ اس ماں کو اللہ تعالےٰ نے اس بچے کی محافظ اس کی چھاتی کے دودھ کو اس کی روزی اس کی گود کو اس بچے کی آرام گاہ بنایا ہے اور جو بھی انسان اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی روزی میں رکاوٹ بنے عنداللہ وہ بہت بڑا مجرم ہے۔

پانچواں مسئلہ یہ ہے کہ وَلَا مَوْلُوْدٌ لَّهٗ بِوَلَدِهٖ اور باپ کو اپنے بچے کے ذریعہ تکلیف نہ دی جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثال کے طور پر ماں صحت مند ہو اس کی کوئی معذوری اور مجبوری نہ ہو صرف خاوند کے ساتھ ضد کے باعث بچے کو دودھ نہ پلائے کہ آخر کار اس کا بھی بچّہ ہے کہیں سے اجرت پر پلا لے گا یہ والد کو تکلیف دینا ہے دوسری صورت یہ ہے کہ عورت اپنے ذاتی اخراجات کے علاوہ بچے کو دودھ پلانے کی مزید اجرت طلب کرے یہ بھی باپ کو تکلیف دینا ہے کیونکہ دوہرا خرچ یہ برداشت نہیں کر سکے گا اور تیسری صورت یہ ہے کہ اگر خاوند نے بیوی کو طلاق دے دی ہو اور چھوٹا دودھ پیتا بچہ ہو اور مطلقہ کی عدّت بھی گزر گئی ہو اب اس صورت میں بیوی کا ذاتی خرچ تو واجب نہیں ہے لیکن اگر یہ ماں اس بچے کو دودھ پلائے تو پھر باپ کو اس کا خرچ دینا پڑے گا مگر یہ خرچ معروف طریقہ سے ہی ہو گا اگر ماں زیادہ مطالبہ کرے گی تو یہ بھی باپ کو تکلیف دینا ہے۔ خاوند کے لیے یہ جائز ہے کہ اس وقت اس بچہ کو کسی دوسری عورت سے پلوا دے

Marfat.com

جو کم اجرت لیتی ہو اس صورت میں اگر یہ بچے کو ماں سے جُدا کرے کسی اور عورت کو دے دے تو کوئی حرج نہیں یہ گناہگار نہیں ہوگا۔

اسلام کے عادلانہ نظام کی برکات

اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اس کا تعلق اپنے تمام بندوں کے ساتھ مساویانہ ہے کیونکہ وہی سب کا خالق ہے وہی سب کا مالک و مربی اور محسن ہے اور اس نے اپنے ان بندوں کے لیے ایک ایسا رحیمانہ نظام اور دستور ترتیب دیا ہے کہ جس میں تمام طبقات کے حقوق کا پورا پورا تحفظ موجود ہے اور جس طرف سے بھی ظلم کی بُو آئی ہے تو اس دروازے کو بند کر دیا گیا چنانچہ مذکورہ بالا دفعات میں جہاں عورت پر زیادتی کا احتمال تھا وہ دروازہ بھی بند کر دیا ہے اور جہاں مرد پر زیادتی کا احتمال تھا وہ دروازہ بھی بند کر دیا ہے۔

(چھٹا مسئلہ) یتیموں کی تربیت کا نرالا دستور

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مقدسہ سے پہلے عربوں کی اکثریت جُہلاء اور سفہاء کی تھی جنگلی طرز کے انسان تھے ان کے ہاں کوئی خاص ضابطہ اور اخلاق قانون نہیں تھا بس جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا راج تھا۔ قبائلی لوگ تھے ہر قبیلے نے اپنا اپنا کچھ نہ کچھ دستور مقرر کیا ہوا تھا تھا ان دساتیر سے ایک یہ بھی دستور تھا کہ یتیموں کو مرنے والے کی وراثت میں سے حصہ نہیں دیتے تھے ان کے ہاں قانون یہ تھا کہ مرنے والے کی وراثت کا مستحق اسے سمجھتے تھے جو تلوار اُٹھا کر گھوڑے کی

پشت پر بیٹھ کر جنگ لڑ سکے اور ظاہر بات ہے کہ یتیم بچے تو یہ کام کر نہیں کر سکتے تھے اس لیے ان کو مرنے والے عزیز و اقارب کی وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ضعیفوں، یتیموں اور بے کسوں کی دستگیری کرنے والے ہادیٔ برحق حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور انہیں اپنی طرف سے کتاب (قرآن کریم) عطا فرمائی اس میں یتیموں کو نہ صرف مرنے والے خویش و اقارب کی وراثت میں شریک کیا گیا ہے بلکہ یتیموں کی پوری نگہداشت، تربیت اور تعلیم و تعلم کا سلسلہ بھی وارثوں پر ڈال دیا گیا ہے اور انہیں حکم دیا کہ تم نے ان یتیموں کے ساتھ ایسا ہی رحیمانہ سلوک کرنا ہے جیسا ان کے والدین ان کے ساتھ کرتے تھے چنانچہ فرمایا ہے وعلی الوارث مثل ذالك وارثوں پر بھی یتیموں کے سلسلہ میں ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ والدین پر فرض ہے بچوں کی تربیت کرنا۔ یعنی اگر کوئی شخص مر جائے اس کا شیر خوار بچہ یا بچی رہ جائے تو ورثاء اس کے دودھ اور اس کی تعلیم و تربیت کا بندوبست کریں اگر وہ بیوہ بچے کو دودھ پلائے تو اس بیوہ کی اجرت اگر یتیم کا مال ہو تو اس میں سے ادا کریں اگر اس کا مال نہ ہو تو اس یتیم کے اخراجات پورے کریں اور اس بیوہ کی دودھ پلانے کی اجرت بھی ادا کریں۔ اگر وہ بیوہ اس بچے کو دودھ نہ پلائے تو پھر کسی اور عورت سے اسی طرح دودھ پلانے کا انتظام کریں اور وارثوں کی یہ ذمہ داری بقدر ارث ہے یعنی مرنے والے کی وراثت میں سے جسے زیادہ حصہ ملتا ہوگا وہ زیادہ اس یتیم بچے پر خرچ کرے گا جسے کم ملتا ہوگا وہ اتنا ہی کم خرچ کرے گا اور جس کو نہیں ملتا ہوگا اس پر فرض نہیں ہے کہ وہ یتیم پر خرچ کرے۔

اور ساتواں مسئلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ باپ اگر اپنے بچے کو اپنی ماں کے سوا کسی اور عورت سے دودھ پلانا چاہے تو پلا سکتا ہے لیکن اس کو بھی دودھ پلانے کی اجرت دینا چاہیئے اور اس آیت میں جو یہ فرمایا ہے فلا جناح علیکم اس صورت میں تم پر کوئی حرج نہیں اس جملہ سے ایک شبہ دُور کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ شبہ یہ ہے کہ شاید کسی اور عورت سے دودھ پلانے میں حرج ہو تو فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کے لیے شرط یہ ہے کہ بچے کی اپنی ماں معذور ہو یا بچے کے والد نے اسے طلاق دے دی ہو اور وہ دودھ کی اجرت زیادہ مانگتی ہو یا اس نے بچے کے کسی غیر محرم سے نکاح کر لیا ہو اور وہ اسے دودھ پلانے کی اجازت نہ دیتا ہو۔ اگر یہ اعذار نہ ہو تو پھر اگر بچے کا باپ بچے کی اپنی ماں کو چھوڑ کر غیر سے اگر دودھ پلائے گا تو اس میں حرج ہے کیونکہ اس سے ماں کو تکلیف دینا مقصود ہے اور اس کی تفصیل پہلے آچکی ہے کہ یہ ناجائز ہے اور اُمّا کی ذمہ داری صرف دودھ پلانے کی ہے اور بچے کی بقیہ ضروریات اٹھانے، پیشاب کپڑے وغیرہ صاف کرنے کی ذمہ داری اس پر نہیں ہے۔ یہ ضروریات اگر ماں سے ہو تو وہی پوری کرے ورنہ کوئی نوکرانی وغیرہ رکھ لی جائے۔ اگر ماں اُمّا کو اپنے گھر میں آکر دُودھ پلانے کا مطالبہ کرے تو اسے اس کے گھر میں آکر دودھ پلانا پڑے گا۔ اگر ماں یہ مطالبہ نہ کرے تو وہ اپنے گھر میں لے جا کر پلا سکتی ہے مگر اس صورت میں بچے کی بقیہ ضروریات بھی اس پر عائد ہوں گی۔

Marfat.com

دُودھ چھڑانیکے بعد بلوغت تک بچوّں کی تادیب و تربیت بھی ماں کے سپرد ہے

اس سے قبل بچوں کو دُودھ پلانے کے مسائل بیان ہوئے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ اس کے علاوہ بھی بچوں کو تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے مثلاً کونسی چیز پاک ہے اور کون سی ناپاک ہے۔ کھانا کیسے کھانا ہے پانی کیسے پینا ہے، استنجا کیسے کرنا ہے غسل کیسے کرنا ہے وغیرہ ذالک اور خصوصی طور پر بچی کی ضروریات بچوں سے الگ ہیں مثلاً حیض کے احکام نفاس کے احکام استحاضہ کے احکام کھانا پکانے کا طریقہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے سہنے کا طریقہ خاوند کے خویش و اقارب کے ساتھ برتاؤ کا طریقہ ان سب چیزوں کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت احسن طریق سے صرف ماں ہی سرانجام دے سکتی ہے اور یہ تمام تر ذمہ داریاں حدِ بلوغ تک ہیں اس کے بعد یہ ذمہ داریاں ختم ہو جاتی ہیں اس سے قبل کا یہ دور تعلیم و تعلّم اور تادیب کے لیے اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس دور میں جو چیز ذہن میں راسخ ہو جائے وہ تا دمِ مرگ نہیں نکلے گی گی بقول شاعر ؎

برسنگ خارا نقش واں علمِ کہ خوانی در صغر
برآب داں آں نقش را علمِ کہ خوانی در کبر

ترجمہ:- پتھر پر لکیر جان اس علم کو جو تو بچپن میں پڑھے اور پانی پر لکیر جان اس علم کو جو تو بڑا ہو کر پڑھے۔

لہٰذا اس دور میں پوری طرح بچوں کی تربیت کی اشد ضرورت ہے تاکہ بعد میں دستِ حسرت نہ ملنا پڑے اور بچی کی بلوغت کی چار علامتیں ہیں احتلام آنا، حیض کا آنا، حمل قرار پانا، یا پندرہ سال عمر اور بچے کی تین علامتیں ہیں

احتلام آنا ، بیوی کو حاملہ کرنے کی صلاحیت یا پندرہ سال عمر۔ ان علامات میں سے جو ایک پائی جائے تو پھر اس بچی یا بچے کو بالغ تصور کیا جائے گا جیسا کہ آنے والے فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ	ابن عمر سے روایت ہے
عُرِضْتُ عَلٰی رَسُوْلِ	انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
وَسَلَّمَ عَامَ اُحُدٍ وَ	میں پیش کیا گیا جنگِ اُحد
اَنَا ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَۃَ	والے سال اور اس وقت میری
سَنَۃً فَرَدَّنِیْ ثُمَّ	عمر چودہ سال کی تھی تو آپ نے
عُرِضْتُ عَلَیْہِ عَامَ	مجھے واپس کر دیا اور پھر مجھے
الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ	جنگِ خندق والے سال آپ
خَمْسَ عَشْرَۃَ سَنَۃً	کے پاس پیش کیا گیا اور اس
فَاَجَازَنِیْ فَقَالَ عُمَرُ	وقت میری عمر پندرہ سال تھی
بْنُ عَبْدُ الْعَزِیْزِ ھٰذَا	تو آپ نے مجھے اجازت دی
فَرْقٌ مَا بَیْنَ	عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا یہ
الْمُقَاتِلَۃِ وَالذُّرِّیَّۃِ	عمر فرق کرنے والی ہے درمیان
(متفق علیہ)	لڑنے والوں کے اور لڑکوں کے۔
(مشکوٰۃ باب بلوغ الصغیر)	(بخاری و مسلم کی اتفاقی حدیث ہے)

تفسیر

اس حدیث پاک سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ ہے کہ نابالغ

Marfat.com

بچے کو جہاد میں شامل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ جہاد ایک فریضہ ہے اور نابالغ بچوں پر اسلامی احکامات فرض نہیں ہیں لیکن اگر جہاد فرضِ عین ہو جائے یعنی کافر اسلامی مملکت پر یلغار کر دیں تو اس وقت جہاد فرض عین کہلاتا ہے اس وقت بوڑھوں، جوانوں، مردوں، عورتوں اور بچوں سب پر جہاد کرنا فرض ہے اس وقت بیوی کو خاوند سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں اور بیٹے کو باپ سے اجازت لینے کی ضرورت اور غلام نوکر کو مالک سے اجازت، لینے کی ضرورت نہیں اور دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ حدِ بلوغ پندرہ سال ہے کیونکہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب ان کی عمر چودہ سال تھی اور انہوں نے جنگِ احد میں شمولیت کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت مرحمت نہ فرمائی اس لیے کہ وہ نابالغ تھے اور جنگِ خندق میں جب انکی عمر پندرہ سال ہو چکی تھی اور انہوں نے آپ سے جنگ میں شمولیت کی اجازت مانگی تو آپ نے انہیں اجازت دے دی تو اس سے معلوم ہوا کہ پندرہ سال میں بچہ بالغ ہو جاتا ہے یعنی اگر احتلام، حمل، حیض وغیرہ آثار پہلے ظاہر ہو جائیں تو پہلے ہی بچہ اور بچی بالغ متصور ہوں گے اور اگر یہ آثار پہلے ظاہر نہ ہوں تو پندرہ سال کے بعد انہیں بالغ ہی تصور کیا جائے گا اگرچہ وہ آثار ظاہر ہوں یا نہ ہوں پس اس حدیث پاک کا رابطہ آیت رضاعت سے یہ ہوا کہ دودھ پلانے کی مدت ختم ہونے کے بعد بھی آثار بلوغت ظاہر ہونے تک یا پندرہ سال عمر پوری ہونے تک بچوں کی تادیب و تربیت والدہ کے سپرد ہے۔

عَنْ عَمْرِو ابْنِ شُعَيْبٍ روایت ہے عمرو بن شعیب سے

Marfat.com

عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ
عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ
عَمْرٍو اَنَّ اِمْرَاَۃً
قَالَتْ یَا رَسُوْلَ
اللّٰہِ اِنَّ ابْنِیْ
ھٰذَا کَانَ بَطْنِیْ
لَہٗ وِعَاءً وَ ثَدْیِیْ
لَہٗ سِقَاءً وَ
حِجْرِیْ لَہٗ حِوَاءً
وَ اِنَّ اَبَاہُ طَلَّقَنِیْ
وَ اَرَادَ اَنْ یَّنْزِعَہٗ
مِنِّیْ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ
بِہٖ مَا لَمْ تَنْکِحِیْ

(رواہ ابوداود)

(مشکوٰۃ باب بلوغ الصغیر)

انہوں نے روایت کی اپنے
باپ سے انہوں نے نقل کی
کی اپنے دادا سے جو عبداللہ
بن عمر ہیں کہ ایک عورت نے
کہا یا رسول اللہ بے شک میرا
یہ بیٹا میرا پیٹ اس کا ظرف
تھا اور میری چھاتی اس کے
لیے مشک تھی اور میری گود
اس کے لیے حفاظت کرنے
والی تھی اور اس کے باپ نے
مجھے طلاق دے دی ہے
اور وہ اسے مجھ سے چھیننا
چاہتا ہے پس رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس
کی زیادہ حقدار ہے جب تک
کہ تو نکاح نہ کرے۔

(یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے)

تفسیر

اس حدیث پاک سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ دورِ شیر خوارگی کے بعد بھی بلوغت تک بچے کی پرورش ماں پر ہے کیونکہ اس عورت نے جو اپنا استحقاق ذکر کیا

Marfat.com

ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت اس بچے کا وہ دور شیر خوارگی نہیں تھا بلکہ ختم ہو چکا تھا کیونکہ اس عورت نے جو صیغے ذکر کئے ہیں ان میں یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ میرا پیٹ اس کے لیے ظرف تھا اور میری چھاتی اس کے لیے مشکیزہ تھی اور میری گود اس کے لیے حفاظت گاہ تھی - یہ تمام صیغے اس نے ماضی کے لیے استعمال کئے ہیں - اگر وہ بچہ اس وقت دودھ پیتا ہوتا تو وہ یوں کہتی کہ یہ بچہ دودھ پی رہا ہے پس معلوم ہوا کہ وہ بچہ اس وقت دودھ پینے والا نہیں تھا اور جب آپ نے وہ بچہ ماں کو دیا تو معلوم ہوا کہ بالغ بھی نہیں تھا پس ثابت ہوا کہ بلوغت تک تادیب و تربیت ماں کے سپرد ہے اور وہی اس کی زیادہ حقدار ہے -

بلوغت کے بعد بچے کو اختیار ہے کہ وہ ماں کے پاس رہے یا باپ کے پاس

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیَّرَ غُلَامًا بَیْنَ اَبِیْهِ وَ اُمِّهٖ (رواہ الترمذی)

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو باپ اور ماں کے درمیان اختیار دیا (ترمذی نے یہ حدیث نقل کی ہے)

وَعَنْهُ قَالَ جَاءَتْ اِمْرَاَةٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ زَوْجِیْ

اور ان سے (ابوہریرہ) ہی روایت ہے انہوں نے فرمایا ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی پھر اس

Marfat.com

يريد ان يذهب ابابني وقد سقاني ونفعني فقال النبي صلى الله عليه وسلم هذا ابوك وهذه امك فخذ بيد ايهما شئت فاخذ بيد امه فانطلقت به (رواه ابوداود والنسائي والدارمي) (یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب بلوغت سے منقول ہیں)

نے کہا بے شک میرا خاوند چاہتا ہے کہ میرا بیٹا مجھ سے لے جائے حالانکہ وہ مجھے پانی پلاتا ہے اور مجھے نفع دیتا ہے پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے تو ان دونوں میں سے جس کا ہاتھ پکڑنا چاہتا ہے پکڑ لے تو اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑا پھر وہ اس کو لے گئی۔ (یہ حدیث ابوداود و نسائی اور دارمی نے نقل کی ہے)

تفسیر

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ اگر ماں کی خدمت کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ سنِ بلوغت کو پہنچ چکا ہو اور ماں اس کی خدمت کی محتاج بھی ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی ماں کی خدمت کرے اپنی ماں کے پاس رہے اور وہ ماں اپنے اس بچے کو اپنے پاس رکھنے کی زیادہ حقدار ہے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں جب ایسا کیس آیا اور باپ نے بچے کو اپنے ساتھ لے جانے کا دعویٰ کیا اور ماں نے اپنے ساتھ لے جانے کا دعوےٰ کیا اور ماں نے اپنا استحقاق یہ بیان کیا کہ یہ

Marfat.com

بچہ مجھے پانی لاکر پلاتا ہے اور مجھے نفع دیتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو ماں اور باپ دونوں میں سے ایک کے ساتھ جانے کا اختیار دیا تو بچے نے ماں کو اختیار کیا پس ثابت ہوا کہ بالغ ہونے کے بعد بچہ خود مختار ہے خواہ وہ ماں کے پاس رہنا پسند کرے یا باپ کے پاس مگر ماں اس کی خدمت کی محتاج ہو تو اسے اپنی ماں کے پاس ہی رہنا چاہیئے جیسا کہ آنے والی حدیث پاک سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	حضرت ابوہریرہؓ سے نقل
قَالَ قَالَ رَجُلٌ	ہے انہوں نے فرمایا ایک
یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ	آدمی نے کہا یا رسول اللہ میری
اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ	حسن صحبت کا کون زیادہ حقدار
قَالَ اُمُّكَ قَالَ	ہے آپ نے فرمایا تیری ماں
ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ	اس نے کہا پھر کون آپ نے
قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ	فرمایا تیری ماں اس نے کہا پھر
اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ	کون آپ نے فرمایا تیری ماں
مَنْ قَالَ اَبُوْكَ وَفِیْ	اس نے کہا پھر کون آپ نے
رِوَایَةٍ قَالَ اُمُّكَ	فرمایا تیرا باپ اور ایک روایت
ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ	میں ہے آپ نے فرمایا تیری
اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ	ماں پھر تیری ماں پھر تیری ماں
ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ	پھر تیرا باپ پھر زیادہ قریبی
(مشکوٰۃ باب ۱ الصلوٰۃ ص ۴۱۸)	پھر زیادہ قریبی۔

(یہ حدیث بخاری اور مسلم کی اتفاقی ہے)

Marfat.com

تفسیر

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ ماں اگر بیٹے کی خدمت کی محتاج ہو تو بیٹے کو چاہیئے اپنی ماں کو ترجیح دے اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے کہ باپ نے اس کی ماں کو طلاق دے دی ہو اور ابھی تک اس کا کہیں نکاح نہ ہوا ہو اور بھی اس کا کوئی ایسا ذریعہ نہ ہو تو بیٹے کا حق ہے کہ وہ ماں کی خدمت کرے اگر باپ زبردستی وہ بچہ ماں سے چھیننا چاہے تو حکومت مداخلت کر کے وہ بچہ ماں کے حوالے کرے ہاں اگر وہ ماں کہیں نکاح کر چکی ہے یا کوئی اور قومی ذریعہ اس کا موجود ہو اور وہ اس بیٹے کی خدمت کی محتاج نہ ہو تو اس صورت میں حکومت عالیہ کو چاہیئے کہ وہ بچہ باپ کے سپرد کرے کیونکہ اب بچے کی جو ضروریات ہیں اور اس کو جس تعلیم و تربیت کی ضرورت ہے وہ ماں نہیں پوری کر سکتی مثلاً اس کو کاروبار سکھلانا ہے معاشرے میں برادری میں اس کا تعارف کرانا ہے یہ کام اب باپ کر سکتا ہے ماں نہیں کر سکتی۔

Marfat.com

والدہ میں اگر اولاد کو صحیح تربیت دینے کی صلاحیت نہ ہو تو بلوغت سے پہلے بھی باپ انہیں اس سے جدا کر سکتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ (سورۃ تحریم آیت ۶)

اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

تشریح

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر اپنے آپ کو اور اپنی اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچانے کی ذمہ داری لگائی ہے۔ اب اس میں تین چیزیں ہیں ایک اپنے آپ کو بچانا دوسرا اپنی بیوی کو بچانا اور تیسرا اپنے بچوں کو بچانا ہے اس وقت پہلی دو چیزوں کو ہم نہیں چھیڑتے کیونکہ وہ ہمارے موضوع سے خارج ہیں اس وقت ہم صرف تیسری چیز سے بحث کرتے ہیں کہ اپنے بچوں کو کس طرح بچایا جا سکتا ہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ ان کے عقائد، اخلاق اور اعمال کی اصلاح کی جائے اور اس کی ابتدا تو پیدائش سے ہو جانی چاہیئے کہ اس کے کانوں میں آذان اور تکبیر پڑھی جائے جس کا مقصد یہ ہے کہ اے بچے تو نے دنیا میں خدا کی بڑائی عظمت اور اس کی توحید و وحدانیت کا ڈنکا بجانا ہے اور اس کے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا پرچار کرنا ہے اور اس کا نمونہ اختیار کرنا

Marfat.com

ہے اس کے بعد اس بچے کی تادیب و تربیت ایسی ماں کی گود میں ہونا چاہیئے جو ایک خدا وحدہ لاشریک کی بندی اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور اسوۂ حسنہ کی پوری اور صحیح تصویر اور کاپی ہو اگر ایسی ماں کی آغوش میسّر آجائے تو بلوغت تک بچّے کی تادیب و تربیت ایسی ماں کے سپرد ہونی چاہیئے اور اس کی صورت یہ ہے کہ مشروع میں شادی ہی ایسی عورت سے کرنا چاہیئے کہ خُدا پرست ہو مادہ پرست نہ ہو اور اس کی تفصیل پہلے شروع کتاب میں بیان ہو چکی ہے جو چاہے وہاں دیکھ لے اور اگر ایسی عورت میسّر نہ آئے مثلاً بدکار اور بدچلن قسم کی عورت ہو صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہ کرتی ہو پاکی ناپاکی میں بھی تمیز نہ رکھتی ہو یا اہل کتاب یعنی یہودی یا عیسائی عقیدہ رکھتی ہو تو ایسی عورت کے پاس تادیر بچوں کو نہیں چھوڑنا چاہیئے بلکہ سات سال کی عمر میں بچوں کو اس سے الگ کر لینا چاہیے کیونکہ یہی عمر ہے کہ اس میں جو عقیدہ بن جائے گا یا جو بھی اخلاق بچہ اختیار کرے گا تا دمِ مرگ اسی پر رہے گا اور یہ بھی اُن کو دوزخ سے بچانے کا طریقہ ہے جیسا کہ جناب رسُولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ	عمرو بن شعیب سے روایت
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ	ہے انہوں نے اپنے باپ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ	سے اور انہوں نے اپنے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	دادا سے نقل کیا ہے انہوں
مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ	نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ
وَهُمْ اَبْنَآءُ سَبْعٍ	صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ

Marfat.com

سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ ص۵۸)

حکم دو اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا جب کہ وہ سات سال کے ہو جائیں اور مارو ان کو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے جب کہ وہ دس سال کے ہوں اور جدائی کرو اُن کے درمیان لیٹنے کی جگہوں میں (ابو داؤد نے یہ حدیث نقل کی ہے)

تشریح

یہ حدیث مذکورہ آیت کریمہ کی تشریح و توضیح ہے آیت میں تو صرف اتنا حکم ہے کہ اپنے آپ کو اور اپنی اہل و عیال کو دوزخ سے بچاؤ اس میں یہ تفصیل نہیں ہے کہ کس طرح بچانا ہے وہ کون سے اصول ہیں کہ جن پر عمل کر کے وہ دوزخ سے بچ سکتے ہیں اور کون سے کام ہیں کہ جن پر عمل کر کے وہ دوزخ میں جائیں گے اور ایسی عملی زندگی کا آغاز اور جدو جہد کب سے شروع کرنا چاہیئے تو جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی توضیح و تفصیل بیان فرما دی کہ اس کا آغاز سات سال کی عمر میں ہی ہو جانا چاہیئے تاکہ عادت پڑے اور اگر اس میں وہ کوتاہی برتیں تو پھر دس سال کی عمر میں بڑی شدّت اور سختی کے ساتھ ان سے عمل کرانا ہے یہاں تک کہ انہیں مارنے سے بھی گریز نہ کیا جائے اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے نماز کو رکھا ہے اس لیے

Marfat.com

کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الصلوۃ عماد الدین من اقامھا فقد اقام الدین من ترکھا فقد ترک الدین نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کو قائم کیا اس نے سارے دین کو قائم کیا اور جس نے اس کو چھوڑا اس نے سارے دین کو چھوڑ دیا اصل میں نماز اللہ تعالیٰ کی تابعداری اور بندگی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے کیونکہ جب انسان دن میں پانچ مرتبہ مسجد میں آکر پانچ وقتی نماز ادا کرتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنا محبوب کاروبار ترک کرتا ہے۔ پاک صاف اور باوضو ہوکر نیت کرکے خدائے ذوالجلال کے حضور میں دست بستہ ہوکر بڑی عاجزی اور انکساری سے کھڑا ہو جاتا ہے۔ کبھی رکوع کرتا ہے کبھی سجدہ کرتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے کبھی گریہ اور زاری آہ و بکا کرتا ہے اور اپنی مرغوب چیزیں کھانا اور پینا سب ترک کر دیتا ہے۔ اب چلتا پھرتا نہیں کسی سے بات بھی نہیں کرتا اس دوران اگر اس کا کوئی محبوب آجائے بڑے سے بڑا سردار لیڈر کیوں نہ ہو وقت کا حکمران کیوں نہ ہو وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتا اس کے دل میں ایک ہی خدائے وحدہٗ لاشریک کا تصور مع غیر کا خیال آنے بھی نہیں دیتا اور اگر کسی کا خیال آ بھی جائے تو اسے دھکیل کر دل سے باہر نکالنے کی کوشش کرتا خواہ محبوب سے محبوب تر بیوی اور بچے کا خیال ہی کیوں نہ ہو وہ بس ایک ہی لگن اور دھن رکھتا ہے ایک ہی دھیان سوچ اور فکر رکھتا ہے کہ ؎

بسا میری نظروں میں تُو اس قدر ہے
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے

بھلا وہ انسان جو اس درجے کا اپنے خالق و مالک کا تابعدار اور

فرمانبردار ہو اور جو خداوندِ پاک کے ساتھ اس درجے کی عقیدت اور محبت رکھتا ہو اور بچپن سے ہی فنا فی ارادۃ اللہ ہونا سیکھ لے تو یقیناً ایسا بچہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں بھی یہ ہی نمونہ پیش کرے گا اور تا دمِ مرگ اس کے فرمان کے سوا لب کشائی نہیں کرے گا پھر ایسی نماز یقیناً دین کا ستون ہے اور عقائد کے بعد ایسا اہم رکن ہے۔ یہ ہی سب سے پہلے پہل انسان کو سکھانے کی ضرورت ہے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانِ عالیہ کا مقصد یہ ہے کہ اپنے بچوں کو سات سال سے پہلے پہلے اسلامی عقائد احکامات اور اخلاق سکھا دو اور اسی طرح حلال و حرام، پاک و ناپاک میں تمیز کراؤ اور جب وہ سات سال عمر کو پہنچ جائیں تو ان سے ان پر عمل کرانا شروع کر دو اور اگر وہ دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور عمل میں کوتاہی برتیں تو اس پر انہیں مار پیٹ سے بھی کام لے سکتے ہیں اور یہ کام احسن طریق سے باپ ہی سرانجام دے سکتا ہے اگر ان حالات میں ماں بچے پر کنٹرول نہ کر سکے تو باپ کو چاہیئے کہ بچے کو ماں سے جُدا کر کے اپنے پاس رکھے اگر باپ ایسا نہیں کرے گا تو بچے کے عقائد خراب ہوں گے بد اخلاقی اپنائے گا تو اس کی ذمہ عنداللہ اس پر عائد ہو گی۔ اگر بچہ ماں کے پاس ہی رہنا پسند کرے باپ کے پاس نہ رہنا چاہے تو باپ اس کو مجبور بھی کر سکتا ہے اسے مار پیٹ سکتا ہے اسے یہ اختیار حاصل ہے یہ جو تفصیل لکھی گئی ہے یہ تو بچوں کے عقائد اخلاق و اعمال کے سلسلہ میں ہے اگر وہ بچے جوان ہو جائیں تو ان کی شادی کا انتظام کرنا بھی باپ کے سپرد ہے اسکی مزید تفصیل مضمون نمبر ۳۸ میں گزر چکی ہے جو دیکھنا چاہے وہاں ملاحظہ فرما لیں یہاں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

تربیت اولاد کے فضائل

اصل میں مومن کی کوئی بھی محنت ضائع نہیں ہے بشرطیکہ اس میں خلوص اور للّٰہیّت ہو اگر اس میں یہ مقام پیدا ہو جائے تو اس کا چلنا پھرنا بیٹھنا اٹھنا سونا کاروبار کرنا شادی نکاح تربیت اولاد ان پر خرچ کرنا ان سے شفقت محبّت سب کچھ عبادت ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین عالیہ سے اس کی روشنی ملتی ہے۔

عَنْ جَرِیْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَرْحَمُ اللّٰہُ مَنْ لَا یَرْحَمُ النَّاسَ (متفق علیہ)

جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص پر اللہ تعالیٰ رحم نہیں فرماتا جو لوگوں پر رحم نہ کرے (یہ حدیث بخاری اور مسلم کی اتفاقی ہے)

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ جَآءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتُقَبِّلُوْنَ الصِّبْیَانَ فَمَا نُقَبِّلُھُمْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَ اَمْلِکُ لَکَ اِنْ نَّزَعَ اللّٰہُ مِنْ قَلْبِکَ الرَّحْمَۃَ

حضرت عائشہ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا ایک دیہاتی جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا تم بچوں کو بوسہ دیتے ہو ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تیرا مالک ہوں اگر اللہ نے تیرے

Marfat.com

یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الشفقۃ والرحمۃ دل سے رحمت نکال دی ہے
اسے منقول ہیں

تشریح

ان دونوں احادیث میں سے پہلی حدیث عام ہے اس میں تمام لوگوں پر رحم کرنے کی ترغیب ہے اور ظاہر بات ہے کہ یہ بچوں کو بھی شامل ہے اور دوسری حدیث میں تو خصوصی طور پر بچوں کے ساتھ پیار اور محبت کا ذکر ہے پس خلاصہ دونوں احادیث کا یہ نکلا کہ لوگوں پر اور خصوصی طور پر جو شخص بچوں سے محبت اور پیار سے پیش آئیگا تو اللہ تعالےٰ بھی اس پر رحم کریگا اور جو ان کے ساتھ رحم نہیں کرے گا اللہ تعالےٰ بھی اس پر رحم نہیں کرے گا پس اللہ کی رحمت اور شفقت حاصل کرنے کے لیے انسان کو چاہیئے کہ اس کے بندوں پر رحم کرے اب اس حدیث میں یہ تشریح نہیں ہے کہ جو لوگ اولاد کی تربیت کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر کیا رحم فرمائیں گے لیکن ایک دوسری حدیث میں اس کی تشریح موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بوڑھے ضعیفوں اور کمزوروں کی وجہ سے روزی دیتے ہیں اور ظاہر بات ہے کہ بچے کمزور تو ہیں پس معلوم ہوا کہ جو لوگ بچوں کی تربیت کریں گے تو اللہ تعالیٰ بھی انہیں روزی میں برکت عطا فرمائیں گے اور جو لوگ اولاد کی تربیت نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں روزی میں برکت نہیں عطا فرمائیں گے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ بچے تھوڑے ہوں گے تو آسانی رہے گی خرچہ کم ہوگا۔ زیادہ ہوں گے تو اتنا خرچ کہاں سے آئے گا یہ غلط ہے کیونکہ اولاد کا خرچ تو اللہ کی طرف سے آتا ہے زیادہ

Marfat.com

ہوں گے تو زیادہ آئے گا کم ہوں گے تو کم آئے گا بہرحال اولاد جتنی زیادہ ہوگی وہ باعثِ برکت ہوگی اسے اپنے لیے نحوست نہیں سمجھنا چاہیئے۔

بچیوں کی تربیت کی خصوصی برکات

رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ سے پہلے عرب کے بعض جُہلاء اور نادان لوگ بچیوں کی پیدائش کو اپنے لیے باعثِ نحوست جانتے تھے اور پھر اس حماقت کی وجہ سے انہیں زندہ ہی درگور کر دیتے تھے اور ہزاروں بچیاں اس ظالمانہ دستور کی وجہ سے اپنے ہی درندہ صفت باپوں کے ہاتھوں سے لقمۂ اجل بنتی تھیں جیسا کہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ	اور جب ان میں سے کسی کو
بِالْاُنْثٰى ظَلَّ	لڑکی کی پیدائش کی خبر سنائی
وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ	جاتی ہے تو غم سے اس کا چہرہ
كَظِيْمٌ ۚ يَتَوٰرٰى مِنَ	سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس خوشخبری
الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا	کی برائی کی وجہ سے لوگوں سے
بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ	چھپتا پھرتا ہے آیا اسے ذلت
عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ	قبول کر کے رہنے دے یا
فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا	اس کو مٹی میں دفن کر دے
يَحْكُمُوْنَ ۝	دیکھو کیا ہی برا فیصلہ کرتے ہیں

سورہ نحل آیت نمبر ۵۸-۵۹

تشریح

ان آیتوں میں تین چیزوں کا بیان ہے ایک تو اس زمانے کے رسم و رواج کا کہ وہ لوگ بچی کی پیدائش کو اپنے لیے برا محسوس کرتے تھے اور دوسرا اس رواج کی مذمت ہے اور یہ کافرانہ تصور آج کے بعض نام نہاد مسلمانوں کے اندر بھی پایا جاتا ہے اور یہ انتہائی بری خصلت ہے اس سے بچنا چاہیئے اور تیسرا اس آیت میں ان بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی مذمت ہے یہ دونوں قسم کی مذمت ساء مایحکمون میں بیان فرمائی ہے خلاصہ مطلب یہ نکلا کہ بچی باعثِ نحوست نہیں بلکہ باعثِ برکت ہے۔ اس کی تفصیل قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت سے معلوم ہوتی ہے۔

وَهُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّصِهْرًا ؕ وَكَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ۝

(سورۂ فرقان آیت ۵۴)

اور اسی اللہ نے پانی سے انسان پیدا کیا اور پھر اس کے لیے نسب اور رشتہ داری کو قائم کیا اور تیرا رب ہر چیز پر قادر ہے۔

تشریح

اس آیت میں سلسلہ داماد گی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت قرار دیا بھلا جس چیز کو اللہ تعالیٰ رحمت قرار دے وہ باعث زحمت و نحوست کس طرح ہو سکتی ہے جب کہ ہر انسان خود عورت سے ہی پیدا ہوتا ہے

اگر عورت منحوس ہے تو اس سے پیدا ہونے والا بچہ بھی تو منحوس ہونا چاہیئے حالانکہ اسے تو کوئی منحوس نہیں سمجھتا بلکہ باعثِ برکت سمجھتے ہیں اور صرف بچی کو ہی منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ بڑی عجیب بات ہے بہرحال عورت اللہ کی رحمتوں میں سے رحمت کا ایک بہت بڑا بابرکت باب ہے اور یہ رحمت دنیاوی بھی ہے اور اخروی بھی ہے۔ دنیاوی تو ہے کہ انسان کا وجود اسی سے قائم ہے اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اب ہم رحمتِ اخروی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ	جو عورت بحالتِ بکارت
بِجُمْعٍ وَلَمْ تَطْمِثْ	مرجائے اور اس کا بکر زائل
دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ	نہ ہوا ہو تو وہ جنت میں داخل
(حاشیہ مشکوٰۃ[۶]) باب عیادۃ المریض)	ہوگی

تشریح

اس حدیث پاک کا مقصد یہ ہے کہ جس عورت کی نیت بذریعہ نکاح رضائے الٰہی کے لیے اولاد پیدا کرنا ہو اور وہ اس کی خاطر نکاح کر بھی لے اور اپنے خاوند سے ہم بستر ہونے سے پہلے ہی مرجائے تو وہ جنت میں داخل ہوگی پس معلوم ہوا کہ اولاد بچے ہوں یا بچیاں دونوں خدا کی رحمت ہیں کیونکہ ان کی نیت کرنے سے بھی عورت کو جنت ملتی ہے خواہ ان کو جنم دے یا نہ دے۔

سوال: اب ذہن میں ایک سوال اُبھرتا ہے کہ اس نے کام تو ابھی کیا ہی نہیں پہلے ہی وہ فوت ہو گئی ہے تو وہ اجر کی کس طرح

مستحق ہو گئی۔

جواب :- اس کا جواب یہ ہے کہ نوکر دو قسم کا ہوتا ہے ایک وقتی اور ایک ہمہ وقتی، کام کرے گا تو تنخواہ کا حق دار ہوگا ورنہ نہیں ہوگا اور ہمہ وقتی ملازم کا کام یہ ہے کہ اپنے آپ کو مالک کے حوالے کر دے مالک اس سے کام لے یا نہ لے یہ اس کا کام ہے یہ ملازم تنخواہ کا مستحق ہو جائے گا اسی طرح اس عورت کی حیثیت اس مستقل ملازم کی سی ہے اور اس نے اس اپنے خالق و مالک کے حکم کے تحت اپنے آپکو خاوند کے عقد میں دے دیا ہے اور صرف دو چار دن کے لیے نہیں بلکہ تا حیات اس کی ماتحتی اس نے قبول کی ہے مگر زندگی نے اس کے ساتھ وفا نہیں کی تو اس کا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہے لہٰذا اس عظیم مقصد کی خاطر اپنے آپ کو پیش کرنے کی وجہ سے وہ جنت کی مستحق ہو گئی ہے۔

اَلْمَرْاَۃُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدٌ (مشکوٰۃ باب عیادت المریض)

جو عورت حالتِ زچگی میں مرجائے وہ شہید ہے

تشریح

شہداء کی کئی قسمیں ہیں اعلےٰ درجے کا شہید وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے مارا جائے زچہ وہ درجہ تو نہیں رکھتی البتہ جس طرح اور کم درجے کے شہداء ہیں ان میں سے یہ بھی ہے اور اسے جو شہید فرمایا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اگرچہ اعلےٰ درجے کے شہید کا درجہ تو نہیں رکھتی لیکن ایک مجاہد جنتے ہوئے تو اس نے جان

Marfat.com

دی ہے لہٰذا اس کا کم درجے کے شہید کا درجہ تو ہونا چاہیئے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بوقت ولادت جو عورت مر جائے وہ شہید ہے اور اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ بچے کی پیدائش کے وقت مرے یا بچی کی پیدائش کے وقت مرے پس معلوم ہوا کہ بچے یا بچی دونوں کی پیدائش والدین کے لیے باعثِ رحمت ہے لہٰذا جو لوگ بچی کی پیدائش کو بُرا سمجھتے ہیں وہ بہت بُرا کرتے ہیں کیونکہ وہ رحمتِ خداوندی کو بُرا سمجھ رہے ہیں حالانکہ یہ بچی اللہ تعالیٰ کی اتنی اونچی رحمت ہے کہ اس کو جنم دیتے وقت اس کی والدہ اگر مر بھی جائے تو اس کو بھی آخرت میں شہید کا درجہ نصیب ہوگا۔

وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَۃً عَلٰی اَھْلِہٖ وَھُوَ یَحْتَسِبُھَا کَانَتْ لَہٗ صَدَقَۃً (متفق علیہ)

اور حضرت ابی مسعود سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان آدمی اپنی اہل پر کوئی چیز خرچ کرتا ہے اور وہ اسے نیکی سمجھتا ہو تو وہ اس کے لیے صدقہ ہے اور حضرت

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَہٗ فِیْ

ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وہ دینار ہے کہ خرچ کرے تو اسے اللہ کے راستے میں

رَقَبَةٍ وَدِيْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰى مِسْكِيْنٍ وَدِيْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِيْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰى اَهْلِكَ

اور ایک وہ دینار ہے کہ خرچ کرے تو اسے گردن آزاد کرنے میں اور ایک وہ دینار ہے کہ صدقہ کرے تو مسکین پر اور ایک وہ دینار ہے کہ خرچ کرے تو اسے اپنی اہل پر سب سے بڑا اجر کے لحاظ سے وہ ہے جو خرچ کرے تو اپنی اہل پر رہے۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب افضل الصدقہ سے منقول ہیں)

تشریح

ان احادیث کا ماحصل یہ ہے کہ اپنی اہل پہ انسان جو خرچ کرے روٹی کپڑا مکان وغیرہ وہ سب صدقہ ہے اور دوسری خیر کی مدات میں خرچ کرنے کی بہ نسبت ان پر خرچ کرنے کی فضیلت اور ثواب سب سے زیادہ ہے اور اہل میں چونکہ بیٹی اور بیٹا دونوں شامل ہیں پس معلوم ہوا کہ ان کی تربیت نگاہ داشت تعلیم وتعلّم تدریس وغیرہ سب کچھ عبادت میں شامل ہے اور یہ آخرت میں انسان کے لیے ذریعہ نجات ہیں خواہ وہ بچی ہو یا بچہ ہو۔

وَعَنْ سُلَيْمَانِ اِبْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

اور حضرت سلیمان بن عامر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحِيْمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صدقہ مسکین پر صرف صدقہ ہے اور قرابت والے پر دو ہیں صدقہ اور صلۂ رحمی۔

(رواہ احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ) (مشکوٰۃ باب افضل الصدقہ)

تشریح

یہ حدیث پہلی حدیث کی تشریح ہے کیونکہ پہلی حدیث میں آیا ہے کہ اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنے کا ثواب سب سے زیادہ ہے اور اس حدیث میں اس کی وجہ بیان فرمائی ہے کہ اس کا ثواب کیوں زیادہ ہے تو آپ نے فرمایا کہ ذی رحم پر خرچ کرنے کی دو حیثیتیں بن جاتی ہیں ایک صدقہ کی اور دوسری صلہ رحمی کی اور فقراء پر خرچ کرنے کی صرف ایک ہی صدقہ کی حیثیت ہے اس لیے اس کا ثواب آدھا ہے اور ذی رحم میں سب سے زیادہ قریبی اپنے بچے اور بچیاں ہیں پس معلوم ہوا کہ ان پر خرچ کرنا ثواب دوگنا ہے اور یہ بھی انسان کی ایک طرح کی عبادت ہے اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَتْنِيْ اِمْرَاَةٌ وَمَعَهَا اِبْنَتَانِ لَهَا تَسْاَلُنِيْ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ

اور حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو لڑکیاں تھیں اور مجھ سے سوال کرنے

Marfat.com

وَاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا
اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا
بَيْنَ ابْنَتَيْهَا
وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا
ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ
فَدَخَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ
فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ
مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ
بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ
اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ
سِتْرًا مِنَ
النَّارِ

(متفق علیہ)

لگی اور اس نے میرے پاس
سوائے ایک کھجور کے اور
کچھ نہ پایا پھر میں نے وہ کھجور
اسے دے دی پھر اس نے
وہ اپنی دو بچیوں کے درمیان
تقسیم کی اور خود اس میں سے
کچھ نہ کھایا پھر اُٹھ کر چلی گئی
پھر جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے تو میں نے
ان کے سامنے یہ بات بیان
کی تو آپ نے فرمایا جو شخص
ان بچیوں کی آزمائش میں مبتلا
کر دیا جائے پھر وہ ان کے
ساتھ اچھا سلوک کرے تو
قیامت کے دن وہ اس کے
لیے آگ سے پردہ ہونگی (یہ
حدیث بخاری و مسلم کی اتفاقی ہے)

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ مَنْ

اور حضرت انس سے روایت
ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جس نے دو بچیوں

Marfat.com

عَالَ جَارِيَتَيْنِ — کی تربیت کی یہاں تک کہ وہ
حَتّٰى تَبْلُغَا جَآءَ — بالغ ہوگئیں تو آئیگا وہ قیامت
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا — کے دن اس حال میں کہ میں
وَهُوَ هٰكَذَا — اور وہ ایسے ہوں گے اور
وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ — آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الشفقۃ سے منقول ہیں)

تشریح

ان دونوں احادیث میں جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی طور پر بچیوں کی تعلیم و تربیت اور ان پر خرچ کرنیکی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ پہلی حدیث میں تو یہ فرمایا ہے کہ جو دو بچیوں کی تربیت کرے گا تو وہ بچیاں اس کے لیے دوزخ سے نجات کا ذریعہ بنیں گی اور اس حدیث میں جو دو بچیوں کا ذکر ہے یہ بطور انحصار نہیں ہے دو سے زیادہ کی تربیت کرے تو بھی یہ ہی حکم ہے اور اگر ایک کی تربیت کرے تو بھی یہ ہی حکم ہے اور دو کا ذکر بطور مثال ہے۔ واللہ اعلم۔ اور دوسری حدیث میں یہ بیان فرمایا ہے کہ جنت میں بچیوں کی تربیت کرنے والے کا مقام باقیوں سے بلند ہوگا کیونکہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگشت مبارک ملا کر فرمایا کہ میں اور وہ ایسے ہوں گے اس میں آپ نے دو چیزوں کی طرف اشارہ فرمایا ایک تو یہ ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن آپ کی رفاقت نصیب ہوگی اور دوسرا یہ اشارہ فرمایا ہے کہ ایسے شخص کا مقام

Marfat.com

باقی لوگوں سے بلند ہوگا اور اس شخص کو آپ کی رفاقت نصیب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دنیا سے بچیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسمِ بد سے منع فرمایا اور اس شخص نے اس پر عمل کر کے دکھایا اس لیے امام انبیاء علیہ السلام سے رفاقت نصیب ہوگی مگر چونکہ نبی بہرحال نبی ہے اس کے درجہ کو تو کوئی نہیں پہنچ سکتا اس لیے آپ نے انگلیاں ملا کر بتا دیا کہ جس طرح یہ انگلیاں برابر نہیں ہیں ان میں سے کوئی بڑی ہے اور کوئی چھوٹی ہے اور سب سے بڑی انگلی شہادت کی ہے۔ اسی طرح یہ شخص اگرچہ مرتبہ میں بہت بلند ہے لیکن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر یہ نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کو دُہرا ثواب ملے گا۔ ایک داعی ہونے کی حیثیت سے اور ایک وہ عمل کرنے والا ہو وہ عمل کرے گا جتنا ثواب اسے ہوگا اتنا ہی آپ کو ثواب ہوگا۔

وَعَنْ سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى اَفْضَلِ الصَّدَقَةِ اِبْنَتُكَ مَرْدُوْدَةٌ اِلَيْكَ لَيْسَ لَهَا كَاسِبٌ غَيْرُكَ

اور حضرت سراقہ بن مالک سے نقل ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا نہ آگاہ کروں میں تمہیں سب سے بہترین صدقہ پر بیٹی تیری جو لوٹا دی گئی ہو تری طرف اور اس کے لیے تیرے سوا کوئی اور محنت کرنے والا نہ ہو۔

(رواہ ابن ماجہ)

Marfat.com

تشریح

اگر کسی کی منکوحہ بیٹی کو طلاق مل گئی ہو اور اس کا کوئی بیٹا اس کی خاطر محنت کرنے والا نہ ہو تو اس وقت باپ اس پر جو خرچ کریگا وہ بھی سب سے زیادہ افضل صدقہ ہے

وَعَنْ اَنَسٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ ۔

حضرت انس اور حضرت عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری مخلوق اللہ کا عیال ہے پس اللہ کو زیادہ پسند وہ شخص ہے جو اپنی عیال کے ساتھ سب سے زیادہ اچھا پیش آئے ۔

یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الشفقۃ سے منقول ہیں

یتیموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تفصیل

اس سے پہلے جو آیات اور احادیث بیان ہوئی ہیں ان میں والدین پر جو اولاد کے حقوق ہیں ان کی تفصیل بیان ہوئی ہے اور اب آئندہ وہ آیات اور احادیث بیان ہوں گی جن میں یتامےٰ کے ساتھ حُسنِ سلوک کا بیان ہے ۔ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۳۳ میں جو جملہ آیا ہے وعلی الوارث مثل ذالك اور وارثوں پر بھی ایسا ہی ہے یعنی جس طرح والدین پر اپنی اولاد کی تربیت فرض ہے اسی

طرح وارثوں پر بھی فرض ہے مگر وارثوں پر یہ فریضہ کس وقت عائد ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ آیت خاموش ہے اور قرآن کریم کی دوسری آیات اور احادیثِ نبویہ سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ

(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۳۴)

اور یتیم کے مال کے قریب تک مت جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو بہتر ہو جب تک کہ وہ اپنی بلوغت کو نہ پہنچے وہ آپ سے

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى ۭ قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ ۭ وَاِنْ تُخَالِطُوْهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَاَعْنَتَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ

(سورہ بقرہ آیت ۲۲۰)

یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ فرما دیں کہ ان کی اصلاح بہتر ہے اگر تم انہیں ملا لو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اللہ بگاڑنے والے سے اصلاح کرنے والے کو جانتا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو تمہیں تکلیف میں ڈالتا بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔ اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور ردی

وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ ۡ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَلَا تَاْكُلُوْٓا

کو عمدہ سے مت بدلو اور ان کے مال اپنے مال کے ساتھ ملا کر مت کھاؤ بے شک یہ

اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى	یہ بڑا گناہ ہے۔
اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ	
حُوْبًا كَبِيْرًا ۝	
وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا	اور اگر تم یتیم لڑکیوں سے ناانصافی
فِى الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا	کرنے کا خدشہ محسوس کرتے
مَا طَابَ لَكُمْ	ہو پھر جو عورتیں تمہیں پسند
مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى	آئیں ان میں سے دو دو تین
وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ (الآیۃ)	تین اور چار چار سے نکاح کر
وَلَا تُؤْتُوا	سکتے ہو اور بے وقوفوں کو
السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ	اپنا مال مت دو جو اللہ نے
الَّتِىْ جَعَلَ اللّٰهُ	تمہارے قیام کا ذریعہ بنایا ہے
لَكُمْ قِيٰمًا وَّارْزُقُوْهُمْ	اور انہیں ان مالوں میں سے
فِيْهَا وَاكْسُوْهُمْ	کھلاتے پلاتے اور پہناتے
وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا	رہو اور انہیں نصیحت کی بات
مَّعْرُوْفًا ۝ وَابْتَلُوا	کہتے رہو اور یتیموں کی آزمائش
الْيَتٰمٰى حَتّٰٓى اِذَا بَلَغُوا	کرتے رہو یہاں تک کہ وہ
النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ	بلوغت کو پہنچیں پھر اگر تم ان
مِّنْهُمْ رُشْدًا	میں ہوشیاری دیکھو تو انکے
فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ	مال ان کے حوالے کر دو اور
اَمْوَالَهُمْ ۚ وَلَا تَاْكُلُوْهَآ	انصاف کی حد سے تجاوز کرکے
اِسْرَافًا وَّبِدَارًا	ان کے مال مت کھاؤ اور

Marfat.com

ان یکبروا ط ومن — ان کے بڑے ہونے کے ڈر
کان غنیا فلیستعفف ج — سے ان کے مال جلدی نہ کھاؤ
ومن کان فقیرا — اور جو امیر ہو اس کو یتیم کے
فلیاکل بالمعروف — مال سے بچنا چاہیئے اور فقیر
فاذا دفعتم الیھم — مناسب مقدار کھالے پھر
اموالھم فاشھدوا — جب ان کے مال ان کے
علیھم ط وکفی باللہ — حوالے کرو تو اس پر گواہ بنا
حسیبا ۝ واذا — لو اور حساب لینے کے لیے
حضر القسمۃ اولوا — اللہ کافی ہے اور جب تقسیم
القربی والیتمی — کے وقت رشتہ دار یتیم
والمساکین فارزقوھم — اور مسکین آئیں تو اس مال میں
منہ وقولوا لھم — سے انہیں بھی کچھ دے دو
قولا معروفا ۝ ولیخش — اور ان سے معقول بات کرو
الذین لو ترکوا — اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہیئے
من خلفھم — کہ اگر اپنے بعد وہ چھوٹے
ذریۃ ضعافا — چھوٹے بچے چھوڑ جائیں جن
خافوا علیھم — کی انہیں فکر ہو ان لوگوں کو
فالیتقوا اللہ — چاہیئے خدا سے ڈریں اور
ولیقولوا قولا — سیدھی بات کہیں ۔ بیشک
سدیدا ۝ ان الذین — جو لوگ یتیموں کا مال ناحق
یاکلون اموال — کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ

Marfat.com

الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ط وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا ۝ (سورۂ نساء آیت ۲ تا ۱۰)

آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے۔

تشریح

ان آیات میں سے پہلی بنی اسرائیل والی آیت میں تین ہدایات دی ہیں پہلی ہدایت یہ ہے کہ یتیموں کے مال کے قریب تک نہ جاؤ یعنی کھاؤ مت اور دوسری ہدایت یہ ہے کہ احسن طریقہ سے ان مال کے قریب جا سکتے ہو اور تیسری ہدایت یہ ہے کہ احسن طریقہ بھی صرف بلوغت تک روا ہے اور اس احسن طریقہ کی تشریح نہیں ہے کہ وہ کیا ہے اور بقرہ والی آیت اور اس کے بعد نساء والی آیات نے اس احسن طریقہ کی تفسیر اور توضیح بیان فرما دی ہے اور وہ یہ ہے کہ یتیموں کے مال کے قریب جانے کی دس صورتیں ہیں ان میں سے تین جائز ہیں اور پانچ ناجائز ہیں اور ان تین جائز میں سے پہلی صورت وہ ہے جو سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۰ میں بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص کی تربیت اور کفالت میں یتیم ہوں انہیں چاہیے کہ وقتی طور پر کھانے پینے میں انہیں شریک کر لیں، اس میں حرج نہیں ہے کیونکہ اگر یتیم کا کھانا الگ پکے تو اس میں کئی طرح کی مشکلات ہیں ایک مشکل تو کوا حتین کے لیے ہے کہ ہر وقت میں دو ہنڈی کون پکا سکتا ہے یہ بڑا مشکل کام ہے اور دوسری مشکل

Marfat.com

خود یتیموں کے لیے ہے کہ الگ پکا ہوا کھانا کبھی وہ سارا کھائے گا اور کبھی نہیں کھائے گا اور جب نہیں کھائے گا تو وہ کھانا ضائع ہوگا اور تیسری مشکل بھی یتیموں کے لیے ہے کہ یتیموں کی کوئی کفالت نہیں کریگا اس لیے پروردگار نے وقتی طور پر یتیم کو کھانے پینے میں شریک کرنے کی اجازت دی ہے اور فرمایا ہے کہ اصلی مقصد یتیم کی مصلحت ہے جس بھی صورت میں اس کی بہتری ہو وہی اختیار کرنا چاہیے اور اس آیت کریمہ کے اسلوب سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ایسی ہی مشکلات سے دوچار تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی ان مشکلات کو رفع فرمایا اور آخر میں واللہ یعلم المفسد عن المصلح فرما کر یہ بتا دیا کہ یتیموں کو ساتھ شریک کرنے کے لیے اس ضابطے سے کوئی غلط فائدہ نہ اُٹھائے یعنی یتیم جتنا کھا سکتا ہے اس سے زیادہ اس کا خرچ شامل نہ کیا جائے ورنہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو تمہیں مشقت میں بھی ڈال سکتے تھے لیکن اس نے تم پر فضل فرمایا ہے اس نے ایسا نہیں کیا ہے اور آخر میں ان اللہ عزیز حکیم لگا کر بتا دیا ہے کہ اگر اس ضابطہ کی خلاف ورزی کروگے تو اس کی گرفت سے نہیں بچو گے۔

اور دوسری صورت سورۃ نساء کی آیت نمبر ۵ میں بیان فرمائی ہے کہ اگر یتیم بیوقوف ہوں تو پھر مال انہیں دینا ہی نہیں چاہیئے بلکہ وہ مال وارثوں کا ہے انہیں خود سنبھال لینا چاہیئے اور اس بیوقوف یتیم کو خرچ وغیرہ دینا چاہیئے اور ان وارثوں کو چاہیئے کہ اسے نصیحت کرتے

Marfat.com

رہیں تاکہ سفاہت اس سے نکل جائے اور بلوغت تک اسکی آزمائش کرتے رہیں تاکہ سمجھدار ہوں تو انہیں مال دینا چاہیئے ورنہ نہیں دینا چاہیئے۔ اور تیسری صورت آیت نمبر ۶ میں بیان فرمائی ہے کہ اگر یتیم کا کفیل فقیر تنگ دست ہو تو پھر وہ یتیم کے مال میں سے کھا سکتا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ یتیم اگر امیر ہو اور اس کا کفیل غریب ہو اور ظاہر بات ہے وہ یتیم تو چھوٹا ہونے کی وجہ سے اپنا مال سنبھال نہیں سکے گا اور کفیل اگر اس کے مال کی طرف توجہ دے تو اپنی ضروریات اس کی پوری نہیں ہو سکیں گی اور اگر وہ اپنی ضروریات پوری کرنے کی غرض سے کہیں اور مزدوری کرے گا تو ادھر یتیم کا مال ضائع ہوگا اس لیے پروردگار نے اس یتیم کی مصلحت کی خاطر اس غریب کفیل کو اجازت دی ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ بقدر ضرورت یتیم کے مال میں سے کھا سکتا ہے یعنی جتنا معاوضہ اسے دوسری جگہ سے ملتا ہے اتنا معاوضہ وہ یتیم کے مال میں سے لے لے اور یتیم کے مال کا تحفظ کرے زمین ہے تو اس میں کاشت کرے کارخانہ یا دکان ہو تو اسے خود چلائے اس کی نگرانی کرے اور پانچ ناجائز صورتوں میں سے پہلی اور دوسری صورت سورۂ نساء آیت نمبر ۲ میں بیان فرمائی ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے وَاٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ ۖ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ یتیموں کا مال انہیں دے دو اور ایسا مت کرو کہ تبدیل کر کے یتیم کا اچھا اچھا مال یا زمین وغیرہ خود رکھ لو اور اپنا ردی اور ناقص مال انہیں دے دو اور دوسری ناجائز صورت یہ ہے کہ یتیم کا کل مال اپنے مال میں شامل کر لیا جائے اس کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ وَلَا

تاکلوا اموالھم الی اموالکم اور مت کھاؤ ان کے مالوں کو اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر بے شک یہ بڑا گناہ ہے اور تیسری ناجائز ان الفاظ میں بیان فرمائی وان خفتم الا تقسطو فی الیتمٰی الایۃ اگر تمہیں یتیم بچیوں میں ناانصافی کا اندیشہ ہے تو ان کے بجائے اور عورتوں سے نکاح کر لو ان سے نکاح نہ کرو دراصل دورِ جاہلیت میں اگر کسی کی کفالت میں یتیم بچیاں ہوتی تھیں تو وہ بچیاں اگر خوبصورت ہوتیں تو ان سے ورثاء نکاح تو کرتے تھے لیکن انہیں مہر نہیں دیتے تھے اور اگر بدصورت ہوتی تھیں تو ان سے خود بھی نکاح نہیں کرتے تھے اور کہیں اور بھی نکاح کر کے نہیں دیتے تھے تاکہ وہ اس کا خاوند پھر اس کے مال کا مطالبہ نہ کرے بہرحال چونکہ یہ بھی یتیموں کی حق تلفی کا ایک طریقہ ہے تو اللہ پاک نے اس سے بھی روکا ہے اور چوتھی ناجائز صورت اس آیت میں بیان فرمائی ولا تاکلوا اسرافا وبدارًا ان یکبروا اور مت کھاؤ ان کا مال اسراف سے اور جلدی جلدی کہ وہ بڑے ہو جائیں گے یعنی پہلی جن تین صورتوں میں یتیم کا مال کھانے کی اجازت دی ہے ان میں اسراف جائز نہیں ہے اور پانچویں ناجائز صورت ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ ومن کان غنیا فلیستعفف جو غنی ہے وہ بچے اور یتیموں کا مال نہ کھائے اور آیت نمبر ۶ کے آخر میں نوواں حکم یہ فرمایا ہے فاذا دفعتم الیھم اموالھم فاشھدوا علیھم جب یتیموں کو ان کا مال ان کے حوالے کرو تو اس پر گواہ بنا لو اور آخر میں دسویں چیز یہ فرمایا ہے وکفی باللہ حسیبا ۔ اللہ

Marfat.com

حساب لینے والا کافی ہے یعنی تم نے پورا دیا یا کم اس کا حساب اللہ لے گا اور آیت نمبر ۸ اور نمبر ۹ میں غیر وارث یتیم کے ساتھ بھی حسن سلوک اور دل جوئی کی ترغیب ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی کی وراثت تقسیم ہو رہی ہو اور اس وقت کچھ ایسے لوگ یتیم وغیرہ بھی آجائیں جن کو اس وراثت میں سے حصّہ نہیں ملتا تو انہیں بھی اس میں سے کچھ دینا چاہیئے مگر اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس مرنے والے نے تیسرے حصّے کی وصیّت کی ہو یا بالغ ورثاء اپنے اپنے حصہ میں سے دیں اور اگر مشترکہ مال سے دیں گے جس میں نابالغ بھی ہوں یا بالغ بھی ہوں مگر موجود نہ ہو تو اس طرح دینا ناجائز اور حرام ہے اور آخر میں اولیاء یتیم کو بڑی جاذب نصیحت فرمائی ۔ فرمایا سوچو اگر تم مرجاؤ اور تمہارے چھوٹے بچے رہ جاتے تو تمہیں کتنا افسوس ہوتا اسی طرح تم میں سے ہی ایک بھائی مرگیا ہے اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے رہ گئے ہیں اس کو بھی تو افسوس ہوا ہوگا اور اس کے بچوں کے دل پر کیا گزر رہی ہوگی لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ ان بچوں سے حسنِ سلوک کرو نہ کہ ان کا سارا مال بھی سمیٹ لو۔

یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانے کی اخروی سزا

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ	بے شک جو لوگ یتیموں کا
اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا	مال ظلم زیادتی سے کھاتے ہیں
اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ	بے شک وہ اپنے پیٹوں میں
بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ	آگ بھرتے ہیں اور عنقریب

Marfat.com

سَعِيرًا ۝

(سورۃ نساء آیت ۱۰)

وہ بھڑکنے والی آگ میں داخل ہوں گے

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے پس وہ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا پس ایسے نمازیوں کے لیے ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں کے مقصد کو بھولے ہوئے ہیں اور جو دکھلاوے کے لیے پڑھتے ہیں اور لوگوں سے برتنے کی چیز بھی منع کرتے ہیں۔

(سورۃ الماعون)

تشریح

سورۃ نساء والی آیت میں یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ظلم اور زیادتی سے کھاتے ہیں وہ درحقیقت اپنے پیٹوں میں آگ بھرتے ہیں! اور ایسے لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور سورہ ماعون میں ایسے شخص کو قیامت کا منکر قرار دیا کیونکہ وہ یتیم کو دھکے دے کر نکال دیتا ہے اگر اس کا قیامت پر یقین ہوتا تو ایسا کیوں کرتا فرمایا ایسے انسان

Marfat.com

کے لیے بربادی ہے اگر وہ نمازیں پڑھاتا ہے تو اس کی نمازیں دکھلاوے کی ہیں وہ مقصدِ نماز سے بھولا ہوا ہے کیونکہ مقصدِ نماز تو یہ ہے اللہ کی مرضی کے سوا کوئی لقمہ منہ میں نہ لے جائے اور جب یہ یتیم کا مال ہڑپ کر رہا ہے اس سے تو اس کی تمام عبادات برباد ہو جائیں گی، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہے کہ اگر ایک حرام لقمہ پیٹ میں چلا جائے تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول ہوتی ہے اور نہ دعا مستجاب ہوتی ہے بہرحال ان آیات میں یتیموں کا مال کھانے والے کی سزا بیان فرمائی ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ وہ سزا کیسی ہوگی اور کتنے عرصے تک ہوگی اس کی تفصیل جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرامین اور ارشاداتِ عالیہ میں ملاحظہ فرمائیں جو عنقریب ہم ذکر کریں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	حضرت ابوہریرہ سے روایت
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ	ہے کہ بے شک رسول اللہ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ	صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ	سات ہلاک کرنے والی چیزوں
قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	سے بچو عرض کیا گیا یا رسول اللہ
وَمَا هُنَّ قَالَ	وہ کونسی ہیں آپ نے فرمایا
اَلشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ	اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ جادو
وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ	کرنا۔ ناجائز قتل کرنا۔ سود
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ	کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ میدانِ
وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ	جہاد سے فرار اختیار کرنا پاک

Marfat.com

مَالَ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ (ابن کثیر جزء اوّل صلح ۴۵۶

دامن گناہ سے بے خبر مومنہ عورتوں کو تہمتِ زنا لگانا۔

تشریح

اس حدیث پاک میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کو معاشرہ کی تباہی اور بربادی کا ذریعہ بتایا ہے ان میں سے یتیم کا مال کھانا بھی ہے اور ان سب کی تفصیل بیان کرنے کی تو یہاں گنجائش نہیں ہے البتہ یتیم کا مال کھانے کی سزا کی تفصیل مزید آرہی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا رَئَیْتَ لَیْلَۃً اُسْرِیَ بِکَ قَالَ اِنْطَلَقَ بِیْ اِلٰی خَلْقٍ مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ کَثِیْرٍ رِجَالٌ کُلُّ رَجُلٍ مِنْھُمْ لَہٗ مِشْفَرٌ کَمِشْفَرِ الْبَعِیْرِ وَھُوَ مُوَکَّلٌ بِھِمْ رِجَالٌ یَفْکُوْنَ لَحَاءَ

حضرت ابی سعید خدری سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا دیکھا آپ نے اس رات جس میں آپ کو معراج کرایا گیا آپ نے فرمایا لے گیا وہ مجھے طرف بہت سی مخلوق کے اللہ کی مخلوق سے بہت سے مرد ہیں ہر مرد کے ہونٹ اونٹ جیسے ہیں اور ان پر کچھ لوگ مقرر ہیں جو ان کے

Marfat.com

اَحَدِ هِمْ ثُمَّ يُجَآءُ	جبڑوں کو چیرتے ہیں پھر آگ
بِصَخْرَةٍ مِنْ	کا ایک پتھر لایا جاتا ہے جو
نَارٍ فَتُقْذَفُ	ان میں سے ہر ایک کے منہ
فِيْ فِيْ اَحَدِ هِمْ	میں پھینک دیا جاتا ہے یہاں
حتی یخرج من	تک کہ اس کے نیچے سے
اسفله ولهم جوار	نکل جاتا ہے اور وہ چیخ وپکار
ووصرخ قلت یا	رہے تھے۔ میں نے کہا
جبرائیل من هولاء و	جبرائیل یہ کون لوگ ہیں تو
قال هٰؤُلاءِ الذین	اس نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں
یاکلون اموال الیتمی	جو یتیموں کا مال ظلم وزیادتی
ظلما انما یاکلون	سے کھاتے ہیں یقیناً وہ
فی بطونهم نارا و	اپنے پیٹ میں آگ بھرتے
سیصلون سعیرا	ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی
(ابن کثیر جزاوّل)	آگ میں داخل ہوں گے۔

تشریح

اس حدیثِ پاک میں یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانے والوں کی جو سزا بیان ہوئی ہے شب معراج میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا عملی نمونہ دکھایا گیا تھا تاکہ آپ اُمّت کو بتائیں اور پھر وہ عبرت حاصل کریں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نمونہ بیان فرما دیا۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ بُرْزَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الْقَوْمُ مِنْ قُبُوْرِھِمْ تَاَجَّجَ اَفْوَاھُھُمْ نَارًا قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ ھُمْ قَالَ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ قَالَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ (الایۃ (ابن کثیر)

حضرت ابی برزہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک قوم اپنی قبروں سے اٹھائی جائے گی جن کے منہ آگ سے جلے ہوئے ہوں گے۔ کہا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں آپ نے فرمایا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے۔

تشریح

پہلی حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھاتے ہیں قیامت کے دن ان کا منہ کھول کر اور اسے کشادہ کر کے اس میں آگ کے پتھر مارے جائیں گے جو پاخانہ کے راستے سے نکل جائینگے اور ابی برزہ والی حدیث میں آیا ہے کہ جب وہ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کے منہ آگ سے جلے ہوئے ہوں گے پس معلوم ہوا کہ یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھانے والے کو آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور قبر میں بھی عذاب ہوگا لیکن قبر والے عذاب کی کیفیت یہ ہوگی

Marfat.com

کہ یتیم کا مال کھانے کی وجہ سے اس کے پیٹ میں جو آگ بھرے گی اس کا اثر منہ سے ظاہر ہوگا اور قیامت والے عذاب کی کیفیت یہ ہوگی کہ اس کا منہ کھول کر کے اس میں پتھر مارا جائے گا جو پاخانے کے راستے سے نکل جائے گا اور یہ طریقہ اختیار کرنے کا مقصد یہ ہے کہ چونکہ اس پیٹ میں اس نے یتیم کا مال کھایا ہے اس لیے اسے یہ سزا دی جائے گی۔ واللہ اعلم۔

یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے کی دنیاوی سزا

وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۝ كَلَّا بَلْ لَّا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا تَحٰٓضُّوْنَ عَلٰي طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ وَتَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۝ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۝

بہرحال جب اللہ تعالیٰ اسے آزماتا ہے پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا ہے ہرگز نہیں بلکہ تم یتیم کی عزت نہیں کرتے تھے اور مساکین کے کھانے پر کسی کو ترغیب نہیں دیتے اور مال وراثت کو سمیٹ کر کھا جاتے تھے اور تم مال سے بڑی محبت رکھتے تھے۔

(سورۃ الفجر آیت نمبر ۱۵ تا ۲۰)

تشریح

ان آیتوں میں چار چیزوں کو زوالِ دولت و نعمت اور کاروباری پریشانی کا ذریعہ بتایا ہے۔ پہلی چیز یتیم کا اکرام نہ کرنا۔ دوسری چیز مساکین کے کھانے پر کسی کو ترغیب نہ دینا تیسری یتیمی وغیرہ کی وراثت ناجائز طور پر کھا جانا اور چوتھی چیز مال و دولت سے محبت رکھنا اور یہ آیات مجمل ہیں ان کی توضیح و تشریح جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد عالی میں ملاحظہ فرمائیں۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْرُ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُحْسَنُ اِلَیْهِ وَشَرُّ بَیْتٍ فِی الْمُسْلِمِیْنَ بَیْتٌ فِیْهِ یَتِیْمٌ یُسَآءُ اِلَیْهِ

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کے گھروں میں سے بہترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ حسنِ سلوک کیا جائے اور مسلمانوں کے گھروں میں سے بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ بدسلوکی کی جائے۔

(رواہ ابن ماجہ)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث میں سورۂ فجر والی آیتوں کی تشریح و توضیح ہے کیونکہ فجر والی آیتوں میں فرمایا ہے کہ جو شخص یتیم کا اکرام نہ کرے اور اس کی وراثت ناجائز طور پر سمیٹ کر کھا جائے اللہ تعالیٰ اس کی روزی تنگ کر دیتے ہیں اور اس حدیث ایسے شخص کے گھر کو شر فرمایا یعنی اس گھر میں روزی تنگ ہونے کے علاوہ اور بھی طرح طرح کی شر ہوگی جھگڑا فتنہ فساد اور امراض وغیرہ پیدا ہوں گی بہرحال یتیم کا مال ناجائز طور پر کھانے سے انسان دنیا کے اندر بھی مختلف قسم کے عذابوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے سب کو پناہ عطا فرمائے

یتیموں کے ساتھ حُسنِ سلوک کے فضائل اور برکات

وَعَنْ سَهْلِ ابْنِ	حضرت سہل بن سعد سے
سَعْدٍ قَالَ قَالَ	روایت ہے انہوں نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور
اَنَا وَكَافِلُ	یتیم کی کفالت کرنے والا
الْيَتِيْمِ لَهٗ وَ	خواہ اس کا رشتہ دار ہو
لِغَيْرِهٖ فِي	یا غیر جنت میں اس طرح ہونگے
الْجَنَّةِ هٰكَذَا	اور آپ نے اپنی انگشت
وَاَشَارَ بِالسَّبَابَةِ	شہادت اور درمیانی سے

Marfat.com

وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا (راہ البخاری)

اشارہ فرمایا اور ان دونوں کے درمیان تھوڑا فاصلہ رکھا۔ (امام بخاری نے یہ حدیث نقل کی ہے)

تشریح

اس حدیث میں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی تعلیم و تربیت اور کفالت کرنے والے کی فضیلت فوقیت اور درجات کو بیان فرمایا ہے اور یہ سمجھانے کے لیے آپؐ نے اپنی مبارک دو انگلیاں کھڑی کیں ایک انگشتِ شہادت جو سبابہ بھی کہلاتی ہے اور ایک درمیانی بڑی انگلی اور درمیان میں جگہ تھوڑی سی خالی چھوڑی اس میں ایک تو یہ اشارہ فرمایا کہ یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں میرا ساتھی ہوگا اور اس کا مرتبہ سب سے بلند ہوگا اور دوسرا یہ اشارہ فرمایا کہ وہ رتبہ میں برابر نہیں ہوگا کیونکہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ساری مخلوق سے زیادہ ہے اور یہ بھی فرما دیا کہ یہ مرتبہ صرف اپنے رشتہ دار یتیم کی کفالت سے ہی نصیب نہیں ہوتا بلکہ کسی بھی یتیم کی کفالت سے نصیب ہو سکتا ہے خواہ وہ برادری کا ہو یا غیر برادری کا ہو

وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِی الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس میں

يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ

یتیم ہو اور اس سے حسنِ سلوک کیا جائے اور مسلمانوں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں یتیم ہو اور اس سے بدسلوکی کی جائے۔

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الشفقت سے منقول ہیں)

تشریح

اس حدیث پاک کے دو حصّے ہیں ایک حصے میں خیر کا ذکر ہے اور دوسرے میں شر کا ذکر ہے اور اس کی تشریح ابھی کچھ پہلے گزر گئی ہے اور خیر والی خبر کی تشریح یہ ہے کہ جس گھر میں یتیم ہو اور اہل خانہ اسکے ساتھ اچھے پیش آئیں اس کے ساتھ شفقت اور پیار کریں جس طرح کہ وہ اپنے بچوں کے ساتھ پیار کرتے ہیں اور اس کے مال و متاع کی اسی طرح حفاظت کریں جس طرح کہ وہ اپنے بچوں کے لیے مال کی حفاظت کرتے ہیں تو ایسے گھر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت اور رحمت نازل ہوگی اور آفات و بلیات سے محفوظ رہیں گے۔

وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ لَمْ يَمْسَحْهُ إِلَّا لِلّٰهِ كَانَ بِكُلِّ شَعَرَةٍ يَمُرُّ

اور حضرت ابی امامہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یتیم کے سر پہ ہاتھ پھیرا محض اللہ کی رضا کے لیے

Marfat.com

عَلَيْهَا يَدُهٗ حَسَنَاتٍ
وَمَنْ اَحْسَنَ
اِلٰى يَتِيْمَةٍ اَوْ يَتِيْمٍ
عِنْدَهٗ كُنْتُ اَنَا
وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ
كَهَاتَيْنِ
وَقَرَنَ بَيْنَ
اُصْبُعَيْهِ

(رواہ احمد وانس مدنی)

کے لیے ہر بال کے بدلے
جو اس کے ہاتھ کے نیچے
آئے نیکیاں ہوں گی اور
جس کے پاس یتیم بچی یا بچہ
ہو اور وہ اس کے ساتھ
حسن سلوک کرے ہیں اور
وہ جنت میں ایسے ہونگے
اور آپ نے اپنی انگلیوں
کو ملایا۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ اٰوٰى يَتِيْمًا
اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ
اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ
الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ اِلَّا
اَنْ يَّعْمَلَ ذَنْبًا
لَا يُغْفَرُ وَمَنْ
عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ
اَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ
الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَهُنَّ

اور حضرت ابن عباس سے
روایت ہے انہوں نے
فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
نے یتیم کو اپنے کھانے پینے
کی طرف پناہ دی اللہ نے
اس کے لیے یقیناً جنت
واجب کر دی ہے مگر وہ
کوئی ایسا گناہ کرے جو قابلِ
معافی نہ ہو اور جس نے
تین بچیوں کی یا تین بہنوں
کی تربیت کی پھر انہیں ادب

Marfat.com

وَرَحِمَهُنَّ حَتّٰى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ اَوْجَبَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِثْنَيْنِ قَالَ اَوْ اِثْنَيْنِ حَتّٰى لَوْقَالُوْا اَوْوَاحِدَةً لَقَالَ وَاحِدَةً وَمَنْ اَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِيْمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا كَرِيْمَتَاهُ قَالَ عَيْنَاهُ

(رواہ فی شرح السنۃ)

سکھایا اور ان کے ساتھ شفقت کی یہاں تک کہ اللہ انہیں غنی کرے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ اور دو۔ تو فرمایا یا دو یہاں تک اگر وہ کہتے ایک تو آپ فرماتے ایک اور اللہ تعالیٰ جس کے دو کریم لے جائے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ آپ سے پوچھا گیا اس کی دو کریم کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی دو آنکھیں ہیں۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَكَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْوَةَ قَلْبِهٖ قَالَ اِمْسَحْ رَاْسَ الْيَتِيْمِ وَاَطْعِمِ الْمِسْكِيْنَ

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الشفقۃ سے منقول ہیں)

اور حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ بے شک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنا دل سخت ہونے کی شکایت کی آپ نے فرمایا یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرو اور مسکین کو کھانا کھلا

Marfat.com

عورتیں اور یتیم اپنے زیادہ قریبی رشتہ داروں کی وراثت میں شریک ہیں

لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ ۚ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝

(سورہ نساء آیت ۷)

مردوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا ان کے والدین نے یا سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں نے اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا ہے ان کے والدین نے یا سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں نے اس مال میں سے جو تھوڑا ہو یا زیادہ حصے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔

شانِ نزول

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ جَاءَتِ امْرَأَةُ سَعْدِ ابْنِ الرَّبِيعِ بِابْنَتَيْهَا مِنْ

اور حضرت جابر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیاں جو سعد بن ربیع

Marfat.com

سَعْدِ ابْنِ الرَّبِيْعِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ اِبْنَتَا سَعْدِ ابْنِ الرَّبِيْعِ قُتِلَ اَبُوْهُمَا مَعَكَ يَوْمَ اُحُدٍ شَهِيْدًا وَاِنَّ عَمَّهُمَا اَخَذَ مَالَهُمَا وَلَمْ يَدَعْ لَهُمَا مَالًا وَلَا تُنْكَحَانِ اِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ قَالَ يَقْضِى اللّٰهُ فِىْ ذَالِكَ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْمِيْرَاثِ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَمِّهِمَا فَقَالَ اَعْطِ لِابْنَتَىْ سَعْدٍ الثُّلُثَيْنِ وَاَعْطِ اُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِىَ فَهُوَ لَكَ

سے تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی پھر اس نے کہا یا رسول اللہ یہ دو بچیاں سعد ابن ربیع کی ہیں ان کا باپ آپ کے ساتھ اُحد کے دن شہید کیا گیا ہے اور بے شک ان کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑا اور ان سے نکاح نہیں کیا جائے گا مگر کہ ان کے پاس مال ہو۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ اس معاملہ میں فیصلہ کرینگے پھر اتری آیت میراث پھر بھیجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام ان کے چچا کے پاس پھر آپ نے فرمایا کہ تم سعد کی دو بیٹیوں کو دو تہائی مال دے دو اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے دو اور جو بچ جائے وہ تمہارا ہے

(مشکوٰۃ باب الفرائض ص ۲۶۱)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت سعد بن ربیع غزوہ احد میں شہید ہو گئے اور ان کی دو بچیاں اور ایک بیوہ رہ گئی اور ان کے چچا نے پرانے دورِ جاہلیت کے موافق ان کے سارے مال پر قبضہ کر لیا چنانچہ وہ بیوہ ان دونوں بچیوں کو ساتھ لے کر آپ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور واقعہ عرض کیا اور چونکہ اس سلسلہ میں اس سے قبل کوئی آیت اتری ہوئی نہیں تھی اس لیے آپ نے وعدہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرمائیں گے چنانچہ آیت میراث اتری تو آپ نے ان بچیوں کے چچا کو بلا کر ان بچیوں کو دو تہائی، بیوہ کو آٹھواں اور اس چچا کو بقیہ مال دیا پس اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جناب رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے دورِ جاہلیت میں یتیم بچوں بچیوں اور بیواؤں کو مرنے والے قریبی رشتہ دار کی وراثت میں شریک نہیں کرتے تھے وہ مرنے والا خواہ ان کا باپ ہو بھائی ہو ماں ہو بیٹا ہو یا خاوند وغیرہ ذالک اس زمانہ میں قانون وراثت یہ تھا کہ مرنے والے کا وارث اسے سمجھتے تھے جو گھوڑے کی پشت پر بیٹھ کر شمشیر زنی کر سکے ظاہر بات ہے کہ عورتیں اور چھوٹے چھوٹے معصوم بچے یہ کام تو نہیں کر سکتے تھے اس لیے اس ظالمانہ قانون سے وہ متاثر ہوتے تھے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالے نے ایسے کالے اور ظالمانہ نظاموں کو مٹانے کے لیے مبعوث فرمایا تھا یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ آپ کی موجودگی میں ضعیفوں بے کسوں کو اپنے حقوق سے محروم

Marfat.com

رکھا جاتا اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایسا ضابطہ میراث نازل فرمایا کہ جس میں تا قیامت آنے والی نسل انسانی کے یتیم بچوں بچیوں اور صنف نازک مستورات کے حقوق کی پوری ضمانت دے دی گئی ہے۔

چنانچہ اس آیت کریمہ میں اس سلسلہ میں پانچ ضابطے بیان فرمائے ہیں۔ پہلا ضابطہ یہ ہے لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مردوں کے لیے حصہ ہے اور یہ جملہ مجمل ہے کیونکہ اس میں تفصیل نہیں ہے کہ وہ مرد مومن ہوں یا کافر چھوٹے ہوں یا بڑے بوڑھے ہوں یا جوان قاتل ہوں یا غیر قاتل اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ سے اس کی پوری تفصیل معلوم ہوتی ہے آنے والی احادیث میں ملاحظہ فرمالیں۔

وَعَنْ اُسَامَةَ ابْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَالْكَافِرُ الْمُسْلِمَ	اور حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا

مشکوٰۃ باب الفرائض

تشریح

اس حدیث پاک میں للرجال کی تشریح بھی بیان فرمادی ہے کہ اس سے مراد مومن ہے کافر نہیں ہے یعنی اگر باپ مرجائے اور اسکا بیٹا کافر موجود ہو تو وہ اپنے اس باپ کا وارث نہیں ہوگا اور اسی طرح اگر بیٹا کافر مرجائے تو اس کا باپ مسلمان اس کافر بیٹے کا وارث نہیں ہوگا

اور اسی طرح بقیہ مثالیں قیاس کر لی جائیں اور مرتد کا بھی یہ ہی حکم ہے مگر اس میں محققین علماء کا اختلاف ضرور ہے جو فتاووں میں دیکھا جا سکتا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَارَثُ اَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتّٰى

اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مختلف مذاہب والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے۔

(رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

تشریح

اس حدیث میں جو اہل ملتین کا لفظ ہے اس سے مراد اگر صرف اسلام اور کفر لیا جائے تو پھر یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید ہو گی اور اگر اہل ملتین کو عام قرار دیا جائے تو پھر بھی یہ پہلی حدیث کی تائید ہی ہو گی کیونکہ ملتین عام ہے خواہ اسلام ہو یا غیر اسلام۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ

اور حضرت ابی ہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قاتل وارث نہیں ہوتا (ترمذی اور ابن ماجہ نے یہ حدیث

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

Marfat.com

نقل کی ہے)

تشریح

یہ حدیث بھی للرجال نصیب کی تشریح ہے کیونکہ یہ جملہ بظاہر عام معلوم ہوتا ہے مگر جناب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشادِ گرامی سے معلوم ہوتا ہے کہ للرجال سے مراد وہ ہے جو قاتل نہ ہو کیونکہ قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے لیکن قتل سے مراد وہ قتل ہے جس سے قصاص کفارہ یا دیت لازم ہوتی ہو ایسے قتل سے قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے اور ان کے ماسوا محروم نہیں ہوتا۔ اس کی مکمل تفصیل انشاء اللہ اپنی بحث میں آئے گی یہاں اسے چھیڑنا طوالت کا باعث ہوگا اور یہ کتاب مختصر ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ	اور حضرت جابر سے روایت
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہِ	ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب
صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اِذَا اسْتَھَلَّ الصَّبِیُّ	نے فرمایا جب بچہ بوقت
صُلِّیَ عَلَیْہِ	ولادت آواز دے تو اس
وَوُرِّثَ	پر نماز جنازہ پڑھی جائے اسے
(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الفرائض سے	وارث ٹھہرایا جائے۔
منقول ہیں۔)	

تشریح

یہ حدیث پاک بھی للرجال نصیب کی تشریح ہے کیونکہ بظاہر اس

جملہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید کہ اس سے مراد بالغ مرد ہوں گے چھوٹے بچے اس میں شامل نہیں ہونگے اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی سے معلوم ہو کہ اس سے مراد مذکر ہے خواہ وہ بالغ ہو یا نابالغ ہو یہاں تک کہ اگر بچہ بوقت ولادت آواز نکالے یا کوئی حس و حرکت کرے اور مرجائے تو آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا حق ہے کہ اس کی نماز جنازہ پڑھیں اور وہ وارث ہوگا اور اس کے بھی وارث ہوں گے۔ اس کی پوری تفصیل کتب فقہ میں ہے۔

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَيُّمَا رَجُلٍ عَاهَرَ بِحُرَّةٍ اَوْ اَمَةٍ فَاَوْلَدُ وَلَدُ الزِّنَا لَا يَرِثُ وَلَا يُوْرَثُ

(رواہ الترمذی)

اور حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے اور انہوں نے اس کے دادا سے روایت کی ہے کہ بے شک جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی زنا کرنے والا ہو ساتھ آزاد یا باندی کے پس بچہ ولد الزنا ہے وہ وارث نہیں اور نہ وارث بنایا جاتا ہے (یہ حدیث ترمذی نے نقل کی ہے)

تشریح

یہ حدیث پہلی حدیث کی تشریح ہے پہلی حدیث میں آچکا ہے کہ

بچہ بوقت ولادت بولے یا حس و حرکت کرے اور مرجائے تو وہ بھی وارث ہوگا اور اس کے بھی وارث ہوں گے اور اس حدیث میں وضاحت بیان فرمائی ہے کہ اس بچے سے مراد وہ بچہ ہے جو جائز ذریعہ سے پیدا ہوا ہو اور جو بچہ ناجائز یعنی زنا سے پیدا ہوا ہو وہ وارث نہیں اس باپ کا اور وہ باپ اس کا وارث نہیں ہوگا کیونکہ وراثت نسب سے چلتی ہے اور یہ اس کی نسب نہیں ہے البتہ وہ زانیہ ماں اس بچے کی وارث ہوگی اور وہ بچہ اس کا وارث ہوگا اس کی بھی مزید تفصیل آنے والی حدیث میں ہے۔

وَعَنْ وَاثِلَتَه ابْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحُوْزُ الْمَرْاَةُ ثَلٰثَ مَوَارِيْثَ عَتِيْقَهَا وَلَقِيْطَهَا وَوَلَدَهَا الَّذِىْ لَاعَنَتْ عَنْهُ	اور حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت تین وراثتیں جمع کرتی ہے اپنے آزاد کردہ کی اپنے پائے ہوئے کی اور اپنے اس بچے کی کہ لعان کیا اس نے اس کی طرف سے (یہ حدیث ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ سے نقل کی ہے)

(رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ)

تشریح

اس حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ تین قسم کے آدمیوں کی صرف عورت

Marfat.com

وارث ہوتی ہے ایک وہ غلام جسے وہ آزاد کرے اور وہ مرجائے اور اس کے اپنے اور وارث نہ ہوں تو اس وقت یہ آزاد کنندہ عورت اس کی وارث ہوگی اور دوسرا وہ لاوارث بچہ گر پڑا جسے وہ عورت اٹھا لے اور اسے پالے اور وہ مرجائے تو یہ عورت اس کی وارث ہے اور تیسرا وہ بچہ کہ خاوند اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے اور کہے کہ یہ بچہ زنا سے ہے اور پھر قاضی ان کے درمیان تفریق کردے اور یہ بچہ اس عورت کے حوالے کردے یہ عورت اس بچے کی وارث ہوگی اور لعان کی تفصیل گزر چکی ہے۔

وَعَنِ الْمِقْدَامِ قَالَ	اور حضرت مقدام سے روایت
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى	ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ	نے فرمایا میں سب سے زیادہ
مِنْ نَفْسِهٖ	قریبی تعلق رکھتا ہوں ہر مومن
فَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا	سے اسکی ذات کی نسبت
اَوْ ضَيْعَةً فَاِلَيْنَا وَمَنْ	پس جو قرض چھوڑے یا
تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهٖ	عیال تو وہ ہمارے ذمہ
وَاَنَا مَوْلٰى	ہے اور جو مال چھوڑے
مَنْ لَا مَوْلٰى لَهٗ	تو وہ اس کے وارثوں کا ہے
اَرِثُ مَالَهٗ وَاَفُكُّ	اور میں وارث ہوں اس کا
عَانَهٗ وَالْخَالُ	جس کا کوئی وارث نہیں ہے
وَارِثُ مَنْ لَا	میں وارث ہوں اس کے

Marfat.com

وَارِثَ لَهٗ يَرِثُ مَالَهٗ وَيَفُكُّ عَانَهٗ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَاَنَا وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ اَعْقِلُ عَنْهُ وَارِثُهٗ وَالْخَالُ وَارِثُ مَنْ لَّا وَارِثَ لَهٗ يَعْقِلُ عَنْهُ وَيَرِثُهٗ

مال کا اور چھڑاؤں گا اس کی گردن اور ماموں وارث ہے اس کا جس کا کوئی وارث نہیں ہے وہ اس کے مال کا اور چھڑائے گا وہ اس کی گردن اور ایک روایت میں ہے اور میں وارث ہوں اس کا جس کا کوئی وارث نہیں ہے دیت دے وہ اس کی طرف سے اور وہ اس کا وارث ہے (یہ حدیث ابوداود نے نقل کی ہے)

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ باب الفرائض سے منقول ہیں۔)

تشریح

یہ حدیث پاک بھی للرجال نصیب کی تشریح ہے اور اس میں جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے تین صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کی جائیداد مال و متاع کچھ بھی نہ

Marfat.com

ہو اور اس پر قرض ہو یا اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں تو اس صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اس کا قرض بھی میں ادا کروں گا اور اس کی بیوہ بچیوں اور بچوں کی حفاظت بھی میں یعنی یہ ذمہ داری اسلامی مملکت کی ہے کہ بیت المال سے یہ ادا کرے اور دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا کوئی بھی وارث نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کا وارث ہوں یعنی اس کا مال بیت المال میں داخل کر دیا جائے اور تیسری صورت یہ بیان فرمائی کہ اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کا اور کوئی قریبی وارث نہ ہو صرف ماموں ہو تو وہ اس کا وارث ہے مال ہے تو وہ اس کا وارث ہے اور اگر اس پر کوئی قرض ہے یا خون بہا وغیرہ دینا ہے تو وہ بھی وہ ماموں ہی ادا کرے گا۔ بہرحال یہ حدیث بھی نصیب للرجال کی تشریح ہے۔ اور دوسرا ضابطہ یہ ہے والاقربون یعنی میت کی وراثت ان لوگوں کو ملے گی جو اس کے ساتھ سب سے زیادہ قریبی تعلق رکھتے ہوں اور اگر وہ قریبی نہ ہوں تو ان سے دوسرے نمبر پر جو قریبی ہیں وہ وراثت لیں گے وہ بھی نہ ہوں تو پھر تیسرے نمبر والے علی ہذا القیاس سلسلہ اور اگر کوئی رشتہ دار قریبی یا دور کا نہ ہو تو پھر بیت المال میں وہ مال جمع کیا جائے گا اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے اور یہ ضابطہ اس لیے رکھا کہ میت کے ساتھ چونکہ بہت سے لوگوں کے تعلقات ہوتے ہیں اور یہ جال بالواسطہ یا بلاواسطہ پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اگر یہ ضابطہ نہ ہو تو پھر یہ نزاع ختم نہیں ہو سکتا اس زیادہ قرب کا لحاظ رکھ کر کے یہ مال تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات اور عمل سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

Marfat.com

وَعَنْ عَائِشَةَ اَنَّ مَوْلًى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَتَرَكَ شَيْئًا وَلَمْ يَدَعْ حَمِيْمًا وَلَا وَلَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطُوْا مِيْرَاثَهٗ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ قَرْيَتِهٖ (رواہ ابوداود والترمذی)

اور حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام آزاد کردہ مرگیا اور اس کا کچھ مال رہ گیا اور اس نے کوئی وارث اور اولاد نہ چھوڑی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ اس کی میراث اس کی بستی کے کسی آدمی کو دے دو (یہ حدیث ابوداود اور ترمذی نے نقل کی ہے)

وَعَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ فَاُتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِيْرَاثِهٖ فَقَالَ الْتَمِسُوْا لَهٗ وَارِثًا اَوْ ذَا رَحِمٍ فَلَمْ يَجِدُوْا لَهٗ وَارِثًا وَلَا ذَا رَحِمٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

اور حضرت بریدہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی مرگیا اور اس کی وراثت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئی تو آپ نے فرمایا اس کے کسی وارث کو تلاش کرو یعنی ذوالفروض اور عصبہ یا ذی رحم پس نہ پایا انہوں نے اس کے لیے

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُعْطُوا الْكِبْرَ مِنْ خُزَاعَةَ (رواہ ابوداود)

کوئی وارث اور نہ ذی رحم پھر فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیدو خزاعہ کے بڑے

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَهٗ اُنْظُرُوْا اَكْبَرَ رَجُلٍ مِنْ خُزَاعَةَ۔

کو اور ایک روایت میں ہے کہ دیکھو کسی بڑے آدمی کو قبیلہ خزاعہ میں سے۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الفرائض سے منقول ہیں۔)

تشریح

ان دونوں احادیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور عمل سے معلوم ہوا کہ تقسیم وراثت اقربیت کی بنا پر ہے۔ پہلے مرنے والے کے سب سے زیادہ قریبی رشتہ داروں میں وراثت تقسیم ہوگی وہ نہ ہوں تو پھر دوسرے نمبر والے وہ بھی نہ ہوں تو پھر تیسرے علی ہذا القیاس کوئی وارث قریبی یا دُور کا نہ ہو تو پھر اس کی مالک وقتی اسلامی حکومت ہوگی جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا کہ پہلے مرنے والے کے قریبی اور دور کے وارثوں کو تلاش کرایا جب کوئی بھی نہ ملا تو پھر آپ نے بحیثیت خلیفہ امیر اور سربراہِ مملکت ہونے کے وہ مال سرکاری طور پر اس مرنے والے کی بستی والوں کو اور ایک میں اس مرنے والے کی قوم کے بڑے آدمی کو وہ مال دلا دیا اس اعتبار سے کہ وہ غریب تھے اور بیت المال میں جو ہوتا ہے وہ غریبوں کا ہی ہوتا ہے اور نیز اس اقربون کے صیغے سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہے کہ پوتا بیٹوں کی موجودگی میں دادا کا وارث نہیں ہو سکتا کیونکہ بیٹے مرنے والے کے پوتے کی

بہ نسبت زیادہ قریبی ہیں اور پوتا دُور ہے ہاں دادا کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اپنی زندگی میں اپنی جائداد میں سے تیسرے حصّے کی وصیت کرے پوتے کے حق میں تاکہ وہ محروم نہ رہے۔ اور تیسرا ضابطہ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ میں بیان فرمایا ہے کہ عورتوں کے لیے بھی حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑا والدین نے اور قریب ترین رشتہ داروں نے اس ضابطہ کو مردوں سے الگ بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ عورت بھی اپنے رشتہ داروں کی وراثت میں شریک ہے اگر اس ضابطہ کو الگ نہ بیان کیا جاتا بلکہ دوسرے احکامات نماز روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ کی طرح مشترک رکھا جاتا تو بھی تو یہ مسئلہ سمجھ میں آسکتا تھا لیکن اجمال پھر بھی باقی رہتا اس لیے اللہ رب العزت نے اس ضابطے کو الگ بیان کر کے وضاحت بیان فرما دی تاکہ کسی قسم کا ابہام نہ رہے نیز نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ جل شانہٗ کا اپنا حق ہے اور وراثت یہ مخلوق کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حق میں تو ابہام رکھ دیا ہے لیکن مخلوق کے حق میں ابہام نہیں رکھا کیونکہ جو شخص اللہ کا حق نہ ادا کرے اللہ کی مرضی ہے اسے معاف کرے یا نہ کرے لیکن مخلوق کا حق وہ معاف نہیں کرے گا اس لیے اس نے صنف نازک مستورات کے حقوق کی پوری وضاحت بیان فرما دی ہے اور للنساء کا یہ صیغہ مجمل ہے اس کی تفصیل وہ ہی ہے جو للرجال میں بیان ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ عورت مسلمان ہو کافر نہ ہو۔ قاتلہ نہ ہو زانیہ نہ ہو کیونکہ زانی مرد اور زانیہ عورت باہم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے نیز بوقتِ ولادت

اگر کوئی بچی آواز نکالے یا حس و حرکت کرے اور مرجائے تو وہ بھی وارث ہے اور اس کے بھی وارث ہوں گے۔ اس کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے۔ اور چوتھا ضابطہ یہ ہے مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ یعنی مال تھوڑا ہو یا زیادہ سب میں حصّہ ہے وارثوں کا اور یہ ضابطہ اس لیے رکھا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے دور جاہلیت میں بعض عرب قبائل میں یہ بھی رواج تھا کہ مرنے والے کا اچھا اچھا مال مثلاً گھوڑا یا تلوار وغیرہ۔ بعض رشتہ دار ویسے ہی سوائے تقسیم کے خود رکھ لیتے تھے اور ناقص مال جو ہوتا وہ اس کی بیوہ یا یتیم کو دے دیتے تھے ان کا یہ خیال ہوتا تھا کہ یہ یتیم ہیں چھوٹے ہیں یا بیوہ ہے ایک عورت ہے اسے تلوار یا گھوڑے کی کیا ضرورت ہے تو اللہ رب العزّت نے مما قل منہ او کثر کی قید لگا دی کہ مال تھوڑا ہو یا زیادہ رشتہ دار اس میں شریک ہیں کوئی قریبی رشتہ دار ازسرِ خود سوائے تقسیم کے میت کے مال میں سے رکھ نہیں سکتا ہاں تقسیم ہو پھر جو حصّہ میں آئے وہ لے سکتا ہے اور پانچواں ضابطہ یہ بیان فرمایا نصیباً مفروضاً کہ یہ حصّے اللہ کی طرف سے مقرر کر دیئے گئے ہیں اب ان میں کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں کر سکتا اور کوئی بھی آدمی ان میں کمی بیشی یا تبدیلی کا مجاز نہیں ہے اور اب رہا یہ مسئلہ کہ وہ کیا کیا حصّے ہیں مردوں کو کیا ملے گا اور عورتوں کو کیا ملے گا اس سلسلہ میں اگرچہ احادیث کی روشنی میں کچھ تفاصیل لکھ دی گئی ہیں لیکن پھر بھی ابھی تک یہ آیت مجمل ہے اور اس کی تشریح آنے والی آیات میں آرہی ہے اور اس طرح رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ سے بھی اس کی

توضیح انشاء اللہ العزیز عرض کی جائے گی واللہ ھوالموفق والمعین

موجودہ زمانہ میں بھی یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھایا جارہا ہے جیسا کہ جب کوئی شخص وفات پاجاتا ہے تو اس کے مال کے ہر ہر حصّہ اور ہر چھوٹی بڑی چیز کے ساتھ ہر وارث کا حق متعلق ہو جاتا ہے، اس کے نابالغ بچے یتیم ہوتے ہیں، ان بچوں کے ساتھ عموماً ہر گھر میں ظلم وزیادتی کا برتاؤ ہوتا ہے اور ہر وہ شخص جو ان بچوں کے باپ کی وفات کے بعد مال پر قابض ہوتا ہے خواہ ان بچوں کا چچا ہو یا بڑا بھائی ہو یا والدہ ہو یا اور کوئی ولی یا وصی ہو، اکثر ان امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جن کی ممانعت اس رکوع میں کی گئی ہے، اوّل تو سالہا سال مال کو تقسیم کرتے ہی نہیں، ان بچوں کی روٹی کپڑے پر تھوڑا بہت خرچ کرتے رہتے ہیں، پھر مدعات، رسومات اور فضولیات میں اسی مالِ مشترک سے خرچ کئے چلے جاتے ہیں، اپنی ذات پر بھی خرچ کرتے ہیں اور سرکاری کاغذات میں نام بدلوا کر اپنے بچوں کا نام لکھواتے ہیں، یہ وہ باتیں ہیں جن سے کوئی ہی گھر خالی رہتا ہوگا۔

مدرسوں اور یتیم خانوں میں جو چندہ یتیموں کے لیے آتا ہے اس کو یتیموں پر خرچ نہ کرنا بھی ایک صورت یتیم کا مال ہضم کرنے کی ہے۔

مسئلہ

میّت کے بدن کے کپڑے بھی ترکہ میں شامل ہوتے ہیں، ان کو حساب میں لگائے بغیر یونہی صدقہ کر دیتے ہیں، بعض علاقوں میں تانبے پیتل کے برتن مال کو تقسیم کئے بغیر فقیروں کو دے دیتے ہیں، حالانکہ ان

Marfat.com

سب میں نابالغوں اور غیر حاضر وارثوں کا بھی حق ہوتا ہے، پہلے مال بانٹ لیں، جس میں سے مرنے والے کی اولاد، بیوی، والدین، بہنیں، جس جس کو شرعاً حصّہ پہنچتا ہو اس کو دے دیں، اس کے بعد اپنی خوشی سے جو شخص چاہے مرنے والے کی طرف سے خیرات کریں، یا مل کر کریں تو صرف بالغین کریں، نابالغ کی اجازت کا بھی اعتبار نہیں، اور جو وارث غیر حاضر ہو اس کے حصّہ میں اس کی اجازت کے بغیر بھی تصرف درست نہیں۔

مسئلہ

میت کو قبرستان لے جاتے وقت جو چادر جنازہ کے اوپر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے، اس کو میت کے مال سے خریدنا جائز نہیں، کیونکہ وہ مال مشترک ہے، کوئی شخص اپنی طرف سے خرچ کر دے تو جائز ہے، بعض علاقوں میں نماز جنازہ پڑھانے والے امام کے لیے کفن ہی کے کپڑے میں سے مصلّیٰ تیار کیا جاتا ہے، اور پھر یہ مصلّیٰ امام کو دے دیا جاتا ہے، یہ خرچ بھی کفن کی ضرورت سے فاضل ہے، ورثہ کے مشترک مال میں سے اس کا خریدنا جائز نہیں۔

مسئلہ

بعض جگہ میّت کے غسل کے لیے نئے برتن خریدے جاتے ہیں، پھر ان کو توڑ دیا جاتا ہے، اوّل تو نئے خریدنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ گھر کے موجودہ برتنوں سے غسل دیا جا سکتا ہے، اور اگر خریدنے کی

Marfat.com

ضرورت پڑجائے تو توڑنا جائز نہیں، اوّل تو اس میں مال ضائع کرنا ہے اور پھر ان سے یتیموں کا اور غائب وارثوں کا حق وابستہ ہے۔

مسئلہ

ترکہ کی تقسیم سے پہلے اس میں سے مہمانوں کی خاطر تواضع اور صدقہ وخیرات کچھ جائز نہیں، اس طرح کے صدقہ وخیرات کرنے سے مُردے کو کوئی ثواب نہیں پہنچتا بلکہ ثواب سمجھ کر دینا اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے اس لیے کہ مورث کے مرنے کے بعد اب سب مال تمام وارثوں کا حق ہے اور ان میں یتیم بھی ہوتے ہیں، اس مشترک مال میں سے دینا ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی کا مال چُرا کر میّت کے حق میں صدقہ کر دیا جائے، پہلے مال تقسیم کر دیا جائے، اس کے بعد اگر وہ وارث اپنے مال میں سے اپنی مرضی سے میّت کے حق میں صدقہ خیرات کریں تو ان کو اختیار ہے۔

تقسیم سے پہلے بھی وارثوں سے اجازت لے کر مشترک ترکہ میں سے خیرات نہ کریں، اس لیے کہ جو اُن میں یتیم ہیں ان کی اجازت تو معتبر ہی نہیں، اور جو بالغین ہیں وہ بھی ضروری نہیں کہ خوش دلی سے اجازت دیں، ہوسکتا ہے وہ لحاظ کی وجہ سے اجازت دینے پر مجبور ہوں، اور لوگوں کے طعنوں کے خوف سے کہ اپنے مُردہ کے حق میں دو پیسے تک خرچ نہ کیئے، اس عار سے بچنے کے لیے بادلِ ناخواستہ حامی بھر لے ——— حالانکہ شریعت میں صرف وہ مال حلال ہے جب کہ دینے والا طیب خاطر سے دے رہا ہو ——— جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

یہاں ہم ایک بزرگ کا واقعہ نقل کرتے ہیں، جس سے مسئلہ اور زیادہ

واضح ہو جائے گا ۔ یہ بزرگ ایک مسلمان کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، تھوڑی دیر مریض کے پاس بیٹھے تھے کہ اس کی روح پرواز کر گئی، اس موقع پر جو چراغ جل رہا تھا انہوں نے فوراً اسے بجھا دیا، اور اپنے پاس سے پیسے دے کر تیل منگایا اور روشنی کی۔ لوگوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا جب تک یہ شخص زندہ تھا یہ چراغ اس کی ملکیت تھی، اور اس کی روشنی استعمال کرنا درست تھا، اب یہ اس دنیا سے رخصت ہو گیا تو اس کی ہر چیز میں وارثوں کا حق ہو گیا۔ لہٰذا سب وارثوں کی اجازت ہی سے ہم یہ چراغ استعمال کر سکتے ہیں اور وہ سب یہاں موجود نہیں ہیں لہٰذا اپنے پیسوں سے تیل منگا کر روشنی کی۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۭ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ

اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے حق میں تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے پھر اگر دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو اُن کے لیے دو تہائی اس مال سے ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ایک ہی لڑکی ہو تو اس کے لیے آدھا ہے اور اگر میت کی اولاد ہے تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو کل مال کا چھٹا حصہ ملنا چاہیئے

Marfat.com

لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۭ اٰبَاۗؤُكُمْ وَاَبْنَاۗؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ۭ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا

اور اگر اس کی کوئی اولاد نہیں اور ماں باپ ہی اس کے وارث ہیں تو اس کی ماں کا ایک تہائی حصہ ہے پھر اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو اس کی ماں کا چھٹا حصہ ہے یہ حصہ اس وصیت کے بعد ہوگا جو وہ کر گیا تھا اور بعد ادا کرنے قرض کے تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپوں اور تمہارے بیٹوں میں سے کون تمہیں زیادہ نفع پہنچانے والا ہے یہ حصہ اللہ کی طرف سے مقرر کیا ہوا ہے۔ بے شک اللہ خبردار حکمت والا ہے۔

اور تمہارے لیے آدھا حصہ ہے اس مال کا جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا بشرطیکہ ان کی اولاد نہ ہو اور اگر ان کی اولاد ہو تو تمہارے لیے چوتھا حصہ ہے اس مال سے جو انہوں نے

Marfat.com

تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ ۚ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَىٰ بِهَا أَوْ دَيْنٍ ۗ غَيْرَ مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ تِلْكَ حُدُودُ

چھوڑا یہ تقسیم وصیت کے بعد
ہوگی جو وہ کر جائیں یا بعد قرض
کے اور ان عورتوں کے لیے
چوتھائی مال ہے جو تم چھوڑ کر
مرو بشرطیکہ تمہاری اولاد نہ ہو
پس اگر تمہاری اولاد ہو تو جو تم
نے چھوڑا اس میں انکا آٹھواں
حصہ ہے اس وصیت کے
بعد جو تم کر جاؤ یا قرض کے بعد
اور اگر وہ مرد یا عورت جس
کی یہ میراث ہے۔ باپ بیٹا
کچھ نہیں رکھتا اور اس میت
کا ایک بھائی یا بہن ہے تو
دونوں میں سے ہر ایک کا
چھٹا حصہ ہے پس وہ اس
سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی
میں سب شریک ہیں وصیت
کے بعد جو ہو چکی ہو یا قرض
کے بعد بشرطیکہ اوروں کا
نقصان نہ ہو۔ یہ اللہ کا حکم
ہے اور اللہ جاننے والا تحمل

Marfat.com

اللّٰہِ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

(سورۃ النساء آیت ۱۱ تا ۱۴)

کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے اسے جنت میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ ہی بڑی کامیابی ہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدوں سے نکل جائے اسے آگ میں داخل کرے گا اس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہوگا۔

حقوق متعلقہ علی المیراث

شریعت کا اصول یہ ہے کہ مرنے والے کے مال سے پہلے شریعت کے مطابق اس کے کفن دفن کے اخراجات پورے کیے جائیں جن میں نہ فضول خرچی ہو نہ کنجوسی ہو۔ اس کے بعد اس کے قرضے ادا کئے جائیں، اگر قرضے اتنے ہی ہوں جتنا اس کا مال ہے یا اس سے بھی زیادہ تو نہ کسی کو میراث ملے گی نہ کوئی وصیت نافذ ہوگی اور اگر قرضوں

Marfat.com

کے بعد مال بچ جائے یا قرضے بالکل ہی نہ ہوں تو اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو اور وہ کسی گناہ کی وصیت نہ ہو، تو اب جو مال موجود ہے اس کے ایک تہائی میں سے اس کی وصیّت نافذ ہو جائے گی، اگر کوئی شخص پورے مال کی وصیت کر دے تب بھی تہائی مال ہی میں وصیّت معتبر ہوگی ——— تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کرنا مناسب بھی نہیں ہے اور وارثوں کو محروم کرنے کی نیت سے وصیت کرنا گناہ بھی ہے۔

ادائے دین کے بعد ایک تہائی میں وصیّت نافذ کر کے شرعی وارثوں میں تقسیم کر دیا جائے جس کی تفصیلات فرائض کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اگر وصیت نہ کی ہو تو ادائے دین کے بعد پورا مال میراث میں تقسیم ہوگا۔

اولاد کا حصّہ

جیسا کہ گزشتہ رکوع میں گزر چکا ہے کہ میراث کی تقسیم الاقرب فالاقرب کے اصول پر ہوگی، مرنے والے کی اولاد اور اس کے والدین چونکہ اقرب ترین ہیں، اس لیے ان کو ہر حال میں میراث ملتی ہے، یہ دونوں رشتے انسان کے قریب ترین اور بلا واسطہ رشتے ہیں، دوسرے رشتے بالواسطہ ہوتے ہیں، قرآن شریف میں پہلے انہی کے حصّے بیان فرمائے اور اولاد کے حصّہ سے شروع فرمایا، چنانچہ ارشاد ہے۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ، یہ ایک ایسا قاعدہ کلیہ ہے جس نے لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو میراث کا مستحق بھی بنا دیا اور ہر ایک کا حصّہ بھی مقرر کر دیا اور یہ اصول معلوم ہو گیا کہ جب مرنے والے کی اولاد

میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ہوں تو ان کے حصّہ میں جو مال آئے گا اس طرح تقسیم ہوگا کہ ہر لڑکے کو لڑکی کے مقابلہ میں دوگنا مل جائے مثلاً کسی نے ایک لڑکا دو لڑکیاں چھوڑے تو مال کے چار حصّے کر کے ۲/۴ لڑکے کو اور ۱/۴ ہر لڑکی کو دے دیا جائے گا۔

لڑکیوں کو حصّہ دینے کی اہمیت

قرآن مجید نے لڑکیوں کو حصّہ دلانے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ لڑکیوں کے حصّہ کو اصل قرار دے کر اس کے اعتبار سے لڑکوں کا حصّہ بتلایا، اور بجائے لِلْاُنْثَيَيْنِ مِثْلُ حَظِّ الذَّكَرِ (دو لڑکیوں کو ایک لڑکے کے حصہ کے بقدر) فرمانے کے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصّہ کے بقدر) کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔

جو لوگ بہنوں کو حصّہ نہیں دیتے اور وہ یہ سمجھ کر بادلِ ناخواستہ شرماشرمی معاف کر دیتی ہیں کہ ملنے والا تو ہے ہی نہیں تو کیوں بھائیوں سے بُرائی لی، ایسی معافی شرعاً معافی نہیں ہوتی، ان کا حق بھائیوں کے ذمّہ واجب رہتا ہے، یہ میراث دبانے والے سخت گنہگار ہیں، ان میں بعض بچیاں نابالغ بھی ہوتی ہیں، ان کو حصّہ نہ دینا دوہرا گناہ ہے، ایک گناہ وارثِ شرعی کے حصّہ کو دبانے کا اور دوسرا یتیم کے مال کو کھانے کا۔

اس کے بعد مزید تشریح فرماتے ہوئے لڑکیوں کا حصّہ یوں بیان فرمایا:

فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ، یعنی اگر نرینہ اولاد نہ ہوں اور صرف لڑکیاں ہوں اور ایک سے

زائد ہوں تو ان کو مالِ موروث سے دو تہائی مال ملے گا، جس میں سب لڑکیاں برابر کی شریک ہوں گی، اور باقی ایک تہائی دوسرے ورثاء مثلاً میت کے والدین، بیوی یا شوہر وغیرہ میراث کے حق داروں کو ملے گا۔ دو لڑکیاں اور دو سے زائد سب دو تہائی میں شریک ہوں گی۔

دو لڑکیوں سے زائد کا حکم تو قرآن کریم کی آیت میں صراحۃً مذکور ہے، جیسا کہ فَوْقَ اثْنَتَيْنِ کے الفاظ اس پر دلالت کر رہے ہیں اور لڑکیاں دو ہوں تو اس کا حکم بھی وہی ہے جو دو سے زیادہ کا حکم ہے، اس کا ثبوت حدیث شریف میں مذکور ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ	"جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
قَالَ خَرَجْنَا مَعَ	ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى	کے ہمراہ باہر نکلے، اتنے میں
جِئْنَا امْرَءَةً مِّنَ	ہمارا گزر اسواف میں ....
الْاَنْصَارِ فِي الْاَسْوَافِ	ایک انصاری عورت پر ہوا
فَجَاءَتِ الْمَرْءَةُ	وہ عورت اپنی دو لڑکیوں کو
بِابْنَتَيْنِ لَهَا فَقَالَتْ	لے کر آئی اور کہنے لگی، کہ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَاتَانِ	اے اللہ کے رسول یہ دونوں
بِنْتَا ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ	لڑکیاں ثابت بن قیس (میرے
قُتِلَ مَعَكَ يَوْمَ	شوہر) کی ہیں جو آپ کے

عہ قال ابوداود واخطأ بشر فيه انما هما ابنتا سعد بن الربيع، وثابت بن قيس قتل يوم اليمامة،

Marfat.com

اُحُدٍ وَقَدِ اسْتُفَاءَ عَمُّهَا مَالَهُمَا وَمِيْرَاثَهُمَا كُلَّهٗ وَلَوْ يَدَعُ مَالاً اِلَّا اَخَذَهٗ فَمَا تَرٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَاللّٰهِ لَا تُنْكَحَانِ اَبَدًا اِلَّا وَلَهُمَا مَالٌ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ وَقَالَ نَزَلَتْ سُوْرَةُ النِّسَاءِ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ" الْاٰيَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْعُوْا لِيْ الْمَرْءَةَ وَصَاحِبَهَا، فَقَالَ لِعَمِّهِمَا اَعْطِهِمَا

ساتھ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گئے ہیں، ان لڑکیوں کا چچا ان کے پورے مال اور ان کی پوری میراث پر خود قابض ہو گیا ہے، اور ان کے واسطے کچھ باقی نہیں رکھا اس معاملہ میں آپ کیا فرماتے ہیں، خدا کی قسم اگر ان لڑکیوں کے پاس مال نہ ہوگا تو کوئی شخص اُن کو نکاح میں رکھنے کے لیے تیار نہ ہوگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تیرے حق میں فیصلہ فرما دے گا، حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ پھر جب سورۂ نساء کی یہ آیت "یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ" نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس عورت اور اس کے دیور کو (لڑکیوں کا

Marfat.com

الثُّلُثَيْنِ وَاعْطِ اُمَّهُمَا الثُّمُنَ وَمَا بَقِيَ فَلَكَ

وہ چچا جس نے سارے مال پر قبضہ کرلیا تھا) بلاؤ، آپؐ نے لڑکیوں کے چچا سے فرمایا کہ لڑکیوں کو کل مال کا دو تہائی حصّہ دو، ان کی ماں کو آٹھواں حصّہ اور جو بچے وہ تم خود رکھ لو

(مشکوٰۃ باب الفرائض)

اس حدیث میں جس مسئلہ کا ذکر ہے اس میں آپؐ نے دو لڑکیوں کو بھی دو تہائی حصّہ دے دیا، جس طرح دو سے زیادہ کا یہی حکم خود قرآن کریم کی مذکورہ آیت میں منصوص ہے۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا: وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ" یعنی اگر مرنے والے نے اپنی اولاد میں صرف ایک لڑکی چھوڑی اور اولاد نرینہ بالکل نہ ہو، تو اس کو اس کے والد یا والدہ کے چھوڑے ہوئے مال موروث کا آدھا حصّہ ملے گا، باقی دوسرے ورثہ لے لیں گے،

والدین کا حصّہ

اس کے بعد خداوند قدوس نے مرنے والے کے ماں باپ کا حصّہ بتایا اور تین حالتیں ذکر فرمائیں۔

اوّل یہ کہ والدین دونوں زندہ چھوڑے ہوں اور اولاد بھی چھوڑی، خواہ ایک ہی لڑکا یا لڑکی ہو، اس صورت میں ماں باپ کو چھٹا چھٹا حصّہ ملے گا، دیگر ورثہ اولاد اور بیوی یا شوہر لے لیں گے اور بعض

Marfat.com

حالات میں کچھ بچا ہوا پھر والد کو پہنچ جاتا ہے، جو اس کے لیے مقررہ چھٹے حصّہ کے علاوہ ہوتا، علم فرائض کی اصطلاح میں اس طرح کے استحقاق کو استحقاقِ تعصیب کہتے ہیں۔

دوسری حالت یہ بتائی کہ مرنے والے کی اولاد اور بھائی بہن نہ ہوں اور ماں باپ موجود ہوں اس صورت میں مال وروثت کا تہائی ۱/۳ ماں کو اور باقی دو تہائی والد کو مل جائیں گے، یہ اس صورت کا حکم ہے جب کہ مرنے والے کے ورثہ میں اس کا شوہر یا اس کی بیوی بھی موجود نہ ہو، اگر شوہر یا بیوی موجود ہے، تو سب سے پہلے ان کا حصّہ الگ کیا جاوے گا اور باقی میں ۱/۳ والدہ کو اور ۲/۳ والد کو مل جائے گا۔

تیسری حالت یہ ہے کہ مرنے والے کی اولاد تو نہ ہوں لیکن بھائی بہن ہوں جن کی تعداد دو ہو خواہ دو بھائی ہوں خواہ دو بہنیں ہوں یا دو سے زیادہ ہوں، اس صورت میں ماں کو چھٹا حصّہ ملے گا اور اگر اور کوئی وارث نہیں تو بقیہ ۵/۶ حصّہ باپ کو مل جائیں گے، بھائیوں اور بہنوں کی موجودگی سے ماں کا حصّہ کم ہوگیا، لیکن بھائی بہن کو بھی کچھ نہ ملے گا، کیونکہ باپ بہ نسبت بھائی بہن کے اقرب ہے، جو بچے گا باپ کو مل جائے گا، اس صورت میں ماں کا حصّہ ۱/۳ کے بجائے ۱/۶ ہوگیا۔ "فرائض" کی اصطلاح میں اس کو حجب نقصان کہتے ہیں، اور یہ بہن بھائی جن کی وجہ سے والدین کا حصّہ کٹ رہا ہے خواہ حقیقی ہوں خواہ باپ شریک ہوں، خواہ ماں شریک ہوں، ہر صورت میں ان کے وجود سے ماں کا حصّہ گھٹ جائیگا بشرطیکہ ایک سے زیادہ ہوں۔

حصص مقررہ بیان کرنے کے بعد فرمایا: اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ

Marfat.com

لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ "یعنی اولاد اور ماں باپ کے یہ حصّے خداوندِ عالم نے اپنے طور پر مقرر کر دیے ہیں اور اللہ کو سب کچھ معلوم ہے، اور وہ حکیم ہے جو حصّے مقرر کئے گئے ہیں ان میں بڑی حکمتیں ہیں، اگر تمہاری رائے پر تقسیم میراث کا قصّہ رکھا جاتا تو مدارِ تقسیم تم لوگ نفع رساں ہونے کو بناتے، لیکن نفع رساں کون ہوگا؟ اور سب سے زیادہ نفع کس سے پہنچ سکتا ہے؟ اس کا یقینی علم حاصل کرنا تمہارے لیے مشکل تھا، اس لیے بجائے نافع ہونے کے اقربیت کو مدارِ حکم بنایا"

قرآن کریم کی اس آیت نے بتلا دیا کہ میراث کے جو حصّے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں وہ اس کا طے شدہ حکم ہے، اس میں کسی کو رائے زنی یا کمی بیشی کا کوئی حق نہیں اور تمہیں پورے اطمینانِ قلب کے ساتھ اسے قبول کرنا چاہیئے، تمہارے خالق و مالک کا یہ حکم بہترین حکمت و مصلحت پر مبنی ہے، تمہارے نفع کا کوئی پہلو اس کے احاطۂ علم سے باہر نہیں ہے اور جو کچھ حکم وہ کرتا ہے کسی حکمت سے خالی نہیں ہوتا، تمہیں خود اپنے نفع و نقصان کی حقیقی پہچان نہیں ہو سکتی، اگر تقسیم میراث کا مسئلہ خود تمہاری رائے پر چھوڑ دیا جاتا، تو تم ضرور اپنی کم فہمی کی وجہ سے صحیح فیصلہ نہ کر پاتے۔ اور میراث کی تقسیم میں بے اعتدالی ہو جاتی، اللہ جل شانہٗ نے یہ فریضہ اپنے ذمہ لے لیا تاکہ مال کی تقسیم میں عدل و انصاف کی پوری پوری رعایت ہو، اور میت کا سرمایہ منصفانہ طریقہ سے مختلف مستحقین کے ہاتھوں میں گردش کرے۔

Marfat.com

شوہر اور بیوی کا حصّہ

مندرجہ بالا سطور میں شوہر اور بیوی کے حصّوں کی تعیین کی گئی ہے اور پہلے شوہر کا حصّہ بتایا، شاید اس کو مقدم کرنے کی وجہ یہ ہو کہ اسکی اہمیت ظاہر کرنا مقصود ہے، کیونکہ عورت کی وفات کے بعد شوہر دوسرے گھر کا آدمی ہو جاتا ہے، اگر اپنے میکہ میں عورت کا انتقال ہوا ہو اور اس کا مال وہیں ہو تو شوہر کا حصّہ دینے سے گریز کیا جاتا ہے، گویا اس زیادتی کا سدِّباب کرنے کے لیے شوہر کا حصّہ پہلے بیان فرمایا، اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ فوت ہونے والی عورت نے اگر کوئی بھی اولاد نہ چھوڑی ہو، تو شوہر کو بعد ادار دین و انفاذ وصیّت کے مرحومہ کے کل کا نصف ملے گا، اور باقی نصف میں دوسرے ورثہ مثلاً مرحومہ کے والدین، بھائی بہن، حسبِ قاعدہ حصّہ پائیں گے۔

اور اگر مرنے والی نے اولاد چھوڑی ہو، ایک ہو یا دو ہوں، یا اس سے زائد ہوں، لڑکا ہو یا لڑکی ہو، اس شوہر سے ہو جس کو چھوڑ کر وفات پائی ہے، یا اس سے پہلے کسی اور شوہر سے ہو، تو اس صورت میں موجودہ شوہر کو مرحومہ کے مال سے ادار دین و انفاذِ وصیّت کے بعد کُل مال کا چوتھائی ملے گا، اور بقیہ تین چوتھائی حصّے دوسرے ورثار کو ملیں گے یہ شوہر کے حصّہ کی تفصیل تھی۔

اور اگر میاں بیوی میں سے مرنے والا شوہر ہے، اور اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی تو ادار دین و انفاذِ وصیّت کے بعد بیوی کو مرنے والے کے کُل مال کا چوتھائی ملے گا، اور اگر اس نے کوئی اولاد چھوڑی ہے خواہ

Marfat.com

اس بیوی سے ہو یا کسی دوسری بیوی سے تو اس صورت میں بعد ادا، دین و وصیت کے آٹھواں حصّہ ملے گا، اگر بیوی ایک سے زائد ہے تو بھی مذکورہ تفصیل کے مطابق ایک بیوی کے حصّہ میں جتنی میراث آئے گی، وہ ان سب بیویوں میں تقسیم کی جائے گی، یعنی ہر عورت کو چوتھائی اور آٹھواں حصّہ نہیں ملے گا، بلکہ سب بیویاں چوتھائی اور آٹھویں حصّہ میں شریک ہوں گی، اور ان دونوں حالتوں میں شوہر، بیوی کو ملنے کے بعد جو کچھ ترکہ بچے گا وہ ان کے دوسرے ورثار میں تقسیم کر دیا جائے گا۔

مسئلہ

یہ دیکھنا چاہیئے کہ بیوی کا مہر ادا ہو گیا ہے یا نہیں، اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو دوسرے قرضوں کی طرح اولاً کل مال سے دَینِ مہر ادا ہو گا، اس کے بعد ترکہ تقسیم ہو گا، اور مہر لینے کے بعد عورت اپنی میراث کا حصّہ بھی میراث میں حصّہ دار ہونے کی وجہ سے وصول کرے گی اور اگر میّت کا مال اتنا ہے کہ مہر ادا کرنے کے بعد کچھ نہیں بچتا تو بھی دوسرے دیون کی طرح پورا مال دَینِ مہر میں عورت کو دے دیا جائے گا اور کسی وارث کو کچھ حصّہ نہ ملے گا۔

کلالہ کی میراث

ان سطور میں کلالہ کی میراث بیان کی گئی ہے، کلالہ کی بہت سی تعریفیں کی گئی ہیں، جو علّامہ قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں بھی نقل کی ہیں مشہور تعریف یہی ہے جو خلاصۂ تفسیر میں مذکور ہے، کہ جس مرنے والے

Marfat.com

کے اصول اور فروع نہ ہوں وہ کلالہ ہے۔

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں کہ کلالہ اصل میں مصدر ہے جو کلال کے معنی میں ہے اور کلال کے معنی ہیں تھک جانا، جو ضعف پر دلالت کرتا ہے، باپ بیٹے والی قرابت کے سوا قرابت کو کلالہ کہا گیا اس لیے کہ وہ قرابت باپ بیٹے کی قرابت کی نسبت سے کمزور ہے۔

پھر کلالہ کا اطلاق اس مرنے والے پر بھی کیا گیا جس نے نہ اولاد چھوڑی اور نہ والد، اور اس وارث پر بھی اطلاق کیا گیا جو مرنے والے کا ولد اور والد نہ ہو، لغت کے اعتبار سے جو اشتقاق بتلایا اسکا تقاضا ہے کہ لفظ "ذو" مقدر ہو، اور کلالہ بمعنی "ذو کلالہ" ہوگا: یعنی ضعیف رشتہ والا، پھر اس مال موروث پر بھی اس کا اطلاق ہونے لگا، جو ایسے میّت نے چھوڑا ہو جس کا کوئی ولد اور والد نہ ہو۔

حاصل کلام یہ کہ اگر کوئی شخص مرد یا عورت وفات پا جائے، اور اس کے نہ باپ ہو نہ دادا، اور نہ اولاد ہو، اور اس نے ایک بھائی یا بہن ماں شریک چھوڑے ہوں، تو ان میں سے اگر بھائی ہے تو اس کو چھٹا حصّہ ملے گا اور نہیں ہے تو اس کو چھٹا حصّہ ملے گا، اور اگر ایک سے زیادہ ہوں مثلاً ایک بھائی ایک بہن ہو یا دو بہنیں ہوں، تو یہ سب مرنے والے کے کل مال کے تہائی حصّے میں شریک ہوں گے، اور اس میں مذکر کو مونث سے دوہرا نہیں ملے گا، علامہ قرطبی فرماتے ہیں: وَلَيْسَ فِي الْفَرَائِضِ مَوْضِعٌ يَكُونُ فِيهِ الذَّكَرُ وَالْأُنْثَى سَوَاءً إِلَّا فِي مِيرَاثِ الْإِخْوَةِ لِلْأُمِّ،

Marfat.com

بہن بھائی کا حصّہ

واضح رہے کہ اس آیت میں اخیافی (ماں شریک) بہن بھائی کا حصّہ بتلایا گیا ہے، اگرچہ قرآن کریم کی اس آیت میں یہ قید مذکور نہیں ہے۔ لیکن یہ قید بالاجماع معتبر ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قرأت بھی اس آیت میں اس طرح ہے: وله اخ او اخت من امه جیسا کہ علامہ قرطبی، صاحب روح المعانی اور ابوبکر جصاص اور دیگر حضرات نے نقل کیا ہے، گو یہ قرأت متواتر نہیں ہے، لیکن اجماع امّت ہونے کی وجہ سے معمول بہا ہے اور اس کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۂ نساء کے ختم پر بھی کلالہ کی میراث کا ذکر کیا ہے، وہاں بتایا ہے کہ اگر ایک بہن ہو تو اس کو آدھا ملے گا، اور اگر ایک بھائی ہو تو اپنی بہن کے پورے مال کا وارث بنے گا، اور اگر دو بہنیں ہوں تو دو تہائی مال پائیں گی، اور اگر متعدد بھائی بہن ہوں تو مذکر کو مؤنث سے دوہرا دیا جائے گا، سورۃ کے ختم پر جو یہ حکم ارشاد فرمایا ہے، عینی یعنی حقیقی بہن بھائی اور علاّتی یعنی باپ شریک بہن بھائی کا ذکر ہے، اگر یہاں علاّتی اور عینی بھائی بہن کو شامل کر لیا جائے تو احکام میں تعارض لازم آجائے گا۔

وصیّت کے مسائل

اس رکوع میں تین مرتبہ میراث کے حصّے بیان کر کے یہ فرمایا کہ حصوں کی یہ تقسیم وصیّت اور دَین کے بعد ہے، جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے، کہ میّت کی تجہیز وتکفین کے بعد کل مال سے قرضے ادا کرنے کے

Marfat.com

بعد جو بچے اس میں سے چوتھائی مال میں وصیت نافذ ہوگی، اگر اس سے زیادہ وصیّت ہو تو اس کا شرعاً اعتبار نہیں، ضابطہ میں ادائے دَین نفاذ وصیّت سے مقدم ہے، اگر تمام مال ادائے دیون میں لگ جائے تو نہ وصیّت نافذ ہوگی نہ میراث چلے گی، اس رکوع میں تینوں جگہ جہاں جہاں وصیّت کا ذکر آیا ہے وہاں وصیّت کا ذکر دَین سے پہلے کیا گیا ہے، اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وصیّت کا حق دَین سے مقدم ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس غلط فہمی کو رفع کرتے ہوئے فرمایا :

انکم تقرءون ھٰذہ الاٰیۃ مِنْ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ تُوْصُوْنَ بِھَا اَوْدَیْنٍ وَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قضیٰ بالدّین قبل الوصیّۃ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی صـ۲۶۴)

"یعنی آپ حضرات نے یہ آیت تلاوت کرنی ہیں "من بعد وصیّۃ توصون بہا او دین" اس میں گو لفظ وصیّت مقدم ہے لیکن عملی طور پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دَین کے بعد رکھا ہے"۔

تاہم یہ نکتہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ اگر عملاً وصیّت مؤخر ہے، گو لفظاً اس کو دین سے پہلے کیوں بیان کیا گیا، صاحب روح المعانی اس بارہ میں لکھتے ہیں :

وتقدیم الوصیّۃ علی الدّین ذکرًا مع ان الدّین مقدم علیھا حکمًا لاظھار کمال العنایۃ بتنفیذھا لکونھا مظنۃ للتفریط فی اَدَائِھَا الخ

یعنی آیت میں دَین پر وصیّت کی تقدیم کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ وہ میراث کی طرح بغیر کسی عوض کے ملتی ہے اور اس میں رشتہ دار ہونا بھی ضروری

Marfat.com

نہیں، اس لیے وارثین کی جانب سے اس کو نافذ کرنے میں کوتاہی ہونے یا دیر ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا، اپنے مورث کا مال کسی کے پاس جاتا ہوا دیکھتا اس کو ناگوار ہو سکتا تھا، اس لیے شانِ وصیّت کا اہتمام فرماتے ہوئے دَین پر اس کو مقدم کیا گیا، پھر یہ بھی بات ہے کہ قرض کا ہر میّت پر ہونا ضروری نہیں، اور اگر موت کے وقت موجود بھی ہو تب بھی چونکہ اس کا مطالبہ حق دار کی طرف سے ہوتا ہے اس لیے ورثار بھی انکار نہیں کر سکتے، اس وجہ سے اس میں کوتاہی کا احتمال بہت کم ہے، بخلاف وصیت کے کہ جب میّت مال چھوڑتا ہے تو اس کا یہ بھی دل چاہتا ہے کہ صدقۂ جاریہ کے طور پر اپنے مال کا حصّہ کسی کارِ خیر میں صرف کر جائے، یہاں چونکہ اس مال میں کسی کی طرف سے مطالبہ نہیں ہوتا، اس لیے وارثوں کی طرف سے کوتاہی کا امکان تھا، جس کا سدِّباب کرنے کے لیے بطورِ خاص ہر جگہ وصیّت کو مقدم کیا گیا۔

مسئلہ

اگر دَین اور وصیّت نہ ہو تو تجہیز و تکفین کے بعد بچا ہوا کل مال وارثوں میں تقسیم ہو جائے گا۔

مسئلہ

وارث کے حق میں وصیت کرنا باطل ہے، اگر کسی نے اپنے لڑکے، لڑکی، شوہر یا بیوی کے لیے یا اور کسی ایسے شخص کے لیے وصیت کی جس کو میراث میں حصّہ ملنے والا ہے تو اس وصیت کا کچھ اعتبار نہیں،

Marfat.com

وارثوں کو صرف میراث کا حصّہ ملے گا، اس سے زیادہ کے وہ مستحق نہیں، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں ارشاد فرمایا :-

اِنَّ اللّٰہَ قَدْ اَعْطٰی	"اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو
کُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّہٗ	اس کا حق دے دیا ہے پس
فَلَا وَصِیَّۃَ لِوَارِثٍ،	کسی وارث کے حق میں کوئی
(مشکوۃ بحوالہ ابوداود، ص ۲۶۵)	وصیت معتبر نہیں"۔

ہاں اگر دیگر وارث اجازت دے دیں تو جس وارث کے لیے وصیت کی ہے، اس کے حق میں وصیت نافذ کر کے باقی مال شرعی طریقہ پر تقسیم کیا جائے، جس میں اس وارث کی بھی اپنے حصّہ کی میراث ملے گی، بعض روایاتِ حدیث میں اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ الْوَرَثَۃُ کا استثناء بھی مذکور ہے۔ (کما ذکرہ صاحب الہدایۃ)

غَیْرَ مُضَآرٍّ کی تفسیر

کلالہ کی میراث کے خاتمہ پر یہ بتانے کے بعد کہ یہ میراث وصیت اور دَین کے بعد نافذ ہوگی، لفظ غیر مضار فرمایا، یہ قید اگرچہ صرف اسی جگہ مذکور ہے، لیکن اس سے پہلے جو دو جگہ وصیت اور دَین کا ذکر ہے وہاں پر بھی معتبر اور معمول یہ ہے، مطلب اس کا یہ ہے کہ مرنے والے کے لیے وصیّت یا دَین کے ذریعہ وارثوں کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے، وصیّت کرنے یا اپنے اوپر قرض کا فرضی اقرار کرنے میں وارثوں کو محروم کرنے کا ارادہ ہونا اور اس

Marfat.com

ارادہ پر عمل کرنا سخت ممنوع ہے اور گناہِ کبیرہ ہے۔

دَین یا وصیّت کے ذریعہ ضرر پہنچانے کی کئی صورتیں ممکن ہیں، مثلاً یہ کہ قرض کا جھوٹا اقرار کرلے، کسی دوست وغیرہ کو دلانے کے لیے یا اپنے مخصوص مال کو جو اس کا اپنا ذاتی ہے یہ ظاہر کر دے کہ فلاں شخص کی امانت ہے، تاکہ اس میں میراث نہ چلے، یا ایک تہائی سے زائد مال کی وصیت کرے، یا کسی شخص پہ اپنا قرض ہو اور وہ وصول نہ ہوا ہو، لیکن جھوٹ یہ کہہ دے کہ اس سے قرض وصول ہوگیا، تاکہ وارثوں کو نہ مل سکے، یا مرض الوفات میں ایک تہائی سے زیادہ کسی کو ہبہ کر دے۔

یہ صورتیں ضرر پہنچانے کی ہیں، ہر مورث جو دُنیا سے جا رہا ہے اسے زندگی کے آخری لمحات میں اس طرح کے اضرار سے بچنے کا اہتمام کرنا چاہیئے

مقررہ حصّوں کے مطابق تقسیم کرنیکی تاکید

میراث کے حصّے بیان کرنے کے بعد اللہ پاک نے ارشاد فرمایا وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ، یعنی جو کچھ حصّے مقرر کئے گئے اور دَین اور وصیّت کے بارے میں جو تاکید کی گئی اس سب پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے، اللہ پاک کی طرف سے ایک عظیم وصیّت اور مہتم بالشان حکم ہے اس کی خلاف ورزی نہ کرنا، پھر مزید تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے اور اس نے اپنے علم سے ہر ایک کا حال جانتے ہوئے حصّے مقرر فرمائے، جو احکام مذکورہ پر عمل کرے گا اللہ کے علم سے اس کی یہ نیکی باہر نہ ہوگی، اور جو

خلاف ورزی کرے گا اس کی یہ بدکرداری بھی اللہ کے علم میں آئے گی، جس کی پاداش میں اس سے مواخذہ کیا جائے گا۔

نیز جو کوئی مرنے والا دین یا وصیّت کے ذریعہ سے ضرر پہنچائے گا اللہ کو اس کا بھی علم ہے، اس کے مواخذہ سے بے خوف نہ رہو، ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ خلاف ورزی کرنے پر اس دنیا میں سزا نہ دے اس لیے کہ وہ حلیم ہے، خلاف ورزی کرنے والے کو یہ دھوکا نہ لگنا چاہیئے کہ میں بچ گیا۔

قرآن کریم کا یہ اسلوب ہے کہ احکام و عقائد کے بیان کے بعد تتمہ کے طور پر ماننے والوں کے لیے ترغیب اور ان کی فضیلت کا ذکر ہوتا ہے اور نہ ماننے والوں کے لیے ترہیب و سزا اور ان کی مذمت مذکور ہوتی ہے۔ یہاں بھی چونکہ احکام کا ذکر تھا اس لیے آخر کی اِن دو آیتوں میں اطاعت کرنے والوں اور نافرمانوں کے نتائج کا ذکر کر دیا گیا۔

تکملۂ احکامِ میراث

مسلمان کافر کا وارث نہیں بن سکتا

اگرچہ میراث کی تقسیم نسبی قرابت پر رکھی گئی ہے، لیکن اس میں سے بعض چیزیں مستثنیٰ ہیں۔ اوّل یہ کہ مورث اور وارث دو مختلف دین والے نہ ہوں لہٰذا مسلمان کسی کافر کا اور کافر کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوگا، خواہ ان میں آپس میں کوئی بھی نسبی رشتہ ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا یَرِثُ الْمُسْلِمُ الْکَافِرَ وَلَا الْکَافِرُ الْمُسْلِمَ (مشکوٰۃ ص۲۶۳)

"یعنی مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں بن سکتا"

یہ حکم اس صورت سے متعلق ہے جب کہ پیدائش کے بعد ہی سے کوئی شخص مسلم یا کافر ہو، لیکن اگر کوئی شخص پہلے مسلمان تھا، پھر العیاذ باللہ اسلام سے پھر گیا اور مرتد ہو گیا، اگر ایسا شخص مر جائے یا مقتول ہو جائے، تو اس کا وہ مال جو اسلام کے زمانہ میں کسب کیا تھا، اس کے مسلمان وارثوں کو ملے گا، اور جو ارتداد کے بعد کمایا ہو وہ بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا۔

لیکن اگر عورت مرتد ہو گئی تو اس کا کل مال خواہ زمانۂ اسلام میں حاصل ہوا ہو یا زمانۂ ارتداد میں، اس کے مسلمان وارثوں کو ملے گا، لیکن خود مرتد مرد ہو یا عورت اس کو نہ کسی مسلمان سے میراث ملے گی نہ کسی مرتد سے۔

قاتل کی میراث

اگر کوئی شخص ایسے آدمی کو قتل کر دے جس کے مال میں اس کو میراث پہنچتی ہو تو یہ قاتل اس شخص کی میراث سے محروم ہو گا، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَلْقَاتِلُ لَا یَرِثُ (مشکوٰۃ، ص۲۶۳)

"یعنی قاتل وارث نہیں ہو گا"

البتہ قتلِ خطا کی بعض صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں (تفصیل فقہ کی کتابوں میں ہے۔

Marfat.com

پیٹ میں جو بچّہ ہے اس کی میراث

اگر کسی شخص نے اپنی کچھ اولاد چھوڑی، اور بیوی کے پیٹ میں بھی بچہ ہے، تو یہ بچّہ بھی وارثوں کی فہرست میں آئے گا، لیکن چونکہ یہ پتہ چلانا دشوار ہے کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی، یا ایک سے زیادہ بچّے ہیں اس لیے بچہ پیدا ہونے تک تقسیم میراث ملتوی رکھنا مناسب ہوگا اور اگر تقسیم کرنا ضروری ہے تو سردست ایک لڑکا یا ایک لڑکی فرض کرکے دونوں کے اعتبار سے دو صورتیں فرض کی جائیں، ان دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں ورثہ کو کم ملتا ہو وہ ان میں تقسیم کر دیا جائے، اور باقی اُس حمل کے لیے رکھا جائے۔

معتدّہ کی میراث

جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور طلاق رجعی ہے پھر طلاق سے رجوع اور عدّت ختم ہونے سے پہلے وفات پاگیا، تو یہ عورت میراث میں حصّہ پاوے گی اس لیے کہ نکاح باقی ہے۔

اور اگر کسی شخص نے مرض الوفات میں بیوی کو طلاق دی، اگرچہ طلاق بائن یا مغلّظہ ہی ہو اور عدّت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرگیا، تب بھی وہ عورت اس کی وارث ہوگی، اور عورت کو وارث بنانے کی وجہ سے دو عدتوں میں سے جو سب سے زیادہ دراز ہو اسی کو اختیار کیا جائے گا، جس کی مختصر تشریح یہ ہے کہ:

عدتِ طلاق تین حیض ہے اور عدّتِ وفات چار مہینہ دس دن

Marfat.com

ہے، ان دونوں میں جو عدّت زیادہ دنوں کی ہو اسی کو عدّت قرار دیا جائیگا تاکہ جہاں تک ممکن ہو عورت کو حصّہ مل سکے، اور اگر کسی شخص نے مرض الوفات سے پہلے بائن یا مغلّظہ طلاق دی اور اس کے چند دن بعد عورت کی عدّت میں وہ فوت ہو گیا، تو اس صورت میں اسکو میراث میں سے حصّہ نہیں ملے گا، البتہ اگر طلاق رجعی دی ہے تو وہ وارث ہوگی۔

مسئلہ

اگر کسی عورت نے شوہر کے مرضِ وفات میں خود سے خلع کر لیا، تو وارث نہیں ہوگی، اگرچہ اس کا شوہر اس کی عدّت کے دوران مر جائے۔

عصبات کی میراث

فرائض کے مقررہ حصّے بارہ ورثاء کے لیے طے شدہ ہیں، اور ان وارثوں کو اصحاب الفروض کہا جاتا ہے، جن کی تفصیل کسی قدر اوپر گزر چکی، اگر اصحاب الفروض میں سے کوئی نہ ہو، یا اصحاب الفروض کے حصّے دے دینے کے بعد کچھ مال بچ جائے تو وہ عصبہ کو دے دیا جاتا ہے، اور بعض مرتبہ ایک ہی شخص کو دونوں حیثیتوں سے مال مل جاتا ہے، بعض صورتوں میں میت کی اولاد اور میت کا والد بھی عصبہ ہو جاتے ہیں، دادا کی اولاد یعنی چچا اور باپ کی اولاد یعنی بھائی بھی عصبہ ہو جاتے ہیں۔

عصبات کی کئی قسمیں ہیں، جن کی تفصیلات فرائض کی کتابوں میں موجود ہیں، یہاں ایک مثال لکھی جاتی ہے، مثلاً زید فوت ہو گیا اور

Marfat.com

اس نے اپنے پیچھے چار وارث چھوڑے، بیوی، لڑکی، ماں اور چچا، تو اس کے مال کے کُل چوبیس حِصّے کئے جائیں گے، جن میں سے آدھا یعنی بارہ حِصّے لڑکی کو، ۱/۸ کے حساب سے تین حِصّے بیوی کو، ۱/۶ کے حساب سے چار حِصّے ماں کو، اور بقیہ پانچ حِصّے جو بچے وہ عصبہ ہونے کی حیثیت سے چچا کو ملیں گے۔

مسئلہ

عصبات اگر نہ ہوں تو اصحابِ فرائض سے جو مال بچے وہ ان کے حِصّوں کے مطابق انہی کو دے دیا جاتا ہے، اور اس کو علمِ فرائض کی اصطلاح میں رَد کہتے ہیں، البتہ شوہر اور بیوی پر رَد نہیں ہوتا، کسی حال میں اُن کو مقررہ حِصّے سے زیادہ نہیں دیا جاتا۔

مسئلہ

اگر اصحابِ فروض میں سے کوئی نہ ہو اور عصبات میں بھی کوئی نہ ہو تو ذوی الارحام کو میراث پہنچ جاتی ہے، ذوی الارحام کی فہرست طویل ہے، نواسے، نواسیاں، بہنوں کی اولاد، پھوپھیاں، ماموں، خالہ، یہ لوگ ذوی الارحام کی فہرست میں آتے ہیں اور اس مسئلہ میں تفصیل ہے، جس کا یہ محل نہیں، یہاں اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مذکورہ بالا مسائل اور آیت میراث کی تشریح معارف القرآن مؤلفہ مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی گئی ہے۔

وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي ... وہ آپ سے عورتوں کے

Marfat.com

النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ	بارے میں پوچھتے ہیں آپ
يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا	فرما دیں اللہ تعالیٰ ہی تمہیں
يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي	ان کے بارے میں فتوے
الْكِتَابِ فِي يَتٰمَى	دے رہے ہیں اور جو کچھ
النِّسَآءِ الّٰتِي لَا	پڑھا جا رہا ہے تم پر کتاب
تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ	میں یتیم عورتوں کے بارے
لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ	میں جنہیں تم نہیں دیتے ہو
أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ وَ	جو ان کے لیے فرض کیا گیا
الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ	ہے اور حالانکہ تم چاہتے ہو
الْوِلْدَانِ وَأَنْ	کہ ان سے نکاح کرو اور کمزور
تَقُومُوا لِلْيَتٰمٰى	بچوں کے بارے میں اور
بِالْقِسْطِ ؕ وَمَا	قائم رہو واسطے یتیموں کے
تَفْعَلُوا مِنْ	ساتھ انصاف کے اور تم
خَيْرٍ فَإِنَّ اللّٰهَ	جو بھی نیک کام کرو گے بیشک
كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۝	اللہ تعالیٰ اسے اچھی طرح جانتا
(سورۃ النساء آیت : ۱۲۷)	ہے۔

تشریح

اس سے پہلے عورتوں کے حقوق، بچوں کی تربیت اور یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کی تفصیل بیان ہوئی ہے اور یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ دورِ جاہلیت میں ان تینوں اصناف کی حق تلفی ہوتی تھی جب

Marfat.com

قرآن حکیم میں ان کے حقوق بیان کیے گئے اور انہیں تحفظ فراہم کیا گیا تو رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ پہلے تو یہ سمجھتے رہے کہ یہ قوانین تادیر نہیں چل سکیں گے اور بہت جلد ہی یہ منسوخ ہو جائیں گے اور جب یہ منسوخ نہ ہوئے تو جاکر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں یہ آیت اتاری جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں ان تینوں اصناف کے حقوق کی جو پہلے مذکور ہوئے ہیں ان کی تاکید مزید اور توثیق فرمادی گئی ہے۔

يَسْتَفْتُوْنَكَ ۭ قُلِ	وہ آپ سے حکم دریافت
اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي	کرتے ہیں آپ فرمادیں اللہ
الْكَلٰلَةِ ۭ اِنِ	تعالیٰ تمہیں کلالہ کے بارے
امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ	میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی
لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ	شخص مرجائے جس کی اولاد
فَلَهَا نِصْفُ مَا	نہ ہو اور اس کی ایک بہن
تَرَكَ ۚ وَهُوَ يَرِثُهَآ	ہو تو اسے اس کے تمام ترکہ
اِنْ لَّمْ يَكُنْ	کا نصف ملے گا اور وہ شخص
لَّهَا وَلَدٌ ۭ فَاِنْ كَانَتَا	اس بہن کا وارث ہوگا اگر
اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا	اس کی کوئی اولاد نہ ہو اور
الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۭ	اگر دو بہنیں ہوں تو انہیں
وَاِنْ كَانُوْٓا	کل ترکہ میں سے دو تہائی ملے
اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَاۗءً	گا اور اگر چند وارث بھائی

Marfat.com

فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ ۗ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

(سورہ نساء آیت نمبر ۱۷۶)

بہنیں ہوں اور عورت تو ایک مرد کو دو عورتوں کے حصّہ کے برابر ملے گا اللہ تعالیٰ تم سے اس لیے بیان کرتے ہیں کہ گمراہ نہ ہو جاؤ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا ہے۔

تشریح

آیت نمبر ۱۲ کے آخر میں جس بھائی بہن کو چھٹے حصے کا برابر حقدار بتایا گیا ہے اس سے مراد ماں شریک بھائی بہن ہیں اور اس آیت میں جس بھائی بہن کو میت کے نصف مال کا حقدار بنایا گیا ہے اس سے مراد حقیقی بھائی بہن ہیں اس توجیہ سے آیت نمبر ۱۲ اور آیت نمبر ۱۷۶ کا تعارض ختم ہو جاتا ہے ورنہ یہ دونوں آیتیں متعارض نظر آتی ہیں اور اس کی مزید تفصیل آیت نمبر ۱۲ میں گزر چکی ہے۔ بعض صورتوں میں جو مرد کو عورت کی نسبت دگنا حصّہ دیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت نے شادی کر کے خاوند کے گھر میں جانا ہے اس کے سارے اخراجات اس پر ہیں اور مرد نے چونکہ شادی کر کے دوسرے کی لڑکی کو گھر میں لانا ہے اور اس کے سارے اخراجات برداشت کرنا ہے اور خالق کی نگاہ چونکہ دونوں پر ہے اس لیے مرد کو دگنا حصّہ دلایا ہے واللہ اعلم۔

Marfat.com

انسداد زناکاری

مرد اور عورت کے اندر جو جنسی خواہشات ہیں درحقیقت یہ ہی ترقی کا ذریعہ اور سرمایہ ہیں۔ خالق کائنات مختلف اجزا اور عناصر کے نچوڑ کو جمع کر کے نطفہ کی شکل و صورت میں رحم مادر میں محفوظ کر لیتا ہے اور یہ میاں اور بیوی کی چوکھی حرکت کا نتیجہ ہے اور اس خالق کائنات نے اس نطفہ کو جس طرح رحم مادر کے تین پردوں میں محفوظ کیا ہے اسی طرح ان اجزا کے سلسلہ میں بھی چار ضابطے ہیں اولین یہ ہے کہ اس نطفہ کے اجزا پاکیزہ ہونے چاہئیں۔ گندے غلیظ اور ردی قسم کے اجزا نہیں ہونا چاہئیں اب کون سے اجزا پاکیزہ ہیں اور کون سے اجزا پاکیزہ نہیں ہیں اب اس سلسلہ میں میاں بیوی کی رائے اور صوابدید کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اس خالق نے خود ہی نشاندہی فرما دی ہے۔ قرآن کریم میں اس کی تفصیل موجود ہے جو چیزیں حلال قرار دی ہیں وہ پاکیزہ ہیں اور جو چیزیں حرام قرار دی ہیں وہ گندی ہیں۔ یہ تفصیل انشاء اللہ اپنے مقام میں آئے گی اس کتاب میں اس کی گنجائش نہیں ہے اور پاکیزہ اور عمدہ اجزا سے تیار ہونے والا یہ انسان عمدہ نفع مند خلق خدا کو فائدہ پہنچانے والا ہوگا اور گندے اجزا سے جو انسان تیار ہوگا وہ نفع مند نہیں ہوگا کیونکہ جیسے ان اجزا کی تاثیرات ہوں گی ایسے ہی تاثیرات ان سے تیار ہونے والے مادہ میں بھی ہونگی بلکہ ان خبیث اور گندے اجزا کے جمع ہونے سے ان کی ضرر رسانی میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا اور جب پورا معاشرہ ہی ایسا ہوگا تو پھر ان کی تباہی یقینی ہے اور

Marfat.com

دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ مرد اور عورت کا باہم نکاح ہو اس کی تفصیل گزشتہ ابواب میں بیان ہو چکی ہے اور ان مذکورہ نکاح کے اصولوں کو ملحوظ رکھ اگر نکاح کیا جائے گا اور اگر میاں بیوی ان ہی اصولوں پر گامزن رہیں گے تو ایسی شادی سے صلۂ رحمی کے رشتے قائم ہوں گے دونوں خاندانوں کے درمیان اتفاق و اتحاد، اخوت اور محبت پیدا ہوگی اور اس ملاپ سے جو اولاد تولّد ہوگی اس کے ساتھ ان والدین کو محبت ہوگی اور ایسی اولاد جوان ہو کر اپنے بوڑھے والدین کے ساتھ ہمدردی برتے گی لیکن اگر نکاح کے ذریعہ اولاد تولد نہیں کی جائے گی تو ایسی اولاد سے اس کے ماں باپ کو محبت نہیں ہوگی بلکہ اس کی ماں بننے کے لیے کوئی عورت تیار نہیں ہوگی اس کا باپ بننے کے لیے کوئی مرد تیار نہیں ہوگا اور اسی طرح بقیہ رشتہ داروں کو قیاس کر لیں، اس کا تایا، چچا، خالہ، پھوپھی ماموں وغیرہ کون بننے کو تیار ہوگا۔ یہ تو نقصان ہے دوسرے ضابطہ کی خلاف ورزی یعنی زنا کے ذریعہ اولاد پیدا کرنے کا اور تیسرا ضابطہ یہ ہے کہ یہ نکاح تاحیات ہو یعنی متعہ اور نکاح موقت نہ ہو کیونکہ جو نقصان زنا کے ذریعہ اولاد پیدا کرنے سے ہوتا ہے، وہی نقصان متعہ اور نکاح موقت سے بھی ہے اگرچہ اس درجہ کا نقصان نہ سہی تاہم ہے تو سہی اور نومولود بچے کو شفقت تامہ کی ضرورت ہوتی ہے جو صرف اور صرف نکاح تاحیات سے ہی آسکتی ہے اور چوتھا ضابطہ یہ ہے کہ ایک عورت کا خاوند ایک ہی ہو بیک وقت متعدد خاوند نہیں ہونا چاہئیں اس کی تین وجہیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّلین یہ ہے کہ اصل مقصود اولاد کی صحیح تربیت ہے اور ان کے حقوق کی نگہداشت ہے اگر باپ ایک نہیں ہوگا تو اولاد کی تربیت کا مسئلہ الجھ جائے گا تقسیم وراثت

Marfat.com

میں بڑی مشکلات درپیش آئے گی تو غرضیکہ ایک عورت کے متعدد خاوند ہونے کی صورت میں ایک تو وہی نقصان ہے کہ جو زنا کی صورت میں ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک عورت متعدد خاوندوں کی متحمل بھی نہیں ہو سکے گی اس کے اخراجات اور حقوق کے مسائل الجھ جائیں گے اور تیسری وجہ یہ ہے کہ متعدد خاوندوں کے مواد جمع ہونے سے بیک وقت متعدد بچے بھی پیدا ہو سکتے ہیں جس کی عورت متحمل نہیں ہے اور نیز مختلف مواد کی وجہ سے اولاد کے مزاج پر بھی بُرا اثر پڑے گا جو باعث فساد امراض وغیرہ ہوگا اس لیے شریعت نے مطلقہ اور بیوگان کی عدّت رکھی ہے تاکہ مختلف مواد کے جمع ہونے سے مذکورہ نقصانات پیدا نہ ہوں الغرض مرد اور عورت کے اندر جو جنسی خواہشات ہیں ایک طرف تو یہ ترقی کا ذریعہ ہیں اور دوسری طرف زوال کا ذریعہ بھی ہیں اگر ان کو بالکل کھلی چھٹی دے دی جائے جس طرح چاہیں کریں تو اس طرح ترقی کے بجائے تنزل ہوگا لہٰذا ہر ذی عقل کے نزدیک ان پر کنٹرول ضروری ہے اسی لیے ہر ملک میں مرد اور عورت کو جوڑنے کے لیے کوئی نہ کوئی قانون موجود ہے مگر اس سلسلہ میں جو قانون اسلام نے رکھا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے اور دنیا میں جو نظام مروج ہیں وہ مقاصد نکاح کو کماحقہٗ اور احسن طریقہ سے پورا نہیں کر سکتے اسی لیے وہاں ان ممالک میں برکات نکاح بھی سامنے نہیں آتی ہیں اور اسلام نے جو زرّیں اصول بتائے ہیں پندرہ سو سال گزر جانے کے باوجود آج بھی جو اس دستور پر عمل کرتا ہے تو اسلام کی برکات کو موجود پاتا ہے تو خلاصہ یہ نکلا کہ جنسی خواہشات پر کنٹرول کے لیے اسلامی دستور کے موافق نکاح اور اس پر عمل ازبس ضروری

Marfat.com

ہے اور اس کی خلاف ورزی درحقیقت انسانیت کے ساتھ دشمنی ہے اور جو لوگ اس کو ذاتی فعل سمجھتے ہیں وہ ان عظیم مقاصد سے بے خبر ہیں اسی لیے خالق کائنات نے انسداد زناکاری کے لیے بڑی سخت سزائیں رکھی ہیں جن کی تفصیل انشاء اللہ العزیز ہم عنقریب بیان کریں گے مگر پہلے قرآن اور سنت کی روشنی میں زنا سے بچنے والوں کے اوصاف اور فضائل بیان ہوں گے اور پھر اس کے بعد زنا کی مذمت ممانعت اس کی دنیاوی اور اخروی سزا بیان ہوگی۔

زنا سے بچنے والوں کی
دُنیاوی اور اُخروی کامیابی کا بیان

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝	تحقیق کامیاب ہو گئے وہ
اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ	مومن جو اپنی نمازوں میں
صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝	عاجزی کرتے ہیں اور جو
وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ	بے ہودہ کاموں سے منہ
اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝	پھیرتے ہیں۔
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ	اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں
فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ هُمْ	اور جو اپنی شرمگاہوں کی
لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ	حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی
۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ	بیویوں پر یا ان باندیوں پر کہ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ	مالک ہوئے ان کے دائیں

فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورہ مومنون آیت ۱ تا ۱۱)

ہاتھ پس بے شک وہ ملامت کئے ہوئے نہیں ہیں پس جو اس کے سوا راستہ تلاش کریگا وہ زیادتی کرنے والے ہیں اور جو اپنی امانتوں کی اور عہدوں کی رعایت رکھنے والے ہیں اور جو اپنی نمازوں پر حفاظت کرتے ہیں وہی وارث ہیں جو وارث ہوں گے فردوس کے ۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے ۔

تشریح

ان آیات میں سات صفات کے حامل ایمانداروں سے اللہ پاک نے دو وعدے فرمائے ہیں ایک دُنیاوی کامیابی اور ایک اُخروی کامیابی اوران صفات میں سے ایک صفت یہ ہے جو اپنے آپ کو زنا سے بچاتے ہیں اور سورۃ فرقان میں ایسے بندوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ رحمان کے خاص بندے ہیں پس معلوم ہوا کہ جو لوگ زنا سے بچتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندے بھی اوران کے لیے دنیا میں بھی کامیابی ہوگی اور آخرت میں بھی کامیابی ہوگی ۔

Marfat.com

زنا کی مذمت کا بیان

وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلًا ۝ (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۳۲)	زنا کے قریب مت جاؤ بیشک وہ بے حیائی اور برا راستہ ہے۔
وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (انعام آیت ۱۵۹)	اور بے حیائیوں کے قریب مت جاؤ خواہ ظاہری ہوں یا باطنی۔
وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّيَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (سورۃ الاعراف آیت ۲۸-۳۳)	اور جب وہ بے حیائی کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اسی طریقے پر اپنے ابا کو پایا ہے اور اللہ نے ہمیں اس کا حکم دیا آپ فرما دیں اللہ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا تم اپنی نا سمجھی سے اللہ پر بہتان لگا رہے ہو آپ فرما دیں بے شک میرے رب نے بے حیائیوں کو حرام کیا ہے خواہ ظاہری ہوں یا باطنی۔
وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ نِكَاحًا	اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہیئے جو نکاح کی توفیق

Marfat.com

حَتّٰى يُغْنِيَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ط وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (سورۃ النور آیت ۳۳)

نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور اپنی لونڈیوں کو جو پاک دامن رہنا چاہتی ہیں زنا پر مجبور مت کرو تاکہ دنیا کا فائدہ حاصل کر لو اور جو انہیں مجبور کریگا تو بیشک اللہ بعد ان کے مجبور ہونے کے بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح

ان آیات میں اللہ رب العزّت نے زنا کے بارے میں فرمایا ہے کہ وہ بے حیائی ہے اور بُرا راستہ ہے یہ تم پر حرام ہے اس کے قریب تک نہ جانا، شادی کی توفیق نہیں ہے تو بھی بچ کر رہو اللہ تعالےٰ خود تمہاری یہ ضرورت پوری فرمائیں گے اور اپنی پاک دامن باندیوں کو بھی اس بے حیائی پر مجبور مت کرو۔ ہاں اگر کسی ظالم نے ان پر زبردستی کی تو پھر وہ باندیاں گناہ گار نہیں ہیں۔

یہ جو تشریح عرض کی ہے یہ صراحتاً معلوم ہو رہی ہے اور مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ان آیات کی مزید توضیح و تشریح ملاحظہ فرمائیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے اللہ ان سے

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَحَدٌ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ اَجْلِ ذَالِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ۔

راضی ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت مند نہیں اس لیے اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا ہے خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی۔

عَنْ مَوْلَاةِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ قَالَ سَعْدُ ابْنُ عُبَادَةَ لَوْ رَئَيْتُ مَعَ اِمْرَاَتِيْ رَجُلًا لَضَرَبْتُهٗ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ فَبَلَغَ ذَالِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ فَوَاللّٰهِ لَاَنَا اَغْيَرُ مِنْ سَعْدٍ وَاللّٰهُ اَغْيَرُ مِنِّيْ مِنْ اَجْلِ ذَالِكَ

اور حضرت مغیرہ کے غلام سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ سعد بن عبادہ نے فرمایا اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھوں تو اسے سوائے منہ پھیرنے کے قتل کر دونگا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا تم سعد کی غیرت سے تعجب کرتے ہو قسم اللہ کی میں سعد سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ مجھ سے بھی زیادہ

Marfat.com

حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

(ابن کثیر جلد دوم ص ۱۸۸)

غیرت مند ہے اسی لیے اس نے بے حیائیوں کو حرام کہا ہے خواہ ظاہری ہوں یا باطنی۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ اَنَّ فَتًی شَابًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِئْذَنْ لِیْ بِالزِّنَا فَاَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَیْهِ فَزَجَرُوْهُ وَقَالُوْا مَهْ مَهْ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَا مِنْهُ قَرِیْبًا فَقَالَ اَتُحِبُّهُ لِاُمِّكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِیْ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَهُ لِاُمَّهَاتِهِمْ قَالَ اَفَتُحِبُّهُ

حضرت ابی امامہ سے نقل ہے کہ بے شک ایک نوجوان آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ مجھے زنا کی اجازت دیں پھر لوگوں نے اس کی طرف متوجہ ہو کر اسے ڈانٹا اور اسے کہا کہ اسے چھوڑ دو اسے چھوڑ دو پھر آپ نے اسے فرمایا میرے قریب ہو جاؤ تو آپ کے قریب ہوا آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا کیا تو اس زنا کو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے اس نے کہا نہ اللہ کی قسم

Marfat.com

لِاِبْنَتِكَ قَالَ لَا وَاللّٰهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهٗ لِبَنَاتِهِمْ قَالَ اَفَتُحِبُّهٗ لِاُخْتِكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهٗ لِاَخَوَاتِهِمْ قَالَ اَفَتُحِبُّهٗ لِعَمَّتِكَ قَالَ لَا وَاللّٰهُ جَعَلَنِيَ اللّٰهُ فِدَاكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّوْنَهٗ لِعَمَّاتِهِمْ قَالَ اَفَتُحِبُّهٗ لِخَالَتِكَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ جَعَلَنِيْ

اللہ مجھے آپ پر قربان کردے آپ نے فرمایا باقی لوگ بھی اسے اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیا تو اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتا ہے تو اس نے کہا نہ اللہ کی قسم اے رسول اللہ اللہ مجھے آپ پر قربان کردے آپ نے فرمایا اور لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیا تو اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرتا ہے اس نے کہا نہ اللہ کی قسم اللہ مجھے آپ پر قربان کردے آپ نے فرمایا اور لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیا تو اسے اپنی پھوپھی کے لیے پسند کرتا ہے اس نے کہا نہ اللہ کی قسم اللہ مجھے آپ پر

Marfat.com

اللّٰہُ فِدَاکَ قَالَ وَلَا النَّاسُ یُحِبُّوْنَہٗ لِخَالَتِھِمْ قَالَ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلَیْہِ وَقَالَ اللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبَہٗ وَطَھِّرْ قَلْبَہٗ وَاَحْصِنْ فَرْجَہٗ قَالَ فَلَمْ یَکُنْ بَعْدَ ذَالِکَ الْفَتٰی یَلْتَفِتُ اِلٰی شَیْءٍ

قربان کردے۔ آپ نے فرمایا اور لوگ بھی اسے اپنی پھوپھیوں کے لیے پسند نہیں کرتے آپ نے فرمایا کیا تو اسے اپنی خالہ کے لیے پسند کرتا ہے اس نے کہا نہ اللہ کی قسم اللہ مجھے آپ پر قربان کردے آپ نے فرمایا اور لوگ بھی اسے اپنی خالاؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ راوی نے کہا پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور دُعا کی اے اللہ اس کے گناہ معاف فرمادے اور اس کے دل کو پاک کر اور اسکی شرمگاہ کی حفاظت فرما راوی نے کہا اس کے بعد وہ جوان کسی بری چیز کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا۔

(ابنِ کثیر ج ۳ ص ۳۸)

زنا کی دنیاوی تباہ کاری

وَعَنْ عَمْرِو بْنِ

اور حضرت عمر بن عاص سے

Marfat.com

الْعَاصِ قَالَ	روایت ہے انہوں نے
سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ	فرمایا کہ میں نے سنا رسول
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا	آپ فرماتے تھے جس بھی
مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ	قوم میں زنا پیدا ہو جائے
فِيْهِمُ الزِّنَا اِلَّا	ان پر قحط سالی مسلّط کی جاتی
اُخِذُوْا بِالسَّنَةِ	ہے اور جس میں رشوت
وَمَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ	پیدا ہو جائے ان کے دلوں
فِيْهِمُ الرِّشَا اِلَّا	میں دشمن کا رعب ڈال
اُخِذُوْا بِالرُّعْبِ	دیا جاتا ہے۔

(مشکوٰۃ کتاب الحدود ص۳۱۳)

تشریح

اس حدیث میں دو گناہوں کی سزا بیان ہوئی ہے۔ ایک زنا اور دوسرا رشوت۔ رشوت کی تفصیل تو انشاء اللہ العزیز اپنے مقام میں بیان ہوگی اور زنا کے متعلق پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ اس سے قطع رحمی ہوتی ہے۔ اخوت اور بھائی چارے کے رشتے ختم ہوتے ہیں اور ظاہر بات ہے اور تجربات اور مشاہدات بھی ہیں کہ اس سے انسان بڑی بری طرح متاثر ہوتے ہیں اور تمام انسانوں کو جو لوگ مصیبت میں ڈالتے ہیں ایسے لوگوں پر یقیناً اللہ کا قہر نازل ہوتا ہے اس کی ایک قسم قحط سالی ہے جس کا بیان اس حدیث میں ہے۔ اعاذنا اللہ

Marfat.com

عَنِ الْهَيْثَمِ ابْنِ مَالِكِ الطَّائِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ ذَنْبٍ بَعْدَ الشِّرْكِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ نُطْفَةٍ وَضَعَهَا رَجُلٌ فِي رَحِمٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ

(ابن کثیر جلد ۳ صـ۳۸)

اور ھیثم بن مالک طائی سے روایت ہے انہوں نے روایت کی جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا نہیں کوئی گناہ شرک کے بعد بڑا اللہ کے نزدیک نطفہ سے کر ڈالے آدمی اسے رحم میں جو اس کے لیے حلال نہیں۔

تشریح

زنا کی تباہ کاری اور بربادی کی تفصیل گزشتہ صفحات میں آچکی ہے اور کوئی بھی غیرت مند باپ بیٹا بھائی وغیرہ ایسا نہیں ہے جو اپنے سامنے طاقت رکھتے ہوئے اپنی ماں بیٹی بہن وغیرہ کی ذلت رسوائی اوباشوں کے ہاتھوں سے برداشت کرلے ہاں اگر کوئی دیوث ہو تو وہ الگ بات ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ صلہ رحمی کے رشتے ہیں یہ خون مشترکہ ہے ایک باغیرت انسان ان کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے اور ان کی ذلت کو اپنی ذلت سمجھتا ہے اور انسان کے ساتھ سب سے زیادہ تعلق خداوند پاک کا ہے اس سے زیادہ انسان پر کوئی مہربان نہیں اور اس سے بڑھ کر کوئی ہمدرد نہیں وہی اس کا خالق

Marfat.com

ومالک مربّی ومحسن ہے وہ اپنے بندوں اور بندیوں کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے اور ان کی ذلت کو اپنی ذلت تصوّر کرتا ہے اس لیے اس نے انہیں ازلی ابدی عزت دینے کے لیے دنیا اور آخرت کی ذلت سے انہیں بچانے کے لیے ضوابط مقرر فرمائے ہیں اور یہ ضوابط سمجھانے کے لیے انبیاء علیہم السلام مبعوث فرمائے ہیں ان میں سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں باقی انبیاء کی طرح آپ بھی اللہ پاک کی رحمتوں اور شفقتوں کا مظہر اتم تھے آپ بھی انسانیت کی عزت کو اپنی عزت اور ان کی ذلت اور رُسوائی کو اپنی رُسوائی تصوّر کرتے تھے اس لیے رب العالمین کے ان ضوابط کو رحمۃ للعالمین نے انتہائی شفیقانہ انداز میں سمجھایا کہ جس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے مقام غور ہے کہ وہ ایک شخص آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے اور اس دو جہاں کے سردار سے بھری مجلس میں بلا جھجک بے دھڑک اور سوائے شرم وحیا کے آپ جیسی ہستی سے زنا جیسے خبیث فعل کی اجازت مانگتا ہے اور لوگ اس کو ڈانٹتے ہیں سرزنش کرتے ہیں ملامت کرتے ہیں مگر قربان جاؤں اس متاع دوعالم روح دوعالم جانِ دو عالم محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ سوائے کسی زجر و توبیخ کے اس کو اپنے پاس بُلا کر دستِ شفقت پھیرتے ہیں حکمت اور دانائی سے بھرپور الفاظ کے موتی بکھیرتے ہوئے اسے فرماتے ہیں اور اسے نصیحت کرتے جاتے ہیں اور وہ اطاعت اور فرمان برداری کا اظہار کرتا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کیا تو اپنی ماں سے زنا پسند کرے گا کہا نہیں، اللہ مجھے آپ پر قربان کر دے تو آپ نے فرمایا اور لوگ بھی تو ایسا پسند نہیں کرتے اسی طرح

Marfat.com

بیٹی، بہن، پھوپھی اور خالہ کا بھی آپ نے تذکرہ فرمایا تو اس نے ہر موقعہ پر یہی مذکورہ جوابات دیئے تو آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت بھرے لب و لہجے میں اللہ کے حضور میں اس کی مغفرت اور اصلاح کی دُعا مانگی اللہ پاک نے آپ کی دُعا قبول فرمائی تو اس کے دِل میں ایسا انقلاب آیا کہ آئندہ کے لیے یہ بُرا فعل اس کے خواب و خیال سے بھی نکل گیا۔ افسوس آج علماء کرام عوام الناس کو اس انداز بلیغ سے سمجھائیں تو بُرائی کا قلع قمع ہو مگر علماء نے یہ انداز تبلیغ چھوڑ دیا ہے اسی لیے علماء کرام کے وعظ و نصیحت میں اثر نہیں۔ خُفتہ را خُفتہ کے کند بیدار بہر حال بحث کا خلاصہ اور لب لباب یہ نکلا کہ زنا کا فعل انتہائی مذموم اور معاشرہ کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ اخوت کی بنیادیں اس سے منہدم ہو جاتی ہیں اور ایسے عناصر درحقیقت انسانیت کے دشمن اور ناسُور ہیں جن کا اپریشن ضروری ہے چنانچہ اس خالقِ کائنات نے ان لوگوں کے لیے بڑی سخت اور عبرت ناک سزائیں رکھی ہیں تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ آنے والی آیات میں ان شاء اللہ العزیز ہم وہ سزائیں بیان کریں گے۔

زنا کے ذریعہ انسانی شیرازہ بکھیرنے والوں کی دنیاوی سزا اور اسکے ثبوت کا طریقہ

وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآئِکُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا — اور تمہاری عورتوں میں کوئی بدکاری کرے تو ان پر اپنوں

Marfat.com

عَلَيْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا ۝

میں سے چار مرد گواہ لاؤ پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ انہیں موت آجائے یا اللہ ان کے لیے کوئی راستہ نکال دے۔

(سورۃ نساء آیت ۱۵)

سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَا اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَّلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ نور آیت ۱-۲)

یہ ایک سورۃ ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے اور اسے فرض کیا ہے اور اس میں ہم نے صاف صاف احکام نازل کئے ہیں تاکہ تمہیں نصیحت آئے۔ زانیہ عورت اور مرد پس ہر ایک کو سو سو دُرّے مارو اور تمہیں ان پر اللہ کا حکم نافذ کرنے میں شفقت نہ پکڑے اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور انہیں سزا دیتے وقت ایمان والوں کی ایک جماعت ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

تشریح

ان آیتوں میں سے پہلی نساء والی آیت میں اجمال ہے تفصیل نہیں ہے اس میں صرف اتنا فرمایا ہے کہ زنا کی مرتکبات عورتوں کے خلاف اگر چار گواہ گواہی دے دیں تو انہیں گرفتار کر کے تاحیات گھروں میں بند کر دو یا اللہ ان کے لیے کوئی اور سبیل نکالے گا اس میں یہ نہیں فرمایا کہ وہ عاقلہ ہوں یا غیر عاقلہ، بالغہ ہوں یا غیر بالغہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی بیوہ ہوں یا غیر بیوہ ہوں، مجبورہ ہو یا غیر مجبورہ نیز گواہان کے بارے میں بھی کوئی تذکرہ نہیں ہے کہ وہ عادل ہوں یا غیر عادل وغیرہ ذالک اس کی کوئی تفصیل نہیں ہے اور اس میں صرف عورتوں کا ذکر ہے مردوں کا کوئی ذکر نہیں ہے اور یہ ذکر بھی نہیں ہے کہ اگر کوئی مرد ایسی حالت میں اس عورت کو رکھنا چاہے تو اسے رکھ سکتا ہے یا نہیں لہٰذا یہ آیت انتہائی مجمل ہے اور قرآن کا یہ دستور ہے القران یفسر بعضہ للبعض اس ضابطہ کے تحت کچھ تفصیل تو سورہ نور والی آیات میں بیان فرمائی ہیں اور کچھ تفصیل جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث میں بیان فرمائی ہیں اب سب سے پہلے سورہ نور والی آیات کی تشریح عرض کرتا ہوں۔

واللہ ھوالموفق والمعین ۔ اس سورۃ میں سب سے پہلے یہ فرمایا ہے اللہ پاک نے کہ اس سورت کو میں نے خود اتارا ہے اس کے احکامات میں نے تم پر فرض کئے ہیں اور انہیں بالکل واضح اور کھول کر بیان کیا ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یہ احکامات بنا لیے ہیں اور فرمایا کہ یہ بھی نہ سمجھنا کہ یہ احکامات کوئی

Marfat.com

معمولی نوعیت کے ہیں بلکہ ان کی تعمیل تمہارے فرائض میں شامل ہے ان کی اگر خلاف ورزی کروگے تو فریضہ میں کوتاہی ہوگی اور پھر فرمایا کہ ان احکامات کی تعمیل کروگے تو تمہارا اپنا ہی بھلا ہوگا اور خلاف ورزی کروگے تو تمہارا اپنا ہی نقصان ہوگا خدا کا اس میں فائدہ ہے نہ نقصان اس کے بعد یجعل اللہ لھن سبیلا کی تفصیل بیان فرمائی ہے کہ اس جرم کا مرتکب مرد ہو یا عورت دونوں کو سو سو دُرّے مارنا ہے دوسرا یہ فرمایا کہ شفیقانہ انداز سے نہ مارے جائیں بلکہ بے رحمی اور بے دردی سے مارے جائیں کیونکہ انہوں نے صلۂ رحمی کے رشتے کو توڑ کر بے رحمی کی فضا پیدا کی ہے اور تیسرا یہ فرمایا کہ یہ سزا سرِعام ہونا چاہیئے بہرحال سورہ نور والی آیت نے سورہ نساء والی آیت کی تفصیل تو بیان فرمائی مگر پھر بھی یہ تفصیل پوری نہیں ہے اور نیز اس آیت نے یتوفھن الموت والی سزا بھی منسوخ کر دی ہے کیونکہ جب سبیلا کی وضاحت آگئی تو یتوفھن والی سزا کی ضرورت خود ختم ہوگئی اور اب ہم آنے والی احادیث میں جناب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مجمل آیت کی جو تشریح اور توضیح بیان فرمائی ہے وہ عرض کرتے ہیں اور نیز آنے والی احادیث سے یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ فاجلدوھم کل واحد الایۃ سے مراد سخت سزا ہے اور یہ زانی افراد کی حیثیت پر موقوف ہے کہیں یہ سزا زیادہ سخت ہے اور کہیں بالکل نرم ہے اور کہیں بالکل نہیں ہے اور اس سے احادیث کی اہمیت بھی معلوم ہوگئی۔

Marfat.com

زانیہ اور زانی کنوارے ہوں تو انکی سزا سو سو دُرّے ہے اور شادی شدہ کی رجم ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَزَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ اِنَّ رَجُلَیْنِ اِخْتَصَمَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اِقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الْاٰخَرُ اَجَلْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاقْضِ بَیْنَنَا بِکِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِیْ اَنْ اَتَکَلَّمَ قَالَ تَکَلَّمْ قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ کَانَ عَسِیْفًا عَلٰی هٰذَا فَزَنَا بِامْرَاَتِهٖ فَاَخْبَرُوْنِیْ اَنَّ عَلَی اِبْنِیْ الرَّجْمَ

اور حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت زیدؓ بن خالد سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں جھگڑا پیش کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کریں اور دوسرے نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کریں اور مجھے اجازت دیں کہ میں بات کروں آپ نے فرمایا بات کر تو اس نے کہا میرا بیٹا اس کا مزدور تھا پھر اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا پھر مجھے کچھ علماء نے

Marfat.com

فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ
بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ
لِيْ ثُمَّ اِنِّيْ
سَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ
فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّ
عَلٰى اِبْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ
وَ تَغْرِيْبَ عَامٍ وَ
اِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰى
اِمْرَاَتِهٖ فَقَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَمَا وَالَّذِيْ
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ
بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ
اللّٰهِ اَمَّا غَنَمُكَ
وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ
عَلَيْكَ وَاَمَّا
اِبْنُكَ فَعَلَيْهِ جَلْدُ
مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ
عَامٍ وَ اَمَّا
اَنْتَ يَا اُنَيْسُ

کہا کہ میرے بیٹے پر رجم ہے
تو میں نے اس کی طرف سے
ایک سو بکری اور ایک اپنی
کنیز فدیہ ادا کیا ہے پھر میں
نے اہلِ علم سے پوچھا، تو
انہوں نے مجھے بتایا ہے
کہ میرے بیٹے پر سو دُرّے
اور ایک سال کی جلا وطنی
ہے اور اس کی بیوی پر رجم
ہے پس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا آگاہ رہو
قسم ہے اس ذات کی جس
کے دستِ پاک میں ہے
میری جان میں ضرور تمہارے
درمیان کتاب اللہ کے موافق
فیصلہ کروں گا پھر تمہاری بکریاں
اور کنیز تجھے واپس دی جائیگی
اور تیرے بیٹے پر سو دُرّے
اور ایک سال کی جلا وطنی
ہے اور بہر حال اے اُنیس
تو اس عورت کے پاس جا

Marfat.com

فَاغْدُ اِلٰی اِمْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا (متفق علیہ)

اگر وہ اعتراف کرے تو اسے رجم کر دے (اس حدیث پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے)

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دو شخصوں نے پہلے یہودی علماء سے فیصلہ کرایا اور یہ فیصلہ دو لحاظ سے غلط تھا اوّلاً اس لیے کہ اس زانی مرد پر رجم نہیں تھا رجم اس عورت زانیہ پر تھا اور انہوں نے زانی مرد پر رجم عائد کیا اور دُوسرا اس لحاظ سے غلط تھا کہ رشوت لے کر اس سزا کو معاف کر دیا اور یہودی علماء کا یہ ہی معمول تھا اسی لیے اللہ پاک نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نئی شریعت دے کر مبعوث فرمایا چنانچہ آپ نے اس موقعہ پر وہ رشوت کی بکریاں اور کنیز واپس کرائی اور زانی مرد پر چونکہ شادی شدہ نہیں تھا تو سو دُرّوں کی سزا عائد کی اور عورت پر رجم کا فیصلہ دیا۔

وَعَنْ زَیْدِ ابْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُ فِیْمَنْ زَنٰی وَلَمْ یُحْصِنْ جَلْدُ

اور حضرت زید بن خالد سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ حکم دیتے تھے اس شخص کے بارے میں جو زنا کرے

Marfat.com

مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ

(رواہ البخاری)

اور محصن نہ ہو کہ اس پر سو ۱۰۰ دُرّے اور ایک سال جلاوطنی ہے (امام بخاریؒ نے یہ حدیث نقل کی ہے)

وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذُوْا عَنِّيْ خُذُوْا عَنِّيْ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا اَلْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ

اور حضرت عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لو مجھ سے لو مجھ سے یقیناً اللہ نے ان کے لیے راستہ نکال دیا ہے۔ کنوارہ کنواری لڑکی سے زنا کرے تو ان پر سو سو دُرّے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت سے زنا کرے تو ان پر سو سو دُرّے اور رجم ہے (مسلم)

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ کتاب الحدود ص ۳۰۹ سے منقول ہیں)

تشریح

ان دونوں احادیث میں جو دو دو سزاؤں کا ذکر ہے یعنی کنوارے مرد اور کنواری لڑکی کے لیے سو سو دُرّے اور ایک سال جلاوطنی

Marfat.com

بھی اور شادی شدہ مرد اور عورت کے لیے سَو سَو دُرّے اور رجم بھی یہ درحقیقت ایک عدالتی ضابطے پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مجرم جب دو سزاؤں کا مستحق ہوتا ہے تو حاکم وقت دونوں سزاؤں کا اعلان تو کرتا ہے مگر ان دونوں میں سے جو سنگین نوعیت کی سزا ہو وہ تو بہرحال نافذ ہی کی جاتی ہے وہ معاف نہیں کی جاتی اور وہ سزا جو ہلکی نوعیت کی ہے وہ حاکم وقت کی صوابدید پر موقوف ہے کہ چاہے تو وہ اسے اس مجرم پر نافذ کرے اور اگر نہ چاہے تو نہ نافذ کرے اسی طرح یہاں بھی ہے یعنی شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی یہ ہی دستور ہے کہ کنوارے زانی اور کنواری زانیہ کے لیے دو سزائیں ہیں ایک سخت اور دوسری نرم۔ دُرّوں کی سزا سخت ہے اور جلاوطنی کی سزا نرم ہے اور دو سزاؤں کی وجہ یہ ہے کہ درحقیقت یہاں جرم دو ہیں ایک اللہ کے حکم کی خلاف ورزی اور دوسرا دوسرے کی حق تلفی۔ اب کسی حاکم وقت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دُرّوں کی سزا معاف کر دے البتہ جلاوطنی والی سزا جو ہے اس کے سلسلہ میں حاکم وقت کو اختیار ہے کہ مجرم پر اسے نافذ کرے یا معاف کرے اور اس طرح زانی اور زانیہ شادی شدہ ہوں تو ان کی بھی دو سزائیں ہیں ایک سَو سَو دُرّے اور دوسرا رجم ان دونوں میں اوّل الذکر جو ہے یہ بھی حاکم وقت کی صوابدید پر موقوف ہے چاہے تو نافذ کرے اور اگر نہ چاہے تو نافذ کرے کیونکہ یہ سزا ان دونوں کے حق میں ہلکی ہے اور دوسری سزا ان کی رجم ہے اور یہ سزا ان کے حق میں سخت ہے کسی بھی حاکم وقت کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ اسے معاف کر دے اور ان احادیث میں ان دونوں سزاؤں کو بیان

Marfat.com

تو کیا ہے مگر یہ کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا آپ کے خلفائے راشدین نے بیک وقت یہ دونوں سزائیں نافذ کی ہوں چنانچہ آنے والی احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهٗ اَنَّ رَجُلًا مِنْهُمْ وَامْرَاَةً زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَاْنِ الرَّجْمِ فَقَالُوْا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے روایت ہے کہ بیشک یہودی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر انہوں نے آپ کے سامنے ذکر کیا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے باہم زنا کیا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کیا تم تورات میں رجم کے بارے میں کچھ نہیں پاتے انہوں نے کہا کہ انہیں رسوا کرتے ہیں اور انہیں دُرّے مارے جاتے ہیں عبداللہ ابن سلام نے کہا کہ تم نے جھوٹ کہا ہے یقیناً تورات میں رجم ہے پھر انہوں نے تورات لائی پھر اسے کھولا

Marfat.com

اَحَدُهُمْ يَدَهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَاَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوْا صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ اِرْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ تَلُوْحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ

تو ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم والی آیت پر رکھ دیا پھر اس نے اس آیت کا ماقبل اور مابعد پڑھا پھر عبداللہ ابن سلام نے کہا اپنا ہاتھ ہٹا پھر اس نے اپنا ہاتھ ہٹایا تو اس تورات میں رجم کی آیت تھی پھر انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن سلام نے سچ کہا ہے اے محمدؐ اس میں آیت آیت رجم ہے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے بارے میں رجم کا حکم دیا تو انہیں رجم کیا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ ابن سلام نے کہا کہ اپنا ہاتھ ہٹا پھر اس نے ہٹایا تو اس تورات میں آیت رجم چمک رہی تھی پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ محمدؐ اس میں آیت

Marfat.com

فِيهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ	رجم ہے لیکن ہم نے اسے
وَلٰكِنَّهَا نُكَاتِمُهٗ	اپنے مابین چھپایا ہوا ہے
بَيْنَنَا فَاَمَرَ	پھر آپ نے ان دونوں
بِهِمَا فَرُجِمَا	کے بارے میں حکم دیا پھر
(متفق علیہ)	انہیں رجم کیا گیا۔

تشریح

اس حدیث پاک کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی جو آپ کے پاس زنا کا قضیہ لائے تھے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں ان کے دین کی بہ نسبت آسان سزا ہو مگر بارش سے بھاگے پرنالے کے نیچے آگئے جس سخت سزا کو انہوں نے مدتوں سے چھپایا ہوا تھا وہی بھگتنی پڑی اور انہوں نے اس موقعہ پر بھی اس سزا کو چھپانے کی بہتیری کوشش کی مگر اللہ تعالےٰ نے حق کو ظاہر کیا اور حضرت عبداللہ ابن سلام کی زبان سے اس کی گواہی دلا دی اور حضرت عبداللہ ابن سلام دراصل یہود کے بڑے بلند پایہ عالم تھے اور بہ مشرف باسلام ہو چکے تھے اس لیے یہ آیت رجم ان کو انہوں نے چھپانے نہیں دی جس کا بعد میں انہوں نے خود اعتراف کیا بہر حال اس سے یہ معلوم ہوا کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم ہے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی یہ ہی حکم تھا۔

Marfat.com

وَعَنْ عُمَرَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ مِمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اٰيَةُ الرَّجْمِ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَهٗ وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنَا اِذَا اَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ اَوْ كَانَ الْحَبَلُ اَوِ الْاِعْتِرَافُ

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الحدود سے منقول ہیں۔)

اور حضرت عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت محمدؐ کو حق دے کر بھیجا ہے اور ان پر کتاب اتاری ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اتارا ہے اس میں آیت رجم بھی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی رجم کیا ہے اور آپ کے بعد ہم نے بھی رجم کیا ہے اور رجم اللہ کی کتاب میں برحق ہے ہر اس شخص پر جو زنا کرے جب کہ محصن ہو خواہ مرد ہو یا عورت جب کہ گواہ قائم ہوں یا زنا کا حمل ہو یا اعتراف ہو (یہ حدیث بخاری اور مسلم کی اتفاقی ہے)

تشریح

اس حدیث پاک میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو فرمایا

Marfat.com

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کتاب نازل فرمائی ہے اس میں رجم کی آیت ہے اور وہ برحق ہے اس کے متعلق محدثین کی رائے گرامی تو یہ ہے کہ اصل تو آیت کریمہ یہ تھی اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجُمُوْھُمَا الْبَتَّۃَ نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم یعنی بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب باہم زنا کریں تو ان کو ضرور رجم کرو اللہ کی طرف سے یہ عبرت ہے اللہ سب پر غالب حکمت والا ہے لیکن اس کی تلاوت منسوخ ہو گئی ہے مگر اس کا حکم باقی ہے اس پر خود جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل موجود ہے اور اسی طرح آپ کے خلفاء کا عمل بھی موجود ہے اور یہ تواتر سے ثابت ہے اور بوقت تحریر احقر کے ناقص ذہن میں یہ توجیہہ بھی آئی ہے کہ چونکہ قرآن کریم پہلی انبیاء علیہم السلام پر اتاری ہوئی کتابوں کا مُصَدِّق ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ توحید رسالت قیامت یہ تو تینوں عقائد تمام انبیاء علیہم السلام کے اتفاقی ہیں اور اسی طرح نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ یہ اصولِ دین بھی اتفاقی ہیں اور جو اصول اتفاقی ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے اور جن کو منسوخ کر دیا ہے ان پر عمل کرنے کی اس امت کو اجازت نہیں اور رجم کے متعلق اس حدیث سے پہلی حدیث میں گزر چکا ہے کہ آیت رجم تورات میں تھی جس کی تصدیق یہود کے جید علماء نے کی اور اس کے منسوخ ہونے کی کوئی آیت قرآن میں نہیں اتاری گئی اور قرآن میں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یعنی ایمان دار وہ لوگ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس کتاب پر جو آپ کی طرف اتاری گئی ہے اور ان کتابوں

Marfat.com

پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ سے قبل اتاری گئی ہیں اور اس طرح کی اور بھی کئی آیات ہیں ۔ پس ان آیات سے معلوم ہوا کہ پہلی کتابوں کے وہ تمام احکامات جو قرآن نے منسوخ نہیں کئے ان پہ ایمان لانا اور ان پہ عمل کرنا ضروری ہے اور آیت رجم کو چونکہ منسوخ تو نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ اس آیت کریمہ کے بموجب حکم رجم باقی ہے اور اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے بہرحال جمہور محدثین کی رائے گرامی اور اس ناچیز کی اس توجیہہ کو بھی اگر شامل کر لیا جائے تو حکم رجم کی قطعیت میں مزید اضافہ ہو جائے گا ۔ واللہ اعلم

بہرحال یہ مذکورہ سزا اس صورت میں ہے کہ جب چار گواہ گواہی دے دیں کہ فلاں آدمی اور عورت نے زنا کیا ہے اور اگر چار گواہ نہ ہوں ایک دو یا تین ہوں تو ان کی گواہی سے یہ مذکورہ حد نہیں لگائی جائے گی اس کے علاوہ اور جو سزا حکومت مناسب سمجھے دے سکتی ہے ۔

زانی مرد یا عورت چار مرتبہ زنا کا از سر خود اعتراف کریں تب بھی ان پر حد نافذ ہوگی

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ — اور حضرت ابوہریرہ رضؓ سے
قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی — روایت ہے انہوں نے
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ — فرمایا کہ جناب نبی صلی اللہ
رَجُلٌ وَهُوَ فِیْ — علیہ وسلم کے پاس ایک
الْمَسْجِدِ فَنَادَاهُ یَا — آدمی آیا اور وہ مسجد میں تھے

رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ زَنَیْتُ
فَاَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَتَنَحّٰی لِشِقِّ وَجْهِهٖ
الَّذِیْ اَعْرَضَ
قِبَلَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ
زَنَیْتُ فَاَعْرَضَ عَنْهُ
النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
شَهِدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ
دَعَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اَبِكَ جُنُوْنٌ
قَالَ لَا فَقَالَ اَحْصَنْتَ
قَالَ نَعَمْ یَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ
اِذْهَبُوْا بِهٖ
فَارْجُمُوْهُ قَالَ اِبْنُ
شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِیْ
مَنْ سَمِعَ جَابِرَ ابْنَ
عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ

پھر اس نے انہیں بلایا یا
رسول اللہ بے شک میں نے
زنا کیا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس کی طرف سے
منہ پھیرا پھر آیا وہ اس کی
طرف جدھر آنحضرت کا چہرہ
تھا پھر کہا بے شک میں نے
زنا کیا ہے پس پھیرا جناب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس کی طرف سے اپنا منہ
پھر جب اس نے چار مرتبہ
گواہی دی تو نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے اسے بلایا پس فرمایا
کیا تو پاگل ہے اس نے کہا
نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تو
شادی شدہ ہے اس نے کہا ہاں
یا رسول اللہ فرمایا آپ نے
لے جاؤ اسے پھر اس کو رجم
کرو کہا ابن شہاب نے خبر دی
مجھے اس نے جس نے سنا
جابر بن عبداللہ سے وہ فرما رہے

Marfat.com

فَرَجَمْنَاهُ بِالْمَدِينَةِ فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ حَتّٰى اَدْرَكْنَا بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ حَتّٰى مَاتَ۔
(متفق علیہ)

تھے پھر رجم کیا ہم نے اسے مدینہ میں پس جب اسے پتھر لگے تو بھاگا یہاں تک کہ پایا ہم نے اس کو سنگستان میں پھر ہم نے اس کو رجم کیا یہاں تک کہ مرگیا (یہ حدیث بخاری و مسلم کی اتفاقی ہے)

وَفِی رِوَایَةٍ لِلْبُخَارِیِّ عَنْ جَابِرٍ بَعْدَ قَوْلِهٖ نَعَمْ فَاَمَرَ بِهٖ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰى فَلَمَّا اَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ فَاُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰى مَاتَ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلّٰى عَلَيْهِ

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے جو جابر سے ہے بعد اس کے قول کے ہاں پھر حکم دیا آپ نے اس کے بارے میں پھر اس کو جنازگاہ میں رجم کیا گیا پھر جب اس کو پتھر لگے تو بھاگا پھر وہ پکڑا گیا پھر رجم کیا گیا یہاں تک کہ مرگیا پھر اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھا فرمایا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

وعن بريدة قال

اور حضرت بریدہ سے

Marfat.com

جَاءَ مَاعِزُ ابْنُ مَالِكٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ اِرْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ اِلَيْهِ قَالَ فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَالِكَ حَتّٰى اِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ اُطَهِّرُكَ قَالَ مِنَ الزِّنَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ماعز بن مالک جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر عرض کیا یا رسول اللہ مجھے پاک کر دیں پھر فرمایا آپ نے افسوس تجھ پر واپس جا اللہ سے مامعافی مانگ اور اس کی طرف توبہ کر۔ راوی نے کہا پھر وہ تھوڑی دور تک گیا پھر آیا پس عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے پاک کر دیں پھر فرمایا جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح یہاں تک جب چوتھی بار ایا تو فرمایا اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جرم میں پاک کروں میں تجھے اس نے کہا زنا سے، فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہ مجنوں ہے پھر آپ کو بتایا گیا کہ وہ مجنوں نہیں

Marfat.com

اَبِهٖ جُنُوْنٌ فَاُخْبِرَ — ہے پس فرمایا آپ نے کیا
اَنَّهٗ لَيْسَ بِمَجْنُوْنٍ — اس نے شراب پی ہے
فَقَالَ اَشَرِبَ خَمْرًا — پس اُٹھا ایک آدمی پھر اس
فَقَامَ رَجُلٌ — کے مُنہ کو سونگھا پس نہ پائی
فَاسْتَنْكَهَهٗ فَلَمْ — اس نے بُو شراب کی پھر
يَجِدْ مِنْهُ رِيْحَ — فرمایا آپ نے کیا تو نے
خَمْرٍ فَقَالَ اَزَنَيْتَ — زنا کیا ہے اس نے کہا ہاں
قَالَ نَعَمْ فَاَمَرَ — پھر حکم دیا آپ نے اس
بِهٖ فَرُجِمَ فَلَبِثُوْا — کے بارے میں پھر اسے رجم
يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً — کیا گیا پھر ٹھہرے وہ لوگ دو
ثُمَّ جَآءَ رَسُوْلُ — دن یا تین دن پھر آئے جناب
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ — پھر فرمایا آپ نے معافی مانگو
فَقَالَ اِسْتَغْفِرُوْا لِمَا — تم اللہ سے واسطے ماعز بن
عِزِّ ابْنِ مَالِكٍ لَقَدْ — مالک کے تحقیق اس نے
تَابَ تَوْبَةً لَوْ — اتنی بڑی توبہ کی ہے اگر
قُسِمَتْ بَيْنَ اُمَّةٍ — اسے امت کے درمیان تقسیم
لَوَسِعَتْهُمْ ثُمَّ — کر دیا جائے تو اسے پوری
جَآءَتْهُ اِمْرَاَةٌ — ہو جائے پھر آئی آپ کے
مِنْ غَامِدٍ — پاس ایک عورت غامدی قبیلہ
مِنَ الْاَزْدِ فَقَالَتْ — ازد کی پھر اس نے کہا اے

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ طَهِّرْنِيْ اللہ کے رسول آپ مجھے
فَقَالَ وَيْحَكِ ارْجِعِيْ پاک کریں پھر آپ نے فرمایا تجھ
فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ پر افسوس ہے واپس جا اللہ
وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ سے معافی مانگ اور اس کے
فَقَالَتْ تُرِيْدُ اَنْ دربار میں توبہ کر پھر اس نے
تَرُدَّنِيْ كَمَا رَدَدْتَ کہا کیا آپ مجھے لوٹانا چاہتے
مَاعِزَ بْنَ مَالِكٍ ہیں جس طرح آپ نے ماعز
اَنَّهَا سَتُبْلِيْ مِنَ بن مالک کو لوٹایا ہے بیشک
الزِّنَا فَقَالَ اَنْتِ وہ تو زنا سے حاملہ ہے پھر
فَقَالَتْ نَعَمْ قَالَ آپ نے فرمایا تو اس نے
لَهَا حَتّٰى تَضَعِيْ مَا کہا ہاں آپ نے اسے فرمایا
فِيْ بَطْنِكِ یہاں تک کہ جنے تو وہ جو
فَقَالَ فَكَفَلَهَا رَجُلٌ تیرے پیٹ میں ہے راوی
مِنَ الْاَنْصَارِ نے کہا پھر کفیل بنا اس کا ایک
حَتّٰى وَضَعَتْ فَاَتَى آدمی انصار میں سے یہاں
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تک کہ جنا اس نے پھر آیا
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
فَقَالَ قَدْ وَضَعَتِ پاس پھر کہا اس نے تحقیق جنا
الْغَامِدِيَّةُ فَقَالَ ہے غامدیہ نے پس کہا آپ
اِذًا لَا نَرْجُمُهَا نے اس وقت ہم اسے رجم
وَنَدَعُ وَلَدَهَا نہیں کریں گے اور چھوڑیں

Marfat.com

ضَعِيْرًا لَيْسَ لَهٗ مَنْ — گے ہم اس کا بچہ چھوٹا نہیں
يُرْضِعُهٗ فَقَامَ — ہے کوئی جو اس کو دُودھ
رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ — پلائے پھر کھڑا ہوا ایک
فَقَالَ اِلَيَّ رِضَاعُهٗ — آدمی انصار میں سے پھر اس
يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَقَالَ — نے کہا مجھ پر ہے اسے
فَرُجِمَهَا وَفِيْ — دودھ پلانا اے اللہ کے
رِوَايَةٍ اَنَّهٗ قَالَ — نبی پھر اسے رجم کیا گیا اور
لَهَا اِذْهَبِيْ حَتّٰى — ایک روایت ہے کہ آپ
تَلِدِيْ فَلَمَّا وَلَدَتْ — نے اسے فرمایا چلی جا یہاں
قَالَ اِذْهَبِيْ فَاَرْضِعِيْهِ — تک کہ تو جنے پس جب
حَتّٰى تُفْطِمِيْهِ — اس نے جنا آپ نے فرمایا
فَلَمَّا فَطَمَتْهُ — چلی جا اسے دودھ پلا یہاں
اَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ — تک کہ اس کا دُودھ چھڑائے
فِيْ يَدِهٖ كِسْرَةٌ — پس جب اس نے اس
خُبْزٍ فَقَالَتْ هٰذَا — کا دُودھ چھڑایا لائی آپ کے
يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ — پاس بچہ اس کے ہاتھ میں
فَطَمْتُهٗ وَقَدْ — روٹی کا ٹکڑا تھا پس کہا اس
اَكَلَ الطَّعَامَ — نے یہ ہے اے اللہ کے
فَدَفَعَ الصَّبِيَّ — نبی تحقیق میں نے اس کا
اِلٰى رَجُلٍ — دُودھ چھڑا دیا ہے اور یقیناً
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ — وہ کھانا کھاتا ہے پس دیا

Marfat.com

ثُمَّ اَمَرَ بِهَا — آپ نے وہ بچّہ ایک آدمی
فَحُفِرَ اِلٰی — کو مسلمانوں میں سے پھر حکم
صَدْرِهَا وَاَمَرَ — دیا اس کے بارے میں پھر
النَّاسَ فَرَجَمُوْهَا — گڑھا کھودا گیا اس کے سینے
فَيُقْبِلُ خَالِدُ بْنُ — تک اور حکم دیا آپ نے
الْوَلِيْدِ بِحَجَرٍ — لوگوں کو پھر انہوں نے اس
فَرَمَا رَأْسَهَا — کو رجم کیا پس آگے بڑھے
فَتَنْفَحُ الدَّمُ — خالد بن ولید ساتھ پتھر کے
عَلٰی وَجْهِ — پھر مارا اس کے سر پہ پس
خَالِدٍ فَسَبَّهَا — چھینٹے پڑے خون کے خالد
فَقَالَ النَّبِيُّ — کے چہرے پہ پھر اس نے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — اس عورت کو برا کہا پس
وَسَلَّمَ مَهْلًا — فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
يَا خَالِدُ فَوَالَّذِيْ — نے خالد اسے مہلت دو (برا
نَفْسِيْ بِيَدِهٖ — نہ کہو) پس قسم ہے اس
لَقَدْ تَابَتْ — ذات کی میری جان اسکے
تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا — ہاتھ میں ہے اس نے یقیناً
صَاحِبُ مَكْسٍ — ایسی توبہ کی ہے کہ اگر توبہ
لَغُفِرَ لَهٗ ثُمَّ — کرے محصول لینے والا تو
اَمَرَ بِهَا فَصَلّٰى — اس کی بخشش کی جائے پھر
عَلَيْهَا وَدُفِنَتْ — حکم دیا اس کے بارے میں

Marfat.com

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الحدود سے نقل کی گئی ہیں۔)

پھر نماز جنازہ پڑھائی اس کی اور دفن کر دی گئی۔

تشریح

حدیث ابی ہریرہ اور بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مجموعی طور پر تیرہ[۱۳] مسائل معلوم ہوتے ہیں۔ پہلا[۱] مسئلہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور حضرت غامدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دُرّوں کی سزا نہیں دی انہیں صرف رجم ہی کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی حدیث میں ایسے مجرمین کے لیے جو رجم اور درّوں کی دو سزاؤں کا ذکر ہے وہ دونوں ضروری نہیں ہیں صرف رجم ہی ضروری ہے اگر رجم کے ساتھ دُرّوں کی سزا بھی ضروری ہوتی، تو جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلّم دونوں نافذ کرتے یا اگر دُرّوں کی سزا ضروری ہوتی اور رجم کی ضروری نہ ہوتی تو صرف دُرّوں کی نافذ کرتے پس معلوم ہوا کہ ضروری جو ہے وہ صرف رجم کی ہے اس لیے اسے نافذ کیا اور دوسرا[۲] مسئلہ ان دونوں احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی ایسے جرم کا مرتکب از سرِ خود قاضی کے سامنے اپنے اس جرمِ سیاہ کا اعتراف کرلے تو نفس اعتراف سے اس پر یہ حد جاری نہیں کی جائیگی جب تک کہ وہ چار دفعہ اعتراف نہ کرے اور یہ چار دفعہ کا اعتراف جو ہے یہ درحقیقت چار گواہوں کی گواہی کے قائم مقام ہے جو اس باب میں شرط ہے اور تیسرا[۳] مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ جب کوئی ایسے جرم کا اعتراف کرے تو قاضی پہلے اس کو ٹالنے کی کوشش کرے

Marfat.com

اس سے روگردانی کرے جیسا جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعزؓ کے ساتھ کیا اور چوتھا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص قاضی کی اتنی روگردانی کے باوجود اپنے آپ کو اس سنگین سزا کے لیے پیش کرے تو پھر بھی قاضی اس کے حالات دریافت کرے ڈاکٹر سے اس کا دماغی معائنہ کرائے اس کے گھر کے حالات معلوم کرائے کیا گھریلو حالات سے تنگ آکر خودکشی تو نہیں کرنا چاہتا یا کیا وہ منشیات کا عادی تو نہیں ہے اگر اس میں یہ مذکورہ خامیاں ہوں تو پھر اس کو رجم نہیں کیا جائے گا اور اگر یہ نہ ہوں تو پھر اسے رجم کر دیا جائے گا۔ اور پانچواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اگر زانیہ عورت حاملہ ہو تو جب تک اس کا بچہ پیدا ہو کر کھانے پینے کے قابل نہ ہو جائے تب تک اس کو رجم نہیں کیا جائے گا کیونکہ اگر بچہ پیٹ میں ہوتے ہوئے اسے رجم کیا جائے تو اس کے ساتھ اس بے قصور بچے کا قتل ہوگا جو ظلم ہے اور پیدائش کے بعد اگر اسے رجم کر دیا جائے تو بھی اس بچے کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے اس لیے جب تک یہ بچہ کھانا کھانے کے قابل نہ ہو اس وقت تک اس کی اس ماں کو رجم نہیں کیا جائے گا۔ اور چھٹا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ عورت مزنیہ کو سرعام کھڑا کر کے رجم نہیں کرنا بلکہ اس کے لیے زمین میں ایک گہرا گڑھا کھود کر اس میں اسے بٹھا کر رجم کیا جائے گا کیونکہ اس طریق کار سے اس کا ستر کھل جانے کا اندیشہ نہیں ہے اور اگر سرعام اس کو سزا دی جائے تو اس کا ستر کھل جانے کا خطرہ ہے اس لیے اسکی بے حرمتی ہوگی جو شرعاً ممنوع ہے اور ساتواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ رجم کے لیے زانی مرد یا زانیہ عورت کا محصن ہونا ضروری ہے اگر وہ محصن نہیں

Marfat.com

ہوں گے تو انہیں رجم نہیں کیا جائے گا اور محصن اسے کہتے ہیں کہ وہ آزاد ہو عاقل بالغ ہو مسلمان ہو اور آزاد مسلمان عورت سے نکاح کیا ہو اور وہ نکاح صحیح بھی ہو فاسد نہ ہو اور میاں بیوی ہم بستری بھی کر چکے ہوں اور آٹھواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ جو شخص اپنے آپ کو قاضی کے سامنے آکر ازسرِ خود پیش کرے اور اپنے اس جرم سیاہ کا اعتراف کرے اور یوں کہے کہ آپ مجھے پاک کریں مجھ پہ یہ سزا شرعی نافذ کریں تو یہ اس شخص کی توبہ ہے اور یہ سب سے اونچی توبہ ہے اور نواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اس شخص کے دل میں خدا کا ڈر ہے خوف ہے تب ہی تو وہ اپنے آپ کو اتنی سنگین سزا کے لیے پیش کرتا ہے اور دسواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اس کی نماز جنازہ بھی مسلمانوں کو پڑھنا چاہیئے یہ نہیں کہ اس جرم کی وجہ سے اس کی نماز جنازہ ترک کر دیں اور خصوصاً جب کہ اس نے اتنی عظیم توبہ بھی کی ہے اور گیارھواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ نماز جنازہ کے علاوہ بھی اس کے لیے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا چاہیئے اور بارھواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ تمام مسلمانوں کو اب اپنی مجالس میں اس کی مذمت نہیں کرنا چاہیئے کہ وہ ایسا برا تھا برا کام تھا وغیرہ وغیرہ اور تیرھواں مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ اب مسلمانوں کو اپنی مجالس میں اس کی تعریف کرنا چاہیئے کہ اس کا یہ عظیم کارنامہ ہے بڑی اونچی قربانی ہے اس نے صدقِ دل سے توبہ کی ہے اللہ تعالیٰ سب کو ایسی سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

Marfat.com

اگر زنا کا معترف حد قائم ہونے سے پہلے یا درمیان میں منحرف ہو جائے تو حد ساقط ہو جائیگی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ جَآءَ مَا عِزُ الْاَسْلَمِیُّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَآءَ مِنْ شِقِّهِ الْاٰخَرِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَآءَ مِنْ شِقِّهِ الْاٰخَرِ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ زَنَا فَاَعْرَضَ عَنْهُ ثُمَّ جَآءَ مِنْ شِقِّهِ الْاٰخَرِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ قَدْ زَنَا فَاَمَرَ بِهٖ فِی الرَّابِعَةِ فَاُخْرِجَ اِلَی الْحَرَّةِ فَرُجِمَ بِالْحِجَارَةِ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ ماعز اسلمی جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے پھر کہا کہ بے شک اس نے زنا کیا ہے پھر آپ نے اس سے منہ پھیر لیا پھر آیا وہ دوسری جانب سے پس کہا بے شک اس نے زنا کیا. ہے پھر آپ نے اس سے منہ پھیرا پھر آیا وہ دوسری جانب سے پس کہا یا رسول اللہ بے شک اس نے زنا کیا ہے پھر حکم دیا آپ نے اس کے بارے میں چوتھی مرتبہ پھر اس کو نکالا گیا طرف سنگستان کے پھر اسے رجم کیا

Marfat.com

فَلَمَّا وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَرَّ يَشْتَدُّ حَتّٰى مَرَّ بِرَجُلٍ مَعَهٗ لَحْيُ جَمَلٍ فَضَرَبَهٗ بِهٖ وَضَرَبَهُ النَّاسُ حَتّٰى مَاتَ وَذَكَرُوْا ذَالِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ فَرَّ حِيْنَ وَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ وَمَسَّ الْمَوْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

وَفِيْ رِوَايَةٍ هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ اَنْ يَتُوْبَ فَيَتُوْبُ

گیا ساتھ پتھروں کے پس
جب لگے اس کو پتھر تو
بھاگا تیزی سے یہاں تک
کہ گزرا ایک آدمی کے پاس
سے اور اس کے پاس اونٹ
کے جبڑے کی ہڈی تھی پس
مارا اس نے اسے اس سے
اور مارا اسے لوگوں نے بھی
یہاں تک کہ مر گیا پھر ذکر کیا انہوں
نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے کہ
بے شک وہ بھاگا جب پایا
اس نے چھونا پتھروں کا
اور چھونا موت کا پس فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے کیوں نہیں چھوڑ دیا تم
نے اس کو (یہ روایت
ترمذی اور ابن ماجہ کی ہے)
اور ایک روایت میں ہے
کیوں نہیں چھوڑا تم نے اس
کو شاید کہ وہ توبہ کرتا پس اللہ

Marfat.com

اللہ علیہ اس کی توبہ قبول فرماتا۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الحدود سے منقول ہیں)

تشریح

اس حدیث میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا ہے کہ تم نے اس کو کیوں نہیں چھوڑ دیا اس کا مقصد یہ ہے کہ جس شخص نے قاضی کے سامنے اپنے جرم زنا کا اعتراف کیا ہو اور قاضی نے پھر اسے رجم کرنے کا فیصلہ دے دیا ہو اور جلادوں نے اسے رجم کرنا شروع کر دیا ہو اور وہ مجرم اس سزا کی تکلیف محسوس کر کے اس سزا سے اگر بھاگے تو پھر اسے بقیہ سزا نہیں دینا چاہیئے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ زنا کا معترف اگر حد جاری ہونے سے قبل ہی رجوع کر لے مثلاً یوں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا وغیرہ ذالک تو پھر بھی اس سے یہ حد ساقط ہو جائے گی کیونکہ جب دورانِ سزا رجوع کرنے سے اس کی بقیہ سزا جاری کرنے کی اجازت نہیں تو حد جاری ہونے سے پہلے اگر رجوع کرے تو پھر یقیناً یہ سزا اس پر جاری نہیں ہونا چاہیئے اور صحابہؓ نے جو رجوع کرنے کے بعد اس پر بقیہ سزا جاری کی جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی یہ ان کی لاعلمی کی وجہ سے تھا اس لیے انہیں قاتل نہیں کہا جا سکتا ہے بہرحال اس حد کے ساقط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حدود کے سلسلہ میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ حدود کسی بھی شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں اسی لیے زانی کے اعتراف کے وقت بھی اسے ٹالنے کی کوشش کی جاتی ہے اس کا ذہنی توازن وغیرہ دیکھا جاتا ہے اور یہاں حد جاری ہونے سے

Marfat.com

قبل یا دورانِ حد اگر وہ رجوع کرتا ہے تو اس میں بھی ایک طرح کا شبہ تو ہو سکتا ہے کہ شاید اس نے کسی اور جذبے کے تحت ایسا اعتراف کیا ہو اس لیے رجُوع کی صورت میں اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

زانی اور زانیہ جماع کریں تب حد لازم ہوگی

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ	اور حضرت عباس سے روایت
قَالَ لَمَّا اَتٰى	ہے انہوں نے فرمایا جب
مَاعِزُ ابْنُ مَالِكٍ	ماعز ابن مالک جناب نبی
النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ	صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
فَقَالَ لَهٗ لَعَلَّكَ	آئے تو آپ نے اسے فرمایا
قَبَّلْتَ اَوْ غَمَزْتَ	شاید کہ تُو نے اسے بوسہ دیا
اَوْ نَظَرْتَ قَالَ	ہوگا یا اسے چھُوا ہوگا یا دیکھا
لَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ	ہوگا اس نے کہا نہیں یا رسُول
قَالَ اَتَيْتُهَا	اللہ پھر آپ نے فرمایا کیا تو
لَا يَكْنِيْ قَالَ	نے اس سے جماع کیا ہے
نَعَمْ فَعِنْدَ ذَالِكَ	آپ نے کنایہ نہیں استعمال
اَمَرَ بِرَجْمِهٖ	کیا اس نے کہا ہاں پھر اس
(بخاری)	وقت آپ نے اسے رجم
	کرنے کا حکم دیا (بخاری)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرد کسی غیر محرم عورت کو صرف بوسہ دے دے یا صرف ہاتھ لگا دے یا صرف دیکھ لے خواہ برہنگی کی حالت کیوں نہ ہو اس سے اس پر حد جاری نہیں ہو گی کیونکہ یہ اسباب زنا ہیں زنا نہیں ہے اگرچہ مجازی طور پہ ان اسباب پہ بھی زنا کا اطلاق ہوتا ہے مگر حقیقی زنا نہیں اور حد کے لیے حقیقی زنا ہونا ضروری ہے۔

وَعَنْ يَزِيْدَ ابْنِ نُعَيْمِ ابْنِ هَزَالٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ يَتِيْمًا فِيْ حِجْرِ اَبِيْ فَاَصَابَ جَارِيَةً مِنَ الْحَيِّ فَقَالَ لَهٗ اَبِيْ اِئْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ بِمَا صَنَعْتَ لَعَلَّهٗ يَسْتَغْفِرُ لَكَ وَاِنَّمَا يُرِيْدُ

حضرت یزید بن نعیم بن ہزال سے روایت ہے انہوں نے اپنے دادا سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا ماعز بن مالک یتیم تھے میرے باپ کی پرورش میں تھے پھر زنا کیا اس نے قبیلہ کی ایک لڑکی سے پھر اسے میرے باپ نے کہا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ انہیں بتاؤ جو تم نے کیا ہے شاید وہ تمہارے لیے معافی مانگ لیں اور بے شک انکی اس

Marfat.com

بِذَالِكَ رَجَاءً اَنْ — سے یہ امید تھی کہ اس کے
يَّكُوْنَ لَهٗ مَخْرَجًا — لیے کوئی راہ نکل آئے گی
فَاَتَاهُ فَقَالَ يَا — پھر وہ آپ کے پاس آیا اور
رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ — کہا یا رسول اللہ میں نے زنا
زَنَيْتُ فَاَقِمْ عَلَيَّ — کیا ہے آپ مجھ پر اللہ کی
كِتَابَ اللّٰهِ فَاَعْرَضَ — کتاب کا حکم قائم کریں تو آپ
عَنْهُ فَعَادَ فَقَالَ — نے اس سے منہ پھیرا وہ پھر
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ — لوٹا اور کہا یا رسول اللہ میں
زَنَيْتُ فَاَقِمْ — نے زنا کیا ہے آپ مجھ پر
عَلَيَّ كِتَابَ اللّٰهِ — اللہ کی کتاب کا حکم قائم کریں
حَتّٰى قَالَهَا اَرْبَعَ — یہاں تک کہ اس نے چار
مَرَّاتٍ قَالَ رَسُوْلُ — مرتبہ ایسا کہا رسول اللہ صلی
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک
وَسَلَّمَ اِنَّكَ قَدْ — تو نے چار مرتبہ کہا ہے بتا
قُلْتَهَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ — کس سے زنا کیا ہے اس نے
فَبِمَنْ قَالَ بِفُلَانَةٍ — کہا کہ فلاں عورت سے آپ
قَالَ هَلْ ضَاجَعْتَهَا — نے فرمایا اس کے ساتھ تم
قَالَ نَعَمْ قَالَ — لیٹے تھے اس نے کہا ہاں
هَلْ بَاشَرْتَهَا — آپ نے فرمایا اس کے بدن
قَالَ نَعَمْ قَالَ — سے تم نے اپنا بدن ملایا تھا
هَلْ جَامَعْتَهَا — اس نے کہا ہاں آپ نے

Marfat.com

قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُّرْجَمَ فَاُخْرِجَ بِهٖ اِلَى الْحَرَّةِ فَلَمَّا رُجِمَ فَوَجَدَ مَسَّ الْحِجَارَةِ فَجَزِعَ فَخَرَجَ يَشْتَدُّ فَلَقِيَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اُنَيْسٍ وَ قَدْ عَجَزَ اَصْحَابُهٗ فَنَزَعَ لَهٗ بِوَظِيْفِ بَعِيْرٍ فَرَمَاهُ بِهٖ فَقَتَلَهٗ ثُمَّ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذُكِرَ ذَالِكَ فَقَالَ هَلَّا تَرَكْتُمُوْهُ لَعَلَّهٗ اَنْ يَّتُوْبَ فَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ

فرمایا تو نے اس سے جماع کیا تھا اس نے کہا ہاں راوی نے کہا پھر آپ نے حکم دیا اس کو رجم کرنے کا پھر اسے نکالا گیا طرف سنگستان کے پس جب اسے رجم کیا گیا پس پائی اس نے تکلیف پتھروں کی تو گھبرایا اور بڑی تیزی کے ساتھ وہاں سے بھاگا پھر ملے اس کو عبداللہ بن انیس اور اس کے ساتھی عاجز آ گئے تھے پھر اس نے اس کے لیے اُونٹ کی ہڈی نکالی اس سے اس کو مارا پھر اسے قتل کر دیا پھر آئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر ذکر کیا گیا آپ کے سامنے اس کا تو آپ نے فرمایا تم نے کیوں نہیں اسے چھوڑا شاید وہ توبہ کرتا اللہ اس کی توبہ قبول کرتا۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الحدود سے منقول ہیں)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث پاک سے پہلی حدیث کے مضمون کی تائید ہو رہی ہے کیونکہ جب حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو چار مرتبہ زنا کا اعتراف کیا تو آپ نے فوراً اس پر حد نافذ کرنے کا حکم صادر نہیں فرمایا بلکہ پہلے اس سے تفصیل پوچھی ہے کہ تُو نے کس سے زنا کیا ہے اس کے ساتھ تم لیٹے بھی تھے اس کے بدن سے اپنا بدن ملایا تھا اور آخر میں پوچھا کہ کیا تم نے اس سے جماع بھی کیا تھا یعنی اس کی شرمگاہ میں اپنا آلۂ تناسل داخل کیا تھا جب اس کا بھی اعتراف کیا تب آپ نے اسے رجم کرنے کا حکم صادر فرمایا معلوم ہوا کہ صرف عورت کو دیکھنے سے یا اس کے بدن کو چھُونے سے یا اس کے ساتھ لیٹ جانے سے اگر حد واجب ہو جاتی تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جماع کے بارے میں اس سے نہ پوچھتے جب اس نے اس کے ساتھ لیٹنے کا جب اعتراف کیا تھا فوراً اس پر حد نافذ فرما دیتے تھے مگر آپ نے ایسا نہیں کیا بلکہ جماع کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ شرعی حد کے لیے یہ ضروری ہے کہ زانی نے اس سے جماع بھی کیا ہو۔

غلط فہمی میں دروں کی حد لگ جانے سے رجم ساقط نہیں ہوتی

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ — اور حضرت جابرؓ سے روایت

Marfat.com

رَجُلاً زَنَا	ہے کہ بے شک ایک آدمی
بِامْرَاَةٍ فَاَمَرَ	نے ایک عورت سے زنا
بِهِ النَّبِیُّ صَلَّی	کیا پھر جناب نبی صلی اللہ علیہ
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	وسلم نے اس کے بارے
فَجُلِدَ الْمَحْدُّ ثُمَّ	میں حکم دیا تو اسے دُرّے
اُخْبِرَ اَنَّهٗ	مارے گئے پھر پتہ چلا کہ وہ
مُحْصَنٌ فَاَمَرَ	شادی شدہ ہے پھر آپ
بِهٖ فَرُجِمَ	نے حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا

(مشکوٰۃ کتاب الحدود)

تشریح

اس حدیث میں جس شخص پر دُرّوں کی سزا نافذ کرنے کا ذکر ہے اس میں یہ تو نہیں کہ آپ نے اس کے معاملہ میں تحقیق بھی کی تھی یا نہ لیکن دوسری احادیث میں ایسے کیسوں میں جب تحقیقات کا ذکر ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہاں بھی تحقیق کی ہوگی۔ تب ہی تو اس پر درّوں کی سزا نافذ فرمائی ہوگی مگر باوثوق ذرائع سے پتہ چلا ہوگا کہ پہلی تحقیق میں غلطی ہوگئی ہے تو پھر آپ نے اس پر رجم کی حد جاری کی تو معلوم ہوا کہ غلط فہمی کی وجہ سے اگر کوئی حاکم کم درجہ کی سزا نافذ کر دے اور بعد میں پتہ چلا کہ پہلی تحقیق غلط ہے دوسری صحیح ہے جو اہم ہے اور وجوب کا درجہ رکھتی ہے تو اسے بھی نافذ کر دے سابقہ غلطی کی وجہ سے یہ حد ساقط نہیں ہوتی۔ واللہ اعلم بمرادہ۔

Marfat.com

زنا بالجبر سے حد لازم نہیں ہوتی

وَعَنْ وَائِلِ ابْنِ حُجْرٍ قَالَ اُسْتُكْرِهَتْ اِمْرَاَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ وَعَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَرَاَ عَنْهَا الْحَدَّ وَاَقَامَهُ عَلَى الَّذِيْ اَصَابَهَا وَلَمْ يَذْكُرْ اَنَّهُ جَعَلَ لَهَا مَهْرًا (رواہ الترمذی)

اور حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عورت سے زبردستی زنا کیا گیا تو آپ نے اس سے حد ہٹا دی تھی اور اس پر حد قائم کی جس نے اس سے زنا کیا تھا اور راوی نے یہ ذکر نہیں کیا کہ آپ نے اس عورت کے لیے مہر مقرر کیا تھا (ترمذی)

وَعَنْهُ اَنَّ اِمْرَاَةً خَرَجَتْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُرِيْدُ الصَّلٰوةَ فَتَلَقَّاهَا رَجُلٌ فَتَجَلَّاهَا فَقَضٰى حَاجَتَهٗ مِنْهَا

اور ان ہی سے نقل ہے کہ بے شک ایک عورت جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز کے ارادہ سے نکلی تو اس کو ایک آدمی ملا پھر اس نے اس کو ڈھانپ لیا پھر اس نے اپنی حاجت پوری کی اس سے پھر وہ چلائی اور

فَصَاخَتْ وَانْطَلَقَ وَمَرَّتْ عَصَابَةٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَقَالَتْ اِنَّ ذَالِكَ الرَّجُلَ فَعَلَ بِيْ كَذَا وَكَذَا فَاَخَذُوْهُ الرَّجُلَ فَاَتَوْا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا اِذْهَبِيْ فَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكِ وَقَالَ لِلرَّجُلِ الَّذِيْ وَقَعَ عَلَيْهَا اُرْجُمُوْهُ وَقَالَ لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ تَابَهَا اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ لَقُبِلَ مِنْهُمْ

وہ چلا گیا اور گزری ایک جماعت مہاجرین میں سے پس کہا اس عورت نے بے شک اس فلاں آدمی نے میرے ساتھ ایسا کیا پھر انہوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا پھر وہ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے پس آپ نے فرمایا اس عورت کو تو چلی جا بے شک اللہ نے تجھے معاف کر دیا ہے اور اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اس سے زنا کیا کہ اس کو رجم کر دو اور آپ نے فرمایا یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے اگر مدینہ والے توبہ کرتے تو ان کی طرف قبول کی جاتی

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الحدود سے منقول ہیں۔)

تشریح

ان دونوں احادیث کا ماحصل اور لب لباب یہ ہے کہ اگر کسی

عورت سے جبراً زنا کیا گیا ہو تو اس پر حد واجب نہیں ہوگی اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر مرد کو کوئی زنا پر مجبور کرے یعنی قتل وغیرہ کی اس کو دھمکی دے اور وہ جان بچانے کے لیے اگر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے تو اسی پر بھی حد واجب نہیں ہوگی۔

لوطی کی سزا کا بیان

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا	اور جب ہمارے بھیجے ہوئے
لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ	لُوط کے پاس پہنچے تو اُن کے آنے
بِهِمْ ذَرْعًا وَّقَالَ	سے وہ غمگین ہوا اور دِل میں تنگ
هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝	ہوا اور کہا کہ آج کا دن بڑا سخت
وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ	ہے = اور اس کی قوم اس کے
يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ ؕ وَمِنْ	پاس بے اختیار دوڑتی ہوئی آئی =
قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	اور یہ لوگ اس سے پہلے بھی بُرے
السَّيِّاٰتِ ؕ قَالَ يٰقَوْمِ	کام کیا کرتے تھے۔ اس نے کہا
هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ	اے میری قوم یہ میری بیٹیاں ہیں
اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا	وہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ ہیں
اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ	پس اللہ سے ڈرو اور مجھے میرے
ضَيْفِيْ ؕ اَلَيْسَ مِنْكُمْ	مہمانوں میں رُسوا نہ کرو کیا تم میں
رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝ قَالُوْا	سے کوئی بھلے مانس آدمی نہیں ہیں
لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ	انہوں نے کہا کہ تجھے پتہ
بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَاِنَّكَ	ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی

Marfat.com

لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ ۝ غرض نہیں ہے اور یقیناً تو ہمارے
قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ ارادوں کو جانتا ہے اس نے کہا
بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ افسوس تمہارے مقابلے کے
اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝ قَالُوْا لیے میرے پاس کوئی طاقت ہوتی
يٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ یا میں کسی زبردست سہارے کی
لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ فَاَسْرِ پناہ میں چلا جاتا ۔ ان رسولوں نے
بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ کہا اے لوط بے شک ہم تیرے
الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ رب کے بھیجے ہوئے ہیں یہ لوگ
مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ہرگز تجھ تک نہیں پہنچ سکیں گے
اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَآ نکل جاؤ تم اپنی اہل کے کر رات
اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ کے کچھ حصّہ میں اور تم میں کوئی
مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی بیشک
اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ۝ اس پر بھی وہی مصیبت آنے والی
فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا ہے جو ان پر آئے گی ان کے
جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وعدہ کا وقت صبح ہے کیا صبح
وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا قریب نہیں پس جب ہمارا حکم
حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ آگیا ہم نے وہ بستیاں اُلٹ دیں
مَّنْضُوْدٍ ۝ مُّسَوَّمَةً اور اس زمین پر کھنگر کے پتھر برسانا
عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا شروع کئے جو لگاتار گر رہے
هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ تھے جن کا خاص نشان تھا تیرے
بِبَعِيْدٍ ۔ (سورۃ ہود آیت ۷۷ تا ۸۳) رب کی طرف سے اور وہ پتھر

Marfat.com

(سورہ ھود)

ظالموں سے دور نہیں۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ تَجْهَلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۖ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝ (سورۃ نمل آیت ۵۴ تا ۵۸)

اور لوط کو جب اس نے اپنی قوم سے کہا = کیا تم بے حیائی کرتے ہو حالانکہ تم سمجھدار ہو کیا تم آتے ہو مردوں کے پاس شہوت سے سوائے عورتوں کے بلکہ تم حماقت کر رہے ہو پھر اس کی قوم کا سوائے اس کے اور کوئی جواب نہیں تھا مگر کہا انہوں نے کہ نکال دو آلِ لوط کو اپنی آبادی سے بے شک وہ پاک بنتے پھرتے ہیں۔ پھر ہم نے اس لوط کو اور اس کی آل کو نجات دی مگر اس کی بیوی اس کے بارے میں فیصلہ کر چکے تھے کہ وہ پیچھے رہنے والوں سے ہوگی۔ اور ہم نے ان پر بارش برسا دی۔ پس ڈرائی ہوئی قوم کی بری بارش تھی۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ

اور لوط کو بھیجا۔ جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک تم ایسی بے حیائی کرتے ہو جو تم

Marfat.com

اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝	سے پہلے کسی نے نہیں کی۔ کیا
اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ	تم مردوں کے پاس جاتے ہو
وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ ۙ	اور ڈاکے ڈالتے ہو اور بھری
وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ	مجلس میں برائیاں کرتے ہو پھر اس
الْمُنْكَرَ ۭ فَمَا كَانَ	کی قوم کے پاس اس کے سوا اور
جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ	کوئی جواب نہیں تھا مگر انہوں نے
قَالُوا ائْتِنَا بِعَذَابِ	کہا کہ لے آؤ تم اللہ کا عذاب
اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝	اگر تم سچوں سے ہو۔ اس نے
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ	کہا میرے رب میری نصرت فرما
عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝	فساد کرنے والی قوم پر۔

(سورۃ عنکبوت آیت ۲۸ تا ۳۰)

تفسیر

ان آیات میں سے بعض آیات سورہ ہود کی ہیں بعض سورہ نمل کی ہیں اور اور بعض عنکبوت کی ہیں۔ ان میں حضرت لوط کی قوم کے واقعہ کی تفصیل بیان ہوئی ہے۔ ہود والی آیات میں عذاب الٰہی کے نزول سے چند گھنٹے پہلے اس قوم پر جو اتمام حجت کیا گیا اس کا بیان ہے مگر وہ قوم اپنے جرائم میں اندھی ہو چکی تھی اس لیے انہوں نے حضرت لوط علیہ السلام کی اس آخری وارننگ سے بھی فائدہ نہ اٹھایا تو صبح کے قریب اس قوم پر عذاب اترا اور سرزمین کو تہ و بالا کر دیا گیا اور ان پر پتھروں کا مینہ برسایا گیا۔ اور اس سورہ ہود والی آیات میں ان کے جرائم کی تفصیل مذکور نہیں ہے کہ وہ کیا تھے صرف اتنا فرمایا وہ

قبل کانوا یعملون السیّئات کہ وہ اس سے پہلے بُرے کام کرتے تھے۔ بہرحال اس سے اتنا پتہ چل گیا کہ وہ لوگ بہت سے جرائم میں مبتلا تھے اور سورہ نمل والی آیات میں ان کے صرف ایک جرم کا بیان ہے کہ وہ لوگ اغلام بازی کرتے تھے اور سورہ عنکبوت والی آیات میں اس کی مزید تفصیل بیان فرمائی گئی ہے ایک تو وہی ہے جو سورہ نمل والی آیات میں اغلام بازی کا ذکر آیا ہے اور دوسرا یہ بیان فرمایا کہ وہ لوگ اس جرم کے موجد تھے اس سے پہلے جتنی اقوام گزری ہیں ان میں اس کا تصور نہیں تھا اور تیسرا یہ بیان فرمایا کہ وہ لوگ ڈاکو اور رہزن بھی تھے اور چوتھا یہ بیان فرمایا کہ وہ لوگ ایسی برائیاں اور جرائم چھپ کر اور پسِ پردہ نہیں کرتے تھے بلکہ وہ اس کے لیے سرِعام اور بڑی بڑی محافل و مجالس منعقد کرتے تھے دراصل یہ لوگ بہت ہی آسودہ حال اور امیر تھے۔ قوم صدوم کا یہ علاقہ برلب دریا ہونے کی وجہ سے مصر کی طرح بہت ہی سرسبز و شاداب تھا اور اچھے کھاتے پیتے لوگ تھے اور جب انسان کے پاس دولت آجائے تو پھر اسے ایسی برائیاں سوجھتی ہیں اور پھر شیطان انسان کو ایسے جرائم پر اکساتا ہے چنانچہ اس قوم کے مردوں نے مردوں سے اور عورتوں نے عورتوں سے ہم جنسی اور شادیاں رچانے کا سلسلہ شروع کیا جیسا کہ آج کل مغربی ممالک میں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لیے حضرت لُوط علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا۔ حضرت لُوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ آپ نے اس قوم کی اصلاح کی خاطر بڑی کوشش فرمائی مگر وہ لوگ باز نہ آئے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس پیغمبر کو اس ملک سے نکالنے پر تیار ہو گئے تو پھر حضرت لُوط علیہ السلام نے ان کی تباہی اور بربادی کے لیے بد دُعا فرمائی تو اللہ تعالےٰ

Marfat.com

نے وہ بد دعا قبول فرمائی اور اس قوم کو تباہ کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے انکی تباہی کے لیے جو طریقہ اختیار فرمایا ہے ایسا طریقہ اس سے پہلے کسی قوم کی تباہی کے لیے نہیں اختیار کیا گیا کیونکہ اس سے پہلے کسی قوم نے ایسا فعل اختیار ہی نہیں کیا تھا ۔ یہ بدمعاشی صرف اسی قوم کو سُوجھی تھی تو پھر اللہ تعالےٰ نے بھی انہیں غارت کرنے کے لیے انوکھا ہی طریقہ کیا کہ پہلے تو انہیں پتھروں سے ہلاک اور سنگسار کیا جو قریب ہی گندک کی پہاڑی سے اُڑ اُڑ کر ان پر پڑ رہے تھے اور پھر اس سرزمین کو ہی ان پر اُلٹا دیا گیا کیونکہ یہ کام اُلٹا اور فطرت کے خلاف تھا ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل زنا سے بھی برا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو دُگنا سزا دی ہے کیونکہ انسان اگر شادی شدہ ہو تو اس کے لیے شریعت میں صرف رجم کی سزا ہے اور اگر شادی شدہ نہ ہو تو اس کے لیے صرف دُرّوں کی سزا ہے دو اکٹھی سزائیں نہیں ہیں اور قوم لُوط کے لیے دونوں سزاؤں کو جمع کیا گیا ہے پس معلوم ہوا کہ یہ گناہ عند اللہ زنا سے بھی زیادہ برا اور سخت ہے اور آج کل ایسے جرائم کے مرتکبین کے لیے اللہ نے جو سزا مقرر فرمائی ہے وہ ایڈز کی شکل میں پوری دُنیا میں ظاہر ہو چکی ہے اور یہ سزا قوم لوط والی سزا سے کہیں زیادہ سخت ہے ۔ بہرحال اس سلسلہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں مندرجہ ذیل احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

وَعَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ وَجَدْتُمُوْهُ يَعْمَلُ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَاقْتُلُوا الْفَاعِلَ وَالْمَفْعُوْلَ بِهٖ۔

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

حضرت عکرمہ سے روایت ہے اور اس نے ابن عباس سے نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو تم قوم لوط کا عمل کرنے والا پاؤ تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو۔ (یہ حدیث ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے)

اور حضرت ابن عباس اور حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی رحمت سے

مَلْعُوْنٌ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ رواہ رزین وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَلِیًّا اَحْرَقَهُمَا وَاَبَابَكْرٍ هَدَمَ عَلَیْهِمَا حَائِطًا

دُور ہے وہ شخص جو قوم لوط والا عمل کرے اور انکی ایک روایت میں ہے جو ابن عباس سے کہ بے شک حضرت علی نے ان دونوں کو جلایا تھا اور حضرت ابوبکر نے ان پر دیوار گرائی تھی۔

تشریح

ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم لوط کا عمل کرنے والوں کو سزا ضرور دینا ہے عند اللہ یہ گناہ کبیرہ ہے مگر ان کی سزا متعین نہیں ہے۔ حاکم کی صوابدید پر موقوف ہے خواہ انہیں قتل کردے یا انہیں جلادے یا انہیں کھڑا کرکے ان کے اوپر دیوار گرا دی جائے اور آنے والی احادیث سے اس فعل خبیث کی مزید مذمت معلوم ہوتی ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِیْ عَمَلَ

اور حضرت جابر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر قوم لوط والے کام کا ہے اس

Marfat.com

قَوْمِ لُوْطٍ

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

وَعَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اِلٰی رَجُلٍ اَتٰی رَجُلاً اَوْ اِمْرَاَۃً فِیْ دُبُرِھَا۔

حدیث کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نقل کیا ہے۔

اور ان ہی سے روایت ہے کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ نہیں دیکھیں گے قیامت کے دن اس آدمی کو جو کسی مرد یا عورت کا پائخانہ والا حصہ استعمال کرے۔

(یہ پانچوں احادیث مشکوٰۃ کتاب الحدود سے منقول ہیں)

تشریح

ان دونوں حدیثوں سے قوم لوط والے فعل کی مذمت معلوم ہوتی ہے اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں اس فعل کے پائے جانے کے خطرے کا اظہار فرمایا ہے اور ظاہر بات ہے کہ جس قوم میں یہ فعل پایا جائے گا اس قوم پر قوم لوط والا عذاب بھی تو یقیناً ہوگا۔ اعاذنا اللہ

عوام حدود معاف کر سکتی ہے
حکومت معاف نہیں کر سکتی

وَعَنْ عَمْرِو ابْنِ

اور عمر بن شعیب سے روایت

Marfat.com

شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرِ ابْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَافُوا الْحُدُوْدَ فِيْمَا بَيْنَكُمْ فَمَا بَلَغَنِيْ مِنْ حَدٍّ فَقَدْ وَجَبَ۔

ہے انہوں نے اس کے باپ سے انہوں نے اس کے دادا عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کی کہ بے شک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آپس میں اپنے مابین حدود معاف کرو پس مجھ تک جو حد پہنچے پس تحقیق وہ واجب ہوئی۔

(رواہ ابوداؤد والنسائی) (ابو داؤد ونسائی)

تشریح

اس حدیث پاک سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص زنا، چوری، شراب نوشی اور زنا میں ملوث پایا جائے لوگوں کے لیے مناسب یہ ہے کہ انہیں معاف کر دیں اور حکومت تک اس کی شکایت نہ پہنچائیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حکومت تک جب ان مجرمین کی شکایت پہنچائے تو پھر حکام انہیں معاف نہ کریں اور ان پر شرعی حد نافذ کریں اگر حکام ایسا نہیں کریں گے تو مجرم ہوں گے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور حضرت عائشہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب

Marfat.com

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدْرَؤُا الْحُدُوْدَ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَاِنْ كَانَ لَهٗ مَخْرَجٌ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهٗ فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعَفْوِ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يُّخْطِئَ فِي الْعُقُوْبَةِ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دفع کرو مسلمانوں سے ضرور جہاں تک تمہاری طاقت ہو پس اگر اس کے لیے فلاح کی کوئی صورت ہو تو اسے چھوڑ دو پس بے شک امام کا معاف کرنے میں خطا کرنا بہتر ہے سزا میں خطا کرنے سے۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب الحدود سے منقول ہیں)

تشریح

اس حدیث سے پہلی حدیث کی تائید معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم۔

عزت والوں کی حدود معاف نہیں ہو سکتی

وَعَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيْلُوْا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ اِلَّا الْحُدُوْدَ (رواہ ابوداؤد)

اور ان ہی سے روایت ہے کہ بے شک جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاف کرو عزت والوں کی لغزشیں مگر حدود معاف نہیں۔

Marfat.com

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معاشرہ میں جو اونچا طبقہ ہے ان سے اگر کوئی معمولی غلطی ہو جائے تو انہیں معاف کر دینا چاہیئے۔ حکام کو چاہیئے کہ ان کی گرفت نہ کریں انہیں کوئی سزا نہ دیں لیکن چوری شراب نوشی اور تہمتِ زنا وغیرہ کی حد انہیں بھی معاف نہیں ہے۔

حکام اپنے اقربا پر بھی حدود نافذ کریں

وَعَنْ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِيْمُوْا حُدُوْدَ اللّٰهِ فِي الْقَرِيْبِ وَالْبَعِيْدِ وَلَا تَاْخُذْكُمْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ

(رواہ ابن ماجہ)

اور عبادہ بن صامت سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قائم کرو حدود اللہ اپنے قریبی اور دُور والے پر اور نہ پکڑے تمہیں اللہ کے دین میں ملامت، ملامت کرنے والے کی۔ (ابن ماجہ)

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حکام حدود اللہ کے معاملہ میں اپنے کسی رشتہ دار کی رعایت نہیں کر سکتے

Marfat.com

نفاذ حدود اللہ کی برکات

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِقَامَةُ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ خَيْرٌ مِنْ مَطَرِ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فِىْ بِلَادِ اللّٰهِ (ابن ماجہ)

اور ابن عمر سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے شہروں میں حدود اللہ قائم کرنا چالیس راتوں کی بارانِ رحمت سے بہتر ہے

(یہ تینوں احادیث مشکوٰۃ کتاب الحدود سے منقول ہیں)

تشریح

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حدود اللہ کا نفاذ بارانِ رحمت سے بھی بہتر ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ زنا چوری شراب نوشی اور تہمتِ زنا ایسے جرائم ہیں جن سے رحمتِ خداوندی بند ہو جاتی ہے ملک میں فتنہ و فساد برپا ہو جاتا ہے۔ کوئی انسان امن اور چین سے نہیں رہ سکتا یہاں تک کہ بارانِ رحمت بھی بند ہو جاتی ہے اور یہ حدود قائم کرنے سے لوگ جرائم چھوڑ دیتے ہیں ملک میں امن و امان پیدا ہوتا ہے پھر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اس لیے حدود اللہ کا نفاذ بارانِ رحمت سے بھی بہتر ہے۔

Marfat.com

تہمتِ زنا کی دنیوی سزائیں

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ	اور جو لوگ پاک دامن عورتوں
ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ	پر تہمت لگاتے ہیں پھر نہیں
شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ	لاتے چار گواہ پھر انہیں اسّی
ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا	درے مارو اور ان کی گواہی
لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا	کبھی قبول نہ کرو اور وہی لوگ
وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ	فاسق ہیں مگر جن لوگوں نے
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ	توبہ کر لی اس کے بعد اور
بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۚ	اصلاح کر لی تو بے شک اللہ
فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ	بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ نور رکوع ۴-۵)

تشریح

آیت نمبر ۴ میں جو لفظ مُحْصَنٰت آیا ہے یہ محصنۃ کی جمع ہے جو حِصْنٌ سے مشتق ہے اس کے معنے پارسا اور پاک دامن عورت کے آتے ہیں۔ احصان بھی اسی مادے سے ہے اصطلاح شرع میں احصان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کا حد زنا میں اعتبار کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جس پر زنا کا ثبوت ہو جائے وہ عاقل بالغ آزاد مسلمان ہو اور کسی عورت کے ساتھ نکاح صحیح کر چکا اور اس سے مباشرت بھی ہو چکی ہو تو اس پر سزائے رجم و سنگساری جاری ہوگی اور دوسری قسم

Marfat.com

وہ ہے جس کا اعتبار حدِ قذف یعنی تہمتِ زنا میں کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ جس پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے وہ عاقل بالغ آزاد مسلمان ہو اور عفیف ہو یعنی پہلے کبھی اس پر زنا کا ثبوت نہ ہوا ہو اس آیت میں یہی معنے محصنت کے ہیں (معارف القرآن) اب آیت کا معنے یہ ہوا کہ جو لوگ ایسی عورتوں کو زنی کا الزام دیتے ہیں جو عاقلہ بالغہ حُرّہ ہوں اور اس سے قبل ان پر زنی کا ثبوت نہ ہوا ہو تو ان الزام دینے والوں پر حدقذف جاری کی جائے یعنی ان کو اسّی دُرّے مارے جائیں گے اور یہ پہلی دنیوی سزا ہے۔ شانِ نزول کے لحاظ سے اگرچہ یہ حکم خاص نظر آتا ہے کہ تہمت لگانے والے مرد ہوں اور ملزمہ مذکورہ صفات والی ہوں تب ان الزام لگانے والوں پر شرعی حد جاری ہوگی لیکن مشہور ضابطہ تفسیر یہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص المعانی کے تحت یعنی اشتراک علت کے پیشِ نظر یہ حکم عام ہے کہ کوئی بھی مرد یا عورت کسی بھی مرد یا عورت پر یہ الزام لگائے تو الزام لگانے والا یا تو چار گواہ پیش کرے ورنہ اس پر یہ شرعی حد قائم کی جائے گی اور یہ حد تب جاری ہوگی کہ جس پر یہ الزام لگایا گیا ہے وہ عدالت میں جاکر اس کے خلاف چارہ جوئی کرے اس کے خلاف رپورٹ دے کہ فلاں آدمی نے مجھ پر ایسا الزام لگایا ہے اس سے میری توہین ہوئی ہے اس پر حد جاری کی جائے کیونکہ یہ اس کا حق بھی ہے اور اللہ کا حق بھی ہے بخلاف حدِ زنا کے کہ وہ خالصتاً اللہ کا حق ہے کوئی مطالبہ کرے یا نہ کرے حدِ زنا جرم ثابت ہونے پر جاری کی جائے گی (معارف القرآن) یہ مذکورہ سزا وقتی ہے اور دوسری دائمی، دنیاوی

Marfat.com

سزا یہ ہے کہ آئندہ کے لیے کسی بھی معاملہ میں اس کی شہادت قبول نہ کی جائے جب تک کہ توبہ نہ کرے اور اس کی توبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بھی ندامت کے ساتھ معافی مانگے اور جس پر تہمت لگائی ہے اس سے بھی معافی مانگے یہ مسئلہ حد شرعی جو تہمتِ زنا پر ذکر کی گئی ہے اسی ۸ درے اسی تہمت کے ساتھ مخصوص ہے کسی دوسرے جرم کی تہمت کسی پر لگائی جائے تو یہ حد شرعی اس پر جاری نہیں ہوگی ہاں تعزیری سزا حاکم کی صوابدید کے مطابق ہر مجرم کو دی جا سکتی ہے الفاظ قرآن میں اگرچہ صراحتہ حد کا تہمت زنا کے ساتھ مخصوص ہونا ذکر نہیں مگر چار گواہوں کی شہادت کا ذکر اس خصوصیت کی دلیل ہے کیونکہ چار کی شرط صرف ثبوت زنا کے لیے مخصوص ہے۔ (جصاص و ہدایہ بحوالہ معارف القرآن)

تہمتِ زنا کی اخروی سزا

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ	جو لوگ پاک دامنوں بے خبر
الْمُحْصَنٰتِ الْغَافِلٰتِ	ایماں والیوں پر تہمتِ زنا
الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا	لگاتے ہیں ان پر دنیا اور
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ	آخرت میں لعنت بھیج دی
وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ	گئی ہے اور ان کے لیے
(سورہ نور آیت ۲۳)	بڑا عذاب ہے۔

تشریح

اس آیت کریمہ میں کسی پر تہمتِ زنا لگانے کی دو سزائیں بیان

Marfat.com

ہوئی ہیں ایک دنیوی اور دوسری اُخروی اللہ رب العزت نے ان دونوں سزاؤں کو لعنت سے تعبیر فرمایا ہے دنیوی سزا کی تفصیل تو آیت نمبر ۴ اور ۵ میں گزر چکی ہے اور اُخروی سزا اس آیت میں بیان فرمائی ہے اور وہ ہے عذاب عظیم مگر یہ مجمل ہے اس کی تفصیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے چنانچہ مندرجہ احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ	حضرت ابی ہریرہ سے
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی	روایت ہے کہ بے شک
اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ	جناب رسول اللہ صلی اللہ
قَالَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ	علیہ وسلم نے فرمایا۔ سات
الْمُوْبِقَاتِ قِیْلَ	ہلاک کرنے والی چیزوں سے
وَمَا هُنَّ یَا رَسُوْلَ	بچو کہا گیا وہ کون سی چیزیں
اللّٰهِ قَالَ اَلشِّرْكُ	یارسول اللہ آپ نے فرمایا
بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ	اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو
وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ	کرنا ناجائز قتل کرنا مگر کہ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ	جس کا قتل شرعًا روا ہو، سود
وَاَكْلُ الرِّبَا	کھانا، یتیم کا مال کھانا میدان
وَاَكْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ	جہاد سے فرار اختیار کرنا پاک
وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ	دامنوں بے خبر ایمان والیوں
وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ	کو تہمت زنا لگانا۔
الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ	(ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۲۷۷)

Marfat.com

تشریح

اس حدیث میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کو معاشرہ کی تباہی بربادی اور ہلاکت کا باعث بتایا ہے اللہ کے ساتھ[1] شرک کرنا، کسی پر[2] جادو کرنا، کسی کو ناحق[3] قتل کرنا، سود[4] کھانا، یتیم کا مال[5] کھانا، جہاد سے فرار[6] اختیار کرنا، پاک دامن[7] عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا۔ اس وقت پہلی چھ چیزیں ہمارے موضوع سے خارج ہیں اس لیے ان کی تفصیل سے تعرض نہیں کریں گے اس وقت ہمارے زیر بحث ساتویں چیز ہے یعنی کسی پاک دامن اور پارسا عورت کو تہمت زنا لگانا ہے اس کو بھی جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کی ہلاکت کا ذریعہ بتایا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ کیسے ہلاکت کا ذریعہ ہے تو اس کا سہل جواب یہ ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کی ماں بہن، بہو، بیٹی پر زنا کی تہمت لگائے گا تو وہ اس کو معاف تو نہیں کریں گے یا تو اس پر بھی ایسا ہی الزام لگائیں گے یا اسے قتل کریں گے اور یہ پھر انہیں قتل کریں گے تو یہ ایک خونریزی اور سفاکی کا بازار گرم ہوگا جس کا سدباب مشکل ہوگا اور پھر ہزاروں گناہ کبائر کا ذریعہ بنے گا جن میں قتل ناحق تو بہرحال دائمی داخلہ جہنم کا ذریعہ تو ہے ہی اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شروع سے ہی اپنی زبانوں کو بند رکھو۔ کسی کی ماں بہن بہو بیٹی پر یہ الزام نہ لگاؤ ورنہ اس کے برے نتائج کے لیے تیار ہو جاؤ اور ان نتائج میں سے ایک نتیجہ داخلہ جہنم ہے۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ اور حضرت حذیفہؓ سے روایت

Marfat.com

النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَذْفُ الْمُحْصَنَۃِ یَھْدِمُ عَمَلَ مِائَۃِ سَنَۃٍ
(ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲۷۷)

ہے انہوں نے روایت کی ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا پاک دامن عورت کو تہمتِ زنا لگانے سے سو سال کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

تشریح

اس حدیث میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کِسی پاک دامن عورت پر تہمتِ زنا لگانے کا دوسرا نقصان بتایا ہے کہ اس سے الزام لگانے والے کے سو سال کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جب نیک اعمال ہی ضائع ہو جائیں گے تو دوزخ میں داخلہ یقینی ہے اس لیے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کِسی پر ایسی تہمت لگانے سے بچنے کی تعلیم دی ہے اب ذہن میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسا شخص جو متقی اور پرہیز گار ہو اور سو سال تک وہ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ تمام نیک اعمال کرتا رہا ہو اگر ایسا شخص اپنی زبان سے صرف ایک مرتبہ کسی نیک اور پارسا عورت پر زنا کا الزام لگا دیتا ہے تو اس کے اس ایک جرم کی وجہ سے اس کی سو سالہ نیکیوں کو ضائع کر دیا جاتا ہے۔ آخر کار ایسا کیوں ہے اس کا جواب یہ ہے کہ نیک متقی پرہیز گار پارسا اور پاک دامن عورت انسانی ترقی اور عروج کا پہلا

Marfat.com

زینہ ہے ایسی عورت ہزاروں علماء اولیاء صلحا اور مجاہدین کی پیدائش کا ذریعہ ہے اور کارخانۂ قدرت میں ایسی عورت کا بہت بلند مقام ہے اور ایسی عورتوں کی عفت اور عصمت کو داغدار بنانا عند اللہ بہت بڑا جرم ہے اس لیے اللہ رب العزت نے ایسے لوگوں کی دنیاوی ایک سزا تو اسّی درّے رکھی ہے اور دوسری سزا یہ ہے کہ کسی بھی مجلس میں اور کسی بھی معاملہ میں اس کی شہادت قبول کرنے کی اجازت نہیں دی اور اخروی سزا یہ رکھی ہے کہ اس کے سارے نیک اعمال اکارت کر کے جہنم رسید ہونے کی دھمکی سُنا دی ہے کیونکہ اس نے عورت کو داغ دار بنا دیا ہے سارے معاشرہ میں اسے بدنام کر دیا ہے اب پہلے تو اس سے کوئی شادی ہی نہیں کرے گا اگر کوئی کر بھی لے گا تو وہ عورت خود بھی اور اس سے پیدا ہونے والی اس کی اولاد بھی معاشرہ میں بدنام ہوگی اور نسل در نسل یہ ہی چلتا رہے گا اگر ایسی عورت سے پیدا ہونے والا کوئی ولی اللہ اور بہت بڑا عالم دین علامہ ہی کیوں نہ بن جائے اس کی بات پر کبھی بھی اعتماد نہیں ہوگا کہنے والے یوں کہیں گے کہ یہ اس کی فلانی کا ہی تو لڑکا ہے اس کا دادا ایسا تھا اس کی دادی ایسی تھی اور ایسے پارسا لوگوں کی آبرو ریزی اللہ پاک برداشت نہیں کر سکتے اس لیے ایسی ہستیوں کو جو لوگ بدنام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ خود انہیں ذلیل کرتے ہیں۔

تحفظ ناموسِ سارہ کا واقعہ

حضرت سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ تھی یہ حضرت

Marfat.com

ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لے آئی تھی اور یہ بڑی صاحب کرامت عورت تھی جب حضرت ابراہیم نے اپنے والد اور بقیہ رشتہ داروں کو چھوڑ دیا اور اپنے وطن ملک عراق سے ہجرت کر کے شام جا رہے تھے تو راستہ میں کسی ایسے شہر سے آپ کا گزر ہوا جہاں کا حکمران بڑا ظالم تھا وہ لوگوں کی بیویوں سے جبراً زنا کرتا تھا ۔ حضرت سارہ کو بھی اس سلسلہ میں پکڑ کر لے گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام مسافر غریب الوطن اور اکیلے تھے مقابلہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی مگر اپنی بیوی کی عزت آبرو بچانے کے لیے نماز حاجت شروع کر دی اور ظاہر بات ہے کہ حضرت سارہ نے بھی تو اس موقعہ پر بہت دعائیں کی ہوں گی اور اللہ پاک نے دونوں میاں بیوی کی دعائیں قبول فرمائیں اور اس کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ جوں اس ظالم نے حضرت سارہ کی طرف دست درازی کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپاہج اور معذور بنا دیا فوراً سمجھ گیا یہ عام عورتوں جیسی عورت نہیں ہے یہ کوئی صاحب کرامت عورت ہے میں اس کی عزت کو نہیں لوٹ سکتا آپ سے التجا کی کہ میرے لیے دعا کرو کہ میری یہ معذوری دور ہو جائے میں تمہیں کچھ نہیں کہونگا حضرت سارہ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا منظور فرمائی وہ ٹھیک ہو گیا مگر شیطان نے پھر اس کو اکسایا اس نے عہد شکنی کی اور پھر اس نے بری نیت سے آپ پر ہاتھ ڈالنا چاہا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ویسا ہی کر دیا تین مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا آخر کار اس نے مجبور ہو کر حضرت سارہ کو واپس کر دیا اس واقعہ سے ایک تو یہ سبق ملتا ہے جو آدمی اللہ کے نیک بندوں یا بندیوں کی آبروریزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں یوں ذلیل کرتے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتا ہے تو

اللہ تعالیٰ اس کی عزت اور آبرو کا خود تحفظ فرماتے ہیں (یہ حدیث شریف کے مضمون کا خلاصہ ہے۔

تحفظ ناموسِ یوسف کا واقعہ

حضرت یوسف علیہ السلام مشہور ہستی ہیں آپ خود بھی اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے۔ آپ کے والد حضرت یعقوب دادا حضرت اسحاق تایا دادا حضرت اسماعیل اور پردادا حضرت ابراہیم علیہم السلام یہ سب پیغمبر تھے آپ کو بچپن میں سات سال کی عمر میں بڑے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے اغوا کیا اور انہیں غلام قرار دے کر فروخت کیا، مصر کے گورنر نے آپ کو خرید کر اپنے پاس رکھ لیا اسی کے گھر میں جوان ہوئے آپ بہت خوبصورت تھے گورنر کی بیوی آپ پر فریفتہ ہو گئی اور ایک دن اس نے ایک بند کمرے میں حضرت یوسف کو اپنے ساتھ بدکاری کی دعوت دی تو حضرت نہ مانے انہوں نے فرمایا تو میرے محسن کی بیوی ہے میں اس کے محل میں خیانت اور ناجائز تصرّف نہیں کر سکتا۔ اس نے ملکہ ہونے کی حیثیت سے زبردستی کرنے کی کوشش کی تو حضرت یوسف علیہ السلام کمرے کے اندر سے باہر کی طرف بھاگے تاکہ اس برائی سے جان بچ جائے وہاں سے بھاگتے وقت یوسف علیہ السلام کے کرتے کا پیچھے والا حصّہ اس عورت کے ہاتھ میں آگیا اور اس نے اسے اپنی طرف کھینچا اور وہ کرتہ پھٹ گیا جب یوسف علیہ السلام دروازے پر پہنچے ادھر سے گورنر جو اس عورت کا خاوند تھا وہ بھی آگیا اس نے اس حالت میں ان دونوں کو پایا تو اس عورت نے اپنا دامن بچانے کے لیے حضرت یوسف علیہ السلام

Marfat.com

پر الزام لگا دیا کہ اس نے مجھ پر دست درازی کی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا نہیں بلکہ اس نے مجھ سے اس بُرے کام کی خواہش کی ہے اس وقت وہاں کوئی شیر خوار بچّہ موجود تھا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ظاہر کرنے کے لیے اس بچے کو قوت گفتگو عطا فرمائی اس بچے نے گورنر سے کہا کہ یوسف علیہ السلام کا کرتہ دیکھ لو اگر وہ آگے کی طرف سے پھٹا ہوا ہے تو وہ سچّی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر وہ کُرتہ پیچھے کی طرف سے پھٹا ہوا ہے تو پھر وہ جھوٹی ہے اور یوسف سچوں میں سے ہے۔ اس گورنر نے جب دیکھا کہ واقعی یوسف کا کُرتہ پیچھے کی طرف سے پھٹا ہوا تھا تو اس نے اپنی بیوی کو ڈانٹا اور کہا کہ تیری غلطی ہے تو یوسف سے معافی مانگ تو نے اس پاکدامن پر کیوں الزام لگایا ہے۔ اب اس نے معافی نا مگی اور وقتی طور پر معاملہ رفع دفع ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شیر خوار بچے سے شہادت دلوا کر اپنے پاکباز بندے یوسف کی برأت ظاہر کرادی اور آپ پر الزام لگانے والی عزیز مصر کی بیوی کو رُسوا کیا مگر وہ چونکہ آپ پر فریفتہ تھی وہ اپنے مکروہ عزائم سے باز نہ آئی اور شب و روز حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنی طرف مائل کرنے میں مصروف رہتی تھی یہاں تک کہ یہ معاملہ مشہور ہو گیا۔ بڑے بڑے لوگوں، وزیروں میں اور ان کی عورتوں میں یہ بات مشہور ہو گئی تو پھر اس عورت نے اپنی خفت مٹانے کے لیے اور اپنی مجبوری ظاہر کرنے کے لیے ایک بہت بڑی پُروقار دعوت کا انتظام کیا جس میں وزیروں اور بڑے بڑے لوگوں کی بیگمات کو مدعو کیا اور عورتوں کے اتنے مجمع میں حضرت یوسف علیہ السلام کو پیش کیا تو وہ عورتیں آپ کے حُسن و جمال کو دیکھ کر ششدر

Marfat.com

رہ گئیں اور انہوں نے پھل کاٹنے کے بجائے اپنے ہاتھ کاٹ لیے۔
آخر کار ان تمام عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اس عورت کی بات ماننے کی ترغیب دی کہ یہ جو کچھ تجھے کہتی ہے تو اس کی بات مان جا تم کیوں نہیں اس کی بات مانتے یہ تمہاری ملکہ ہے محسنہ ہے اس نے تمہاری تربیت کی ہے اور اس عورت نے اس موقعہ پہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بڑی زبردست دھمکی دی کہ اگر یہ میری بات نہیں مانے گا تو میں اس کو قید کرا دوں گی مگر اتنے دباؤ کے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سلسلہ میں اس کی کوئی بات نہ مانی اور اس کے کسی دامِ فریب میں نہ آئے تو اس عورت نے آپ کو سزا دینے کے لیے جیل خانہ میں قید کرا دیا اور آپ کئی سال تک اس کی پاداش میں جیل کی سختیاں برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ بادشاہ وقت کو اس واقعہ کا جب پتہ چلا تو اس نے ذاتی طور پہ اس کیس میں دل چسپی لی اور خود اس کی تحقیق کی اور ان تمام عورتوں کو بمعہ عزیزِ مصر کی بیوی کو طلب کیا جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام پہ اس بُرے فعل کے بارے میں دباؤ ڈالا تھا یا اکسایا تھا دورانِ تفتیش ان تمام عورتوں نے حضرت یوسف کے اس بُرائی میں ملوث ہونے سے لاعلمی کا اظہار کیا اور اس کیس کی اصل مجرمہ عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے بھی حضرت یوسف کی پاکدامنی کا اعتراف کیا اور اپنی غلطی مان گئی۔ بادشاہ نے اسی وقت حضرت یوسف علیہ السلام کو بری قرار دے کر رہائی کا آرڈر دیا اور انہیں اپنے پاس بُلا کر مصر کی حکمرانی انہیں سونپ دی۔ اس واقعہ سے ایک سبق تو یہ ملتا ہے کہ جو لوگ اللہ کے نیک بندوں پہ بُرائی کا الزام لگاتے یا انہیں ستاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس طرح دُنیا میں ذلیل و خوار کرتے ہیں

Marfat.com

جس طرح زلیخا نے حضرت یوسف پر الزام لگایا تھا تو پھر اس کو بار بار رُسوا ہونا پڑا اور چونکہ قرآن کریم میں یہ واقعہ تفصیلاً موجود ہے اس لیے تا قیامت جو بھی لوگ قرآن مجید کو پڑھیں گے ان پر زلیخا کی رُسوائی واضح ہوتی جائے گی اور دُوسرا سبق اس واقعہ سے یہ ملتا ہے کہ جو بھی آدمی حضرت یوسف کی طرح پاکباز اور راست باز ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو آپ کی طرح عزت شہرت اور بزرگی عطا فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کی عزت آبرو کا خود تحفظ فرمائیں گے (یہ واقعہ قرآن کریم کی سورۃ یوسف میں تفصیلاً موجود ہے یہاں اختصار کے طور پر خلاصہ سا لکھا گیا ہے۔

تحفظ ناموسِ موسیٰؑ کا واقعہ

حضرت مُوسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں آپ کی برادری میں قارون نامی ایک شخص تھا یہ شخص جو بہت بڑا امیر تھا وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس لیے عداوت رکھتا تھا کہ لوگ حضرت موسیٰؑ کی نبی ہونے کی حیثیت سے عزت کرتے تھے اور ان کو اپنا بڑا سردار مانتے تھے اور اسی طرح قارون کا حال تھا اور اس کو کوئی اپنا بڑا نہیں مانتا تھا اس نے حضرت موسیٰؑ سے درخواست کی آپ مجھے بھی اپنے ساتھ شریک کرلیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ میرا کام نہیں ہے یہ تو اللہ کا کام ہے کسی کو نبی بنائے اس سے وہ مطمئن نہ ہوا اور آتشِ حسد اور بڑھکی اور اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگانے کے لیے ایک عورت کو تیار کیا اور اس سلسلہ میں اس کو بڑی بھاری رشوت دی چنانچہ اس عورت نے لالچ میں پڑکر حضرت مُوسیٰ

علیہ السلام پہ زنا کا الزام لگا دیا ۔ جب حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نے اسے قسم دلائی تو اس نے قسم نہ اٹھائی اور اعتراف کیا کہ قارون نے مجھے آپ پر الزام لگانے کے لیے اتنی رشوت دی ہے ۔ پھر حضرت مُوسیٰ علیہ السلام نے قارون کے لیے بد دُعا کی اور اس بد دُعا کی وجہ سے اس پہ اللہ تعالےٰ کا عذاب آیا اور اس کو بمعہ اپنے خزانوں کے زمین میں دھنسا دیا گیا اس واقعہ سے بھی وہی سبق دینا مقصود ہے جو پہلے واقعات میں بیان ہوا ہے (منقول از تفسیر عثمانی)

تحفظ ناموسِ مریمؑ بتول کا واقعہ

حضرت مریم ایک ولیّہ تھی آپ کے والد حضرت عمران بیت المقدس کے امام تھے آپ کی والدہ ماجدہ بھی بہت بڑی پارسا عورت تھی اس نے نذر مانی تھی کہ میری جو اولاد ہوگی اس کو میں اللہ کے دین کی خدمت کے لیے چھوڑ دوں گی ۔ میں اس سے دُنیا کا کام نہیں لوں گی ۔ اس کا گمان تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا اور اتفاقاً لڑکی پیدا ہوئی تو اسے بہت افسوس ہُوا اس لیے کہ لڑکا جو خدمت دین کی کر سکتا ہے وہ لڑکی تو نہیں کر سکتی بہر حال وہ لڑکی پیدا ہوتے ہی اس نے وہ لڑکی جا کر بیت المقدس کے خدّام کے حوالہ کر دی ۔ اب ظاہر بات ہے کہ ایسی نومولود بچوں یا بچیوں کی نگہداشت حفاظت اور تربیت بہت مشکل کام ہے مگر یہاں حضرت مریمؑ کی پہلی کرامت ظاہر ہوئی کہ اللہ پاک جل شانہٗ نے بیت المقدس کے تمام خدّام کے دِلوں میں اس کی محبّت اور شفقت ڈال دی اور ہر ایک نے اپنے آپ کو اس کی حفاظت کے لیے پیش کیا اس وقت ان کے والد حضرت عمران

Marfat.com

وفات پا چکے تھے۔ اگر وہ حیات ہوتے تو اس کی تربیت کے سب سے زیادہ وہی مستحق تھے والد ہونے کی حیثیت سے بھی اور بیت المقدس کا امام ہونے کی حیثیت سے بھی اور اس وقت بیت المقدس کی امامت حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس تھی۔ آپ رشتہ میں حضرت مریم کے خالو لگتے تھے۔ آپ نے بھی حضرت مریم کی تربیت کی خواہش ظاہر کی اور رشتہ کے لحاظ سے ان کا زیادہ حق بنتا تھا مگر باقی خدام نے نہ مانا آخر کار قرعہ اندازی ہوئی اور اس کا طریقہ یہ رکھا کہ تمام خواہش مندوں کے نام ایک ایک قلم پر لکھا جائے اور وہ قلمیں دریا میں بہا دی جائیں اور جس کے نام کی قلم اُلٹی چلے وہی اس لڑکی کی خدمت کا مستحق سمجھا جائے گا چنانچہ حضرت زکریا کے نام کی قلم اُلٹی چلی تو لڑکی آپ کے سپرد کر دی گئی۔ یہ حضرت مریمؑ کی دوسری کرامت تھی اور اس بچی کی نشو و نما باقی بچوں یا بچیوں کی نسبت بہت جلدی ہوئی اور یہ اس کی تیسری کرامت تھی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے اس کی مسلسل یہ کرامات دیکھ کر بیت المقدس میں اس کے لیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا تاکہ وہ عبادت اور ریاضت میں مشغول رہے اور آپ اگر کہیں باہر جاتے تھے تو اس کے کمرے کو مقفل کر کے جاتے تھے تاکہ وہ پردے میں رہے اور اس کے کمرے میں کوئی غیر آدمی نہ آئے اور زکریا جب واپس آتے اس کا کمرہ کھولتے تو اس کے پاس پڑا ہوا بے موسم پھل پاتے تو آپ حضرت مریم سے فرماتے کہ مریم یہ پھل تیرے پاس کہاں سے آجاتا ہے تو فرماتیں کہ یہ اللہ کی طرف سے آجاتا ہے وہ جسے چاہتا ہے بلا روک ٹوک روزی دیتا ہے اور یہ حضرت مریم کی چوتھی کرامت تھی۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو ان کے پاس بھیجا اور اُن کو بیٹے کی خوشخبری

بھی تحفظ فرماتے ہیں جس طرح حضرت مریمؑ کی تمام ضروریات بھی پوری کیں اور پاکدامنی بھی ظاہر کردی ۔ یہ مفصل واقعہ قرآن کریم میں موجود ہے یہاں اختصار کے طور پر صرف خلاصہ نقل کیا ہے ۔

تین پارسائوں کا واقعہ

حدیث شریف میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کے تین شخصوں کا واقعہ بیان فرمایا ہے ۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ یہ تینوں شخص کہیں سفر پر جارہے تھے تو راستہ میں بارش شروع ہوگئی ۔ انہوں نے بارش سے بچنے کے لیے ایک غار میں پناہ لی اور غار کے اوپر سے ایک بڑی بھاری چٹان گری جس سے غار کا منہ بند ہوگیا ۔ اب ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ اب تو ہم مرجائیں گے ۔ ہمارے اس واقعہ کا کس کو پتہ ہے کہ وہ آکر ہمیں نکالیں گے اور وہ چٹان اتنی بڑی اور بھاری تھی کہ وہ خود اس کو ہٹا بھی نہیں سکتے تھے اس وقت انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ زندگی میں تم نے جو نیک عمل کیا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں بطور وسیلہ پیش کرکے دعا کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہیں اس مصیبت سے نجات دے دے چنانچہ اس مشورہ کے بعد انہوں نے ایسے ہی کیا ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے یہ نیک عمل کیا ہے کہ میرے والدین دونوں بوڑھے اور ضعیف العمر تھے ۔ ہمارا گزراوقات بکریوں کے دودھ پر تھا اور میرا معمول یہ تھا کہ جب میں شام کو بکریاں چرا کر گھر پہنچتا تو دودھ دوھ کر پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا اور پھر اپنی ایک بچی تھی اسے پلاتا تھا ۔ ایک دن شام گھر پہنچنے میں مجھے دیر لگی یہاں تک کہ میرے والدین دونوں سو گئے ۔ اب میں نے بکریوں کا دودھ دوہا اور پیالہ لے کر

Marfat.com

ہے ۔ حضرت مریمؑ نے اللہ کے حکم کے موافق روزہ رکھا ہوا تھا اپنی زبان مبارک سے کچھ بھی نہ فرمایا صرف اپنے اس مولود بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو تو انہوں نے کہا کہ نومولود شیر خوار بچہ ہے اس سے ہم کس طرح پوچھیں کہ تو اس معاملہ میں سچی ہے یا جھوٹی ہے ۔ اس وقت وہ نومولود بچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بول پڑا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے کتاب دی ہے اور مجھے اس نے اپنا نبی بنایا ہے اور اس نے مجھے برکات والا بنایا ہے ۔ میں جہاں ہوں گا مجھ پر اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں گی اور زندگی بھر اس نے مجھے نماز اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور اس پروردگار نے مجھے اپنی والدہ کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا ہے یہ حضرت مریمؑ کی آٹھویں کرامت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک نومولود بچے سے اس کی پاک دامنی کی شہادت دلا دی کیا وہ لوگ جنہوں نے آپ پر الزام لگایا وہ اس کرامت کو دیکھ کر مطمئن ہوئے یا نہ ۔ تو قرآن کریم سے اور کتب تواریخ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ مطمئن نہیں ہوئے تھے اور یہودی آج بھی اسی موقف پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ان کو جو سزا دی ہے قرآن کریم میں یوں مرقوم ہے طَبَعَ اللّٰہُ عَلَیْہَا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی جس کی وجہ سے وہ نورِ حق سمجھنے سے بھی محروم ہو گئے اس واقعہ سے بھی دو سبق ملتے ہیں ایک یہ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں یا بندیوں پر کسی قسم کا الزام لگاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بہت بری طرح ذلیل کرتے ہیں اور رسوا کرتے ہیں جیسا کہ یہودیوں کو ذلیل کیا اور دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ جو آدمی خداوندِ پاک کا تابعدار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی تمام ضروریات کی کفالت فرماتے ہیں اور اس کی عزت اور آبرو کا

سنائی تو مریم نے کہا کہ میری شادی ہی نہیں ہوئی تو میرا لڑکا کس طرح پیدا ہوگا تو جبریلؑ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ تجھے یہ لڑکا سوائے خاوند کے دے گا اس کی پیدائش ایسی ہوگی جیسے آدم علیہ السلام کی پیدائش سوائے ماں اور باپ کے ہوئی تھی ۔ یہ خوش خبری سناتے ہی جبریل امینؑ نے آپ کے گریبان میں پھونک ماری تو حضرت مریمؑ حاملہ ہوگئی اور ساتھ ہی دردِ زہ شروع ہو گئی ۔ اس خطرے کے پیشِ نظر کہ لوگ بدنام کریں گے ۔ آپ گھر سے دُور چلی گئیں ۔ کھجور کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئیں ۔ تکلیف کی وجہ سے نڈھال ہو چکی تھیں ۔ افسوس کا اظہار کیا کہ میں مر جاتی، بھولی بسری ہوئی ہوتی تو اچھا ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت پھر جبریل امین کو بھیجا آپ کو انہوں نے تسلی دی کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے تو تمہاری ضرورت کے لیے تمہارے قدموں میں پانی کا چشمہ پیدا فرمایا ہے اس سے پانی پیو ۔ یہ حضرت مریمؑ کی پانچویں کرامت تھی اور اسی وقت کھجور کے اس درخت کے ساتھ پھل لگا تو مریمؑ سے فرمایا کہ اس کھجور کو ہلاؤ اس کی تازہ کھجوریں تیری گود میں گریں گی وہ کھاؤ چنانچہ مریم نے ایسا ہی کیا ۔ یہ حضرت مریمؑ کی چھٹی کرامت تھی ادھر سے بچہ بھی پیدا ہوگیا ۔ یہ ان کی ساتویں کرامت تھی ۔ اب خطرہ تھا کہ لوگ شک کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا کہ اگر تجھ پر کوئی الزام لگائے یا شک کرے تو تُو اپنے منہ سے نہ بولنا روزہ رکھ لینا ۔ ہم تیری پاکدامنی خود واضح کر دیں گے ۔ چنانچہ حضرت مریم اپنے نومولود اور شیر خوار بچے کو اُٹھا کر جب گھر گئی تو واقعی لوگوں نے واویلا تباہی مچا دی کہ تو نے یہ لڑکا کیسے جنا ہے، یہ تو زنا کا ہے تو نے اپنے خاندان کو بدنام کر دیا ہے تیرا باپ برا آدمی نہیں تھا تیری ماں بھی بدکار نہیں تھی ۔ مریم تو نے یہ کیا کر دیا

ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا تاکہ یہ اُٹھیں تو انہیں پلاؤں اور انہیں بیدار بھی نہ کیا کہ مبادہ ناراض نہ ہوں اور ادھر سے میری چھوٹی بچی رو رہی تھی اور میرے قدموں میں پڑی بلک رہی تھی مگر وہ بیدار نہ ہوئے اور اسی حالت میں رات گزر گئی یہاں تک کہ صبح ہوئی اور وہ بیدار ہوئے تو تب میں نے پہلے انہیں دودھ پلایا اور پھر اس بچی کو پلایا اور پھر دعا کی کہ اے اللہ میری اس نیکی کے طفیل ہمیں اس مصیبت سے نجات دے تو وہ چٹان تھوڑی سی ہٹ گئی دوسرے شخص نے کہا کہ میری چچا زاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا جس طرح کہ ایک جوان آدمی عورت سے محبت کرتا ہے میں نے ایک دن اس سے زنا کی خواہش کی تو اس نے انکار کر دیا اور مجھے ٹالنے کے لیے ایک سو دینار کا مطالبہ کر دیا تو پھر میں نے کوشش کر کے وہ بھی اسے فراہم کر دیا اب اس کے پاس انکار کی گنجائش نہ رہی اور جب میں اس کی دونوں شاخوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور یہ مہر نہ توڑ تو پھر میں نے اس کو صرف اللہ کے ڈر سے آزاد کر دیا اور پھر اس نے اپنا یہ نیک عمل پیش کر کے اللہ کے حضور میں دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ دُعا قبول فرمائی اور غار کے منہ پر گری چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی اور ان کو اپنی زندگی کی مزید امید پیدا ہوگئی اور تیسرے نے کہا کہ میں نے ایک فَرَق (پیمانہ) چاول پر ایک ملازم رکھا تھا جب اس نے اپنا کام پورا کیا، تو مجھے کہا کہ میرا حق دے دو۔ جب میں نے اسے اس کا حق دیا تو وہ ناراض ہوگیا اور چھوڑ کر چلا گیا اور میں اس کے ان چاولوں سے مسلسل کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اُن سے گائے، بیل اور چرواہ جمع کر لیے اور پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ خُدا

Marfat.com

سے ڈر، مجھ پر زیادتی نہ کر اور میرا حق دے دے۔ میں نے اُسے کہا کہ وہ گائے اور اُن کا چرواہ یہ سب لے جاؤ اس نے کہا کہ خدا سے ڈر میرے ساتھ مذاق نہ کر۔ میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا وہ گائے اور ان کا چرواہ لے جا وہ تیرے ہی ہیں۔ اس نے لیے اور چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے دُعا کی کہ اے اللہ اگر آپ جانتے ہیں کہ میں نے یہ تیری رضا کے لیے کیا ہے تو یہ چٹان کا باقی حصّہ بھی ہٹا دے پس اللہ تعالیٰ نے وہ ساری چٹان غار کے منہ سے ہٹا دی۔ اس حدیث میں اگرچہ تین آدمیوں کا ذکر ہے مگر ہمارے زیر بحث اس وقت صرف وہ شخص ہے جو زنا سے باز آگیا تھا اور اس کی برکت یہ ظاہر ہوئی کہ نہ صرف وہ خود ہلاکت سے بچا بلکہ اس کے ساتھ دو دوسرے ساتھی بھی بچ گئے۔

ایک اور پارسا کا واقعہ

بعض کتابوں میں بنی اسرائیل میں سے ایک اور شخص کا واقعہ لکھا ہے۔ یہ بہت متقی، پرہیزگار اور خوبصورت نوجوان تھا یہ اپنے ہاتھ سے ٹوکریاں بنا کر فروخت کرتا تھا اور اس طرح حلال پاکیزہ اور طیب روزی سے اپنا پیٹ پالتا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا۔ ایک دن جب وہ اپنی ٹوکریاں لے کر فروخت کرنے کے لیے نکلا تو وہ ایک ایسے محل میں چلا گیا جہاں عورتیں رہتی تھیں۔ انہوں نے دیکھا کہ یہ بڑا خوبصورت جوان ہے تو ان کی نیت میں فتور آگیا اور ٹوکریاں خریدنے کا بہانہ دے کر اسے اندر بلا لیا اور اسے بدکاری پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ نہ مانا اور پھر ان عورتوں نے اسے مال و دولت کا لالچ دیا تو پھر بھی اس نے نہ مانا آخر کار

Marfat.com

وہ عورتیں اسے بلڈنگ کے اوپر لے گئیں اور اسے دھمکی دی کہ اگر تو ہماری بات نہیں مانے گا تو ہم تجھے قتل کر دیں گے تو اس خدا کے بندے نے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اپنا ایمان بچانے کے لیے اس بلڈنگ کے اوپر سے چھلانگ لگا دی۔ ادھر سے اللہ تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم دیا کہ فوراً پہنچو اور میرے اس بندے کو پکڑ کر آرام سے زمین پہ اتار دو چنانچہ جبریل فوراً پہنچے اور اسے پکڑ کر آرام سے زمین پر اتار دیا اور اسے کوئی تکلیف نہ ہونے دی اس واقعہ سے بھی وہی دو ہی سبق ملتے ہیں ایک تو یہ سبق ملتا ہے کہ جو شخص کسی پاک دامن کو زنا کے اس بُرے فعل میں ملوث کرنا چاہتا ہے تو اللہ پاک اس کو یوں ذلیل و خوار کرتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی جان عزت اور آبرو کا تحفظ فرماتے ہیں جیسا کہ اس واقعہ میں ہوا۔

ایک طالبعلم کا واقعہ

گزشتہ زمانہ میں کوئی بادشاہ جنگل میں شکار کھیلنے کے لیے گیا۔ سارا عملہ سیکورٹی فورس کے علاوہ بادشاہ کی نوجوان بیٹی بھی ساتھ تھی۔ جھکڑ چلا، آندھی اور باد و باراں شروع ہوئی۔ سارے ایک دوسرے سے بچھڑ گئے۔ بادشاہ کی نوجوان بیٹی بھی اس جنگل میں گم ہوگئی۔ سارے تتر بتر ہونے کے بعد اپنے اپنے طور پر شام کو اپنے اپنے گھروں میں پہنچے۔ بادشاہ بھی آگیا مگر اس کی لڑکی نہ آئی۔ صبح کے وقت بادشاہ نے اپنی لڑکی کو تلاش کرنے کے لیے اپنا عملہ جنگل میں بھیجا۔ تلاش کرنے کے بعد وہ لڑکی ایک طالب علم کے جھونپڑے میں سے ملی۔ ہوا یہ کہ جب باد و باراں

ٹھہر گئی، رات چھا گئی وہ لڑکی تن تنہا رہ گئی۔ باپ بھی نہ ملا، عملہ کا کوئی آدمی بھی نہ ملا تو وہ بیچاری بہت پریشان ہوئی۔ اتنے میں اس کو قریب ہی کہیں روشنی نظر آئی تو وہ وہاں چلی گئی۔ وہاں اس نے کیا دیکھا کہ ایک جھونپڑا سا ہے اس میں چراغ جل رہا ہے ایک درویش طالب علم اپنی کتاب لے کر اس کے پاس بیٹھا ہوا ہے اور اپنے مطالعہ میں مصروف ہے اور یہ بھی اپنی رات بسر کرنے کے لیے اس کے پاس بیٹھ گئی۔ اتنے میں اس لڑکی نے یہ دیکھا کہ اس طالب علم نے اپنی انگلی جلتے ہوئے چراغ پر رکھ دی اور پھر فوراً ہٹا بھی لی۔ کچھ دیر کے بعد پھر اس نے ایسا ہی کیا، پھر ایسا ہی کیا یہاں تک کہ صبح ہو گئی، دن چڑھ گیا۔ اتنے میں اس لڑکی کو تلاش کرنے والے پہنچ گئے اور یہ لڑکی لے جا کر بادشاہ کے حوالہ کی اور بتایا کہ ہمیں یہ لڑکی فلاں درویش طالب علم کے جھونپڑے سے ملی ہے۔ بادشاہ نے سوائے تحقیق کے اور اپنی لڑکی سے پوچھنے کے حکم دیا کہ اس طالب علم کو فوراً گرفتار کر کے پھانسی دے دی جائے چنانچہ وہ گرفتار کر لیا گیا اور اسے پھانسی دینے لگے تو اس بات کا پتہ اس لڑکی کو چل گیا تو اس نے اپنے باپ سے کہا کہ آپ اس درویش طالب علم کو اس وقت تک پھانسی نہیں دے سکتے جب تک کہ میں اس سے ایک سوال نہ کر لوں۔ بادشاہ نے اجازت نہ دی تو اس لڑکی نے کہا کہ آپ اگر مجھے اجازت نہیں دیں گے تو میں خودکشی کر لوں گی چنانچہ بادشاہ نے مجبور ہو کر اجازت دے دی تو اس لڑکی نے سب کے سامنے اس درویش طالب علم سے پوچھا کہ تم رات کو چراغ پر اپنی انگلی رکھ کر کیوں ہٹا لیتے تھے تو اس نے جواب میں کہا یہ میرا اور میرے خدا کا معاملہ ہے تم اس بات کو رہنے دو تو

Marfat.com

اس لڑکی نے جواب میں کہا کہ تمہیں ضرور اس کا جواب دینا ہوگا ورنہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے دربار میں میرا ہاتھ ہوگا اور تیرا گریبان ہوگا تو اس نے مجبور ہو کر جواب دیا کہ دیکھ تو بھی جوان تھی اور میں بھی جوان تھا اور ہمیں خدا کے سوا کوئی اور دیکھنے والا بھی نہیں تھا تو بار بار میرے دل میں خیال آتا تھا کہ اس سے اپنی خواہش پوری کر لو اور جب بھی خیال آتا تھا تو اسی وقت میں اپنی انگلی چراغ پر رکھتا تھا اور اپنے دل سے کہتا تھا کہ اس آگ کا تجربہ کر کے دیکھ لو اگر اس کو برداشت کر سکو گے تو پھر بدکاری کے بدلے جو دوزخ میں جانا پڑ گیا شاید کہ وہ بھی برداشت کر لو گے اور اگر اس کو برداشت نہیں کر سکو گے تو اس دوزخ والی آگ کو تو یقیناً برداشت نہیں کر سکو گے۔ بس اسی کش مکش میں میری ساری رات گزر گئی۔ پس بادشاہ نے یہ بات سن کر فوراً اس کی رہائی کا آرڈر دے دیا اور اپنی اس لڑکی کا نکاح اسی طالب درویش کے ساتھ کر دیا اور کہا کہ میری یہ لڑکی ایسے ہی درویش کے لیے موزوں ہے اور اس لڑکی نے بھی اسے خندہ پیشانی سے قبول کر لیا۔ یہ ہیں کسی کی آبروریزی سے بچنے کی برکات۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تحفظ ناموسِ عائشہ صدیقہؓ کا واقعہ

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی اور جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دستور تھا جب کہیں سفر پہ تشریف لے جاتے تھے تو اپنی ازواجِ مطہرات میں سے کسی

ایک کو قرعہ اندازی کر کے اپنے ساتھ لے جاتے تھے ۔ ہجری ۶ میں غزوئ بنی مصطلق درپیش آیا ۔ اس موقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے ہمراہ تھیں ۔ اس غزوی سے جب آپ واپس تشریف لا رہے تھے تو رات کے وقت ایک مقام پر قیام کیا اور صبح سویرے ہی جب قافلہ روانہ ہونے لگا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف تشریف لے گئیں اور وہاں اتفاقاً آپ کے گلے کا ہار ٹوٹ گیا اس کی تلاش میں آپ کو دیر لگی ۔ اتنے میں قافلے والوں نے آپ کا ھودج (ڈولی) اٹھا کر اونٹ پر رکھا اور چل پڑے اور یہ احساس نہ ہو سکا کہ حضرت صدیقہؓ اس میں ہیں نہیں کیونکہ آپ کا بدن بہت نحیف تھا اور حضرت صدیقہؓ جب واپس تشریف لائیں، دیکھا کہ قافلہ تو روانہ ہو گیا ہے تو انتہائی تدبر کے ساتھ چادر اوڑھ کر وہیں لیٹ گئیں اس خیال سے کہ آگے چل کر جب جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے موجود نہیں پائیں گے تو لازماً مجھے لینے کے لیے کوئی نہ کوئی آ ہی جائے گا اور اتنے میں حضرت صفوان بن معطل تشریف لے آئے آپ کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مامور کیا ہوا تھا کہ وہ قافلے سے پیچھے رہیں اور قافلے کی گری پڑی ہوئی چیز اٹھا کر لے آئیں چنانچہ قافلہ روانہ ہونے کے بعد یہاں پہنچے دیکھا کہ کوئی سویا ہوا ہے قریب آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو پہچان لیا اس لیے کہ حکم پردہ اترنے سے پہلے وہ آپ کو پہچانتے تھے انہوں نے اپنا اونٹ آپ کے قریب لا کر بٹھا دیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ ھودج (ڈولی) میں بیٹھ گئیں اور خود اونٹ کی مہار پکڑ کر چلنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ کو

Marfat.com

قافلے میں پہنچایا۔ اس قافلے میں عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین بھی تھا بس اس نے دیکھتے ہی واہی تباہی مچا دی اور اس کے ساتھ حسان بن ثابت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک عزیز رشتہ دار مسطح بھی تھے اور عورتوں میں سے حضرت حمنہ تھیں۔ انہوں نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصّہ لیا جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے انتہائی صدمہ تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو شروع میں اس کا علم نہ ہوا۔ ایک ماہ کے بعد پتہ چلا تو بہت غمگین ہوئی، رونا شروع کیا آنسو نہیں تھمتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پاک دامنی واضح کرنے کے لیے آپ پر وحی اتاری۔

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْا	بے شک جو لوگ یہ طوفان
بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ	لائے ہیں تم میں ایک جماعت
لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ	ہے تم اس کو اپنے حق میں برا
بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ	نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے حق میں
لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ	بہتر ہے ہر آدمی کے لیے
مَّا اكْتَسَبَ مِنَ	ان میں سے وہ ہے جتنا اس
الْاِثْمِ ۚ وَالَّذِیْ	نے گناہ کمایا اور جس نے اٹھایا
تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ	ہے اس کا بڑا بوجھ اس کے
لَهٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝	واسطے بڑا عذاب ہے کیوں
لَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ	نہ جب تم نے اس کو سنا تھا
ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ	خیال کیا ہوتا ایمان والے
بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا	مردوں اور ایمان والی عورتوں
وَّقَالُوْا هٰذَا	نے اپنے لوگوں پر بھلا خیال

Marfat.com

اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا
جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ
شُهَدَآءَ ج فَاِذْ لَمْ
يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ
فَاُولٰٓئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ
هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝
وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
لَمَسَّكُمْ فِىْ مَآ
اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ
بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ
بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ
لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ
وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا
وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝
وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ
قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ
اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا
سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ

اور کہا ہوتا یہ صریح بہتان ہے
کیوں نہ لائے وہ اس بات
پر چار گواہ پھر جب نہ لائے
وہ چار گواہ بس وہی لوگ اللہ
کے نزدیک وہی جھوٹے ہیں
اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور
رحمت نہ ہوتی دنیا اور آخرت
میں ضرور چھوتا تمہیں اس
میں کہ تم نے چرچا کیا بڑا عذاب
جب لیتے تم اس کو
اپنی زبانوں پر اور اپنے منہ
سے تم ایسی بات کہہ رہے
تھے جس کا تمہیں علم نہیں تھا
اور تم اس کو ہلکی سمجھتے تھے
حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک
بہت بڑی بات ہے جب
تم نے اس کو سنا تو تم نے
کیوں نہ کہا کہ ہمیں ایسی بات
کرنے کا حق نہیں اے اللہ
آپ کی ذات پاک ہے یہ
بہت بڑا بہتان ہے اللہ تعالیٰ

عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖٓ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورہ نور آیت نمبر ۱۱ تا ۲۰)

تمہیں نصیحت فرماتے ہیں کہ آئندہ کبھی بھی ایسی بات کا اعادہ مت کرو اگر تم مومن ہو اور اللہ تعالیٰ تمہارے سامنے اپنے احکامات بیان کرتے ہیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور بے شک جو لوگ ایمان والوں میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں المناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جانتے ہیں تم نہیں جانتے اگر تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو بھاری نقصان اٹھاتے اور بے شک اللہ شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

تشریح

ان آیات سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ معلوم ہوتی ہے

Marfat.com

کہ جو شخص کسی پاک دامن مرد یا عورت پر تہمتِ زنا لگائے اور اس کے پاس چار گواہ نہ ہوں تو یہ سوائے طوفانِ بدتمیزی کے اور کچھ نہیں اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جس بھی مومن یا مومنہ پر یہ تہمت لگائی گئی ہے یہ وقتی طور پر اگرچہ اس کے لیے بہتر نہیں ہے کیونکہ ایک بہت بڑے شر سے اس کو سابقہ پڑ گیا ہے لیکن اس مؤمن یا مومنہ کو گھبرانا نہیں چاہیئے اس کا مآل اللہ تعالیٰ اس کے لیے بہتر بنائے گا جیسا کہ عائشہ صدیقہ رضؓ کے بارے میں ہوا کہ منافقین نے آپ پر تہمت لگانے میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا اور کچھ سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دامِ فریب میں آ گئے اور اس اتہام نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو انتہائی پریشان کیا اور گریہ کی وجہ سے آنسو تھمتے نہیں تھے لیکن جب اللہ پاک نے آپ کی پاک دامنی، دیانت، صداقت اور طہارت بیان کرنے کے لیے فرشتوں کے سردار جبرئیل علیہ السلام کو پیغام وحی دے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس بھیجا اور اس میں اس طوفان بدتمیزی میں حصّہ لینے والوں کی دُنیاوی اور اُخروی سزا بیان فرمائی اور وہ مسلمان جنہوں نے ایک دوسرے سے تو یہ بے بنیاد خبر سُنی اور سُنائی مگر انہوں نے اس کو بہتان قرار نہ دیا ان کو ڈانٹا گیا ہے تو اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان رفیع اور بلند ہو گئی اس لیے آپ اس پر فخر کیا کرتی تھیں ؎

تندیِ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اُڑانے کیلئے

اقبالؒ

Marfat.com

مدینہ منوّرہ کی ایک پارسا خاتون کا واقعہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں ایک بہت بڑی نیک عورت رہتی تھی وہ عورت فوت ہو گئی اسے غسل دینے کے لیے ایک غاسلہ عورت بلائی گئی اس نے اسے غسل دیتے وقت اپنے منہ سے یہ لفظ کہہ دیا کہ کیا یہ عورت زانیہ تھی۔ بس یہ لفظ کہتے ہی اس کا ہاتھ اس میّتہ کے جسم کے ساتھ چمٹ گیا اس نے بڑی کوشش کی کہ اپنا ہاتھ ہٹائے مگر نہ ہٹا سکی اس نے اپنے آس پاس والی عورتوں سے کہا کہ میرا ہاتھ اس طرح عورت کے بدن کے ساتھ چمٹ گیا ہے اور مجھ سے ہٹتا نہیں تم میرے اس ہاتھ کو اس کے بدن سے ہٹا دو ان سب نے مل کر اس کا ہاتھ ہٹانے کی کوشش کی مگر وہ بھی نہ ہٹا سکیں آخر کار مردوں تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے جا کر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا امام صاحب نے فرمایا کہ بتاؤ اس غاسلہ نے اپنے منہ سے کوئی ایسا لفظ بولا تھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں اس نے یہ کہا تھا کہ کیا یہ عورت کوئی زانیہ تھی تو امام صاحب نے فرمایا کہ بس یہی وجہ ہے کہ وہ میّتہ عورت پارسا تھی پاک دامن تھی اور اس غاسلہ نے اپنے منہ سے یہ لفظ کہہ کر اسے بدنام کر دیا ہے اس پر اس نے یہ تہمت لگا دی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پاک دامنی واضح کرنے کے لیے اس کے ہاتھ کو اس کے بدن کے ساتھ چمٹا دیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سزا دی ہے اور فرمایا کہ جب تک اس غاسلہ کو شرعی سزا اسی دُرّے نہیں لگاؤ گے اس کا ہاتھ اس کے بدن

Marfat.com

سے نہیں ہٹے گا چنانچہ اسے جب اسّی دُرّے لگائے تو پھر اس کا ہاتھ اس کے بدن سے ہٹ گیا بس معلوم ہوا جب کوئی آدمی کسی مومن یا مومنہ پر ایسی تہمت یا الزام لگاتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود ایسے لوگوں کو رُسوا کرتے ہیں اور اپنے ان نیک بندوں کی عزت و آبرو کا خود تحفظ فرماتے ہیں۔

ایک مجنونہ عورت کو رُسوا کرنے والے کی ذلت کا واقعہ

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک عجیب واقعہ درپیش آیا کہ ایک مجنونہ اپاہج لاوارث سیاہ رنگ کی لڑکی جو سڑک کنارے پڑی رہتی تھی حاملہ ہوگئی اور اُس کا بچہ پیدا ہوگیا لوگ حیران تھے کہ ایسی لڑکی سے کس نے مُنہ کالا کیا ہے پتہ نہیں چل رہا تھا اس وقت کی حکومت کو پتہ چلا سرکاری سطح پر خفیہ تفتیش شروع کی چنانچہ خفیہ پولیس والے ایک دن ڈاک خانہ کے سامنے بیٹھ کر لکھنے والے منشی کو پکڑ کر لے گئے اور قاضی صاحب سے کہا کہ یہ ہے ایسی لڑکی سے منہ کالا کرنے والا۔ قاضی نے کہا کہ تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ ایسا کرنے والا یہ ہے تو انہوں نے کہا کہ یوں پتہ چلا کہ ایک دن ہم نے دیکھا کہ اس کی سیاہی والی دوات سے پانی خشک ہوگیا اور اس کے قریب ہی گندے پانی کی نالی بہہ رہی تھی اور کچھ فاصلہ پر صاف ستھرا پانی بھی تھا تو اس نے سستی کی وجہ سے دور جانے کے بجائے قریب والی گندی نالی سے پانی لے کر دوات میں ڈال دیا تو ہم نے اس سے اندازہ لگایا کہ ایسی لڑکی سے منہ کالا کرنے والا بھی یہ ہی آدمی ہوسکتا ہے چنانچہ اس نے خود بھی قاضی کے سامنے

اپنے اس جُرم کا اعتراف کیا پس معلوم ہوا کہ جو بھی آدمی اللہ تعالےٰ کے کسی مجنون بندے کو بھی ذلیل اور رُسوا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی انتقام لیتے ہیں اور اس کو بھی اللہ پاک اسی طرح سرِعام رُسوا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے پناہ دے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاۗءِ وَالْمُنْكَرِ ۭ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ

اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر مت چلو اور جو کوئی شیطان کے قدموں پر چلے گا پھر وہ تو اسے بے حیائی اور بری باتوں کا امر کرے گا اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک صاف نہ ہوتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اللہ سننے والا جاننے والا ہے بے شک جو لوگ پاک دامنوں بے خبر ایمان والیوں کو تہمتِ زنا لگاتے ہیں ان پر دُنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور ان کے لیے بڑا عذاب ہے جس دن ان پر ان کی زبانیں ہاتھ اور

Marfat.com

اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ	پاؤں گواہی دیں گے اس پر جو
وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا	وہ کیا کرتے تھے اس دن
يَعْمَلُوْنَ ۝ يَوْمَئِذٍ	اللہ انہیں انصاف سے
يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ	پوری جزا دے گا اور وہ جان
الْحَقَّ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّ	لیں گے کہ بے شک وہی
اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝	سچ بیان کرنے والا ہے۔

(سورہ نور آیت نمبر ۲۱-۲۳ تا ۲۵)

تشریح

ان آیتوں میں سے پہلی آیت میں اتباع شیطان سے روکا ہے اور فرمایا ہے اے ایمان والو شیطان کے قدموں کی اتباع مت کرو اور آگے اس کا نقصان بیان فرمایا ہے کہ جو شیطان کی اتباع کرے گا تو وہ نقصان اٹھائے گا کیونکہ شیطان بے حیائی اور برائی کا حکم کرتا ہے اور اس کا تفصیلی بیان پہلے ہو چکا ہے اور دوسرے جملے میں فرمایا ہے ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدًا ولکن اللہ یزکی من یشاء ۔ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاک نہ ہوتا لیکن اللہ پاک کرتا ہے جس کو چاہے ۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح پاک کرتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انسان کو پاک کرنے کے اصول بھی بیان فرما دیئے ہیں مثلاً نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ وغیرہ اور اس کو ناپاک کرنے کے اصول بھی بیان فرما دیئے ہیں

مثلاً چوری ۔ قتل ۔ زنا ۔ سُود ۔ رشوت ۔ بددیانتی وغیرہ اب جو آدمی اپنے آپ کو پاک کرنے والے اصولوں پر عمل کرے گا تو وہ پاک ہو جائے گا اور جو ناپاکی والے اصولوں پر عمل کرے گا وہ ناپاک ہو جائے گا اب عمل کرنا نہ کرنا اس آدمی کا کام ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ احسان عظیم فرمایا ہے کہ دونوں قسم کے اصولوں کی نشاندہی فرما دی ہے ۔ اگر وہ یہ نشاندہی نہ فرماتے تو انسان پاکی اور ناپاکی کے اصولوں میں امتیاز نہ کر سکتا تو پھر یہ کبھی پاک نہ ہوتا اور یہاں جس پاکی کا ذکر کیا ہے اس سے مراد جسمانی اور روحانی دونوں قسم کی پاکی ہے اور یہ دونوں طریقے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مفصل بیان فرمائے ہیں ۔

دوسری آیت میں جو لوگ پاکدامن مومنہ عورتوں پر تہمت زنا لگاتے ہیں ان کی دنیاوی اور اُخروی سزا بیان فرمائی ہے اور فرمایا بے شک جو لوگ تہمت لگاتے ہیں پاکدامن بے خبر اور مومنہ عورتوں کو ان پر لعنت بھیج دی گئی ہے دنیا میں اور آخرت میں دنیاوی سزا کی کچھ تفصیل تو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ ایسے لوگوں کی سزا اسّی درّے ہے اور کچھ جناب رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ	حضرت ابی ہریرہ سے روایت
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	ہے کہ بے شک جناب رسول
وَسَلَّمَ قَالَ اِجْتَنِبُوْا	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ	سات ہلاک کرنے والی چیزوں
قِیْلَ وَمَا هُنَّ	سے بچو عرض کیا گیا وہ کون سی
یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ	ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا

Marfat.com

الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ	اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔
وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ	جادو کرنا۔ قتلِ ناحق ۔ سود
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ	کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ میدانِ
وَاَكْلُ الرِّبَا وَاَكْلُ	جہاد سے بھاگنا۔ پاکدامنہ
مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّیْ	بے خبر مومنہ عورتوں کو
يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ	تہمتِ زنا لگانا۔
الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ	
الْمُؤْمِنَاتِ ۔	

(ابن کثیر صفحہ ۲۷۷ جلد ثالث)

تشریح

اس حدیث میں ترجمانِ خداوندی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی معاشرہ کو دنیا میں سات تباہ کن اور ہلاکت خیز چیزوں سے آگاہ فرمایا ہے وہ سات چیزیں یہ ہیں شرک کرنا۔ جادو کرنا۔ قتلِ ناحق۔ سود کھانا۔ یتیم کا مال کھانا۔ میدانِ جہاد سے فرار اختیار کرنا۔ پاکدامنہ عورتوں کو تہمتِ زنا لگانا پس معلوم ہوا کہ جو لوگ کسی پر جب تہمتِ زنا لگاتے ہیں وہ دنیا میں بھی عذابِ الٰہی سے بچ نہیں سکتے اسی کو آیت میں لعنت سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور دنیا میں انسان پر جو مصیبتیں آتی ہیں اور طرح طرح کی جو کاروباری پریشانیاں لاحق ہوتی ہیں ان کا باعث انسان کی ایک یہ بدعملی بھی ہے اور اگلی آیت میں ایسے لوگوں کے لیے اخروی عذاب کا بیان ہے چنانچہ فرمایا ولھم عذاب عظیم یوم تشھد علیھم

Marfat.com

السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون
ان کے لیے بڑا عذاب ہوگا جس دن گواہی دیں گے ان پر ان کی زبانیں
ہاتھ اور پاؤں اس پر جو وہ عمل کرتے رہے اس آیت کی تشریح جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ — حضرت ابی سعید نے جناب
عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی — نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ — روایت کی ہے آپ نے
قَالَ اِذَا کَانَ — فرمایا جب قیامت کا دن
یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ عُرِفَ — ہوگا۔ کافر اپنے اعمال سے
الْکَافِرُ بِعَمَلِہٖ — پہچانا جائے گا پھر وہ انکار
فَیَجْحَدُ وَیُخَاصِمُ — اور جھگڑا کرے گا اسے کہا
فَیُقَالُ لَہٗ ھٰؤُلَآءِ — جائے گا یہ تیرے پڑوسی تیرے
جِیْرَانُکَ یَشْھَدُوْنَ — خلاف گواہی دے رہے ہیں وہ
عَلَیْکَ فَیَقُوْلُ — کہے گا انہوں نے جھوٹ کہا
کَذِبُوْا فَیُقَالُ — ہے پھر اسے کہا جائے گا تیرے
اَھْلُکَ وَعَشِیْرَتُکَ — اہل وعیال اور تیرا خاندان
فَیَقُوْلُ کَذِبُوْا — تیرے خلاف گواہی دے رہے
فَیُقَالُ اَحْلِفُوْا — ہیں وہ کہے گا انہوں نے
فَیَحْلِفُوْنَ ثُمَّ — جھوٹ کہا ہے پھر ان سے
یَصُمُّھُمُ اللّٰہُ — کہا جائے گا کہ تم قسم اٹھاؤ تو
فَتَشْھَدُ عَلَیْھِمْ — وہ قسم اٹھائیں گے پھر ان

Marfat.com

اَیۡدِیۡهِمۡ وَاَلۡسِنَتُهُمۡ	کافروں کو اللہ تعالیٰ بہرہ کر
ثُمَّ یُدۡخِلُهُمُ	دے گا پھر ان کے ہاتھ اور
النَّارَ	زبانیں ان کے خلاف گواہی
	دیں گے پھر اللہ تعالےٰ ان کو
	دوزخ میں داخل کرے گا۔
عَنۡ حُذَیۡفَةَ عَنۡ	حضرت حذیفہ جناب نبی صلی
النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ	اللہ علیہ وسلم سے روایت
عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ	کرتے ہیں آپ نے فرمایا
قَذۡفُ الۡمُحۡصِنَةِ	پاکدامنہ عورت کو تہمتِ زنا
یَهۡدِمُ عَمَلَ	لگانے سے سو سال کے
مِائَةِ سَنَةٍ	نیک اعمال ضائع ہو جاتے
(ابن کثیر ج ۳ صفحہ ۲۷۷)	ہیں۔

تشریح

اللہ تعالیٰ نے یوم تشھد علیھم والی آیت تہمت زنا والوں کی سزا کے لیے بیان فرمائی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو شخص اگر کسی پر ایسی تہمت لگاتا ہے تو دنیا میں تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ چار گواہ پیش کرے ورنہ اسی درّے اس کی سزا ہوگی اور قیامت کے دن پھر اللہ پاک اس کیس کی تحقیق فرمائیں گے صرف دُنیاوی سزا اس کے لیے کافی نہیں ہوگی اور پھر اس تحقیق میں اس کی زبان سے اقرار اور دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو اس پر گواہ بنایا جائے گا پھر اس کو دوزخ میں

Marfat.com

ڈالا جائے گا اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ارشاد عالیہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کافروں کے بارے میں ہے پس اس آیت اور اس حدیث کو تطبیق دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص کسی پاکدامنہ عورت پر تہمتِ زنا حلال جان کر لگائے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور کافر کا داخلہ فی النار نصِ قرآن سے ثابت ہے اور اگر وہ تہمتِ زنا حلال جان کر نہ لگائے تو گناہِ کبیرہ کا مرتکب ہے اور یہ کافروں والا عمل ہے اور ایسے شخص کیلیے دخول فی النار ثابت ہے اور اس دوسری حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اس میں آپ نے فرمایا ہے کہ کسی کے تہمتِ زنا لگانے سے اس کے سو سال کے نیک اعمال ضائع ہوتے ہیں حالانکہ قرآن کریم سے ثابت ہے کہ نیک اعمال کفر اور توہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ضائع ہوتے ہیں پس معلوم ہوا کہ کسی پر تہمتِ زنا لگانے والے نے یہ تہمت اگر حلال جان کر لگائی ہے تو کافر ہے اور اگر حلال نہیں جانا تو پھر یہ فعل یقیناً کافرانہ ہے اس لیے اس کے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور قیامت کے دن وہ نیک اعمال محسوب نہیں ہوں گے۔

قانونِ حجاب

اس کتاب کے شروع سے لے کر یہاں تک آیاتِ قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں جو ضابطے اور اصول بیان ہوئے ہیں ان سے واضح طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورت معاشرے کا سب سے زیادہ اہم اور بنیادی عنصر ہے اس کا جتنا زیادہ تحفظ ہوگا معاشرہ اتنا ہی زیادہ ترقی کرے گا اور اس کی عزت و آبرو کو جتنا پامال کیا جائے گا معاشرہ

Marfat.com

اتنا ہی تنزل کی طرف جائے گا۔ اسلامی تعلیمات کا نکتہ نظر یہ ہے کہ عورت رونق خانہ ہو، رونق محافل اور زینت بازار نہ ہو کیونکہ رفتار زندگی کی یہ گاڑی جب مختلف ہاتھوں میں جائے گی تو وہ تباہ و برباد ہو جائے گی اور پھر اس کے ذریعہ ترقی پانے والا معاشرہ بھی یقیناً تباہ ہوگا۔ اس لیے خداوند پاک نے اس کے تحفظ کے لیے جو اصول رکھے ہیں ان میں حجاب بھی ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل آیات اور احادیث میں ان کی تفصیل ہم عرض کریں گے ملاحظہ فرمائیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو اپنے گھروں
لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا	کے سوا اور کسی کے گھروں
غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى	میں نہ جایا کرو جب تک اجازت
تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا	نہ لے لو اور گھر والوں پر سلام
عَلٰٓى اَهْلِهَا ۭ ذٰلِكُمْ	نہ کر لو یہ تمہارے لیے بہتر
خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ	ہے تاکہ تم نصیحت حاصل
تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ	کرو۔ پھر اگر وہاں کسی کو
تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا	نہ پاؤ تو اندر نہ جاؤ جب
فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى	تک کہ تمہیں اجازت نہ
يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ	دی جائے اور اگر تمہیں کہا
قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا	جائے کہ لوٹ جاؤ تو لوٹ
فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى	جاؤ یہ تمہارے حق میں بہتر
لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا	ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو
تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝	اللہ جانتا ہے۔ تم پر اس

Marfat.com

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ط وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ۝

میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ان گھروں میں جاؤ جہاں کوئی نہیں بستا ان میں تمہارا سامان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو۔

(سورۃ النور آیت ۲۷، ۲۸)

تشریح

ان آیات میں پانچ مسئلے بیان ہوئے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ ہے کہ اپنے گھر کے سوا اوروں کے گھروں میں بلا اجازت نہیں جانا چاہیئے اور دوسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ اجازت لینے کے لیے اہلِ خانہ کو السلام علیکم کہو اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ اس میں تمہارے لیے بہتری ہے اور اگر ان کی خلاف ورزی کروگے تو پھر تمہارے لیے بہتری نہیں ہوگی بلکہ شرمندگی ہوگی اور تیسرا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ تم اجازت مانگو اور گھر میں کوئی نہ ہو تو پھر اس گھر میں داخل نہ ہو جب تک کہ اجازت نہ ملے اور چوتھا مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر اہل خانہ کہیں واپس ہو جاؤ تو واپس ہو جاؤ اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ یہ تمہارے لیے بہت پاکیزہ چیز ہے اور پانچواں مسئلہ یہ بیان فرمایا ہے کہ جو گھر کسی کی سکونت کے لیے نہیں ہیں ان میں بلا اجازت بھی جا سکتے ہو۔ اور ان آیات میں جس طرح خطاب مردوں کو ہے عورتوں کو بھی ہے یعنی عورتیں بھی کسی

Marfat.com

اور کے گھر میں بلا اجازت نہ جائیں کیونکہ اس سلسلہ میں اصولِ خداوندی یہ ہے کہ جو احکامات مردوں اور عورتوں کے درمیان مشترکہ ہیں وہاں صیغہ مذکر کا ہی بولا جاتا ہے اور جو احکامات جداگانہ ہیں وہاں مذکر کے لیے صیغہ الگ ہوتا ہے اور عورتوں کے لیے الگ اور ان آیتوں میں چونکہ احکامات مشترکہ ہیں اس لیے صیغے مذکر کے استعمال کئے ہیں اور عورتیں اور بچے بھی اس میں شامل ہیں اور عقلی طور پر بھی یہ ہی مناسب نظر آتا ہے کہ عورتوں کے لیے بھی یہ ہی احکامات ہونے چاہئیں کیونکہ جس فتنہ کا اندیشہ مرد کے لیے بلا اجازت کسی کے گھر میں جانے سے ہے وہی اندیشہ عورت کے جانے سے بھی ہے لہٰذا عورت کے لیے بھی ان احکامات کی پابندی ضروری ہے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بلا اجازت کسی کے گھر میں جانے سے زنا کا باب کھل جائے گا اور بھی ہزاروں بدگمانیاں پیدا ہوں گی۔ اپنے بیگانے سب ہی ایک دوسرے کے گھر میں گھس جائیں گے جو معاشرہ کے لیے تباہ کن ہے اس لیے خداوند پاک نے اس پر پابندی عائد کی ہے کہ کوئی بھی مرد یا عورت کسی کے گھر میں بلا اجازت نہ جائے اور اجازت لے کر جانے میں بہت سے فوائد، حکمتیں اور مصالح ہیں۔

پہلا فائدہ اہلِ خانہ کے لیے ہے کہ ان کی ایذا رسانی سے بچنا ہے، اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اہلِ خانہ گھر میں چھپ کر جو کام کرنا چاہتے ہیں اس پر سے پردہ ہوگا اور تیسرا فائدہ یہ ہے کہ اجازت لینے والے کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا اور اب اجازت لینے کا طریقہ کیا ہے اس کے متعلق تو قرآن کریم نے اتنا فرمایا ہے کہ وتسلموا علی

Marfat.com

اھلھا اس گھر میں رہنے والوں پر سلام کرو اس کی تفصیل احادیث میں ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْ مُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اْتِیْهِ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِكَ ثَلٰثًا فَلَمْ یَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ

حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ابوموسےٰ آئے انہوں نے کہا کہ حضرت عمرؓ نے میری طرف پیغام بھیجا ہے کہ میں ان کے پاس آؤں پھر میں ان کے دروازے پر گیا اور تین دفعہ سلام دیا تو انہوں نے جواب نہ دیا تو میں لوٹ آیا پھر عمرؓ نے کہا کہ تجھے کس نے منع کیا ہے ہمارے پاس آنے سے تو میں نے کہا کہ میں تو آیا تھا اور تمہارے دروازے پر تین مرتبہ سلام دیا تو تم نے مجھے جواب نہ دیا تو واپس آگیا کیونکہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے

Marfat.com

اَقِمْ عَلَيْهِ الْبَيِّنَةَ — اور اسے اجازت نہ ملے
قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ — تو اسے واپس ہو جانا چاہیئے
فَقُمْتُ مَعَهٗ — تو عمر نے کہا کہ اس پر ایک
فَذَهَبْتُ اِلٰى عُمَرَ فَشَهِدَتْ — اور گواہ پورا کرو تو ابو سعید نے
(متفق علیہ) — کہا میں اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا پھر عمرؓ کے پاس گیا پھر گواہی دی۔

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی کسی کے دروازے پر جائے تو پہلے اسے اجازت مانگنا چاہیئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ السلام علیکم کہے اگر جواب نہ ملے تو دو بار کہہ دے اس پر بھی جواب نہ ملے تو تیسری بار کہہ دے اس پر بھی اگر جواب نہ ملے تو واپس آجائے اس سے زیادہ اصرار نہ کرے۔

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَأْذَنُوْا لِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ — اور حضرت جابر سے روایت ہے کہ بے شک جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کو گھر میں آنے کی مت اجازت دو جو سلام سے ابتدا نہ کرے۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الاستیذان سے منقول ہیں)

Marfat.com

سکتی ہے اور جس طرح دنیا کے خزانوں کو پاک رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے اسی طرح اس خزانہ کو بھی پاک رکھنا ہے اور جو دنیا کے خزانوں کو پاک نہیں رکھے گا وہ اس سزا کا مستحق ہے جو سورۃ توبہ والی آیت میں بیان ہوئی اسی طرح جو اس خزانے کو پاک نہیں رکھیں گے وہ بھی اس سزا کے مستحق ہوں گے اور جس طرح حرام مال سے معاشرہ میں تباہ کاری پھیلتی ہے حرام کار عورت سے کہیں زیادہ تباہ کاری پھیلتی ہے اس لیے اسلام نے ان دونوں خزانوں کو پاک رکھنے کی تعلیم دی ہے اور مال و دولت کو پاک رکھنے کی تفصیل تو انشاء اللہ العزیز جلد سادس میں بیان ہوگی اور عورت کو پاک رکھنے کے طریقے اس میں بیان ہوئے ہیں۔ اگر ان طریقوں پر عمل کیا جائے تو آنے والی پوری نسل پاک ہو جائے گی اور اگر ان طریقوں کو نہیں اپنائیں گے تو انسان کی یہ ارتقائی گاڑی تباہ ہو جائے گی جیسا کہ شب و روز مشاہدہ ہو رہا ہے

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا
نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ
وَالْفِضَّةَ كَبُرَ ذَالِكَ
عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ
عُمَرُ اَنَا اُفَرِّجُ عَنْكُمْ
فَانْطَلَقَ فَقَالَ يَا نَبِيَّ
اللّٰهِ اِنَّهٗ كَبُرَ عَلٰى
اَصْحَابِكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ
فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ
يَفْرِضِ الزَّكٰوةَ
اِلَّا لِيَطِيْبَ مَا بَقِيَ
مِنْ اَمْوَالِكُمْ وَاِنَّمَا
فَرَضَ الْمَوَارِيْثَ وَذَكَرَ
كَلِمَةً لِتَكُوْنَ لِمَنْ
بَعْدَكُمْ فَقَالَ فَكَبَّرَ
عُمَرُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَلَا
اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا
يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ
اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ
وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ

ابن عباسؓ سے روایت ہے آپ
نے فرمایا جب یہ آیت اُتری
والذین یکنزان الذھب
والفضۃ تو گراں گزری مسلمانوں
پر عمر نے کہا میں تمہاری پریشانی
دور کردوں گا پھر چلے گئے پس
کہا اے اللہ کے نبی بے شک
یہ آیت آپ کے ساتھیوں پر
گراں گزری ہے تو آپ نے فرمایا
کہ اللہ نے نہیں فرض کی یہ زکوٰۃ
مگر تاکہ پاک ہو جائے جو باقی ہے
تمہارا مال اور بے شک فرض کی
ہے اس نے وراثت اور
ایک کلمہ ذکر کیا تاکہ ہو تمہارے
بعد والوں کے لیے کہا (راوی نے)
اللہ اکبر کہا عمر نے پھر فرمایا آپؐ
نے کہا نہ بتاؤں تمہیں آدمی کا بہترین
خزانہ نیک عورت ہے جب
دیکھے طرف اس کے تو اسے
خوش کرے اور جب اسے حکم
دے تو اس کی اطاعت کرے

Marfat.com

وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ (مشکوٰۃ ص۱۵۶) اور جب اس سے غائب ہو تو اس کی حفاظت کرے۔

تفسیر

اس حدیث میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں بیان فرمائی ہیں ایک مقصد زکوۃ اور دوسرا عورت بہترین خزانہ ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب قرآنِ کریم کی سورۃ توبہ والی یہ آیت اتری جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اس سے یہ سمجھے کہ اس سے مراد نفس ارتکاذ دولت کی ممانعت ہے اس لیے یہ آیت ان پر گراں گزری تو حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد زکوٰۃ ہے یعنی جو زکوٰۃ نہیں ادا کرتے ان کی یہ سزا ہے اور آپ نے فرمایا زکوٰۃ تو اس لیے فرض کی گئی ہے تاکہ انسان کے پاس جو مال ہے وہ پاک ہو جائے اور چونکہ اس مال میں وراثت بھی چلتی ہے اور پھر تاکہ آنے والے وارثوں کو بھی یہ پاک مال ملے یہ تو پہلی چیز ہوئی حضرت عمرؓ یہ تشریح سن کر بہت خوش ہوئے اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور دوسری چیز جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیان فرمائی کہ سونے چاندی کے خزانے کی بنسبت عورت بہترین خزانہ ہے کیونکہ دنیا میں یہ سونے اور چاندی کے خزانے انسان کے پاس رہتے نہیں اور عورت انسان کی زندگی بھر کی ساتھی ہے اس لیے یہ بہترین خزانہ ہے اور شرط لگائی کہ یہ خزانہ نیک عورت ہی ہو

Marfat.com

تشریح

یہ حدیث پہلی حدیث کی توضیح وتائید کرتی ہے کہ جو شخص کسی کے گھر میں جائے تو پہلے السلام علیکم سے اجازت طلب کرے اگر وہ ایسا نہ کرے تو صاحب خانہ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے اس کو واپس کردے آج کل مسلمانوں کی اکثریت اس اصول سے بے خبر ہے۔

اذن طلب کرنے والے کو چاہیے کہ اپنا پورا نام بتائے

وعن جابر قال اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی دین کان علی ابی فدققت الباب فقال من ذا فقلت انا فقال انا انا کانہ کرھھا۔ (متفق علیہ)	اور حضرت جابر سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرض کے سلسلہ میں گیا جو میرے والد پر تھا تو میں نے آپ کا دروازہ کوٹا آپ نے فرمایا یہ کون ہے۔ میں نے کہا میں ہوں تو آپ نے فرمایا میں۔ میں۔ گویہ آپ نے اس کو پسند نہ کیا۔

Marfat.com

تشریح

حضرت جابر نے سلام بھی نہ دیا اور اپنا نام بھی نہ بتایا صرف میں پر اکتفا کیا، اس لیے آپ نے اس کو پسند نہ کیا۔

صاحب خانہ کا قاصد بھی ہو تو بھی اجازت طلب کرنا چاہیئے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِیْ قَدَحٍ فَقَالَ اَبَا هِرٍّ اَلْحَقْ بِاَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ اِلَیَّ فَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوْا

اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ داخل ہوا پھر آپ نے ایک پیالے میں دودھ پایا پھر آپ نے فرمایا ابا ہریرہ اصحابِ صفہ سے ملو اور ان کو میری طرف بلاؤ پھر میں ان کے پاس گیا ان کو میں نے دعوت دی وہ آگئے انہوں نے اجازت مانگی پھر آپ نے انکو اجازت دی تو پھر وہ داخل ہوئے۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الاستیذان سے منقول ہیں)

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی طرف قاصد اور بلاوہ بھیجے اور وہ اسی وقت آجائے تو بھی گھر میں داخلے کے وقت اسے اجازت طلب کرنا چاہیئے جس طرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اصحابِ صفہ کی طرف بھیجا کہ انہیں میری طرف بُلاؤ اور وہ جب بُلا لائے آپ کے گھر کے سامنے پہنچے، انہوں نے آپ سے اجازت طلب کی اور آپ نے اجازت دی تب وہ لوگ آپ کے گھر میں داخل ہوئے اگر اس وقت اجازت طلب کرنے کی ضرورت نہ ہوتی تو آپ انہیں فرما دیتے کہ اس وقت تمہیں اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ میں نے تمہاری طرف قاصد جو بھیج دیا تھا اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر کوئی شخص کسی کی طرف تحریری دعوت نامہ بھیجے اور مدعو جب اس کے گھر میں جائے تو بھی وہ پہلے اجازت طلب کرے صرف تحریری دعوت نامہ اس کے لیے کافی نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کے گھر میں بلا اجازت چلا جائے تو صاحبِ خانہ اسے واپس کر سکتا ہے

عَنْ كَلْدَةَ ابْنِ حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوَانَ ابْنَ اُمَيَّةَ بَعَثَ بِلَبَنٍ وَجَدَايَةٍ وَضَغَابِيسَ

حضرت کلدہ بن حنبل سے روایت ہے کہ بیشک صفوان بن امیہ نے دُودھ یا بکری کا بچہ اور ککڑیاں جناب نبی

اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی	اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	پاس بھیجیں اور جناب نبی صلی
وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	اللہ علیہ وسلم وادی کے آخری
وَسَلَّمَ بِاَعْلَی الْوَادِیْ	حصّہ پر تھے اس نے کہا کہ
قَالَ قَدْ دَخَلْتُ عَلَیْہِ	میں آپ کے پاس داخل ہوا
وَلَمْ اُسَلِّمْ وَلَمْ	سلام نہ دیا اجازت بھی طلب
اَسْتَاْذِنْ فَقَالَ النَّبِیُّ	نہ کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	نے فرمایا واپس جا پھر کہہ السلام
وَسَلَّمَ اِرْجِعْ فَقُلْ	علیکم میں داخل ہو جاؤں۔
اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَاَدْخُلُ	

(مشکوٰۃ باب الاستیذان)

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص بلا اجازت کسی کے گھر میں گھس جائے تو صاحب خانہ کو حق پہنچتا ہے کہ اس کو واپس کر دے اور اسے کہے کہ پہلے السلام علیکم کہو پھر داخل ہو کیونکہ جناب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کلدہ بن حنبل کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا اور آپ نے اسے یہ ادب سکھایا تھا۔

داعی کا قاصد ساتھ ہو اور زیادہ دیر نہ گزرے تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اور حضرت ابی ہریرہ سے

Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِیَ اَحَدُکُمْ فَجَآءَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَاِنَّ ذَالِكَ لَہٗ اِذْنٌ رواہ ابوداود وروَ فِیْ رِوَایَۃٍ لَہٗ قَالَ رَسُوْلُ الرَّجُلِ اِلَی الرَّجُلِ اِذْنُہٗ ۔

روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو بلایا جائے پھر وہ قاصد کے ساتھ آجائے تو اس کے لیے اجازت ہے ۔(یہ حدیث ابوداؤد نے نقل کی ہے) اور اس کی ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا کہ قاصد آدمی کا طرف آدمی کے اس کی اجازت ہے۔

تشریح

اصحاب صفہ والی حدیث میں آچکا ہے کہ قاصد ساتھ ہو تب بھی اجازت مانگنا چاہیئے اور اس حدیث میں آیا ہے کہ قاصد ساتھ ہو تو اجازت کی ضرورت نہیں ۔ محدثین نے ان دونوں کے تطبیق یہ دی ہے کہ یہ حدیث زیادہ دیر نہ گزرنے پر محمول ہے ۔ واللہ اعلم۔

دروازے پر پردہ نہ ہو تو اس کے دائیں یا بائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ بُسْرٍ قَالَ

اور حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت ہے انہوں

Marfat.com

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَآءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ۔

نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کسی قوم کے دروازے پر تشریف لے جاتے تھے تو اس کے سامنے نہیں کھڑے ہوتے تھے بلکہ اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف کھڑے ہوتے تھے اور فرماتے تھے السلام علیکم السلام علیکم ۔ اور یہ اس زمانہ کی بات ہے جب دروازوں پر پردہ نہیں ہوتا تھا ۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الاستیذان سے منقول ہیں)

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر آدمی کسی کی ملاقات کے لیے جائے اور اس کے دروازے پر پردہ نہ ہو تو پھر دروازے کے سامنے نہیں کھڑا ہونا چاہیئے کیونکہ اندر نگاہ پڑے گی اور بلا اجازت کسی کے گھر میں جھانک کر دیکھنا بھی ناجائز ہے اسے چاہیے کہ دروازے کے دائیں طرف یا بائیں ہو کر کھڑا ہو۔ اگر دروازے پر پردہ پڑا ہوا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اہل خانہ کو

Marfat.com

چاہیئے کہ اپنے اپنے دروازوں پر پردے لٹکائیں تاکہ آنے والے ملاقاتیوں کو آسانی ہو۔

بیٹے کو بھی گھر میں داخل ہوتے وقت والدہ سے اجازت مانگنا چاہیئے

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّىْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ مَعَهَا فِى الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ خَادِمُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ بے شک ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں والدہ سے بھی اجازت مانگوں فرمایا ہاں پھر اس آدمی نے کہا کہ میں اس کے ساتھ گھر میں رہتا ہوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اجازت مانگ پھر اس آدمی نے کہا کہ میں اس کا خادم ہوں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سے اجازت مانگ کیا تو چاہتا ہے کہ اس کو ننگا دیکھے اس نے کہا نہ آپ نے فرمایا پھر اس سے

Marfat.com

فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا۔ اجازت مانگ

(رواہ مالک مرسلہ) (یہ حدیث امام مالک نے نقل کی ہے)

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ بیٹا بھی اگر ماں کے کمرے میں یا گھر میں جائے تو اس سے اجازت مانگنا چاہیئے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ماں کسی ایسی حالت میں بیٹھی ہوئی ہو اور بیٹے کی اس پر نگاہ پڑے جو اسے ناگوار گزرے اور نیز ایسا کرنے سے بیٹے کے دل سے ماں کا وقار اور احترام بھی نکل جائے گا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ باپ کو جوان بیٹی کے کمرے میں یا بھائی کو جوان بہن کے کمرے میں بلا اجازت نہیں جانا چاہیئے اور اسی طرح پھوپھی خالہ اور باقی محرمات کو قیاس کر لیا جائے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ماں کو چاہیئے بیٹوں کے سامنے بہن کو بھائیوں کے سامنے، بیٹی کو باپ تایا، چچا، اور ماموں وغیرہ کے سامنے اپنے اعضاء مستورہ ظاہر نہ ہونے دیں اور ان سے اجازت لینے کے لیے اتنا کافی ہے کہ کھنکار دے یا پاؤں زور سے مار دے یا دروازہ کھٹکھٹا دے اور یہ اجازت اس لیے مناسب ہے کہ باپ یا بقیہ اقارب کو بھی شیطان ورغلا سکتا ہے اس لیے احتیاط مناسب ہے اور اس لیے آج جہاں اُن اُصولوں کی پرواہ نہیں برتی جاتی وہاں بیٹی اپنے باپ سے اور بہن اپنے بھائی سے بھی عزت محفوظ نہیں رکھ سکتی۔

داماد اپنے سسرال جائے تو بھی اسے اجازت مانگنا چاہیئے

وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ اور حضرت علیؓ سے روایت

Marfat.com

كَانَ لِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدْخَلٌ بِاللَّيْلِ وَمَدْخَلٌ بِالنَّهَارِ فَكُنْتُ اِذَا دَخَلْتُ بِاللَّيْلِ تَنَحْنَحَ لِيْ۔ (یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب الاستیذان سے منقول ہیں)

ہے انہوں نے فرمایا کہ میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں رات دن آنا جانا تھا پس جب میں رات کو جاتا تھا تو میرے لیے کھنکارنے کی آواز ہوتی تھی۔

تشریح

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوگئیں ایک تو یہ ہے کہ داماد کو بھی اجازت مانگنا چاہیئے اور دوسری یہ بات معلوم ہوئی کہ قریبی رشتہ داروں کو سلام کے ساتھ کھنکارنا کافی ہے۔ اجازت کے سلسلہ میں آواز اگر نہ پہنچ سکے تو گھنٹی کھڑکانا یا دروازے پر دستک دینا بھی جائز ہے بہرحال آیت استیذان مجمل ہے اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اور فرامین عالیہ سے اس کی پوری وضاحت ہوگئی ہے واللہ اعلم۔

پردہ کے بقیہ احکام

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا

ایمان والوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کو محفوظ رکھیں یہ ان کے لیے بہت پاکیزہ ہے بے شک اللہ جانتا ہے

Marfat.com

يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ لَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِيْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا عَلٰى عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا

جو وہ کرتے ہیں اور ایمان
والیوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی
نگاہ نیچی رکھا کریں اور اپنی
شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں
اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں
مگر جو جگہ اس میں سے کھلی
رہتی ہے اور اپنے دوپٹے
اپنے سینوں پر ڈالے رکھیں
اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں
مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے
باپ یا اپنے خاوندوں کے
باپ یا اپنے بیٹوں اور یا
خاوندوں کے بیٹوں یا اپنے
بھائیوں یا بھتیجوں یا بھانجوں
یا اپنی عورتوں پر یا اپنے غلاموں
پر یا ان خدمت گاروں پر
جنہیں عورت کی چاہت نہیں
یا ان لڑکوں پر جو عورتوں کی پردہ
والی چیزوں سے واقف نہیں
اور اپنے پاؤں زمین پر زور
سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور

Marfat.com

يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ط وَتُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥ (سورہ نور)

معلوم ہو جائے اور اے ایمان والو تم سب اللہ کی طرف توبہ کرو تاکہ تم نجات پاؤ۔

(آیت : ۳۵-۳۱)

تشریح

ان آیات میں پردہ کے نو احکامات ہیں۔ پہلا حکم یہ ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم۔ ایمان والوں سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں۔ آیت کریمہ میں اتنا ہی حکم ہے اور اب کس سے نیچی رکھیں کیوں رکھیں اور کس وقت رکھیں۔ اس کی کوئی تصریح آیت میں نہیں ہے اس سلسلہ میں یہ آیت مجمل ہے اس کی وضاحت جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملفوظات مندرجہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

اتفاقی نظر معاف ہے

وَعَنْ جَرِيْرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک

عَنْ نَظَرِ الْفُجَآءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ (رواہ مسلم)

نگاہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ اپنی نگاہ پھیر لوں۔

وَعَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَةَ۔

اور حضرت بریدہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی مت کرو نگاہ کے بعد نگاہ کہ بے شک تیرے لیے جائز ہے پہلی اور نہیں جائز دوسری۔

(یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب نظر المخطوبۃ سے منقول ہیں)

تشریح

ان حدیثوں کا مقصد یہ ہے کہ اگر کسی کی نگاہ کسی کی شرم والی جگہ پر اتفاقی طور پر پڑ جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنی نگاہ فوراً ہٹا لے اور نظر جما کر دیکھنا نہ شروع کر دے۔ اصل میں اعمال خواہ اچھے ہوں یا بُرے سب کا دارومدار انسان کی نیت پر ہے یعنی اجر ملے گا، تو نیت پر اور سزا ملے گی تو نیت پر اب اگر کسی شخص کی اتفاقاً کسی عورت یا مرد کی شرم والی جگہ پر پڑ جائے تو وہ گناہ گار نہیں ہے یہ اس کے لیے جائز ہے کیونکہ اس کا یہ دیکھنا بالارادہ اور بالقصد نہیں تھا اور اگر اب نظر جما کر دیکھنا شروع کر دے گا تو اس کا ارادہ شامل

ہو جائے گا اس لیے وہ گناہ گار ہوگا اور اگلی حدیث پاک میں اس کی مزید تفصیل آرہی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَۃِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَۃُ اِلٰی عَوْرَۃِ الْمَرْأَۃِ وَلَا یُفْضِیْ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا تُفْضِیْ الْمَرْأَۃُ اِلَی اِلَی الْمَرْأَۃِ فِیْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ (رواہ مسلم)

اور حضرت ابی سعید سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ دیکھے آدمی آدمی کی پردے والی جگہ اور نہ دیکھے عورت عورت کی پردے والی جگہ اور نہ ننگے بدن لیٹے مرد مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں اور نہ ننگے بدن لیٹے عورت عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں (امام مسلم نے یہ حدیث نقل کی ہے)

وَعَنْ جُرْھَدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ الْفَخِذَ عَوْرَۃٌ (رواہ الترمذی و ابوداؤد)

اور حضرت جُرھد سے روایت ہے کہ بے شک جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تجھے پتہ نہیں ہے کہ ران بھی پردے کی جگہ ہے (یہ حدیث ترمذی اور ابوداؤد نے نقل کی ہے)

وَعَنْ عَلِیٍّ اَنَّ رَسُوْلَ

اور حضرت علیؓ سے روایت

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ
یَا عَلِیُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَکَ
وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی
فَخِذِ حَیٍّ وَلَا
مَیِّتٍ

(رواہ ابوداود و ابن ماجہ)

ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے
اے علی مت ظاہر کرو اپنی
ران کو اور مت دیکھو زندہ
یا مردہ کی ران کو (یہ حدیث
ابوداود اور ابن ماجہ نے نقل
کی ہے)

وَعَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ
جَحْشٍ قَالَ مَرَّ
رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
عَلٰی مَعْمَرٍ وَفَخِذَاہُ
مَکْشُوْفَتَانِ قَالَ
یَا مَعْمَرُ غَطِّ
فَخِذَیْکَ فَاِنَّ
الْفَخِذَیْنِ عَوْرَۃٌ

(رواہ فی شرح السنۃ)

اور حضرت محمد بن جحش سے
روایت ہے انہوں نے فرمایا
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم معمر کے پاس سے
گزرے اور اس کی دونوں
رانیں کھلی ہوئی تھیں آپ
نے فرمایا معمر اپنی رانوں کو
ڈھانپ دو کیونکہ رانیں شرم
کی چیز ہے (شرح سنۃ میں
یہ حدیث نقل کی ہے)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی
اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اِیَّاکُمْ وَالتَّعَرِّیَ

اور حضرت ابن عمر سے روایت
ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا بچاؤ اپنے آپ کو

Marfat.com

فَاِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ اِلَّا عِنْدَ الْغَائِطِ وَحِيْنَ يُفْضِى الرَّجُلُ اِلٰى اَهْلِهٖ فَاسْتَحْيُوْهُمْ وَاَكْرِمُوْهُمْ (رواه الترمذی)

ننگا ہونے سے بے شک تمہارے ساتھ وہ ہیں جو کبھی تم سے جُدا نہیں ہوتے مگر وقت قضائے حاجت کے اور جب مرد اپنی اہل سے ملے ان سے حیا کرو اور انکی عزت کرو (ترمذی نے یہ حدیث نقل کی ہے)

وَعَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَءَيْتَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا قَالَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ

حضرت بھز بن حکیم سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ان کے دادا سے روایت کی ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حفاظت رکھو اپنی شرم والی جگہ کی مگر بیوی سے یا باندی سے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا فرماتا ہے آپ کا جب آدمی اکیلا ہو تو آپ نے فرمایا اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے

اَنْ یُّسْتَحْیٰ مِنْہُ شرم کیا جائے

(یہ چھ احادیث مشکوٰۃ باب نظر المخطوبۃ سے منقول ہیں)

تشریح

یہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ قل للمومنین یغضوا من ابصارھم والی آیت کریمہ مجمل ہے اور یہ مذکورہ احادیث اس کی تشریح ہیں ان کا خلاصہ اور لب لباب یہ ہے کہ انسان کا یہ بدن جو ہے ناف سے لے کر گھٹنوں تک شرم گاہ ہے کسی دوسرے آدمی کو مناسب نہیں ہے کہ دوسرے کسی کے بدن کے اس حصّے کو دیکھے یہ حکم مردوں عورتوں بچوں جوانوں سب کو شامل ہے البتہ میاں اور بیوی کو مستثنیٰ رکھا ہے کیونکہ مجبوری ہے اسی طرح ڈاکٹر حکیم بھی علاج کی خاطر یہ حصّہ دیکھ سکتا ہے - اب آیت کا معنی یوں ہوگا اے نبی پاک آپ کہہ دیں ایمان والوں کو وہ اپنی نگاہیں کسی کی شرم والی جگہ دیکھنے سے ہٹا لیا کریں نیز یہ بھی معلوم ہوگیا کہ انسان کو تنہائی میں بھی ننگے بدن نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ انسان کے ساتھ کراماً کاتبین اور محافظ فرشتے ہوتے ہیں ان سے بھی شرم کرنا چاہیئے اور اسی طرح یہ بھی معلوم ہوگیا کہ جب مخلوق سے حیا کرنا ضروری ہے تو خداوند تعالیٰ سے بھی حیا کرنا ضروری ہے لہٰذا انسان کو تنہائی میں خدا سے حیا کرتے ہوئے لباس نہیں اتارنا چاہیئے -

عورتوں کو نابینا سے بھی پردہ کرنا چاہیئے

وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّھَا اور حضرت اُمِّ سلمہ سے روایت

كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةُ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعُمْيَاوَانِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهٖ (رواہ احمد والترمذی ابوداود)

ہے کہ وہ اور میمونہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں اچانک ابن ام مکتوم (نابینا) آئے آپ کی مجلس میں داخل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس سے پردہ کرو تو میں نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ اندھا نہیں جو ہمیں نہیں دیکھتا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم اندھی ہو کیا تم اس کو نہیں دیکھ رہی ہے۔

تشریح

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کو اندھوں سے بھی پردہ کرنا چاہیئے کیونکہ جس طرح مردوں کے لیے جائز نہیں ہے کہ غیر محرم عورتوں کو دیکھیں اسی طرح عورتوں کے لیے بھی جائز نہیں ہے کہ غیر محرم مردوں کو دیکھیں خواہ بینا ہوں یا اندھے۔

Marfat.com

بہتر یہ ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا ستر نہ دیکھیں

وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا نَظَرْتُ اَوْمَا رَئَيْتُ فَرْجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ قَطُّ (رواہ ابن ماجہ)

اور حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر مبارک کبھی نہیں دیکھا۔

تشریح

اس سے پہلے حضرت بھزؓ بن حکیم والی حدیث میں آچکا ہے کہ خاوند اپنی بیوی کا ستر دیکھ سکتا ہے اور اس حضرت عائشہ رضؓ والی حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر نہیں دیکھا اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حضرت عائشہ رضؓ کا ستر نہیں دیکھا پس معلوم ہوا کہ یہ دیکھنا اچھا نہیں ہے پس محدثین نے تطبیق یہ دی ہے کہ جائز تو ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کا ستر دیکھیں لیکن بہتر نہیں ہے ادب کے خلاف ہے اس سے بچنا چاہیئے ۔ واللہ اعلم

نگاہ نیچی رکھنے کی فضیلت

وَعَنْ اُمَامَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت امامہ نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَنْظُرُ إِلَى مَحَاسِنِ امْرَأَةٍ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ يَغُضُّ بَصَرَهُ إِلَّا أَحْدَثَ اللّٰهُ عِبَادَةً يَجِدُ حَلَاوَتَهَا (رواہ احمد)

روایت کی ہے آپ نے فرمایا جو مسلمان پہلی مرتبہ عورت کی خوبصورتیوں کو دیکھے اور پھر اپنی نگاہ ہٹالے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک قسم کی عبادت پیدا کرتے ہیں جس کا مزا وہ خود محسوس کرتا ہے۔

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اگر آدمی کی نگاہ کسی عورت پر یا شرم والی جگہ پر پڑ جائے اور پھر وہ حکم خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی نگاہ کو ہٹالے تو یہ اس کے لیے عبادت کا درجہ ہوگا کیونکہ جب غیر محرم عورت یا شرم والی جگہ کو دیکھنا گناہ ہے تو اس کو نہ دیکھنا یقیناً عبادت ہے اور اس عبادت کے وقت یقیناً مومن کو خوشی بھی ہوتی ہے۔

قصداً غیر محرم عورت یا کسی کی شرم والی جگہ کو دیکھنا موجب لعنت ہے

وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

اور حضرت حسن سے مرسل روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب

علیہ وسلم قال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لعن اللہ الناظر والمنظور	نے فرمایا ہے کہ اللہ دیکھنے والے
الیہ۔ (یہ چاروں احادیث	اور دیکھے ہوئے دونوں پر
مشکوٰۃ باب نظر المخطوبۃ سے منقول ہیں)	لعنت فرماتے ہیں۔

تشریح

اس سے پہلے حضرت علیؓ والی حدیث میں آچکا ہے کہ نظر اولیٰ جائز ہے اور اس حدیث میں آیا ہے کہ دیکھنے والے پر لعنت ہوتی ہے پس تطبیق یوں دی گئی ہے جو قصداً دیکھے تو اس پر تو لعنت ہوتی ہے اور منظور الیہ پر لعنت اس لیے ہے کہ وہ بھی حرام کا ارتکاب کر رہا ہے کیونکہ پردے والی جگہ چھپانا فرض ہے۔

دوسرا حکم یہ ہے و یحفظوا فروجھم وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں اور پہلے جملے میں فرمایا ہے کہ نگاہ نیچی رکھیں اسے مقدم رکھا ہے اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں اس کو بعد میں لایا گیا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ نگاہ ہی تو ان جرائم کا باعث ہے اس لیے پہلے نگاہ پر کنٹرول کا حکم دیا گیا ہے اس کے بعد فرمایا ہے کہ وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھیں اور قرآن کریم کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظت سے مراد پردہ زنا۔ لواطت اور ہر وہ طریقہ ہے کہ جس سے مادہ منویہ کا اخراج ہو اس کی پوری تفصیل زنا کے باب میں بیان ہو چکی ہے یہاں دہرانے کی ضرورت نہیں جو چاہے وہاں دیکھ لے اور آخر میں اس کی وجہ بیان فرمائی کہ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے

Marfat.com

سے معاشرے میں پاکیزگی آئے گی اور اگر اسے نہیں اپنائیں گے تو گندگی پھیلے گی اور تیسرا اور چوتھا حکم خواتین کو ہے کہ وہ بھی اپنی نگاہ نیچی رکھیں یہ دونوں حکم اگرچہ پہلے دو جملوں سے بھی معلوم ہو سکتے ہیں مگر ان کو مستقل ذکر کر کے تاکید مزید فرمائی ہے کہ جس طرح مردوں کے لیے یہ احکامات ہیں عورتوں کے لیے بھی ہیں ۔ اور پانچواں حکم خصوصی طور پر خواتین کے لیے ہے کہ ولا یبدین زینتھن اِلّا مَا ظَھَرَ مِنْھَا اور نہ ظاہر کریں وہ اپنی زینت کے مواقع مگر جو ظاہر ہے اس کی تفسیر کے سلسلہ میں جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی یہ ہے جسے حضرت عائشہ رضؓ نے نقل کیا ہے ۔

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ	حضرت عائشہ رضؓ سے روایت
اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ اَسْمَآءَ	ہے کہ اسماء بنت ابی بکر
بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ	جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ
دَخَلَتْ عَلَی النَّبِیِّ	وسلم کے پاس آئی اور اس
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	پر باریک کپڑے تھے تو آپ
وَسَلَّمَ وَعَلَیْھَا	نے اس کی طرف سے منہ
ثِیَابٌ رِقَاقٌ	پھیر لیا اور فرمایا اسماء عورت
فَاَعْرَضَ عَنْھَا	جب بالغ ہو جائے تو
وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ	مناسب نہیں کہ اس کے
الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ	بدن کا کوئی حصہ دیکھا جائے
الْمَحِیْضَ لَمْ یُصْلِحْ	سوائے اس کے اور آپ
اَنْ یُّرٰی مِنْھَا	نے اشارہ کیا طرف اپنے

Marfat.com

اِلَّا هٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ

چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کے (ابن کثیر)

(ابن کثیر)

تشریح

اس حدیث سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں ایک یہ ہے کہ عورت کے لیے ایسا باریک لباس پہننا جائز نہیں ہے جس سے اس کا بدن ظاہر ہوتا ہو جیسا کہ حضرت اسماءؓ جو آپ کی سالی اور حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن تھیں جب آپ کی خدمت میں آئیں تو ان کے بدن پر باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے تو آپ نے اسے دیکھتے ہی اس سے اپنا چہرہ انور پھیر لیا اور فرمایا کہ بالغہ عورت کے لیے جائز نہیں ہے کہ اسکا بدن دیکھا جائے سوائے اس کے اور پھر اشارہ فرما دیا کہ اس سے مراد چہرہ اور ہتھیلیاں ہیں اور دوسرا یہ معلوم ہوا کہ عورت کا چہرہ اور ہتھیلیاں پردے میں شامل نہیں مستثنیٰ ہیں اور ان کو اس لیے مستثنیٰ فرمایا کہ کام کاج کے سلسلہ میں سودا وغیرہ خریدنے کے لیے انہیں ظاہر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اگر ان کے ظاہر کرنے پر بھی پابندی عائد کر دی جائے تو عورتیں شدید مشکلات سے دوچار ہو جائیں گی اس لیے خالق کائنات نے ان کے لیے رعایت رکھی ہے۔

اور چھٹا حکم یہ ہے کہ ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن - ان عورتوں کو چاہیے کہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالیں رکھیں خُمُر خِمار کی جمع ہے خمار اس کپڑے کو کہتے ہیں جو

Marfat.com

عورتیں سر پر ڈالتی ہیں اور اس سے گریبان چھپ جاتا ہے اور جیوب جیب کی جمع ہے۔ جیب کے معنی گریبان کے ہیں اور اس سے مراد سینہ ہے کیونکہ گریبان سینے پر ہوتا ہے پس آیت کریمہ کے معنی یہ ہوئے کہ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور یہ دراصل رسم جاہلیت کی تردید ہے کیونکہ دورِ جاہلیت میں عورتوں کا رواج یہ ہوتا تھا کہ کپڑا سر پر ڈال کر اس کے دونوں کنارے پُشت پر چھوڑ دیتی تھیں جس سے گریبان، گلہ، سینہ اور کان کھلے رہتے تھے مسلمان عورتوں کو اس سے منع کیا گیا ہے اور انہیں حکم دیا گیا ہے کہ دوپٹے کے دونوں پلے ایک دوسرے پر الٹ دیں تاکہ یہ سب اعضاء چھُپ جائیں ——— اور ساتواں حکم یہ ہے کہ ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن اور نہ ظاہر کریں اپنی زینت کے مواقعہ مگر اپنے خاوندوں کے سامنے تا آخر آیت اس آیت میں بارہ اشخاص کو مستثنیٰ کیا ہے کہ جن کے سامنے عورت اپنی زینت کے واقعہ کو ظاہر کر سکتی ہے وہ اشخاص یہ ہیں خاوند۔ باپ۔ خسر۔ اپنے بیٹے اپنے خاوند کے بیٹے بھائی۔ بھتیجے۔ بھانجے۔ عورتیں۔ غلام یا کاروبار کرنے والے ایسے مرد جو کچھ غرض نہیں رکھتے۔ بارہ سالہ لڑکے جو عورتوں کے بھید سے ابھی واقف نہیں ہیں ——— اور آٹھواں حکم یہ ہے کہ ولا یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن عورتیں اپنے پاؤں زمین پر زور سے نہ ماریں کہ ان کا مخفی زیور معلوم ہو جائے ——— اور نواں حکم یہ ہے توبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون۔ اے ایمان والو سب اللہ کی طرف توبہ کرو

Marfat.com

یعنی مذکورہ احکام کی تعمیل کے سلسلہ میں اگر تم سے کوئی غلطی ہو جائے تو توبہ کرو اس کی کوئی اور شرعی سزا نہیں ہے ۔ توبہ کرنا چاہیئے یہی کافی ہے

غلام اور بچے تین اوقات میں اجازت مانگ کر کسی کے گھر میں جائیں

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	اے ایمان والو تمہارے غلام
لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ	اور تمہارے نابالغ بچے تم سے
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ	تین مرتبہ اجازت مانگیں نماز
وَالَّذِيْنَ لَمْ	فجر سے پہلے اور دوپہر کو جب
يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ	تم کپڑے اتارتے ہو اور نماز
ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ؕ	عشاء کے بعد یہ تین تمہارے
مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ	پردے کے اوقات ہیں ان
الْفَجْرِ وَحِيْنَ	اوقات کے علاوہ تم پر اور
تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ	ان پر کوئی حرج نہیں ہے تم
مِنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ	آپس میں ایک دوسرے کے
بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ؕ	پاس آتے جاتے ہو۔ اسی
ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ؕ	طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے
لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا	آیات کھول کر بیان کرتا ہے
عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ	اور جاننے والا حکمت والا
طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ	ہے۔
بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ	

Marfat.com

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ (سورۃ النور آیت : ۵۸)

تشریح

کبھی کبھی قرآن کریم کا بعض حصّہ بعض کی تشریح اور توضیح ہوتا ہے چنانچہ یہ آیت او ما ملکت ایمانکم سے لے کر علیٰ عورات النساء تک کی تشریح ہے یعنی پہلے ان جملوں میں آچکا ہے کہ عورتیں اپنے غلاموں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کے سامنے اپنے زینت کے مواقع ظاہر کر سکتی ہیں اب اس آیت میں وضاحت فرما دی کہ ان کے لیے اجازت ان تین اوقات کے علاوہ ہے ان تین اوقات میں وہ بھی اگر کسی کے گھر میں جائیں تو بلا اجازت نہ جائیں وہ اوقات یہ ہیں نمازِ فجر سے پہلے ۔ دوپہر[۲] کے وقت جب لوگ کپڑے اتار کر سوتے ہیں اور نمازِ عشاء[۳] کے بعد اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ اوقات عموماً میاں بیوی کی مشغولیت کے ہوتے ہیں اور آرام اور سکون بھی مقصود ہوتا ہے اور تنہائی کی وجہ سے کبھی کبھار کپڑا بھی بدن پر نہیں ہوتا تو ان حالات میں اگر کوئی بلا اجازت چلا گیا تو ظاہر بات ہے کہ اہل خانہ بُرا منائیں گے ان کے معاملات میں خلل ہوگا اس لیے پروردگار نے ان اوقات میں بچوں اور غلاموں کو بھی بلا اجازت کسی کے گھر میں جانے سے منع فرمایا اور نابالغ بچے اگرچہ شریعت کے مُکلّف نہیں ہیں لیکن انہیں بھی عادت ڈالنا مقصود ہے اور قرآن کریم میں کہیں بھی بچوں کو مخاطب نہیں بنایا گیا

Marfat.com

سوائے اس ایک حکم کے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ بلا اجازت بچہ بھی اگر کسی کے گھر چلا جائے تو ان حالات میں اس کی آبروریزی ہوگی اور مومن کی آبرو اور حرمت بیت اللہ کی آبرو اور حرمت کے برابر ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بچوں کو بھی یہ حکم دیا ہے اب ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت میں تو صرف غلاموں اور بچوں کا ذکر ہے باقی اور محارم کا ذکر نہیں ہے تو کیا باقی محارم ان اوقات میں دوسرے عزیز رشتہ دار کے گھر جا سکتے ہیں یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب بچے ان اوقات میں بلا اجازت دوسرے کے گھر میں نہیں جا سکتے تو باقی بالغ رشتہ دار بطریقہ اولیٰ نہیں جا سکتے تو صرف بچوں یا غلاموں کا ذکر بطور تاکید ہے اور اس سلسلہ میں مزید تفصیل آیت قل للمومنین یغضوا من ابصارھم کے تحت مفصّل اور مدلل گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

بچّوں کو بلوغت کے بعد اجازت طلب کرنا چاہیئے

وَاِذَا بَلَغَ الْاَطْفَالُ	اور جب تمہارے بچے بلوغت
مِنْكُمُ الْحُلُمَ	کو پہنچیں تو ان کو بھی اسی طرح
فَلْيَسْتَاْذِنُوْا كَمَا	اجازت مانگنا چاہیئے جس
اسْتَاْذَنَ الَّذِيْنَ مِنْ	طرح اجازت مانگتے ہیں وہ
قَبْلِهِمْ ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ	لوگ جو ان سے پہلے ہو گزرے۔
اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ ؕ	اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے

Marfat.com

وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ (سورہ نور آیت ۵۹)

لیے اپنی آیات بیان کرتے ہیں اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

تشریح

پہلے یہ مسئلہ گزر گیا ہے کہ نابالغ بچے تین اوقات کے علاوہ بلا اجازت گھروں میں آجا سکتے ہیں اور اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ وہی بچے جب بالغ ہو جائیں تو یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ پہلے تو آیا جایا کرتے تھے تو اب بھی انہیں اجازت ہوگی تو فرمایا کہ نہیں وہ بھی اب اجازت مانگ کر آئیں جس طرح کہ اور لوگ اجازت مانگتے ہیں یعنی تین مرتبہ السلام علیکم کہہ کر اجازت طلب کریں ۔ آگے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اپنے احکامات بیان کرتے رہتے ہیں وہ جاننے والا حکمت والا ہے اس میں اشارہ ہے کہ اب وہ نوجوان ہو گئے ہیں اب ان میں عورتوں کی خواہشات پیدا ہو گئی ہیں اور ان کے نوجوان ہونے کی وجہ سے اب عورتوں کے دلوں میں بھی فساد پیدا ہوگا اس لیے پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ بچے بھی اب بلا اجازت کسی کے گھر میں نہ جائیں ۔

بوڑھی عورتوں کے لئے پردہ ضروری نہیں ہے

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ

اور جو بیٹھ رہی ہیں گھروں میں تمہاری عورتوں میں سے

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَّضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِيْنَةٍ ط وَاَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ط وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ النور آیت ۶۵)

جن کو توقع نہیں رہی نکاح کی ان پر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے یہ نہیں کہ دکھاتی پھریں اپنا سنگار اور اس سے بھی بچیں تو بہتر ہے ان کے لیے اللہ سب باتیں سنتا جانتا ہے۔

تشریح

پردے کا اصلی مقصد انسدادِ فحاشی اور زناکاری ہے بالغہ اور جوان عورت کی طرف چونکہ رجحان ہوتا ہے اس لیے ان پر پردے کی پابندی ہے اور بوڑھی عورتوں کی طرف مردوں کی خواہش ہی نہیں رہتی اس لیے ان سے پردے کی پابندی اٹھالی گئی ہے البتہ یہ شرط رکھی گئی ہے کہ زینت کے مواقع وہ بھی ظاہر نہ کریں یعنی بڑی چادر یا برقع اتار دیں تو کوئی حرج نہیں البتہ دوپٹہ اوڑھنی وغیرہ نہ اتاریں اسے اپنے سر پر ڈالے رکھیں اس طرح کہ گریبان سینہ وغیرہ چھپے رہیں اور پرہیز بہرحال بہتر ہے۔

عورت بوقتِ ضرورت غیر محرم مرد سے بات کر سکتی ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ

اے نبی کی بیویو تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم اللہ

Marfat.com

النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝

سے ڈرتی ہو تو دبی زبان سے بات مت کہو کیونکہ جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرے گا اور معقول بات کرو

(سورۂ احزاب، آیت ۳۲)

تشریح

اس آیت کریمہ سے تین باتیں معلوم ہوتی ہیں پہلی بات یہ ہے کہ جو لوگ معاشرہ میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں انہیں سب سے پہلے اور بڑے اہتمام کے ساتھ اسلامی اصولوں پر عمل کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو بڑی سختی کے ساتھ پردے کے اہتمام کا حکم دیا ہے اور آپ کی بیویوں کی حیثیت معاشرے میں سب سے اونچی ہے کیونکہ وہ پوری امت کی روحانی مائیں ہیں وہ سب سے پہلے اس کا اہتمام کریں گی تو امت کی بیٹیاں بھی اہتمام کرینگی وہ اگر ایسا نہیں کریں گی تو امت کی بیٹیاں بھی نہیں کریں گی تو اس کی تمام تر ذمہ داری پھر ان پر عائد ہو جائے گی کیونکہ دنیا میں اصول یہ ہی ہے کہ نچلا طبقہ اوپر والے طبقے کا نقال ہوتا ہے تو اہم اشخاص یا ہستیوں کو چاہیئے کہ اس سلسلہ میں اچھا نمونہ پیش کریں غلط نمونہ نہ پیش کریں اور دوسرا اس آیت کریمہ سے یہ معلوم ہوا کہ عورت غیر محرم مرد سے بوقت ضرورت بات کر سکتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کو غیر محرموں کے ساتھ بات کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ ان کے ساتھ بات کرنے کا سلیقہ سکھایا ہے اور فرمایا ہے۔ وقلن قولا معروفا کہ دستور کے موافق بات کرو اور تیسرا یہ معلوم ہوا کہ عورتوں کو غیر محرم مردوں کے ساتھ دبی زبان سے بات نہیں کرنا چاہیئے کہ جس سے برائی کی، فحاشی اور بدکاری کی لچک پیدا ہو بلکہ ان کے لب و لہجہ میں قدرے سختی ہونی چاہیئے تاکہ بدقماش لوگوں کو ان سے برائی کی وابستہ امید ختم ہو جائے اور ان آیات کا شانِ نزول اگرچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کے بارے میں ہے مگر حکم عام ہے کیونکہ جب اعلیٰ کو حکم ہے تو ادنیٰ کو یقیناً یہ ہی حکم ہے اور نیز یہ ایک قانون ہے اور قانون تو ہمیشہ سب کے لیے برابر ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے پردے کے احکامات کی پابندی ضروری ہے، اسی طرح تمام مسلمان عورتوں پر پردے کی پابندی ضروری ہے۔

عورتیں بناؤ سنگار کر کے گھر سے نہ نکلیں

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ	اور بیٹھی رہو اپنے گھروں
وَلَا تَبَرَّجْنَ	میں اور گزشتہ زمانہ جاہلیت
تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ	کی طرح بناؤ سنگار نہ دکھاتی
الْأُوْلٰى وَأَقِمْنَ	پھرو نماز پڑھو۔ زکوٰۃ ادا
الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ	کرو اللہ اور اس کے رسول
الزَّكٰوةَ وَأَطِعْنَ	کی فرمانبرداری کرو اے گھر والو

Marfat.com

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا
يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ
عَنْكُمُ الرِّجْسَ
اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ
تَطْهِيْرًا ۝ وَاذْكُرْنَ
مَا يُتْلٰى فِيْ
بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ
اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝ (سورۃ احزاب آیت ۳۳ تا ۳۴)

اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی دور کرے اور تمہیں خوب پاک کرے اور تمہارے گھروں میں جو اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں یاد کرو بے شک اللہ رازدان باخبر ہے۔

تشریح

ان آیات میں چھ احکامات ہیں پہلا حکم یہ ہے کہ وقرن فی بیوتکن کہ تم اپنے گھروں میں ہی ٹھہری رہو اور یہ حکم جو صادر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر عورت کا اپنا اصلی محکمہ ہے گھریلو سامان کی حفاظت بچوں کی تربیت و نگہداشت اس کے سپرد ہے اور یہ محکمہ چونکہ بڑا اہم ہے شب و روز اس پر کڑی نگرانی کی ضرورت ہے اس لیے قدرت نے عورت کے دل میں اولاد اور مال و دولت کی محبت مرد کی نسبت زیادہ ڈال دی ہے تاکہ پورے جذبہ، محبت اور لگن کے ساتھ اس محکمہ پر کنٹرول کرے اور اس کے تمام اخراجات ضروریات خاوند پر ڈال کر اسے بالکل بے فکر بنا دیا ہے تاکہ وہ ہمہ وقت

Marfat.com

اپنے ان فرائض کی طرف پوری توجہ دے سکے تاہم اگر اسے بعض ناگزیر حالات میں باہر نکلنے کی ضرورت درپیش آگئی ہے تو اس کے لیے دُوسرا حکم یہ دیا ہے ولا تبرّجن تبرّج الجاهلية الاولىٰ اور پرانی جاہلیت والیوں کی طرح مت پھرو اور وہ طریقہ یہ تھا کہ عورتیں سر پہ اوڑھنی رکھتی تھیں اور اس کے دونوں کونے پُشت پر ڈال دیتی تھیں جس سے سینہ اور گریبان ننگا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو اس طرح باہر نکلنے سے منع فرمایا ہے اور نقاب اوڑھ کر نکلنے کی اجازت دی ہے اور اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ آج کل موجودہ ماحول میں عورتیں جس طرح نیم عریانی سے پھر رہی ہیں یہ بھی ناجائز ہے کیونکہ ان کی عریانی جاہلیتِ اولیٰ سے کہیں زیادہ ہے اور اس کی اصل وجہ دین سے بے خبری ہے کیونکہ عورتوں میں شرعی پردے کی اہمیت بٹھائی ہی نہیں گئی ۔ سرکاری سکولوں ۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں جو طریقہ تعلیم ہے اور جو عملی نمونے ہیں اس سے تو فحاشی کو فروغ ملتا ہے اور دینی اداروں میں صرف مردوں کے لیے تعلیم کا اہتمام ہے عورتوں کے لیے نہیں ہے حالانکہ عورت کی شرح پیدائش کہیں زیادہ ہے اس کے لیے بھی دینی تعلیم کا بندوبست ہونا چاہیئے اور صرف ان کو مغرب زدہ کہہ دینے سے ان کے دِلوں میں اسلامی احکامات کی اہمیت تو نہیں آئے گی مگر اس کی طرف کسی کی توجہ نہیں ہے اس لیے آج عورت کی بے راہ روی سے معاشرہ تباہی کے کنارے پہ جا لگا ہے اس کا واحد حل اسلامی تعلیمات ہیں وقتی حکومت کا فرض ہے کہ اس کی طرف توجہ دے کر معاشرے کو بچالے یہ اس کی ذمہ داریوں میں سے اولین ذمہ داری ہے بہرحال اس

Marfat.com

آیت ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ سے اتنا معلوم ہوگیا کہ عورت بوقت ضرورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے اور اس کی مزید تائید اس آیت کریمہ میں موجود ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ	اے نبی آپ اپنی بیویوں۔
لِاَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ	بیٹیوں اور ایمانداروں کی
وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ	عورتوں سے فرما دیں کہ وہ
یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ	اپنے اوپر چادریں اوڑھ لیا
جَلَابِیْبِھِنَّ ؕ ذٰلِكَ	کریں۔ یہ طریقہ قریب تر
اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ	ہے کہ اس سے وہ پہچانی
فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَكَانَ	جائیں گی اور پھر انہیں تکلیف
اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝	نہیں دی جائے گی اور اللہ
(سورہ احزاب آیت ۵۹)	بخشنے والا مہربان ہے۔

تشریح

اس آیت کریمہ سے چار باتیں معلوم ہوئیں پہلی بات یہ ہے کہ یہ آیت ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ کی توضیح و تشریح ہے اس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ بوقتِ ضرورت گھر سے باہر جا سکتی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ حجاب کا یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لیے مخصوص نہیں بلکہ سب ایماندار عورتوں کے لیے بھی ہے اور تیسری بات یہ معلوم ہوئی ہے کہ عورتوں کو پردے کے لیے چادر استعمال کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

سوال :- پہلے آچکا ہے کہ ولیضربن بخمرھن کہ وہ عورتیں اپنے اوپر دوپٹہ اوڑھ لیں وہ کافی ہے اور یہاں فرمایا ہے کہ بڑی چادر ہونی چاہیئے ۔ معلوم ہوا کہ دوپٹہ کافی نہیں ہے۔

جواب : یہ ہے کہ دوپٹہ تو صرف گریبان اور سینہ چھپانے کے لیے ہے اور یہ بڑی چادر پورا بدن چھپانے کے لیے ہے یعنی اولاً تو عورت کو دوپٹہ اوڑھنا چاہیئے اور پھر اس کے اوپر بڑی چادر اوڑھنا چاہیئے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر ایک پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے اور چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ پردے کا مقصد باحیا عورتوں کا تعارف اور انہیں درندہ صفت انسانوں سے بچانا ہے کیونکہ ان یعرفن فلا یؤذین کے جملہ سے اشارۃً معلوم ہوتا ہے کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کچھ عورتیں اچھا خوبصورت لباس پہن کر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے آوارہ پھرتی تھیں اور پھر اوباش طبقہ ان کے درپے ہو جاتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے نیک عورتوں کو اس اوباش طبقے سے بچانے کا ایک طریقہ بتایا ہے کیونکہ جس عورت پر پاکدامنی کی چادر ہو گی اسے ہاتھ ڈالنا آسان کام نہیں ہو گا اور جس پر یہ پاکدامنی کی چادر نہیں ہو گی اس سے یہ اندازہ ہو جائے گا کہ یہ اسی مقصد کی خاطر گھوم گھام رہی ہے تاکہ اس سے کوئی تعلق جوڑے بہرحال ان آیات سے اتنا معلوم ہو گیا کہ عورت اپنی حوائج ضروریہ کے لیے گھر سے باہر جا سکتی ہے ہر وقت اس کے لیے گھر میں پابند رہنا ضروری نہیں ہے چنانچہ خود متاع دو عالم محبوب رب العلمین ترجمان وحی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ذاتی عملی نمونے اس سلسلہ میں بے شمار موجود ہیں کہ آپ جب کہیں سفر پر جاتے یا جہاد کے لیے جاتے تو اپنی بیویوں میں سے کسی

نہ کسی کو اپنے ساتھ رکھتے تھے اور اسی طرح سفر حج کے موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہ آپ کے ساتھ تھی اور آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کی بعض بیویاں حج کے لیے جاتی رہی ہیں اور صحابہ میں سے کسی نے منع نہیں کیا پس معلوم ہوا کہ عورتیں بوقت ضرورت گھر سے باہر جا سکتی ہیں مثلاً کسی عزیز و اقارب کی شادی غمی کے موقعہ پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جب ان حوائج کے لیے اپنے گھر سے باہر جا سکتی ہے تو بقیہ حوائج دنیاوی کے لیے بھی یقیناً جا سکتی ہے یعنی اگر کوئی ایسی عورت ہو جس کی ابھی تک شادی نہ ہوئی ہو اور وہ اقتصادی طور پر مجبور ہو یا اگر شادی ہو بھی چکی ہے لیکن اس پر دونوں کا گزارا وقات نہیں ہو سکتا یا بیوہ عورت ہے اور اس کا کوئی ذریعہ معاش نہ ہو تو ان مجبوریوں کے تحت عورت یقیناً نوکری یا مزدوری کے لیے جا سکتی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد گرامی سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو آپ نے اپنی بیویوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

قد اذن لکن ان	تمہارے لیے اس کی اجازت
تخرجن لحاجتکن	ہے کہ اپنی ضرورت کے لیے
(رواہ مسلم) منقولہ از معارف القرآن	گھر سے نکلو۔

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ چادر اوڑھ کر کے جائیں اور نگاہ نیچی رکھ کر باوقار چلیں اور اسی طرح کام کریں ڈیوٹی ادا کریں راستے میں چلتے وقت اگر کہیں بھیڑ ہو تو پھر نگاہ اونچی بھی رکھی جا سکتی ہے کیونکہ یہ مجبوری ہے اور مجبوری سے ناجائز جائز ہو جاتا ہے اور وہ عورتیں جو مجبور نہیں ہیں ماں باپ ان کے آسودہ حال ہیں ان کے اخراجات برداشت کر رہے ہیں یا وہ شادی شدہ ہوں اور ان کا خاوند آسودہ حال ہو وہ بھی اس کے

اخراجات برداشت کر رہا ہو اور ایسی عورتیں اگر نوکری کی خاطر جائیں یا بے مقصد نیم عریانی کی حالت میں سربازار گھومے غیر محرم مردوں کے ساتھ خلط ملط ہوں ان سے ہنسی مذاق کریں ایسی عورتیں یقیناً گناہ کبیرہ کی مرتکب ہیں اور وہ شعائر اسلامی کی توہین کر رہی ہیں اور اکبر الہ آبادی نے ایسی ہی عورتوں کے بارے میں خوب کہا ہے۔ ع

بے پردہ کل نظر جو پڑی چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو اُن سے پردہ تمہارا وُہ کیا ہوا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

اور تیسرا حکم یہ ہے واذکرن الصلوٰۃ کہ گھروں میں نماز پڑھتی رہو اور چوتھا حکم یہ ہے واٰتین الزکوٰۃ کہ زکوٰۃ ادا کرتی رہو اور پانچواں حکم یہ ہے واطعن اللہ ورسولہ۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو۔ ان تینوں احکامات کی توضیح و تشریح کا تو یہ مقام نہیں ہے خواہ مخواہ مضمون لمبا ہوگا یہاں صرف یہ عرض کرنا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان تینوں کی علت یہ بیان فرمائی ہے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرًا بے شک اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ تم سے گندگی دور کر دیں اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دیں اور اس پہلے حکم نمبر ۲ میں یہ آچکا ہے کہ جاہلیت اولیٰ کی طرح گھروں سے باہر نہ نکلیں۔

اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سی گندگی ہے کہ ازواج مطہرات کے باہر نکلنے سے ان پر بھی وہ گندگی پڑنے کا اندیشہ تھا جس کے پیشِ نظر

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے گھروں سے باہر نکلنے سے روک دیا تھا اور گھروں کے اندر رہ کر بھی اس کا اندیشہ تھا جس سے بچنے کے لیے انہیں اقامت صلوٰۃ ایتاء الزکوٰۃ اور اطاعت اللہ اور اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔

جواب یہ ہے کہ یہاں گندگی سے مراد روحانی گندگی ہے ظاہری گندگی مراد نہیں ہے یعنی جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں بھی نقاب اوڑھ کر غضوبصر کرتے ہوئے جب اپنے گھروں سے بوقت ضرورت نکلتی ہوں گی اور غضوبصر سے ہی چلتی ہوں گی مگر کسی نہ کسی غیر محرم پر نگاہ پڑ جاتی ہوگی اور اسی طرح سامان دنیوی دیکھ کر زیب و زینت اور آرائش کا خیال اور لالچ بھی آ ہی جاتا ہوگا کیونکہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت جب اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانک جھانک کر دیکھتا ہے اور اسے بہکانے کی کوشش کرتا ہے اور شیطان کا یہ بھی اصول ہے کہ وہ ہمیشہ ہدایت کے مرکز پر حملہ کرتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیویاں تو مرکز ہدایت تھیں اس لیے لازماً شیطان ان کے درپے بھی ہوتا ہوگا اور ان کے مبارک دلوں میں بھی طرح طرح کے خیالات اور وساوس پیدا کرتا ہوگا اور نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیک وقت نو بیویاں تھیں اور سوکن ہونے کی حیثیت سے ان کے مابین تباغض تحاسد بھی ہوتا ہوگا اور یہ روحانی بیماریاں ہیں اور ان ہی روحانی بیماریوں کو اللہ تعالیٰ نے یہاں الرجس سے تعبیر فرمایا ہے اور ان کے ازالے اور ان سے شفا بخشنے کے لیے تین نسخے بتاتے ہیں۔ اقامت صلوٰۃ، ایتاء الزکوٰۃ،

اطاعت اللہ، اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اگر وہ ان اصولوں کی پیروی کریں گی تو ان کے دل شیطانی خیالات سے حرص اور لالچ سے باہم تباغض اور تحاسد سے پاک ہو جائیں گے۔

سوال ۔ ان اصولوں کی پیروی سے یہ روحانی بیماریاں کس طرح دور ہو سکتی ہیں۔

جواب ۔ نماز اللہ تعالیٰ کی بندگی کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے کیونکہ انسان جب نماز کی نیت کرتا ہے تو اس سے پہلے جو چیزیں اس کے لیے حلال طیب ہوتی ہیں وہ اب اس کیلئے حرام ہو جاتی ہیں تاوقتیکہ سلام نہ پھیرے مثلاً کھانا پینا چلنا پھرنا کسی سے بات کرنا بیع و شراء خرید فروخت وغیرہ ذالک یہ سارے کام اس کے لیے پہلے حلال طیب تھے لیکن اب یہ اس کے لیے حرام ہیں اب یہ کھاتا نہیں پیتا نہیں چلتا پھرتا نہیں، کسی سے بات نہیں کرتا کاروبار کرنا تو کجا اس کا تصور تک نہیں کرتا بس اس کے دل میں ایک ہی لگن ہے کہ اللہ خوش ہو جائے اسی لیے اپنے دل میں اس کو سمایا ہوا ہے اس کے لیے کبھی کھڑا ہوتا ہے کبھی بیٹھ جاتا ہے اور کبھی رکوع اور سجدہ کرتا ہے کبھی قومہ اور جلسہ میں ہے اور یہ سارے کام از سر خود اور رضا کارانہ کر رہا ہے اس پر کسی کا کوئی دباؤ نہیں اب مقام غور ہے کہ جو انسان اس درجے کا اللہ کا تابعدار اور فرمانبردار ہوگا وہ باقی شعبہ ہائے زندگی میں اس کی نافرمانی کس طرح کرے گا اور جو حلال طیب چیزیں بھی اس کی رضاء کے لیے ترک کرتا ہے وہ ہمہ وقتی حرام کس طرح کھائے گا یقیناً نہیں اور اسی طرح حسد و بغض، لالچ و حرص وغیرہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ مال کی وجہ سے اور جب یہ صدقات زکوٰۃ کے ذریعہ

Marfat.com

اس باعث کو ہی ختم کر دے گا تو پھر اس کے دِل میں یہ بیماریاں کیسے آئیں گی بہرحال جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے دِلوں میں ایسی بیماریاں پیدا ہونے کا احتمال تھا اور بعض اوقات رونما بھی ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے ان اصولوں پر عمل کرا کے ان کے دِلوں کو پاک کر لیا اور محفوظ کر لیا۔

اور چھٹا حکم ہے واذکرن مایتلی فی بیوتکن من آیات اللہ والحکمۃ ان اللہ کان لطیفًا خبیرًا اور پڑھتی پڑھاتی رہو اپنے گھروں میں اللہ کی آیات اور دانائی والی باتیں بیشک اللہ راز دان باخبر ہے۔ اس کا ایک مقصد تو یہ ہو سکتا ہے کہ نماز اور زکوٰۃ کے علاوہ بھی ذکر واذکار تلاوت قرآن پاک کا اہتمام کرو کیونکہ ذکر واذکار کو بھی قلبی صفائی میں بہت بڑا دخل ہے۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور اگر اس کی اصلاح ہو جائے تو سارے جسم کی اصلاح ہو جاتی ہے اور فرمایا کہ وہ دلی ہے پس ذکر اللہ سے انسان کا تزکیہ نفس ہو جاتا ہے اور یا واذکرن مایتلی سے مراد تدریس ہے یعنی اپنے گھروں میں قرآن کریم کی تدریس اور تعلیم کا بھی اہتمام کرو اور یہ حکم دینے کی ضرورت اس لیے در پیش آئی کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے صرف مردوں کے لیے تو رسول بنا کر نہیں بھیجا تھا بلکہ آپ عورتوں کے لیے بھی رسول تھے اور قرآن کریم میں بعض مسائل ایسے ہیں جو مردوں اور عورتوں میں مشترک ہیں۔ ایسے مسائل تو آپؐ بآسانی سب کو سمجھا سکتے تھے آپ کے لیے کوئی دشواری نہیں

Marfat.com

تھی اور بعض مسائل ایسے ہیں جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں ایسے مسائل سمجھانے میں آپ کے لیے دُشواریاں تھیں اس لیے آپؐ نے متعدد عورتوں سے نکاح کیا انہیں ان مسائل کی تعلیم دی اور پھر ان کے ذریعہ بقیہ عورتوں تک وہ مسائل پہنچائے گئے گویا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر مبارک ایک دینی یونیورسٹی تھی، ایک تعلیم گاہ اور تربیت گاہ تھی جہاں سے صنفِ نازک کو عقائد روحانیات، اخلاقیات اور تزکیۂ نفس کا سبق ملتا تھا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی اس تعلیم کا ہی نتیجہ تھے۔ کہ انہوں نے اپنا ہر قسم کا آرام وراحت اور تن من قربان کر کے امت تک یہ دین پہنچایا اور اس امت پہ جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان ہے اسی طرح ان کی بیویوں کا بھی احسان ہے ؏

بنا کردن خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

اور یہ احکامات صرف ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بلکہ امت کی تمام خواتین کو بھی یہ حکم ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز، زکوٰۃ، اطاعت اللہ اطاعت رسول ذکر اللہ تلاوت قرآن کریم اور اس کی درس وتدریس کا اہتمام کریں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو جو خصوصی طور پر خطاب فرمایا ہے یہ بطور تاکید ہے کہ وہ اُمت کی مائیں اُستانیاں اور معلمات ہیں انہیں پہلے یہ عمل کرنا چاہیئے۔

مذکورہ دستور کو عملی جامہ پہنانے والوں کے فضائل

اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ بے شک اللہ نے مسلمان

Marfat.com

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ
وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ
وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقَاتِ
وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ
وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ
وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ
وَالْمُتَصَدِّقَاتِ
وَالصَّائِمِيْنَ
وَالصّٰٓئِمٰتِ
وَالْحَافِظِيْنَ
فُرُوْجَهُمْ وَالْحَافِظٰتِ
وَالذّٰكِرِيْنَ
كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ
مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا
عَظِيْمًا ۝
(سورہ احزاب آیت ۳۵)

مردوں اور مسلمان عورتوں
اور ایمان دار مردوں اور
ایمان دار عورتوں فرمانبردار
مردوں اور فرمانبردار عورتوں
سچے مردوں اور سچی عورتوں
اور صبر کرنے والے مردوں
اور صبر کرنے والی عورتوں
اور عاجزی کرنے والے
مردوں اور عاجزی کرنے والی
عورتوں اور خیرات کرنے
والے مردوں اور خیرات
کرنے والی عورتوں روزے دار
مردوں اور روزے دار عورتوں
پاک دامن مردوں اور پاک
دامن عورتوں اور اللہ کو
بہت یاد کرنے والے مردوں
اور بہت یاد کرنے والی عورتوں
کے لیے بخشش اور بڑا اجر تیار کیا ہے

تشریح

اس آیت کریمہ میں جس اجر عظیم کا ذکر ہے اس سے مراد دُنیاوی

Marfat.com

اور اخروی دونوں اجر ہو سکتے ہیں۔

آداب دعوت

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ط اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ط (سورۃ احزاب آیت : ۵۳)

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو مگر اس وقت کہ تمہیں کھانے کی اجازت دی جائے نہ اس کی تیاری کا انتظار کرتے رہو لیکن جب تمہیں بلایا جائے تب داخل ہو پس جب تم کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ اور باتوں کے لیے جم کر نہ بیٹھو کیونکہ اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے اور وہ تم سے شرم کرتا ہے اور اللہ حق بات کہنے سے شرم نہیں کرتا۔

تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کبھی کبھی عمومی قسم کا کھانا پکتا تھا اور بعض حضرات ایسے تھے کہ کھانا تیار ہونے سے پہلے ہی وہاں جاکر بیٹھ جاتے تھے اور چونکہ آپ کے گھر میں پردہ ہوتا تھا اور

Marfat.com

ان لوگوں کی وجہ سے ازواج مطہرات کی آزادی میں فرق پڑتا تھا۔ کھانا تیار کرنے میں رکاوٹ ہوتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرم کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں فرماتے تھے کہ یہ لوگ مہمان ہیں تو پھر اللہ پاک نے یہ آیات اتاریں ان میں اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو تین آداب سکھائے ہیں۔ پہلا ادب یہ ہے کہ دعوت کے سوا کسی کھانے میں شریک ہی نہیں ہونا چاہیئے چنانچہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من دخل علی غیر دعوت دخل سارقا و خرج مغیرًا جو شخص کسی کی دعوت میں بن بلائے چلا گیا تو وہ داخل ہوا چور اور نکلا لوٹ مار کرتے ہوئے اور دوسرا ادب یہ سکھایا ہے کہ کھانا تیار ہونے سے پہلے نہیں جانا چاہیئے اور تیسرا ادب یہ سکھایا ہے کہ کھانا کھا کر چلا جانا چاہیئے تا دیر بیٹھنا نہیں چاہیئے کیونکہ اس سے اہل خانہ کی آزادی میں فرق پڑے گا۔

یہ آیت کریمہ بظاہر اگرچہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رفیع میں اتری ہے اور اس میں آپ کے صحابہ کو آپ کے تین آداب سکھائے ہیں مگر مفسرین حضرات نے تصریح فرمائی ہے کہ یہ حکم صرف آپ کے ساتھ یا آپ کے صحابہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ تمام امت کے لیے ہے۔

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ	اندھے پر اور لنگڑے پر اور بیمار
وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ	پر اور خود تم پر اس بات میں کوئی
وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ	حرج نہیں کہ تم اپنے گھروں سے
حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ	کھانا کھاؤ یا اپنے باپ کے گھروں
أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن	سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے

Marfat.com

بُيُوتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُيُوتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوتِ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ اَوْ صَدِيْقِكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان کے گھروں سے جن کی کنجیاں تمہارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے۔ تم پر کوئی گناہ نہیں کہ مل کر کھاؤ یا الگ الگ کھاؤ پھر جب گھروں میں داخل ہونا چاہو تو اپنے لوگوں پر سلام کیا کرو جو اللہ کی طرف سے مبارک اور عمدہ دعا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لیے احکام بیان فرماتے ہیں تاکہ تم سمجھ

(سورہ نور آیت ۶۱)

تفسیر

اس آیت کریمہ میں مزید تین آداب سکھائے گئے ہیں پہلا یہ ہے کہ مندرجہ

Marfat.com

ذیل اقارب کے گھروں میں انسان بلا تکلف کھا پی سکتا ہے۔ باپ، ماں، بھائی بہن، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ، دوست، گھر کا مختار اور دوسرا ادب یہ ہے کہ دو چند آدمی مل کر کھائیں تو بھی کوئی حرج نہیں اور اگر الگ کھائیں تو بھی حرج نہیں اور مل کر کھانے کی صورت میں اندھے لنگڑے اور مریض بھی اگر ساتھ شامل ہو جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مبارک سے پہلے تو ایسا امتیاز نہیں برتا جاتا تھا بلکہ لوگ خوشی محسوس کرتے تھے کہ ہمارے گھر سے کسی عزیز نے کھانا کھا لیا ہے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دور آیا اور یہ آیت اتری لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ کہ ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ سے مت کھاؤ تو صحابہؓ مندرجہ بالا گھروں سے اور باہم مل کر کھانا کھانے کو حرج سمجھنے لگ گئے تھے کہ شاید ان صورتوں میں کھانا کھانے سے کسی کی حق تلفی نہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتار کر اس کی اجازت دی اور فرمایا کہ ان صورتوں میں کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں اور تیسرا ادب یہ ہے کہ جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو انہیں سلام دو۔ آدابِ دعوت کے سلسلہ میں یہ آیات مجمل ہیں ان کی تفصیل مزید مندرجہ ذیل احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آ رہی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَاْتُ	حضرت سلمان نے فرمایا کہ میں نے
فِي التَّوْرَاةِ اَنَّ بَرَكَةَ	تورات میں پڑھا کہ کھانے میں برکت
الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ بَعْدَهٗ	اس کے بعد ہاتھ دھونے سے ہے
فَذَكَرْتُ ذَالِكَ لِلنَّبِيِّ	تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	سامنے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوْءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوْءُ بَعْدَهُ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانے کی برکت اس سے پہلے ہاتھ دھونے میں ہے اور اس کے بعد ہاتھ دھونے میں ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِیْ تَطِيْشُ فِی الصَّفْحَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ (متفق علیہ)

عمر ابن ابی سلمہ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنا بچپن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں گزارا۔ کھانا کھاتے وقت میرا ہاتھ رکابی میں گھومتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے فرماتے تھے بسم اللہ پڑھو دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَاْكُلَنَّ اَحَدُكُمْ بِشِمَالِهٖ وَلَا يَشْرَبَنَّ بِهَا فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَاْكُلُ بِشِمَالِهٖ وَيَشْرَبُ بِهَا (رواہ مسلم)

ابن عمر سے نقل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنے بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور نہ پیئے بے شک شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور پیتا ہے۔

Marfat.com

وَعَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّفْحَۃِ وَقَالَ اِنَّکُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِیْ اَیَّۃِ الْبَرَکَۃُ (رواہ مسلم)

اور جابر سے نقل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیاں اور رکابی چاٹنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا تم نہیں جانتے کہ کس میں برکت ہے۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَکَلَ اَحَدُکُمْ فَنَسِیَ اَنْ یَّذْکُرَ اللّٰہَ عَلٰی طَعَامِہٖ فَلْیَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ (رواہ الترمذی)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے پھر اللہ کا نام ذکر کرنا بھول جائے اپنے کھانے پر پھر اسے کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ و آخرہ۔

وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الطَّاعِمُ الشَّاکِرُ کَالصَّائِمِ الصَّابِرِ (رواہ الترمذی)

اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کھا کر شکر کرنے والا مثل صبر کرنے والے روزے دار کے ہے۔

وَعَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوْا

اور عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گوشت کھاتے وقت چھری

Marfat.com

اَلدَّحْوَ بِالسِّكِّيْنِ فَاِنَّهٗ مِنْ صُنْعِ الْاَعَاجِمِ وَاِنَّهٗ اَهْنَأُ وَاَمْرَأُ (رواہ ابوداود)

سے مت کاٹو یہ عجمیوں کا فعل ہے اسے نوچ کر کھاؤ وہ آسان اور خوشگوار ہے۔

وَعَنْ نُبَيْشَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ فِيْ قَصْعَةٍ فَلَحِسَهَا اِسْتَغْفَرَتْ لَهُ الْقَصْعَةُ (رواہ احمد)

حضرت نبیشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نقل کیا آپ نے فرمایا جو پیالہ میں کھائے پھر اس کو چاٹے تو وہ پیالہ اس کے لیے معافی مانگتا ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ابی سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانے سے فارغ ہوتے تھے تو فرماتے تھے تمام تعریفیں ہیں اس اللہ کے لیے جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور مسلمانوں سے بنایا۔

(یہ نو احادیث مشکوٰۃ کتاب الاطعمہ ص۳۶۲ سے منقول ہیں)

خلاصہ تفسیر

ان آیات اور احادیث میں جو آداب دعوت اور آداب طعام بتائے گئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ بن بلائے[1] کسی کی دعوت میں نہیں جانا چاہیئے جہاں[2] اس کو دعوت ہو وہاں کھانا تیار ہونے سے پہلے نہ جانا چاہیئے۔ کھانا کھا کر تادیر[3] نہ بیٹھے۔ اپنے خویش و اقارب[4] اور دوستوں سے گھروں سے کھانا کھا لینا چاہیئے۔ مل کر کھائیں یا الگ الگ معذوروں[5] کو بھی ساتھ ملائیں تو بھی حرج نہیں۔ اہلِ خانہ کو سلام[6] دینا۔ کھانا کھانے سے پہلے اور بعد[7] میں ہاتھ دھونا۔ بسم اللہ پڑھنا، بھول[8] جائے تو درمیان میں پڑھنا۔ دائیں ہاتھ اور اپنے سامنے[9] سے کھانا۔ پلیٹ[10] اور انگلیاں چاٹنا۔ دانتوں سے نوچ[11] کر گوشت کھانا۔ کھانے کے بعد[12] دعا کرنا۔

پردے دار گھروں سے چیز مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگنا چاہیئے

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ	اور جب نبی کی بیویوں سے
مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ	کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر
مِنْ وَّرَاۗءِ حِجَابٍ ۭ	سے مانگو اس میں تمہارے
ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ	اور اُن کے دِلوں کے لیے
لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ۭ	پاکیزگی ہے اور تمہارے لیے
وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ	یہ جائز نہیں ہے کہ تم رسول اللہ

Marfat.com

تُؤْذُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ۝

صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاؤ اور نہ یہ ہے کہ تم آپکی بیویوں سے آپ کے بعد کبھی بھی نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔

(سورہ احزاب آیت : ۵۳)

تشریح

اس آیت میں تین آداب سکھائے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے کوئی چیز مانگنا ہو تو پردے کے باہر سے مانگو اور اس کی علت یہ بیان فرمائی ہے کہ اس سے تمہارے دل بھی پاک رہیں گے اور ان بیویوں کے دل بھی پاک رہیں گے اور پاکی سے مراد وہی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے اور دوسرا ادب یہ سکھایا ہے کہ تم کوئی ایسی بات نہ کرو جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل مبارک آزردہ ہو اور تیسرا ادب یہ سکھایا ہے کہ آپ کے وصال کے بعد آپ کی بیویوں سے نکاح نہ کرو اور یہ حکم جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے بارے میں ہے باقی امت کے لیے بھی یہی ہے کہ جب کسی کے گھر سے کوئی چیز مانگے تو پردے کے باہر سے مانگنا چاہیئے پردہ اٹھا کر نہیں مانگنا چاہیئے کیونکہ اس سے اہلِ خانہ کی بے پردگی ہوگی۔

بہرحال قرآن وسنت کی روشنی میں یہاں تک جو قواعد وضوابط بیان ہوئے ہیں۔ اگر مرد وزن ان کو عملی جامہ پہنا لیں تو یقیناً ان کے گھر کا ماحول

Marfat.com

ستھرا اور صاف ہوگا۔ اخوت اور محبّت سے ان کی زندگی بسر ہوگی۔ پورے معاشرے میں وہ عزت اور احترام کی نگاہ سے دیکھے جائیں گے اور معاشرے کے باقی افراد کے لیے اور اپنی اولاد کے لیے بھی وہ ایک مثالی نمونہ بنیں گے اور اگر وہ ان اصولوں کو نہیں اپنائیں گے تو پھر انکی زندگی کی یہ گاڑی یقیناً تباہی کا شکار ہو جائے گی اور باقی معاشرے کے لیے بھی تباہی کا باعث بنیں گے جیسا کہ شب و روز مشاہدہ بھی ہو رہا ہے چنانچہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے لوگ ان اصولوں سے بے خبر تھے تو دنیا میں امن مفقود تھا یہاں تک کہ معصوم بچوں کو قتل اور بچیوں کو زندہ ہی درگور کر دیتے تھے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ زریں اصول ان کے سامنے پیش کیے اور جنہوں نے ان پر عمل کیا وہ نہ صرف عرب کے لیے بلکہ وہ امنِ عالم کے لیے نمونہ بنے وہ نہ صرف اپنے بچوّں کی تربیت اور نگہداشت کرتے تھے بلکہ وہ دوسروں کے بچوں کی بھی اپنے بچوّں کی طرح تربیت کرتے تھے اور وہ لوگ صنفِ نازک (مستورات) کے نہ صرف حقوق ادا کرتے تھے بلکہ ان کی حق تلفی کرنے والوں کے خلاف جہاد بھی کرتے تھے اور آج دنیا میں جو امن مفقود ہے اس کی وجہ ایک تو یہ ہے کہ انسانی ترقی کے بنیادی عنصر صنفِ نازک (مستورات) کی حق تلفی ہو رہی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان سے پیدا ہونے والی اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہے اور ناچیز نے اسی لیے یہ کتاب ترتیب دی ہے شاید کہ کوئی اسے پڑھ کر عمل کرے اور کامیابی سے ہم کنار ہو جائے اور آنے والی نسل کے لیے ہدایت کا روشن منارہ اور درخشندہ باب بنے۔

Marfat.com

بقیہ اسبابِ زنا سے بھی بچنا ضروری ہے

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذَالِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظْرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِیْ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذَالِكَ وَیُكَذِّبُهٗ (متفق علیہ)

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ قَالَ كُتِبَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ نَصِیْبُهٗ مِنَ الزِّنَا مُدْرِكٌ ذَالِكَ لَا مَحَالَةَ اَلْعَیْنَانِ زِنَاهُمَا النَّظْرُ وَالْاُذُنَانِ زِنَاهُمَا

اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم پر اس کا حصّہ زنا میں سے لکھ دیا گیا ہے وہ لامحالہ اسے پائے گا۔ پس زنا آنکھ کا دیکھنا ہے اور زنا زبان کا بولنا ہے اور نفس اس کی تمنا کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرم گاہ اس کی تصدیق کرتی ہے اور تکذیب کرتی ہے اور امام مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ابن آدم پر اس کا حصّہ زنا میں سے لکھ دیا گیا ہے وہ اسے لامحالہ پائے گا۔ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے۔ کانوں کا زنا سننا ہے۔ زبان کا زنا بولنا

Marfat.com

الْاِسْتِمَاعُ وَاللِّسَانُ زِنَاهُ الْكَلَامُ وَالْيَدُ زِنَاهَا الْبَطْشُ وَالرِّجْلُ زِنَاهَا الْخَطْيُ وَالْقَلْبُ يَهْوٰى وَيَتَمَنّٰى وَيُصَدِّقُ ذَالِكَ الْفَرْجُ وَيُكَذِّبُهٗ

ہے۔ ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے اور پاؤں کا زنا چلنا ہے اور دل خواہش کرتا ہے تمنی کرتا ہے اور شرمگاہ اس کی تصدیق کرتی یا تکذیب کرتی ہے۔ (یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ باب ایمان بالقدر ص۲۰ سے منقول ہیں)

تشریح

اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان میں جس طرح زنا کرنے کی طاقت رکھی ہے نہ کرنے کی بھی طاقت رکھی ہے اور یہ ہاتھ پاؤں اور آنکھیں وغیرہ جو ہیں یہ اس کے اسباب ہیں اور دونوں کے نتائج بھی بیان فرما دیئے ہیں اور اب جو شخص یہ اسباب استعمال کریگا تو لامحالہ یہ فعل متصور ہوگا اور پھر اس کا خمیازہ بھگتے گا لہٰذا انسان کو چاہیئے کہ ان اسباب پر کنٹرول کرے تاکہ زنا جیسے فعل قبیح سے بچ جائے

Marfat.com

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ
اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا
الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا
تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى
اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَصَفِيِّهٖ
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ
وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ وَذُرِّيَّاتِهٖ
اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

تمّت

ابو الضیاء عاصی حمید الرحمان عباسی غفرلہٗ
مدرس مدرسہ قاسم العلوم ،
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۹ / جمادی الاوّل سنہ ۱۴۰۹ھ
۹ / جنوری سنہ ۱۹۸۹ء

Marfat.com

والدہ

والدہ شفقت کی دیوی، والدہ اُلفت کی جاں
بہرِ طفلاں جنّتِ فردوس زیرِ آسماں
بستیٔ انسان کی شام و سحر وُہ پاسباں
جذبۂ ایثار و قُربانی کی رنگیں داستاں
بے زباں بچّے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پُوچھئے معصُوم سے اِک بے بدل نعمت ہے یہ
والدہ از آفرینش تا قیامت باوفا
کشتیٔ معصُوم کی سمجھو اِسے تم ناخُدا
اِس کی شفقت کے پیاسے اولیاء و اتقیا
محسنۂ انبیاء، مخدومۂ اہلِ صفا
سُورۂ یوسفؑ اگر اک نالۂ یعقوبؑ ہے
چاہِ زمزم۔ والدہ کے عشق سے منسُوب ہے
کون چھاتی سے لگاتا تھا مجھے شام و سحر؟
کس کی آنکھوں پہر رہتی تھی فقط مجھ پر نظر؟

Marfat.com

زندگی میری ہے یہ کس کی دعاؤں کا اثر؟
کون کہتی تھی مجھے لختِ جگر نورِ بصر؟
والدہ! تیری عنایت کا یہ دِل ممنون ہے
بلکہ میرے جسم کا ہر رونگٹا مرہون ہے

عشق کی دُنیا تیرے اخلاص سے آباد ہے
تیرا دل حرص و ہوا سے کُلیتہً آزاد ہے
کیا ترا ٹھاہی تیری گود میں دل شاد ہے؟
تیری شفقت تو بڑھاپے میں بھی مجھ کو یاد ہے

جنّت فردوس تھا، پہلو ترا میرے لیے
مَیں بھی تھا، خواہ کچھ بھی ہوں رشکِ قمر تیرے لیے
پُوچھیے آکر یتیموں سے کہ کیا دولت تھی تُو
اپنے بچّوں کے لیے تُو سرتاپا رحمت تھی تُو

گرچہ کُٹیا میں تھی۔ پر اُن کے لیے جنّت تھی تُو
فاقہ مستی میں بھی اُن کے واسطے نعمت تھی تُو
بن ترے اُن کا جہاں برباد ہے برباد ہے
ترا یکسالہ بھی فرقت میں تیری ناشاد ہے

والدہ ننھّے کے حق میں رحمتِ پروردگار
دیکھ کر بیمار اُس کو ہو رہی ہے سوگوار
کوئی بُلبل ہے؟ کہ لیتی ہے بلائیں بار بار
کوئی دیوانی ہے، رہتی ہے جو ہر دم اشکبار

اُس کے سر کے درد کی خاطر اپنے سر کو جُدا کر دے ابھی
اِس کے بس میں ہو، تو جاں تک بھی فدا کر دے ابھی

Marfat.com

خلاصۃ القرآن (مترجم)

یہ کتاب مؤلف ناچیز کی دوسری تالیف ہے اس میں قرآن حکیم کے سارے مضامین کی متفرق آیات کو یکجا کر دیا گیا ہے اور شروع میں ایک عنوان قائم کر کے اس پر بطور استشہاد اس کی متعلقہ تمام آیات دے دی گئی ہیں اور عنوانات قائم کرنے میں دورِ حاضر کے مسائل کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور آخر میں ہر باب کا خلاصہ بھی دے دیا گیا ہے۔ ——— یہ کتاب دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مکاتیب فکر کے چیدہ اور جید علماء کی مصدّقہ ہے مگر ان کی تصدیقات انشاءاللہ آئندہ اشاعت میں آئیں گی۔ یہ کتاب خطباء حضرات کے لیے نہایت ہی مفید ہے۔

خلاصۃ الاحادیث مترجم

یہ کتاب مؤلف ناچیز کی تیسری تالیف ہے اس کتاب میں مشکوٰۃ المصابیح کے کتاب الایمان سے لے کر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تک تقریباً ہر باب کی تین چار غیر مکدّر احادیث دی گئی ہیں خصوصاً حقوق زوجین اطاعت والدین اور متعلقہ نکاح کی احادیث زیادہ ذکر کی گئی ہیں۔ اور عنوانات مشکوٰۃ المصابیح والے ہی ہیں۔ ہر حدیث کا ترجمہ بھی دے دیا گیا ہے اور بعض جگہ مختصر تشریح بھی کر دی ہے۔ یہ کتاب کالجیٹ طبقہ کے لیے بہت مفید ہے۔ کیونکہ اس میں تقریباً وہی احادیث دی گئی ہیں جو حکومت کے نصاب تعلیم میں شامل ہیں۔

ملنے کا پتہ

انجمن خدّام الدین، شیرانوالہ دروازہ، لاہور

سے برافروختہ ہو کر انتہائی قدم نہ اٹھائے۔

وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ اٰلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ نِسَآئِہٖ وَکَانَتْ انْفَکَّتْ رِجْلُہٗ فَاَقَامَ فِیْ مَشْرُبَۃٍ تِسْعًا وَّ عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً ثُمَّ نَزَلَ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَیْتَ شَھْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّھْرَ تِسْعًا وَّ عِشْرِیْنَ (رواہ البخاری)

اور حضرت انسؓ سے نقل ہے انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کے پاس نہ جانے کی قسم اٹھائی تھی اور ان کے پاؤں میں موچ بھی آئی تھی تو بالاخانہ میں انتیس ۲۹ راتیں ٹھہرے پھر اترے تو صحابہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ نے تو ایک مہینہ کی قسم اٹھائی تھی تو آپؐ نے فرمایا بے شک مہینہ انتیس ۲۹ کا ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلَ اَبُوْ بَکْرٍ یَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ النَّاسَ جُلُوْسًا بِبَابِہٖ

اور جابر سے نقل ہے انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ آئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہتے تھے تو آپ کے دروازے کے پاس بیٹھا ہوا لوگوں کا ہجوم دیکھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلاصہ تفسیر القرآن

جلد ۵

حقوقِ نسواں

استاذ التفسیر مفتی حمید الرحمٰن عباسی مدظلہ العالی

مدرسہ قاسم العلوم

شیرانوالہ دروازہ لاہور

مکتبۃ الحسن

33 - حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

Marfat.com